مہدی حسن اور بنتھم

کی یوٹلٹی

یعنی

اصول سودمندی

یہ کتاب یورپ کے قوانین کی بنا قرار دیجاتی ہے اسکو بنتھم صاحب نے
جو انگلستان کے متاخرین حکما مین سے ہین اپنے ملک کے فوائد
کے لیے تصنیف کیا اور مولوی مہدی حسن صاحب جنیف جسٹس
حیدرآباد دکن نے اپنے ملک کے فائدہ کیواسطے اردو مین اسکا
ترجمہ کیا

سنہ ۱۳۰۳ھ

مطبع مقننِ دکن حیدرآباد مین چھاپی گئی

حضور پر نور

حضرت جہان پناہ ظل اللہ فیض رسانِ عالم - رفاہ جو - رعایا نواز -
زود مہر دیر کین - خطا بخش عیب پوش - عدل گستر - عاقبت اندیش
پیش بین - علم پرور - قدر شناسِ ہنر - موسس قوانین تہذیب اخلاق
مصلح آئین نصفت و عدالت - منبع علم و ہنر - مجمع عقل فراست - صاحب
عظمت و جلالت - مالک تخت و سلطنت دکن - قوی شوکت فیضان

حضرت میر محبوب علیخان بہادر رستم دوران فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ گرینڈ کمانڈر اسٹار
آف انڈیا (خلد اللہ ملکہ و دولتہ) نے براہ قدر دانی اس
کتاب کو اپنے خسروانہ کرم سے اپنے نام نامی سے معنون کیے
جانے کی عزت بخشی ہے - لہذا مترجم نے

اس کتاب کو

حضرت ممدوح کی کریمانہ اجازت سے بطور نشانی تعظیم اور احسانمندی کے
اونکے نام واجب التعظیم سے معنون کیا۔

١

فہرست مضامین

فصل ۹

حصہ ۲

تقسیم جائداد

فصل ۱

فصل

فصل ۳

جیرمی بنتھم کی کتاب یوٹلیٹی پر

دیباچہ

دینا مین فی نفسه کوئی چیز اچھی یا بری نہین ہے بلکہ صرف خارجی واقعات
اور حالات کسی چیز کو اچھا یا برا کر دیتے ہین ۔ مثلاً حصول دولت
اگر فی نفسه اچھی شی ہوتی تو ہر وقت اچھی ہوتی مگر ہم دیکھتے ہین
کہ چوری کے ذریعہ سے جو حصول دولت ہوا وسکو لوگ اچھا
نہین کہتے ۔ کسی کے جسم مین زخم لگانا بظاہر ایک فعل بد ہے مگر
اکثر ضرورت مین انسان کا عضو کاٹ دیا جاتا ہے پھوڑون
مین نشتر دیے جاتے ہین اور اوسکو کوئی برا نہین کہتا ۔
پس معلوم ہوا کہ ہر فعل اپنے خارجی اسباب اور اپنے نتائج
کے سبب سے اچھا یا برا کہلایا جاتا ہے پہلی مثال مین چونکہ
چوری سے دوسرون کو رنج و تکلیف پہونچتی ہے اسوجہ سے
وہ فعل برا ہے ۔ اور دوسری مثال مین چونکہ مریض کی صحت
مد نظر ہوتی ہے اسوجہ سے وہ فعل اچھا ہے ۔

بنتھم۔ ایک نامی شخص لندن کا تھا سنہ ۱۷۴۸ع مین پیدا
ہوا تھا اور سنہ ۱۸۳۲ع مین مرا۔ اوسکے فلسفہ کا یہ اصول تھا
کہ تمام اخلاق اور افعال انسانی کا مقصود اصلی راحت و مسرت
ہوتا ہے اور جس فعل سے کہ کوئی راحت یا مسرت منتج ہو اور
کسی تکلیف یا رنج کی روک ہوتی ہو وہ فعل اچھا ہے اور
اسی صفت یعنی کسی تکلیف کی مدافع اور کسی راحت کی حصول
کا نام ہے یوٹلٹی جسکا ترجمہ بلفظ سودمندی سے ہوسکتا ہے
اب مین اس یوٹلٹی کی ایک مثال دیتا ہون۔
مثلاً ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بیمار ہے اور سڑک پر پڑا ہے
اور اوسکی کوئی خبر لینے والا نہین ہے ہم اوسکو اوٹھا لائے
ہمنے اوسکا علاج کیا اوسکو کھانا دیا اوسکی خبرگیری کی ہمارا
یہ فعل یوٹلٹی کے مطابق ہے کیونکہ اسمین سے حسب ذیل
مسرات منتج ہوتی ہین اور حسب ذیل آلام دفع ہوتے ہین۔
(۱)۔ جب ہمنے اوس شخص کو ایسی بیماری و غربت کی
حالت مین دیکھا تھا تو ہمارے دل مین ایک الم ہمدردی
پیدا ہوا تھا، ہمارے اس فعل سے وہ دل کا الم دور ہوگیا
اور اوس الم کے بجاے ہمارے دل مین ایک مسرت دفع
الم پیدا ہوتی۔
(۲)۔ لوگون کے دل مین جو اوس شخص کو ایسی حالت مین
سڑک پر پڑا دیکھتے تھے ایک رنج اور خوف و عبرت ہوتی تھی

وہ رفع ہوئی اور جب اونکو معلوم ہوا کہ ہمنے اوسکے ساتھ یہ سلوک
کیا تو اون لوگون کو ہمسے نیکی کی امید پیدا ہوئی جو ایک قسم کی مسرت
سے اور اوسکے دل مین ہماری ایک عزت و قدر ہوئی اور ہمکو
اس امر کے علم سے کہ لوگ ہمیں اچھا سمجھتے ہین ایک دوسری مسرت ہوئی
(۳)۔ اوس شخص بیمار کو ایک الم و درد علالت سے نجات ملی اور
اسوجہ سے اوسکو بھی ایک مسرت ہوئی۔
(۴) اوسکے اعزا و اقارب کا رنج دفع ہوا اور جو لوگ کہ اوسکے
دست نگر تھے اور اوسکی بیماری کے زمانے مین جبکہ وہ کچھ معاش
مہیا نہین کر سکتا تھا محتاج ہو گئے تھے اونکا الم مایوسی رفع ہوا
اور اونکے دل مین مسرت امید و مسرت انجاح مرام پیدا ہوئی۔

پس اسی مسرت کی زیادتی اور الم کی کمی کا نام یوٹلٹی ہے
اور بنیتھم تمام سیاست تمدن اور تہذیب اخلاق کو اسی مسرت
والم کے موازنہ اور حساب پر مبنی کرتا ہے۔ وہ کسی فعل کو اسوجہ
سے اچھا نہین کہتا کہ وہ کسی مذہب مین درست یا کسی قانون
ملکی مین جائز رکھا گیا ہے۔ وہ اوس فعل کو جب ہی اچھا
کہیگا جبکہ اوسکی یوٹلٹی درست ہو یعنی وہ فعل کسی مسرت کو پیدا
کرتا ہو اور کسی الم کو دفع کرتا ہو۔ بنیتھم الفاظ انصاف و خلاف
انصاف و اخلاق و خلاف اخلاق وغیرہ کا استعمال نہین کرتا اور
وہ یہ بھی نہین کہتا کہ فلان اسوجہ سے برا ہے کہ خلاف انصاف
یا خلاف اخلاق ہے کیونکہ اوسکے نزدیک انصاف و اخلاق

وغیرہ بجاے خود کوئی چیز نہین ہین انصاف بھی وہی ہے کہ
جسمین یوٹلٹی ہو اور اخلاق بھی وہی ہے کہ جسمین یوٹلٹی ہو
چونکہ اس اصول یوٹلٹی کو صاف اور مدلل کرنے کے لیے
تین امور بہت ضرور تھے۔
(۱)۔ لفظ یوٹلٹی کے صاف وصریح معنی بیان کرنا۔
(۲) تمام اور اصولون کو جو غلطی سے اصول یوٹلٹی مین ملگئے
ہون یا اوسکے مشابہ ہوگئے ہون خارج کردینا۔
(۳) کچھ ایسے صاف اور معین قاعدے مقرر کردینا جس سے
فوراً ہر فعل کی مسرت والم یا راحت وتکلیف کی مقدار معلوم
ہوجاے کہ اس فعل سے اس مقدار کی مسرت یا راحت حاصل
ہوئی۔ اور اس مقدار کی الم یا رنج وتکلیف کا دفعیہ ہوا اسلیے
بینتھم نے اولاً اصول یوٹلٹی کو بیان کیا بعدہٗ آن دو اصولونکا
ذکر کیا جو اکثر اس اصول یوٹلٹی مین ملجاتے ہین اور او اوسکے
مشابہ ہوجاتے ہین اونمین سے ایک اصول رہبانیت ہی جسکو
مذہب اسلام نے یہ کہکر کہ لارہبانیت فی الاسلام منع کیا ہے اور
دوسرا اصول رغبت ونفرت جو لوگ اصول رہبانیت کو علم
اخلاق کا اصول قرار دیتے ہین وہ ہر ایسے فعل کو برا کہتے ہین
جس سے راحت یا مسرت انسانی پیدا ہوتی ہو اونکا قول یہ ہے
کہ دنیا ناچیز ہے اسمین ہمکو ہمیشہ مصیبت اوٹھانا چاہیے اور
جسقدر مصیبت ہم یہان اوٹھاینگے اوسیقدر دوسرے عالم

مین ہمکو راحت ہوگی - اِس سے ظاہر ہے کہ یہ اصول رہبانیت
بالکل ضد تمام اصول یوٹلٹی کا ہے، لیکن بقول ہیتھم کے یہ لوگ
جو اصول رہبانیت کی پیروی کرتے ہین خود نہین جانتے کہ وہ
کیا کہہ رہے ہین - زبان سے کہتے جاتے ہین کہ ہمکو راحت سے
نفرت ہے اور اوسی راحت کی تلاش مین سرگردان ہین مثلاً
فقرا جوگیان و راہبان جو طرح طرح کی تکالیف اپنے اوپر اوٹھاتے
ہین اور حظائظ دنیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیتے ہین -
یہ لوگ تمام یہ مصیبتین صرف مسرت نام آوری اور مسرت شہرت
یا کم سے کم مسرت امید ثواب اخروی حاصل کرنے کے لیے اوٹھاتے
ہین - ایک لطف دوسرا یہ ہے کہ مسرت کے حصول کی خواہش
کو تو لوگ برا سمجھتے ہین لیکن اسی شی کو جسکا نام مسرت ہی اگر دوسرے
الفاظ سے تعبیر کرو تو اوسکی خواہش کو لوگ برا نہین سمجھینگے مثلاً
اگر اِس مسرت کا نام رکھا جاسے - عزت - و شہرت و نام
و وقار - تو اِن چیزون کے حصول کی خواہش کو لوگ چندان
برا نہین سمجھتے - جو لوگ علم اخلاق اور سیاست مدن کو صول
رغبت و نفرت پر محول کرتے ہین وہ ہر فعل کو جو اونکی رغبت
کے موافق ہے اچھا اور ہر فعل کو جس سے اونکو بذاتہ نفرت
ہے برا کہتے ہین، مگر اونکے پاس اون افعال کی اچھائی
یا برائی کے لیے کوئی اور دلیل بجز اونکی ذاتی رغبت و نفرت
کی نہین ہے - یہ لوگ عجب مجازی دلائل پیش کرتے ہین -

ایشیا کے پرانے بادشاہون کا اکثر یہی اصول رہا ہے جو فعل اونکی طبیعت کے خلاف ہے وہ جرم ہے بغیر اِس امر کے لحاظ کے کہ اوس سے راحت یا مسرت انسانی منتج ہوتی ہے یا نہین۔ تعصب مذہبی بھی اسی اصول پر مبنی ہے ۔ ایک مذہب والے دوسرے مذہب کے لوگون کو کافر اور مرتد اور واجب القتل قرار دیتے ہین۔ تمام جدال وقتال مذہبی جو پچھلے زمانون مین ہوئے وہ اسی اصول پر مبنی تھے ۔ بہت سے ایام سال کے ہین جنمین اگر کوئی امر کبھی کسی گروہ کے خلاف رغبت صادر ہوا ہو تو وہ گروہ اون ایام کو نہایت رنج و ملال کے ایام سمجھتا ہے اور اون لوگون سے وہ گروہ عداوت رکھتا ہے جو لوگ اسدن کوئی امر خوشی کا کرین و بالعکس سلاطین صرف اپنے ذاتی خشم و غضب یا شوق حصول ملک و شہرت مین لکھوکھا بندگان خدا کا خون جنگ و جدال مین بہا دیتے ہین ۔

مصلحان قوم سے نفرت نیا طریقہ اختیار کرنے پرانی راہ کو چھوڑنے کی مخالفت اسی اصول پر مبنی ہے ۔ یہ سب مثالین اصول رغبت و نفرت کی تھین ۔ چونکہ کوئی شخص صاف یہ امر نہین کہہ سکتا کہ جو مین کہتا ہون وہی صحیح ہے اور جو اسکے خلاف ہے وہ احمق ہے یا بیہودہ ہے یا کافر ہے لہذا ہر زمانے مین جو اس اصول رغبت و نفرت کے پیرو ہین مختلف طریقون اور مختلف الفاظ مین اِس اصول کو ظاہر کرتے ہین حالانکہ غور سے دیکھو

تو مراد اول سب کی یہی ہے کہ جو ہماری رای ہے وہی صحیح ہے
اور اوسکی پیروی کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ
خدا نے ہم مین ایک قوت دی ہے جسکا نام کانشنس ہے وجدان
ذاتی یہی قوت نیک و بد مین تمیز کرتی ہے۔ دوسرا شخص کہتا ہے
کہ فلان فعل برا ہے کیونکہ ہمارا کانشنس بتاتا ہے کہ وہ فعل
برا ہے فلان کام اچھا ہے کیونکہ ہمارا کانشنس اوس فعل کو
اچھا کہتا ہے۔ اصل مین ان افعال کی اچھائی و برائی صرف
اوسکی رای کے مطابق ہے لیکن اپنے تئین الزام خود مختاری سے
بچانے کے لیے اوسنے اوس رای کو ایک فرضی شی کانشنس پر
محول کیا ہے۔ دوسرا شخص کہتا ہے کہ نہین فہم ایک چیز ہے جو
نیک و بد مین تمیز کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ فلان فعل نیک ہے
کیونکہ ہمارا فہم یہی کہتا ہے اور جو شخص اسکے خلاف ہے وہ فہم
نہین رکھتا۔

غرضکہ یہ سب لوگ اپنی رای کی فتحیابی کے لیے اور اسواسطے کہ
لوگ اوس رای کی پیروی کرین بے انتہا کوفت اوٹھاتے ہین
لڑتے ہین اور جھگڑتے ہین اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالتے
ہین۔ لیکن یہ امر بھی یہان پر ذکر کردینا ضرور ہے کہ یہ اصول
رغبت و نفرت کبھی کبھی اصول یوٹلٹی سے منطبق ہوجاتا ہے،
اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ فطرت انسانی راحت سے رغبت اور
تکلیف سے نفرت کرتی ہے لہذا اکثر وہ اشیاء جنسے لوگ رغبت

کرتے ہین وہی ہین جو راحت بخش ہین اور وہ اشیار جنسے
نفرت ہے وہی ہین جو تکلیف دہ ہین اور اصول یوٹلٹی بھی
راحت افزا اشیار کو پسند و تکلیف دہ اشیار کو ناپسند کرتا ہی
یہی وجہ ہے کہ جرم سرقہ و قتل و فریب وغیرہ تمام دنیا اور تمام
قومون مین بُری سمجھے گئے ہین۔ اصول رغبت و نفرت والے
اپنی فطرتی نفرت سے اوسکو بُرا کہتے ہین اور اصول یوٹلٹی والے
اوسکو تکلیف دہ ہونے کی وجہ سے بُرا کہتے ہین—
اسیوجہ سے بنتھم نے اصول رہبانیت اور اصول رغبت و نفرت کو
نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے تاکہ یہ دونون اصول یوٹلٹی
کے لباس مین ہوکر انسان کو غلطی مین نہ ڈالین—
اسکے بعد بنتھم نے اسباب نفرت کو بیان کیا، یعنی کیا وجوہ ہین
جنسے انسان خواہ مخواہ ایک شی سے نفرت کرنے لگتا ہے—
ان اسباب کا جاننا بھی ضرور ہے کیونکہ یہی اسباب انسان کو
اصول رغبت و نفرت کی طرف کھینچ لیجاتے ہین اور آدمی اپنی
اوس نفرت کی وجہ سے جو اوسکے دل مین بیٹھ جاتی ہے ایک
شی کو بُرا سمجھنے لگتا ہے بغیر اس امر کے غور کئے کہ اوس شی سے مسرت
انسانی گھٹتی ہے یا نہین، وہ اسباب یہ ہین—
اولاً تنفر حواس- مثلاً کیچوا ایک کیڑا بدہیئت ہوتا ہے اور نظر کو
جو منجملہ ایک حواس کے ہے بُرا معلوم ہوتا ہے لہذا وہ بیچارہ
باوجود دیکہ کسیکو نقصان نہین پونہچاتا نجس سمجہا جاتا ہے لوگ

اوس سے نفرت کرتے ہین یہی سال صد ہا جانورون کا ہے جو صرف اپنی بدہیئتی کے سبب یا اس سبب سے کہ اونمین ایک بو ایسی ہوتی ہے جو ہمارے شامہ کو تکلیف پونہچاتی ہے ہمارے ہاتھ سے مصیبت مین گرفتار رہتے ہین۔

ثانیاً مخالف رای وغیرہ جو ہماری سی رای نہین رکھتا خواہ نخواہ اوس سے نفرت معلوم ہوتی ہے۔

ثالثاً بھروسہ کا ٹوٹ جانا۔ فرض کرو کہ مین زید سے اپنے خیال و رغبت کے موافق امید رکھتا تھا کہ اگر مین اوس سے گاڑی مانگون گا وہ مجھے دیدیگا مین نے گاڑی مانگی اوسنے ندی اس سے خواہ مخواہ مجھے اوس سے ایک نفرت پیدا ہوگی اور اوسکے کسی فعل پر مجھے بھروسہ نرہیگا۔

رابعاً۔ اس امر کی خواہش کہ لوگ ہمارے ہی مذاق اور لطف کی باتین کرین۔

خامساً حسد۔ مثلاً کوئی شخص نہایت غریب تھا دفعتہً امیر کبیر ہوگیا گو اوسنے ہمکو کوئی نقصان نہین پونہچایا تاہم اس امر کا حسد ہمارے دل مین پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیون بڑھ گیا اور ایسے شخص کا نام خواہ مخواہ حقارت سے لیاجاتا ہے کوئی اوسکو نوخیز کہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ اسکی آنکھون مین چربی چھائی ہوئی ہے وقس علیٰ ہذا۔

بینتھم کا قول ہے کہ یہی حسد اکثر لوگون کو اصول رہبانیت

کیطرف بھی کھینچ لیجاتا ہے کیونکہ دولت کی حد اسقدر وسیع ہے کہ سب لوگون کا دولت مین برابر ہو جانا غیر ممکن ہے لیکن غربت و مفلسی ایسی چیز ہے جو سب کو گھٹا کر ایک درجہ پر لا سکتی ہے پس اہل حسد جب دوسرون کو اپنے سے زیادہ دولتمند دیکھتے ہین تو اصول رہبانیت کو خوب بڑھانا چاہتے ہین تاکہ سب تارک الدنیا ہو کر ایک حالت پر آجائین۔

اِن تمام اصولون اور اسباب نفرت کے بعد بنیتھم نے اِس امر کا ذکر کیا ہے کہ علم سیاست مدن پر اِن اصولون کا کیا اثر ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اصول رہبانیت کا اثر تو بہت کم علم سیاست مدن پر ہوتا ہے کیونکہ گورنمنٹ کا مقصود ہمیشہ یہ رہتا ہے کہ **طاقت** ۔ و **غلبہ** ۔ و **دولت** ۔ ہو اور اصول رہبانیت اِسکے خلاف ہے لہذا کسی زمانے مین کسی گورنمنٹ یا بادشاہ نے رہبانیت کو اصول سلطنت نہین ٹھہرایا ہے۔ اصول ہمدردی پر بھی بہت کم آجتک لحاظ ہوا بجز اِسکے کہ کسی بادشاہ نے اپنی رغبت کے موافق کوئی قانون جاری کیا ہو اور اتفاق سے اُس زمانہ کی حالت کے موافق وہ قانون لوگون کے فوائد کا بھی منتج ہو گیا ہو۔ مثلاً ایک بادشاہ نے جسکو چوری سے نفرت طبعی تھی حکم دیا کہ چور قتل کر ڈالے جایا کرین یہ قانون اوسکا گو اوسکی ذاتی نفرت پر مبنی تھا مگر اوس زمانے مین چونکہ چوری بہت زیادہ ہوتی تھی لوگون کے لیے یہ قانون مفید بھی

ہو گیا لیکن اکثر سیاست مدن کا علم اصول رغبت و نفرت ہی
محول رہا ہے اور سلاطین نے قوانین اپنی رای اور طبیعت
کے موافق بنائے ہین اسیوجہ سے اکثر سلاطین نے مسرات
انسانی اور انسان کی بہتری کو جو مقصود اصلی ہین کنارے
رکھا اور تہذیب و تعلیم اور انصاف اور دولت اور طاقت
کو جو صرف وسائل مسرات انسانی ہین اصل مقصود گردانا ہے۔
تہذیب یا تعلیم یا دولت مقصود بالذات اشیا نہین
ہین بلکہ انکی خواہش صرف اسوجہ سے کیجاتی ہے کہ ان سے
مسرت انسانی حاصل ہوتی ہے۔ اسکے بعد بنتہم نے اقسام
مسرات بیان کیے ہین وہ کہتا ہے کہ مسرت مفرد ہے یا مرکب
اگر ایک چیز سے حاصل ہو تو مفرد ہے مثلاً ایک شی خوبصورت کو
ہمنے دیکھا اس سے جو مسرت حاصل ہوئی وہ مسرت مفرد ہے
اور بہت سے اشیا کے مجموعہ سے جو مسرت حاصل ہو وہ مرکب ہے
مثلاً ہم ایک جلسہ رقص مین شریک ہوئے حسینون کی صورت
- باجے کی آواز - نغمہ کی عمدگی - اس سب مجموعہ سے جو ایک
مسرت حاصل ہوئی وہ مسرت مرکب ہے - اسیطرح سے آلام کی بھی
دو قسمین ہین -
اسکے بعد بنتہم نے مسرات مفردہ اور آلام مفردہ کا ذکر کیا ہے
اوسکے بعد وہ لکھتا ہے کہ یہ مسرات اور آلام کسی نہ کسی وجہ سے
پیدا ہوتے ہین اگر کسی طبعی وجہ سے پیدا ہون تو ان مسرات و آلام کو

اقتضائی طبعی کہتے ہین — مثلاً بارش کثرت سے ہوئی اور ہمارا مکان گرگیا اس مکان کے گرجانے کا جو رنج ہمکو ہوا وہ اثر ہے ایک طبعی اور قدرتی سبب یعنی بارش کا اسوجہ سے اسکو اقتضائی طبعی کہتے ہین اگر وہ اثر ہے کسی اخلاقی سبب کا تو اوسکو اقتضائی اخلاقی کہتے ہین مثلاً ہمارا ہمسایہ ہمسے عداوت رکھتا تھا اور اوسنے ہمارے مکان مین آگ لگادی اس سے جو رنج ہمکو پہنچا یہ اثر ہے ایک اخلاقی سبب کا اور اسوجہ سے اسکو اقتضائی اخلاقی کہتے ہین یا وہ اثر ہے کسی پولیٹکل سبب کا مثلاً کسی جرم مین بادشاہ وقت نے ہمارا مکان جلوا دیا اوسکو اقتضائے مملکتی کہتے ہین یا وہ اثر ہے کسی مذہبی امر کا مثلاً وہ گھر ہمارے خیال مین خدا نے ایک گناہ کی سزا مین جلوا دیا اوسکو اقتضائے مذہبی کہتے ہین —

اسکے بعد بنتھم نے راحت و تکلیف یا مسرت و الم کے اندازہ کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے — وہ لکھتا ہے کہ جب مسرت و آلام کو فی نفسہ خیال کرو یا اس حیثیت سے اونکو خیال کرو کہ اونکا تعلق ایک شخص خاص سے ہے تو وہ مسرات و آلام چار حالات پر مبنی ہوتی ہین (۱) اونکی مقدار یعنی مثلاً کوئی الم نہایت شدید ہے کوئی الم کسیقدر کم ہے کوئی ایسا ہے کہ دل پر اوسکا بہت زیادہ اثر نہین ہوتا (۲) اونکے زمانہ قیام کی مقدار مثلاً ایک مسرت یا الم ہے کہ وہ گھنٹہ دو گھنٹہ تک قائم رہتا ہے کوئی مسرت یا الم ہے جو بہت دنون تک

قائم رہتا ہے کوئی اوس سے زیادہ۔

(۳) - اوسکا تحقق مثلاً ایک بکس بند نیلام ہوتا ہے ہمکو معلوم نہین کہ اوسمین جواہر ہین یا روپیہ ہین یا پیسے ہین یا ٹھیکریاں ہین لہذا اوسکے خریدنے سے جو مسرت ہمکو ہوگی وہ تحقق نہین ہے اور جسقدر وہ مسرت محقق ہوتی جاے اوسیقدر اوس بکس کی قیمت بھی بڑہتی جائیگی

(۴) اوسکا قریب الوقوع ہونا۔ مثلاً ایک اراضی کو ہم خریدتے ہین اور اوسپر کوئی بار رہن وغیرہ ایسا ہے جسکی وجہ سے وہ اراضی پچاس سال کے بعد ہمارے قبضۂ حقیقی مین آئے گی یعنی وہ مسرت یا فوائد جو اوس اراضی سے ہمکو حاصل ہونگے پچاس سال اوس طرف ہٹی ہوئی ہین جسقدر اوس اراضی کا ملنا قریب الوقوع ہوتا جاے گا اوسیقدر مسرت زیادہ ہوتی جائیگی۔

پھر اگر ہم اون مسرات وآلام کو اس حیثیت سے خیال کرین کہ اون سے اور مسرات وآلام کے منتج ہونے کی امید ہے یا نہین تو دو اور حالات پر لحاظ کرنا ہوگا۔

۱ - اون مسرات وآلام کی تورییث۔

۲ - اونکی تخلیص اگر وہ مسرت یا الم ایسا ہے جس سے اوسی قسم کی اور مسرت یا الم کے پیدا ہونے کی امید ہے

تو وہ مسرت یا الم مورث ہے اور اگر وہ مسرت ایسی ہی جس سے کسی اور مسرت کے پیدا ہونے کی امید نہین ہے یا وہ الم ایسا ہے جس سے کسی اور الم کے پیدا ہونے کی امید نہین ہے تو وہ مسرت یا الم خالص کہلائیگا - پھر اگر ان مسرات و آلام کے ساتھ کسی جماعت کا تعلق خیال کیا جاے تو ایک اور حالت لحاظ طلب پیدا ہوتی ہے یعنی وسعت یعنی یہ کہ وہ مسرت یا الم کتنے اور اشخاص تک متعدی ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ مسرات و آلام کی مقدار دریافت کرنے کے لیے سات حالتون پر نظر ڈالنا پڑتا ہے -

(۱) مقدار (۲) اونکی دیر پائی (۳) اونکا تحقق (۴) اونکا قریب الوقوع ہونا (۵) اونکی توریث (۶) اونکا خلوص (۷) اونکی وسعت - پس اب جس فعل کی خوبی و برائی کا اندازہ کرنا ہو تو اول دیکھو کہ اوس فعل سے کس کس قسم کی راحتین یا مسرات کس مقدار کی منتج ہوتی ہین اسکو تو آمدنی یا منافع قرار دو پھر دیکھو کہ اوسی فعل سے کس کس قسم کی تکالیف یا آلام اور کس مقدار کی منتج ہوتی ہین اونکو خرچ یا نقصان قرار دو تب اس نقصان کو اوس منافع سے مجرا کر کے دیکھو کہ مسرت زیادہ رہتی ہے یا الم اگر مسرت زیادہ رہتی ہے تو وہ فعل اصول یوٹلٹی کے مطابق اچھا ہے والا نہین

اب بہت سے حالات ایسے ہین جن سے اوس مسرت والم کی
مقدار اور حالت اور اوسکا اثر دلپر ٹھہر جاتا ہے یا گھٹ جاتا ہے
اسوجہ سے بنتہم نے اون حالات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔
وہ حالات بہت سے ہین ایک اونمین سے مثلاً صحت ہے
ایک طمانچہ فرض کرو کہ ہم ایک صحیح و سالم شخص کے لگائین
اس طمانچہ کا اثر اوس طمانچہ سے کم ہوگا جو ایک بیمار و لاغر
وضعیف کے لگائین۔ دوسرا انمین سے مثلاً خیال عزت ہے
ایک معزز شخص کم ہم گالی دین اوسکا اثر اوسکے دلپر بہ نسبت
اوس گالی کے بہت زیادہ ہوگا جو ہم ایک کمینہ کو دین۔
علیٰ ہذہ القیاس اور بہت سے حالات ہین جنکا مفصل ذکر
اوسنے کیا ہے۔
اسکے بعد بنتہم لکھتا ہے کہ قانون بنانے والا یا بادشاہ اور
کچھ نہین کرسکتا بجز اسکے کہ ایک برائی کے ذریعہ سے دوسری
برائی کی روک کرے مثلاً کسیکو قید کرنا ایک برائی ہے
لیکن چوری کی روک نہین ہوسکتی مگر سزای قید کے ذریعہ سے
لہذا قانون بنانے والے نے سزای قید کو جو ایک برائی ہے
ذریعہ ٹھہرایا ہے دوسری برائی کی روک کے لیے یعنی چوری
کے لیے۔ پس جب برائی کی روک صرف برائی کے ذریعہ سے
ہوسکتی ہے تو قانون بنا نیوالو نکو اسی امر کا دریافت کرنا لازم ہے کہ ان دونون

براٸیون مین سے کون برائی بڑی ہی کیونکہ ہمیشہ چھوٹی برائی کا ذریعہ بڑی برائی کی روک ہونا چاہیے فرض کرو کہ ایک شخص عمرو چوری ادراسکو قتل کی سزا دیجائے تو طریقہ مصرحہ بالا پر عمل کرنیسے صاف معلوم ہوجائیگا کہ جو مضار اوس روپیہ کی چوری سے پیدا ہوئی وہ نہایت قلیل ہین بہ نسبت اُن مضار کے جو اوس چور کو قتل سے منتج ہونگی ۔ لہذا ضرور ہوا کہ برائیونکی تفصیل کیجائے

پس بنیتھم نے اون برائیون کو تفصیل وار بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب کوئی فعل شر کسی شخص کے ساتھ کیا جاے تو اوس سے جو برائی منتج ہوتی ہے اوسکی دو بڑی اقسام ہین

(۱) جو ضرر کہ اوس شخص خاص کو پونہچے جسکے ساتھ وہ فعل کیا گیا ہے اسکو ضرر درجہ اول کہتے ہین ۔

(۲) وہ ضرر جو اولاً ایک شخص خاص کو پونہچتا ہے بعدہ تمام جماعت مین پھیلتا ہے اور غیر محدود اشخاص مین پھیلجاتا ہے اسکو ضرر درجہ دوم کہتے ہین ۔ مثلاً زید نے عمر کے یہان چوری کی جو ضرر کہ عمر کو پونہچا وہ ضرر درجہ اول ہے اور جو خوف کہ اس چوری سے تمام اوسکے محلہ والون بلکہ اور تمام اشخاص مین جنھون نے یہ ماجرا سنا پیدا ہوا اسکو ضرر درجہ دوم کہتے ہین ۔ پھر درجہ اول کے ضرر کی دو قسمین ہین ایک وہ ضرر جو اوس شخص متضرر کو پونہچا اسکو ضرر ابتدائی کہتے ہین دوسرا وہ ضرر جو اوسکی وجہ سے اوسکے اہل وعیال کو پونہچا

اوسکے دوست واحباب کو پہونچا اسکو ضرر یا نتیجہ کہتے ہین —
غرضکہ اسیطرح اور بہت سی اقسام کی برائیان یعنی اضرار ہین اور اسیطرح اچھائیون یعنی فوائد کے بھی اقسام ہین — ان برائیون کی تفصیل سے ظاہر ہوگا کہ بہت سی افعال ایسی ہین جنسے برائیان بہ نسبت اچھائیونکے زیادہ پیدا ہوتی ہین — پس یہی افعال ہین جنکے قانون بنانے والون کو ممانعت کرنا چاہیئے اور جس فعل کی کہ یون ممانعت کیجاے اوسیکو جرم کہتے ہین اور یہ ممانعت قائم نہین رہ سکتی جبتک کہ اوس فعل کے لیے کوئی سزا نہ مقرر کیجاے —
اسکے بعد بنتھم نے علم اخلاق اور سیاست مدن کا فرق بیان کیا ہے یہ نہایت دلچسپ ہے مگر زیادہ مشکل نہین ہی بعدہٗ اون غلط طریقون کا بیان کیا ہی جو اکثر اشخاص مناظرہ اور بحث کے وقت اختیار کرتے ہین —
(۱) مثلاً قدامت — بعض لوگ اس قدامت کو ہر چیز کی عمدگی کی دلیل قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان امر قدیم سی چلا آتا ہی حالانکہ قدامت کوئی دلیل کافی نہین ہے —
(۲) بعض لوگ مذہب سی دلیل لاتی ہین اور کہتے ہین کہ مذہب مین یون لکھا ہی یہ بھی کوئی دلیل کافی نہین ہی کیونکہ جو لوگ اوس مذہب کو نہین مانتے اونکے سامنے وہ کوئی چیز نہین ہی —
(۳) بعض لوگ یون دلیل پیش کرتے ہین کہ فلان چیز نئی ہی اوسکی ایجاد ہی اسوجہ سی لغو ہی حالانکہ تجدید دلیل لغویت نہین ہی —

(۴) بعض لوگ اشیا کی چند فرضی تعریفات قائم کرتے ہین اور اوسپر
دلائل کی بنا ڈالتے ہین حالانکہ فرضی تعریفات پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی
مثلاً ایک شخص مان ٹسکیو نے قانون کی ایک تعریف کی ہے جو خاص
اوسکی ہے اور اوسی تعریف کی بنا پر اوسنے اپنے تمام دعاوی کو قائم کیا ہے
حالانکہ وہ تعریف خود مسلم نہین ہے اوسنے لکہا ہے کہ قانون چند دائمی تعلقات
کا نام ہے۔ یہ تعریف سمجہ مین کبھی نہین آتی کہ اسکے معنی کیا ہین۔

(۵) بعض لوگ استعارات سے بحث کرتے ہین حالانکہ استعارات دلائل نہین
ہوسکتے مثلاً رومن کیتہولک کہتے ہین کہ جب کوئی مجرم کسی گرجا گہر مین پناہ
لے تو اوسکو گرفتار نکرنا چاہیے دلیل اسکی یہ ہے کہ گرجا گہر خدا کا گہر ہے اور خدا
کے گہر سے کسیکا گرفتار کرنا خلاف ادب ہے۔ گرجا کو خانہ خدا بتانا صرف استعارہ
ہے کوئی دلیل نہین ہے۔ ایک ہندو اور مسلمان سے گفتگو ہوئی مسلمان نے
کہا کہ اسلام سمندر ہے جسمین تمام ندیا آ گرتے ہین اوس ہندو نے جواب دیا
کہ اگر اسلام سمندر ہے تو سمندر کا پانی ناقابل استعمال اور شور رہتا ہے اسوجہ سے
اسلام ناقابل قبول ہے۔ پس ایسے استعارات کی وجہ سے دلیل بجائے قوی ہونیکے
ضعیف ہوجاتی ہے۔

(۶) مفروضات سے یعنی ایسی اشیا سے جنکی اصلیت کچہہ نہین ہے بحث کرنا بھی لغو
ہے مثلاً انگ نامی مقنن بلیک سٹون بادشاہ کو سب سے برتر قرار دیتا ہے
اس دلیل سے کہ بادشاہ ہر جگہ موجود رہتا ہے اور بادشاہ کبھی غلطی نہین کرتا
مگر یہ دونون امور صرف مفروضات ہین۔

(۷) اوہام بھی دلیل نہین قرار دی جاسکتی۔ مثلاً ایک مقنن نے کہا ہے کہ باپ کو

اپنی اولاد پر ایسے حقوق ہین جیسے ایک مالک کو اپنے مملوک پر اور دلائل وسکی یہ ہین اول یہ
اولاد اس گھر مین پیدا ہوئی ہی جسکا مالک اوسکا باپ ہی ثانیاً یہ کہ جس خاندان
مین وہ اولاد پیدا ہوئی اوس خاندان کا افسر اوسکا باپ ہی۔ ثالثاً یہ کہ اولاد
اپنے باپ کی تخم سے ہے اور اوسیکا جزو ہی۔ مگر یہ تینون باتین اختراع وہمی ہین
فرض کرو کہ زید کی اولاد ایک ایسے گھر مین پیدا ہو جسکا مالک عمر ہو تو بموجب
ان دلائل کے اوس اولاد پر عمر کے حقوق ہین نہ زید کے فرض کرو کہ زید
اپنے خاندان کا افسر نہین ہی بلکہ خالد افسر خاندان ہی تو بموجب ان دلائل کے
خالد کا حق اوس اولاد پر ہے اور جزئیت کو دلیل مملوکیت سمجھنا محض ایک
باطل وہم ہی۔ (۸) جرائم کے متعلق امور مین اکثر رغبت و نفرت پر دلائل
مبنی کیے جاتے ہین مثلاً ایک شخص نامی چور ہی اکثر لوگ اس شہرت کو اسکی سزا
دینے کے لیے کافی دلیل سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ چونکہ لوگ عموماً اوس شخص سے
نفرت کرتے ہین پس اوسکو سزا ہونا چاہیے۔ (۹) بعض لوگ ایک ایسے امر پر
اپنی دلیل کو مبنی کرتے ہین جو خود ثابت نہین ہوا۔ مثلاً بعض اشخاص
کہتے ہین کہ فلان کام برا ہی کیونکہ اوسمین خرچ زیادہ ہی۔ حالانکہ ابھی تک
یہ ثابت نہین ہوا ہی کہ عموماً زیادہ خرچ کرنا بری چیز ہے۔ (۱۰) قانون فرضی
بھی دلیل نہین ہو سکتا، مثلاً بعض لوگ کہتے ہین کہ فلان کام قانون
فطرت کے خلاف ہی حالانکہ ابھی ثابت نہین ہوا کہ جس امر کو وہ قانون فطرت
قرار دیتے ہین فی الحقیقت قانون فطرت ہی بھی۔ غرضکہ بینتھم ان تمام دلائل کو
لغو سمجھتا ہی اوسکا قول ہی کہ جس فعل کی اچھائی یا برائی کو ثابت کرو مسرت
و الم کی مقدار کے حساب سے ثابت کرو اور یہی ایک عمدہ طریقہ استدلال کا ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ کرنے میں مجھے نہایت دقتیں پیش آئیں اول تو مضمون خود خشک اور فلسفی
علم ہے نہ کوئی قصہ کہانی ہے نہ کسی نحو صرف کے قواعد ہیں کہ جسکو انسان پڑھتا اور
سمجھتا چلا جائے یہ مضمون بالکل دماغ و عقل سے متعلق ہے کسی زبان میں ہو مشکل
معلوم ہوگا۔ اپنی اصلی زبان میں بھی کتاب ایسی مشکل ہے کہ کوئی شخص گو انگریزی
اوسکی زبان مادری ہو لیکن اگر فلسفہ اور منطق سے وہ واقف نہیں ہے تو اس
کتاب کے اعلیٰ مضامین کو سمجھ نہیں سکتا۔ ثانیاً یہ کہ گو ہماری زبان اردو باعتبار
اپنی بناوٹ کے ایسی وسیع ہے کہ علمی اصطلاحات کو قرار دینے کے لیے ہر ایک زبان کے الفاظ
اوسمیں داخل ہو سکتے ہیں مگر اونکو داخل کرنے میں جب اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ الفاظ مانوس
داخل ہوں اور غیر مانوس کو داخل کرنے سے اجتناب کیا جائے تو سخت مشکل ہو جاتی ہے
اور جب کوئی مانوس لفظ اصطلاحات میں داخل کرنیکے لیے دستیاب ہوتا ہے تو
ایک اور مشکل پیش آتی ہے کہ پہلے سے اوس لفظ کا ایک مفہوم لوگوں کے ذہن میں بیٹھا
ہوتا ہے اور جس مراد و مفہوم سے وہ لفظ علمی اصطلاح میں استعمال کیا جاتا ہے وہ دوسرا
مفہوم ہوتا ہے پس اس طرح اوسکو استعمال میں لانا کہ اوس لفظ سے لوگوں کا خیال اوس پہلے
مفہوم کی طرف نہ جائے بلکہ اوس مفہوم کی طرف جائے جو اوس علمی اصطلاح میں قائم ہوا ہے نہایت
ہی مشکل ہوتا ہے اس پہلی امر کا سمجھنا واجبات سے ہے اور اسلیے بعض اوقات غیر زبان کا
لفظ یا غیر مانوس لفظ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ پس اس کتاب کے ترجمہ میں ان سب مشکلات
پر خیال کیا ہے اور جہانتک مجھسے ہو سکا ہے اوسکے حل کرنے میں کوشش کی ہے۔ ثالثاً یہ کہ
طریقہ تحریر انگریزی کا ہماری تحریر سے ایسا مختلف ہے کہ بعض فقرات سینٹنس کا اگر ٹھیک لفظی
ترجمہ بلا گھٹائے بڑھائے کر دیا جائے تو بالکل بے معنی معلوم ہو اور اسوجہ سے جابجا تشریح کیلیے عبارت بڑھائی
گئی ہے جو خطوط ہلالی کے درمیان میں لکھی ہیں۔ اور جابجا گھٹانے اور بڑھانیکی بھی ضرورت ہوئی ہے فقط

راقم مہدی حسن

اصول تمدن

یوٹلٹی یعنی سودمندی

تمدن کا مقصد دلی یہہ ہونا چاہیے کہ فائدہ عام ہو اور عام یوٹلٹی اوسکے دلائل کا مبنی ہونا چاہیے۔ خلق اللہ کا اصل فائدہ دریافت کرنا ہی اصل سیاست مدن ہے علم سیاست مدن یا علم تمدن صرف یہی ہے کہ بہتری اور فوائد کے حاصل کرنیکے وسائل دریافت کیے جائیں۔ اصول یوٹلٹی بالمعنی الاعم کی بہت کم مخالفت کیجاتی ہے بلکہ یہہ ایک شے مشترک درمیان علم اخلاق اور تمدن کے سمجھی جاتی ہے لیکن یہہ امر کہ تقریباً تمام لوگ اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں صرف ظاہری ہے ایک ہی طرح کے خیالات اس اصول کی نسبت نہیں ہیں اور نہ ایک ہی طرح کی قدر ومنزلت اس اصول کی ہے اور نہ ایک ہی قسم کا اور منطقی طریقہ دلائل کا اس اصول سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکو وہ قوت دینا جو اسکے لیے ہونا چاہیے یعنی اسکو تمام طریقہ مباحث کی بنا گردانتے کے لیے تین شرائط ضرور ہیں (۱) لفظ یوٹلٹی کے لیے ایک صاف و معین معنی مقرر کیے جائیں اور تمام وہ لوگ جو اس لفظ کو استعمال کریں اسکے ایک ہی معنی لیں (۲) نہایت سختی سے ہر ایک دیگر اصول کو بالکل خارج کر دینا چاہیے تاکہ اس اصول کی

یکتائی و اصلیت قائم ہوئے - عام طور سے اس اصول کی تصدیق کرنا کچھ بہتر نہین ہے
بلکہ اِس اصول کو بلا کسی استثنا کے تسلیم کرنا چاہیے - (۳) ایک اخلاقی حساب
کا طریقہ دریافت کرنا چاہیے جس سے ایک ہی طرحکا نتیجہ نکلے - اِس اصول یوٹلٹی سے
بعض لوگ جو مخالفت کرتے ہین اسکی وجہہ یہہ ہے کہ دو اور غلط اصول بھی مروج ہین
جو کبھی ظاہراً اور کبھی باطناً طبایع کو اپنی طرف کھینچ لیجاتے ہین اور انسان کی رائے اونکی
وجہہ سے غلطی مین پڑجاتی ہے - اگر یہہ دونون اصول بتلا دیے جائین اور خارج
کردیے جائین تو پھر اصول یوٹلٹی روشن اور صاف رہجائے اور مضبوط ہو جائے
یہہ تین اصول یعنی ایک اصول یوٹلٹی اور دو وہ غلط اصول مثل تین سڑکون کے ہین
جو اکثر مقام مین ہر ایک دوسرے پر سے ہو کر گذری ہون مگر مقام مقصود تک
اونمین سے صرف ایک ہی سڑک پہونچا سکتی ہو اور مسافر اکثر ایک سڑک سے
دوسری سڑک پر ہو رہتا ہو اور اِس گھوم گھام مین اپنی نصف طاقت اور نصف وقت
کھوتا ہو لیکن اصلی راہ جو ہے وہ بہت آسان ہو اور سنگ میل کے نشان مستقل
طور سے بنے ہون جن پر زبان معروف مین پتہ لکھا ہوا ہو جسکو سب سمجھ سکین اور
جو مسٹ نسکے - اور جو دو غلط سڑکین ہون اونپر مشتبہ حروف مین خلاف پتہ تحریر ہو
خیر یہہ تو استعارات تھے اب مین اوس اصول اور اوس کے دونون مخالفین کا
مفصل ذکر کرتا ہون - فطرت نے انسان کو راحت و تکلیف کی حکومت و ماتحتی مین
کیا ہے انہین پر تمام ہمارے خیالات اور ہماری رائین اور ہمارے سلسلۂ زندگی کا
تعین منحصر ہے اور جو شخص یہہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ راحت و تکلیف کی حکومت مین
نہین رہنا چاہتا وہ شخص خود نہین سمجھتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے عین اوسوقت جبکہ

کہ وہ کسی بڑی مسرت سے پرہیز کرتا یا کسی سخت مصیبت کو عمداً اپنے اوپر لیتا ہے
درحقیقت اوسوقت بھی وہ مسرت کی تلاش کر رہا ہے اور رنج سے اپنے
تئین بچاتا ہے مثلاً جوگی یا وہ لوگ جو دنیا اور حظوظ نفسانی کو ترک کر دیتے ہین گو ظاہر
وہ مصیبت کو اوٹھاتے ہین اور مسرت یا راحت سے پرہیز کرتے ہین مگر
اعتقاد دلی اور خواہش قلبی اون کی یہہ ہوتی ہے کہ اوسکے عوض مین وہ آخرت
مین راحت و مسرت پاوینگے اور عذاب اخروی سے اونکو نجات ملیگی ۔
پس یہہ بھی ایک تلاش مسرت اور حفظ رنج ہے ۔ پس علم اخلاق کے جاننے والے
اور علم سیاست مدن کے ماہرین کو لازم ہے کہ اون دائمی اور غیر ممکن الاحتراز
کیفیات قلبی کی تفتیش کرین ۔ اصول یوٹلٹی ہر ایک چیز کو انہین دونون کیفیات قلبی
کے ماتحت کرتا ہے ۔ یوٹلٹی یعنی **رفاہ عام** ایک مبہم اور غیر مشرح اصطلاح ہے
رفاہ کا لفظ حاصل بالمصدر ہے اس سے ایک شے کی خاصیت اور اوسکا میلان
بحفاظت از شر و استفادہ خیر مستنبط ہوتا ہے ۔ ضرر کیا ہے ۔ ایک رنج ہے یا سبب
رنج ہے ۔ اور فائدہ ایک مسرت ہے یا سبب مسرت ہے ۔ جو چیز کہ کسی شخص
کی خواہش اور اوس کے فائدہ کے موافق ہے وہ اوس شخص کے مجموعہ مسرات کو
بھی بڑہاتی ہے اسیطرح جو چیز کہ کسی جماعت کی غرض اور اوس کے فوائد کے مناسب
ہے وہ اون لوگون کے مجموعہ مسرات کو ترقی دیتی ہے جو اوس جماعت مین داخل
ہین (۲) **اصول** ۔ وہ ابتدائی خیال ہے جو ابتدا اور مدار کسی قسم کی تقاریر
کا ہو ۔ محسوسات مین سے اسکی تمثیل اوس نقطہ معینہ کی ہو سکتی ہے جہان
زنجیر مساحت کی پہلی کڑی اٹکائی جاتی ہے ۔ ایسی اصل کو بدیہی ہونا چاہیئے تا کہ

اوسکی تشریح وتبئین اوسکو مقبول اتام ومسلم علی الخواص والعوام کرے - یہی حال
علم ریاضی کے اصول ستعارفہ کا ہے اونکو براہ راست ثابت کرنیکی ضرورت نہین
ہوتی بلکہ اسقدر دکھادینا کافی ہے کہ اونسے، بلا اس کے کہ انسان غلطی مین پڑے
انکار نہین کیا جا سکتا - یوٹلٹی کی منطق اس امر پر محول ہے کہ کل تطبیقات قضایا صرف
راحت وتکلیف کے حساب اور تقابل پر مبنی ہوت اور کسی دوسرے خیال کو اسمین
دخل نہو - مین اصول یوٹلٹی کا ایک طرفدار ہون کیونکہ مین گورنمنٹ اور شخصی فعل کی
پسند اور ناپسند یعنی اوس کے اچھے یا برے ہونیکا موازنہ، صرف فعل مذکور کی
اوس قابلیت سے کرتا ہون جس سے کہ وہ مسرت یا رنج کو پیدا کرسکتا ہے
یعنی اگر اوسمین بہ نسبت رنج کے مسرت پیدا کرنیکی طرف زیادہ میلان ہو تو وہ فعل
اچھا ہے اور اگر اوس کے خلاف میلان ہے تو وہ فعل برا ہے - جب مین الفاظ
انصاف وغیر انصاف اخلاق وخلاف اخلاق وخیر وشر کا استعمال کرتا ہون تو یہہ
استعمال ان الفاظ کا بالمعنی الاعم ہے یہہ جامع ہے اوس خیال رنج و مسرت خاص
کو جو کسی فعل سے پیدا ہون، جب مین کہون کہ یہہ فعل انصافانہ ہے اسکے معنے یہ
ہین کہ اوس فعل سے زیادہ مسرت پیدا ہوتی ہے - اور یہہ بھی معلوم رہے
کہ مین ہمیشہ ان الفاظ مسرت و رنج کو اون کے ظاہری اور معمولی معنون مین استعمال
کرتا ہوت مین کبھی اونکی معنون مین اپنی رای کے بموجب تاویل نہین کرتا، کہ مین
کسی خاص مسرت کو خارج کردون یا کسی خاص رنج کے وجود سے انکار کرون
اس بابت نہ ہمین کسی اصطلاح کی ضرورت ہے نہ کسی استعارہ اور تشبیہات
کی، نہ اسمین افلاطون کی کتب کا دیکھنا ضروری ہے نہ ارسطاطالیس کی - مسرت

نہین ہے جسکو ہر شخص مسرت سمجھے - رنج وہ چیز ہے کہ جسکو ہر شخص رنج سمجھے کاشتکار ہو یا بادشاہ جاہل ہو یا حکیم - جو شخص کہ اصول یوٹیلٹی کا پیرو ہے وہ اتقا کو صرف اسوجہ سے اچھا سمجھتا ہے کہ اس سے مسرت منتج ہوتی ہے اور غیر اتقا کو صرف اسوجہ سے برا سمجھتا ہے کہ رنج اوس سے منتج ہوتا ہے —

اخلاقی اچھائی ایک اچھائی ہے صرف اسوجہ سے کہ اوسمین طبعی بہترائی پیدا کرنیکی قابلیت ہے اخلاقی برائی ایک برائی ہے صرف اسوجہ سے کہ اوسمین طبعی برائی پیدا کرنیکا مادہ ہے لفظ طبعی سے میری مراد مسرت و رنج روح و مسرت و رنج حواس ہے - مین آدمی کو اوس کی اوس معمولی خلقت و حیثیت مین لیتا ہون جو وہ حقیقت ہے - اصول یوٹیلٹی کا طرفدار اگر کسی ایسے فعل کو جس سے رنج بہ نسبت مسرت کے زیادہ پیدا ہوا افعال حسنہ کی فہرست مین داخل پاوے تو وہ بلاتامل اوس فعل کو جو صرف بظاہر افعال حسنہ کی فہرست مین لکھا ہے وہان سے اوٹھا کر افعال قبیحہ مین داخل کردیگا اور وہ کبھی اپنے تئین اس عام غلطی مین نہ پڑنے دیگا اور ایسی تدبیر کو کبھی پسند نہین کریگا جس سے غیر حقیقی افعال حسنہ کسی حقیقی فعل حسن کے قایم رکھنے کے لیے کام مین لائی جاوین اگر وہ کسی فہرست جرایم مین کسی ایسے فعل کو پاوے گا جو نہ اچھا ہے نہ برا یا کسی ایسی مسرت کو پاویگا جو کسی کو ضرر نہین پہونچاتی ہے تو وہ بلاتامل اوس فعل کو فہرست جرایم سے نکالکر افعال جایز مین رکھیگا، اور وہ ہمیشہ اوس شخص پر رحم کریگا جو ایسے کاذب جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہو، اور اوس نفرت مین جو ایسا غلط مجرم اپنے مدعی سے رکھتا ہے وہ بھی ہمدردی اوس مجرم بے قصور کی کریگا —

اصول رہبانیت

یہہ اصول بالکل دشمن اور مخالف اوس اصول کا ہے جسکا مین ابھی ذکر کر رہا تھا جو
لوگ اوس کے پیرو ہین وہ **مسرت** سے نفرت کرتے ہین اور بھاگتے ہین —
اونکی نظر مین ہر ایک چیز جو حواس کو شگفتہ کرے اور اونکی خواہشونکو پورا کرے وہ ایک
خراب چیز ہے — اون کے نزدیک اخلاق حسنہ عزلت گزینی اور ترک دنیا پر مبنی ہے
اور اتقا اپنے تئین خاک مین ملا دینے پر منحصر ہے خلاصہ یہہ کہ وہ پیروان اصول یوٹیلٹی
کے بالکل برعکس ہین، وہ اون چیزونکو پسند کرتے ہین جنمین **مسرت** گھٹانے کی
قابلیت ہو، اور اون اشیا کو ناپسند کرتے ہین جن سے **مسرت** بڑھتی ہو
دو قسم کے لوگون نے اصول ہذا کی پیروی کی ہے جو حیثیات دیگر سے بالکل
ایک دوسرے کے مشابہ نہین ہین بلکہ ایکدوسرے کو حقیر سمجھتے ہین ایک حکما ہین اور دوسرے
وہ عبّاد و زہّاد جنہون نے ترک دنیا کر دی ہے، حکماء راہبین نے صرف لوگون کی
تحسین و آفرین حاصل کرنیکے لیے اپنے تئین ظاہر کیا کہ حالت انسانی سے اعلی حالت
مین پہونچ گئے کیونکہ عام مسرتون سے اونکو نفرت ہو گئی جو جو نقصانات کہ اپنے
سخت اصول کے لیے وہ لوگ بظاہر اوٹھاتے ہین اونکو امید ہے کہ بذریعہ شہرت
و نام کے ان نقصانات کا معاوضہ بالا والی ہو جاویگا —
زہّاد راہبین بالکل ہی بیوقوف ہین، کیونکہ وہ بیکار خوفون کی تکلیف ہمیشہ اوٹھایا کیے
انسان اونکی نظرون مین ایک ذلیل و حقیر موجودات مین سے ہے، اور اوسکو
چاہیے کہ اپنے تئین علی التوالی اس جرم کی سزادہی کرے کہ وہ کیون دنیا مین پیدا
ہوا، اور اپنے خیال کو کبھی اوس خلیج مصیبت انہی کیطرف سے نہ پھیرے جو

اسمون نے جنھے اوس کے لیے منھ پھیلائے ہوئے ہے؛ تاہم جو لوگ کہ اس نراقبت
خیالات مین گرفتار ہین وہ بھی مانند دوسرے لوگون کے ایک خزینہ امید کا اپنے
لیے رکھتے ہین؛ علاوہ اوس دنیوی مسرت کے جو اونکو بہ نسبت اپنے نام و
نمود و شہرت کے حاصل ہوتی ہے وہ اپنے تئین اس خیال سے اور زیادہ
خوش رکھتے ہین کہ ہر ایک لمحہ جسمین وہ یہان اپنے اوپر تکلیف اوٹھاتے ہین اون
کے لیے آخرت مین ایک زمانہ مسرت کا حاصل کرتا ہے؛ پس اگر غور سے دیکھو
تو یہہ اصول رہبانیت بھی ایک غلط خیال یوٹلیٹی ہی پر مبنی ہے؛ گو یہہ اپنی فضیلت
غلط ذرائع سے حاصل کرتا ہے مگر تاہم اصول رہبانیت بھی مسرت ہی کی امید پر
مبنی ہے - زہاد و عباد اس اصول رہبانیت کو بہ نسبت حکما کے زیادہ دور تک
کھینچ لے گئے ہین حکما نے صرف مسرت کے بڑہا سکنے پر اکتفا کی ہے لیکن مذہبی
فرقون نے تکلیف و رنج اوٹھانیکو فرض سمجھا ہے - اسٹوئک فرقہ قایل ہے کہ
تکلیف بُری چیز نہین ہے؛ اور جنسنٹ فرقہ قائل ہے کہ تکلیف واقعی ایک اچھی
چیز ہے - حکما مسرت کو عموماً برا نہین کہتے؛ وہ صرف اوس مسرت کو برا سمجھتے
ہین جو عذاب و شہوات نفسانی کے لیے ہو، بلکہ یہہ لوگ مسرت فہم و عقل کو بہت
اچھا جانتے ہین - پس یہہ گروہ فقط ایک قسم کے مسرات کو پسند کرتا ہے
نہ کہ تمام مسرات کو ناپسند؛ باوجودیکہ مسرت اپنے اصلی نام سے ہمیشہ ذلیل
و خوار رہی تاہم وہ پیرایہ ہاے دیگر مین ممتاز و مشرف ہوتی ہے اور اوسنے
خطاب دوسرے نام سے عزت و نام و شہرت و وقار و قدر کا حاصل کیا -
اب مین اپنے تئین اس الزام سے بچانے کے لیے کہ مین نے اصول رہبانیت

کی خرابیون کے بیان کرنے مین مبالغہ کیا اس اصول کے اس مبداء کا ذکر کرتا ہون
جو سب سے کم حماقت آمیز ہے اور جسپر یہہ اصول محمول کیا جا سکتا ہے — ابتدائی
زمانہ مین یہہ خیال کیا گیا تھا کہ مسرت کی خواہش ایسا ہو کہ کسی فعل قبیح کے
ارتکاب کیطرف انسان کو مائل کرے یعنی اون افعال کے ارتکاب کیطرف جسمین
بہتری بہ نسبت ضرر کے کم ہے — اصل مین ایسی مسرتون کو بلحاظ اونکے خراب
نتیجون کے منع کرنا عمدہ اخلاق اور اعلی قوانین کا خاص مقصود ہے — لیکن
پیروان اصول رہبانیت نے غلطی کی، کیونکہ اونہون نے مسرت کو فی نفسہ
برا کہا، اور اونہون نے عموماً مسرت کو متروک گردانا اور عموماً اوسکی ممانعت
کی اور اوسکو ایک ذلیل اور گنہگار مخلوق کی علامت گردانا، اور یہہ بھی اونہون نے
اوس ضعف قلب کیوجہہ سے کیا جو فطرت انسانی ہے کہ بعض خاص مستثنیات کو
جائز رکھا ہے

اصول خود رائی یعنی رغبت و نفرت

اس اصول مین تحسین و تقبیح صرف رضا و غیرہ رضا پر محمول ہوتی ہے اور اوسمین فیصلہ
کے لیئے بجز خود اوس فیصلہ کے اور کوئی دلیل نہین ہوتی اس اصول کی مثال
ایک) کرہ کی ہے جسکا محور محبت و نفرت ہے — تمام تر دلیل اون لوگون کی
جو اس اصول کو اپنی تقاریر و تجاویز کا مبنی بناتے ہین، یہی ہوتی ہے کہ ہم
اس امر کو پسند کرتے ہین اور ہم اس امر سے نفرت کرتے ہین — کوئی فعل
جو اچھا یا برا کہا جاتا ہے وہ اسوجہہ سے اچھا یا برا نہین کہا جاتا کہ وہ اشخاص
متعلقہ کے فوائد کے موافق یا مخالف ہے بلکہ اوسکی اچھائی یا برائی اوس شخص کے

پسند یا ناپسند ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے جو اپنی رای دیتا ہے وہ اپنی رائے آشنایانہ طور سے ظاہر
کرتا ہے اور اوسکی نسبت کچھہ نہین سنتا۔ وہ کچھہ ضرور نہین سمجھتا کہ اپنی رای
کی دینی کو اس دلیل سے ثابت کرے کہ اوسمین جماعت کا عام فائدہ ہے، یا
جماعت سے کہ فائدہ پہونچے وہ اپنی رای قائم کرتے وقت لحاظ کرے۔ ان رایون
اور فیصلون مین یہ خود مختارانہ تقریر ہوتی ہے کہ ہمارا اندرونی خیال اور ہمارا
دل یہ کہتا ہے کہ خودپسندی کے لیے کسی صلاح کی ضرورت نہین ہے جو ہماری
رای سے متفق نہین ہوتا اوسکی شامت ہے وہ آدمی نہین ہے بلکہ انسانی صورت
مین ایک عجیب الخلقت چیز ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسے احمق لوگ بھی
ہین جو ان خاص رایون کو مثل قانون کے جاری کرین اور اپنے تئین سمجھکر
بھی غلطی مین نہین پڑتے۔ جسکو کہ تم اصول رغبت و نفرت کہتے ہو وہ اصول
عقلی نہین بلکہ یہ اصول فی نفسہ تمام اصول کے سلب یا عدم کا نام ہے۔
اس سے ایک حقیقی بد انتظامی خیالات کی ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ اس طرح ہر ایک
شخص کو حق ہے کہ اپنی رای کو بطور قانون عام کے ظاہر کرے پس اب کوئی
عام طریقہ باقی نہ رہے گا نہ کوئی آخری عدالت ہے جو ایک فیصلہ قطعی ان اختلافات کا
کردے، اسمین شک نہین کہ یہ اصول صاف صاف باطل محض ہین اور اسوجہ
سے کوئی شخص صاف صاف یہ نہین کہتا کہ مین چاہتا ہون کہ مین جیسا خیال
کرتا ہون ویسا ہی تم بھی خیال کرو اور مجکو میرے خیال کے مدلل کرنے کی
تکلیف نہ دو، ہر شخص ایسے ادعاے لایعنی کو بیہودہ سمجھے گا، اسلیے مختلف قسم کے
پردے اختراع کیے گئے ہین جو دوسری نے چالاکی کے پردے مین اپنے تئین

چھپایا ہے - ایک ٹہا حصہ اقسام مختلف فلسفہ کا ہمارے دعوے کی شہادت دیتا ہے
کوئی تو یہ کہتا ہے کہ مجھہ مین ایک قوت ہے جو بھلے اور برے مین تمیز کرتی ہے اور اوس قوت کا
نام کانشنس یا مارل سنس یعنی قوت ممیزہ یا وجدان ذاتی رکھتا ہے اور بعد ازان
کسی کام کو اچھا تجویز کرتا ہے اور کسیکو برا اگر پوچھو کہ یہ اچھا کیون ہے اور وہ
برا کیون تو جواب دیتا ہے کہ میری قوت ممیزہ یون ہی فتوی دیتی ہے - میری
قوت ممیزہ اس کام کو پسند کرتی ہے اور اوسکو ناپسند - ایک دوسرے فلسفی نے
الفاظ کو تغیر دیکر قوت ممیزہ کی کچھہ پرواہ نہین کی بلکہ اوسکے نزدیک بجاے
قوت ممیزہ سکے کامن سنس یعنی فہم عام ایک چیز ہے جو امر خیر کو امر شر سے تمیز
دیتا ہے - یہ اس امر کا قایل ہے کہ یہ فہم عام ہر شخص کو ہوتا ہے - مگر ہر شخص
عام سے وہ اون لوگون کو خارج سمجھتا ہے جو اوسکے مخالف ہین اور اوسکے
مطابق نہین سوچتے - ایک تیسرا فلسفی کہتا ہے کہ وہ قوت ممیزہ و فہم محض خیالی
چیزین ہین اور عقل امور حسنہ کو امور سیئہ سے امتیاز کرتی ہے، اوسکی عقل اوسسے
یون اور یون کہتی ہے - اور اوسکی دانش مین تمام عقلا اور عمدہ لوگ اوسیکی
سی عقل رکھتے ہین، اور جو لوگ کہ اوسکے مطابق نہین خیال کرتے اونکا مشرب
مخالف اونکے نقصان عقل اور بیہودگی پر شاہد ہے - ایک چوتھا فلسفی کہتا ہے
کہ ہمارے پاس ایک لم یتبدل و لایزال قانون حق ہے جو اس امر کا حکم
دیتا ہے اور اوس امر سے منع کرتا ہے، بعد ازان وہ اپنے خیالات مختلفہ کو
پیش کرتا ہے، اور تمکو لازم ہے کہ اون خیالات کو اغصان (یعنی شاخہاے)
قانون حق تصور کرو - بہت سے فضلا و فقہا و حکما و فلاسفہ قانون طبعی کو بانی [illegible]

اسمین شک نہین کہ یہ لوگ آپس مین ہر ایک موقع و محل پر اپنے اپنے طریقہ استدلال مین جھگڑتے ہین تاہم ہر واحد انمین کا نہایت اعتقاد اور تیزی کے ساتھ اپنی رای درباب ابواب قانون حق کے بیان کرتا ہے کبھی کبھی اس عبارت مین کچھ تبدل بھی ہوجاتا ہے اور ہم لوگ بجاے لفظ قانون حق کے الفاظ "طبعی حق" "طبعی انصاف" "حقوق انسان" وغیرہ بھی مستعمل پاتے ہین۔ بعض فلاسفہ اپنے طریقہ استدلال کو مدن او صدق پر مبنی کرتے ہین۔ اور انکے نزدیک صرف کذب ہی اس عالم مین پایا جاتا ہے۔ مثلاً تمنے اپنے باپ کو مار ڈالا تو یہ ایک گناہ ہوا۔ اور اسکی وجہ اس فلسفی کے نزدیک یہ ہی کہ گویا تمنے یہ کہا کہ وہ تمھارا باپ نتھا۔ جس کسی فعل کو کہ یہ حکما ناپسند کرتے ہین اوسکو اسیوجہ سے ناپسند کرتے ہین کہ وہ ایک قسم کا کذب ہی کیونکہ اسکا خلاصہ ادعاے جواز ما لا یجوز ہے۔

ان خودسر لوگون مین سے نہایت صاف مزاج وہ لوگ ہین کہ جو صاف صاف کہتے ہین کہ ہمین برگزیدہ لوگون مین سے ہون اور اللہ تعالی نے برگزیدہ لوگون کو اپنی طرف سے نور عطا فرمایا ہے جس سے نیک و بد مین تمیز کرتے ہین، رب العالمین مجھے الہام کرتا ہی اور میرے منہ سے بولتا ہے جن لوگون کو اسمین شک ہو وہ آوین اور کلام ربانی مجھسے سنین۔ یہ سب طریق استدلال" اور علاوہ برین بہتری اور بھی، اصل مین قوانین خود مختاری اور قوانین رغبت و نفرت ہین جو در پردہ الفاظ مختلفہ سے بیان کیے جاتے ہین؛

اور انکا مقصود اصلی یہ ہے کہ ہماری رای دوسرون کی رای پر بلا گفتگو ہی محض
غالب آجاے - یہ اصول خودسری قائم رکھنے کی غرض سے اختراع کیے
گئے ہین اور نتیجہ اونکا یہ ہوتا ہے کہ باوجود خلوص نیت کے آدمی اپنے تئین
تکلیف عظیم پونہچاتا ہے، اور دوسرے لوگون کو مبتلای مصیبت کرتا ہے۔
اگر وہ غمگین طبع کا ہے تو وہ ساکت و افسردہ دل ہوکر انسان کی حماقت اور
نقصان طبع پر افسوس کیا کرتا ہے۔ اور اگر وہ بدمزاج ہے تو وہ اون سب
لوگونکو جو اوسکے مطابق خیال نہین کرتے نہایت غصہ سے سخت و درشت کہنے لگتا ہے
وہ اوس قسم کی آزادہ ہندہ خلق اللہ سے ہو جاتا ہے، جو نیکی کرنے کے جوش مین
افعال قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہین، اور جو تعصب حماقتانہ کی آگ ایسے جوش و خروش
سے سلگاتے ہین جیسا کہ اپنے واجب کام کی سرگرمی مین سلگاتے، اور جو کہ
سب ایسے لوگون کو سخت و درشت کہتے ہین جو اونکی رای کے مطابق کسی چیز کو
متبرک نہ سمجھین جسکو وہ خود متبرک سمجھتے ہون - باینہمہ اس امر کو بخوبی لحاظ کرنا چاہیے
کہ یہ اصول رغبت و نفرت اصول پولٹی سے اکثر متفق ہوکر وقوع مین آئیگا۔
کیونکہ طبیعت انسانی فائدہ سے رغبت اور ضرر سے نفرت کرتی ہے یہی وجہ ہے
کہ تمام عالم مین افعال مفیدہ کی قدر اور افعال مضرہ کی تذلیل ہوتی ہے، اور
اسیوجہ سے علم اخلاق اور اصول تمدن دونون، بباطن بلا خیال کامل اصول
فوائد عامہ ہی پر مبنی ہین - لیکن رغبت و نفرت ہادی تحقیقی و غیر قابل التبدل
نہین ہے، جو کوئی شخص اپنی خوشی یا اپنا رنج کسی خیالی چیز پر مبنی کریگا تو وہ ضرور
اوس چیز کو پیار کرنے لگے گا یا اوسے ناپسند کرنے لگے گا - تعصب خیالات

خود پرستی اور مذہب و فریق کی جانبداری، انھین خیالات رغبت و نفرت پر مبنی ہے۔ محض ادنے اختلافات مثلاً اختلافات لباس، یا ایک ادنے اختلاف رائے یا اختلاف پسند و ذائقہ ایک آدمی کو دوسرے کی نظرون مین حقیر کردینے کو کافی ہے۔ صفحات تواریخ محض خرافات لڑائی جھگڑے اور محض بیکار رسانی تکالیف سے بھرے ہوئے ہین۔ ایک بادشاہ کا ذکر ہے جو ایک گروہ سے اس وجہ سے ناراض ہوگیا کہ وہ گروہ اس بادشاہ کے خلاف عقیدہ رکھتا تھا اور اس گروہ کا نام اوسنے آرین یا پرسٹنٹ یا سوسنین یا موحد رکھا، پھر انھین اختلافات کی بدولت پھانسیان کھڑی ہوتی ہین خون ہوتے ہین ایک دوسرے کو لا مذہب سمجھ کر آگ مین جلاتا ہے، پھر اس واقعہ کا دن ایک تہوار اور خوشی کا روز تصور کیا جاتا ہے۔ روس مین ایک مرتبہ خانہ جنگی صرف اسپر ہوئی تھی کہ علامت صلیب کی کتنی اونگلیون سے ظاہر کرنا چاہیے۔ باشندگان روم ایلی و قسطنطنیہ مین تماشا گرون اور لڑنے والون اور شمشیر بازون کی نسبت سے انتہا اختلاف تھا (وہانکے لوگ اکثر آدمیون کو آدمیون سے اور آدمیونکو جانورون سے لڑادیا کرتے تھے کہ ایک دوسرے کو مار ڈالے، اور یہ ایک عجیب تماشا سمجھا جاتا تھا) ان لغو جنگ و جدال کے کھیلون کو امر مہتم بالشان بنانے کے لیے اس امر کا ادعا کیا گیا تھا کہ لباس فتح مندی کے رنگ سے مملکت کی بہتری یا برائی کی پیشین گوئی ہوتی ہے۔ (یعنی اون دونون لڑنیوالونکو رنگین لباس پہنایا جاتا تھا، اور اس امر مین اختلاف تھا بعض کہتے تھے کہ اگر سبز لباس والا شخص فتح پائیگا تو ملک کے لیے بہتری ہے دوسرا کہتا تھا کہ اگر

نہ ملیگا بس الا جبکہ گا تو ملک کے لیے آئندہ سال اچھا یا بد ہوگا ۔ (اصول رغبت و نفرت)
کبھی اصول یوٹلٹی پر منطبق ہوجاتا ہے تاہم وہ اس قابل نہیں ہے کہ اوسپر کسی فعل
کی بنا ڈالی جاے ۔ مثلاً جبکہ کوئی شخص غصہ کی وجہ سے عدالت کے سامنے رہزن
پر ثبوت جرم کی کوشش کرتا ہے اور اوسکو سزا دلانے کے لیے پیروی کرتا ہے
تو یہ فعل فی نفسہ بلاشک اچھا ہے لیکن اس فعل کے کرنیکی جو وجہ ہے اور جو اس
پیروی کرنے کا سبب ہے وہ خوفناک ہے یعنی ذاتی غصہ ۔ اگرچہ یہ اصول کبھی
کبھی اچھے فعل کا بھی منتج ہوتا ہے الا اکثر اسکا ثمر خراب و زہردار ہوتا ہے ۔
جن افعال کا بنی یوٹلٹی ہے وہ بالیقین مثمر نتایج حسنہ ہونگے ۔ اچھائی اکثر
دیگر ارادون سے کیجاتی ہے الا اوسکا دوام بلا خیال فوائد عامہ کے نہین
ہوسکتا ۔ رغبت اور نفرت کو ضرور ہے کہ یوٹلٹی کے ماتحت ہون ورنہ کبھی
نہ کبھی یہ دونون مضر ہوجائینگی ۔ لیکن اصول یوٹلٹی کسیکا ماتحت نہین ہے بلکہ اپنا
انتظام خود کرتا ہے کسی دوسرے کو شریک نہین کرتا ، اور یہ امر محال ہے کہ اوسکو بہت
زیادہ توسیع دیجاوے ۔ اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اصول رہبانیت اصول
یوٹلٹی سے دوبدو مقابلہ کرتا ہے اور اصول رغبت و نفرت نہ تو اصول یوٹلٹی کا
مخالف ہے نہ موافق اوسکو فوائد عامہ سے کچھ غرض نہین یہ کبھی خیر سے متثمر
ہوتا ہے اور کبھی آشوب شر مین جا پھنستا ہے مطلق العنان ہے جدھر اتفاق
سے جا پڑے ۔ اصول رہبانیت ایسی بیعقلی کا اصول ہے کہ اوسکی بیوقوف
سے بیوقوف پیرو بھی اوسکی پوری تعمیل کی کوشش نہین کرتے ، اور اصول
رغبت و نفرت سے اپنے پیرو و طرفدارون کو اصول یوٹلٹی کے ساتھ تعلق

... تابع نہیں ہے، یہ دو اصول یعنی اصول رغبت و نفرت نہ کسی استثنا
کے تابع ہوتے ہیں ... نہ اور کسی شے کا امکان ہے، یہ اصول زبان حال سے
کہتا ہے کہ ہر شخص میرا ماتحت نہیں میرا مخالف ہے۔ اصول یوٹلٹی کے مطابق
سیاست تمدن ایک بڑے غور و حساب کا کام ہے اور اصول رہبانیت کے مطابق
یہ ایک کام تعصب کا ہے اور اصول رغبت و نفرت کے مطابق اپنی طبیعت
و خیال و مذاق کا کام ہے، پہلا طریقہ حکما کے مناسب ہے دوسرا جوگیوں اور
فقیروں کے اور تیسرا ظرفا اور عام اخلاق اور دنیا اور عوام الناس کے موافق ہے

اسباب نفرت و احتراز

نفرت کا بہت قوی اثر اخلاق اور سیاست مدن پر پڑتا ہے اور اسی وجہ سے
ضرور ہے کہ ان تمام اسباب کا ذکر کیا جاوے جن سے نفرت پیدا ہوتی ہے

پہلا سبب تنفر حواس

اس سے زیادہ اور کوئی عام بات نہیں ہے کہ طبعی نفرت سے اخلاقی نفرت
علی الخصوص اشخاص ضعیف القلب میں پیدا ہو جاتی ہے، صدہا جانور ایسے ہیں جن سے آدمی
نفرت کی ایذا نہیں اٹھا رہے ہیں صرف اسی وجہ سے کہ وہ شامت اعمال سے
بد قطع اور بد ہیئت سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک غیر معمولی شے میں یہ قوت
حاصل ہے کہ وہ ہم میں ایک کیفیت نفرت و احتراز کی پیدا کرے مسوخ یا عجائب المخلوقات
کیا چیز ہیں، صرف ایک مخلوق ہے جو کسی قدر اپنے ہم جنسوں سے مختلف ہے

مخنث سے جو نہ نر ہے اور نہ مادہ لوگ صرف اسیوجہ سے نفرت کرتے ہین اور یہ ابلہیا
سے ہے اور بری چیز ہے۔

دوسرا سبب غرور و کبر کو کچھہ نقصان پونہچنا

یعنی جو شخص ہماری رای سے متفق نہین وہ معنًا یہ کہتا ہے کہ اوسکی نگاہ مین ہمارے اوس علم کی جو ہمکو مسئلہ متنازع فیہ کی نسبت ہی کچھہ عزت نہین ہے۔ یہ اوسکا کہنا ہماری خودرائی اور خودستائی کو تکلیف پونہچاتا ہے اور اسیوجہ سے وہ شخص ہمکو دشمن معلوم ہوتا ہے۔ یہ شخص صرف اسیقدر ہماری تحقیر ہی نہین کرتا بلکہ جون جون اوسکی رای کو ہمپر فتحیابی ہوتی جاتی ہے اوسیقدر وہ تحقیر ہماری پھیلتی جاتی ہے۔

تیسرا سبب طاقت مغلوبہ

باوجودیکہ ہمارے غرور و خودرائی مین کچھہ تخلل نہونا ہم اختلاف مزاج و تخالف رای ونقصان فوائد ذاتی کی وجہ سے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری طاقت اور ہماری حکومت و سلطنت جسکو ہم چاہتے ہین کہ ہر جگہہ پر ہو ہر طرف سے محدود ہے

چوتھا سبب اعتبار اور بھروسہ کا آیندہ کے لیے ضعیف و معدوم ہوجانا

ہم اس امر کا یقین کرنا پسند کرتے ہین، کہ آدمی ویسے ہین جیسا کہ ہمارے خیال مین ہماری خوشی کا ہونا چاہتی ہے، یعنی جیسا کہ ہم خیال کرتے ہین کہ

ناخوشی اس امر کی متقاضی ہے کہ اگر ہم اس قسم کے ہون اون آدمیون کا
برا یا فعل جو ہمارا ارادہ کہ وہ ہمارے ہر حکم ہوجاوے ہم نفرت کرے اور مجھے
ہماری نسبت خیالات بد پیدا کرتا ہے - مثلاً اگر ایک دفعہ ہم اون سے کوئی جھوٹ سنین
تو وہ ہمارے نزدیک متعجب ہو کر ہم اونکے قول و وعدہ پر ہمیشہ اعتبار نہین کر سکتے
ــ اور اون سے ایک حماقت کا سرزد ہوجانا اونکی عقل اور اوسکی وجہ سے
اونکے خیال و چلن کی نسبت ہمارے دل مین ایک طور کا شبہہ ڈال دیتا ہے
اور اگر اون سے ایک فعل ناموزون مزاجی یا سبکی کا صادر ہوتا ہے تو اوس سے
ہمکو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ہم اونکی محبت پر بھروسہ نہین کرسکتے ــ

پانچوان سبب خواہش اتحاد

جب کوئی شخص ہمسے اتفاق رای کرتا ہے تو ہم خوش ہوتے ہین علاوہ اپنے
دلائل کے اپنے رای کی سچائی اور اون افعال کی بہترائی کے لیے جو اوس پر
مبنی ہین صرف اتفاق آرا ہی ایک ثبوت ہے جو ہم رکھہ سکتے ہین - علاوہ اسکے
ہم اون مطالب کا ذکر پسند کرتے ہین جو ہمارے مذاق کے ہین اور یہ ذکر دلچسپ
چیزون کی یاد دلاتا ہے اور فرحت افزا امیدین پیدا کرتا ہے، اون لوگونکی
گفتگو جنکا مذاق ہمارے مذاق سے ملتا ہے چونکہ ہماری توجہ کو پسندیدہ مضامین
کیطرف متوجہ کرتی ہے اور اون مضامین کو ایک دوسری صورت مین لاکر ہمارے
سامنے پیش کرتی ہے لہذا اس گفتگو سے ہمارا ذخیرہ مسرت بڑہتا ہے ــ

چھٹا سبب حسد

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص بغیر کسیکو ضرر پونہچانے اپنے تئین خوش

رکھنا ہی چاہیے کہ کوئی دشمن نہ رکھتا ہو تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوسکی مسرتین
اور عیش اون لوگون کے دلکو تکلیف دیتی ہین جو اوسمین شریک نہین ہین
یہ ایک عام تجربہ ہے کہ پرانی ترقیون کی نسبت تو نہین مگر جدید ترقیون کی
نسبت حسد بہت زور کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ لفظ "نوخیز" اوس
شخص کے لیے جسنے نئی دولت اور نئی ترقی حاصل کی ہو ایک خاص معنی
رکھتا ہے، اس سے ایک تجدید پائی جاتی ہے اور حسد اوسمین ایک نوع
کی توہین و تحقیر کو شامل کرتا ہے۔ حسد رہبانیت کو پیدا کرتا ہے۔
اختلاف عمر اختلاف دولت اختلافات حالات کی وجہ سے آدمی مساوی طریق
سے عیش نہین کر سکتے لیکن غربت اور محتاجی کی سختی سبکو گھٹا کر ایک حالت پر
لا سکتی ہے۔ حسد ہمکو اسطرف متوجہ کرتا ہے کہ ہم اخلاق کو سختی کی نظر سے
دیکھین کیونکہ وہ وسیلہ ہے تمام مسرتون کے گھٹانے کا۔ یہ امر کہا گیا ہے
اور مثل ہے کہ اگر کوئی شخص مخلوق ہو جسکے پاس ایک جدید آلہ مسرت
و عیش کا ہو یعنی جسکے ایک نیا عضو ہو جو اور کسیکے نہین ہے، تو اوسکے ساتھ ایسا
سلوک کیا جائیگا جیسا کہ کسی بھوت یا عجیب الخلقت شی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔
پس نفرت کی یہ ابتدا ہے جو بیان ہوئی اور یہ مجموعہ اون کیفیات کا ہے کہ
جنسے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس نفرت کے زور کو کم کرنے کے لیے
ہمکو یہ سوچنا چاہیے کہ اس جہان مین مطابقت کلی کہین کسی دو شخصون مین
بھی نہین ہوتی اور یہ کہ اگر ہم اس مضر المنفعت شی کو دخل دینگے تو یہ روز بروز
بڑھتی جائے گی اور ہماری نیک طبعی اور مسرت کو روز بروز گھٹائی جائے گی

اور یہ کہ عموماً ہماری نفرتین خود ہمارے حق مین مضر ہین اور یہ کہ یہ امر ہمارے
اختیار مین ہے کہ ہم اون امور کے خیالات کو جنسے یہ نفرت پیدا ہوتی ہے
اپنے دل سے نکال ڈالین اور اسی طرح سے نفرت کو ضعیف کرتے کرتے بالکل معدوم
کر دین۔ بڑی خیریت یہ ہے کہ رغبت کے اسباب دائمی اور فطرتی ہین اور
نفرت کے اسباب اتفاقی اور چند روزہ ہین ـ

علم اخلاق کے لکھنے والے دو اقسام کے ہین ـ ایک تو وہ ہین جو زہر دار درخت
عداوت و نفرت کی بیخ کنی چاہتے ہین اور دوسرے وہ ہین جو اوس درخت کی
نشو و نما کی کوشش کرتے ہین ـ پہلا گروہ بدنام ہوتا ہے اور لوگ اوسکے
برا کہنے پر آمادہ رہتے ہین، اور دوسرا گروہ معزز رہتا ہے اور لوگ اوسکو
پسند کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ ظاہری اخلاق کی راہ مین اون سے کینہ و حسد کا
کام نکالتے ہین، وہ کتابین جو بہت جلد مشتہر ہو جاتے ہین وہی ہین جو عداوتون
اور نفرتون کی وجہ سے تصنیف ہوئے ہین مثلاً کسیکی توہین اور کسی کی ہجو
یا کسی گروہ کی طرفداری وغیرہ پر جو کتب تصنیف ہون وہ بہت مرغوب ہوتی ہین ـ
ٹیلی مہاکس کی کتاب کو کچھ اوسکے اصول اخلاق یا طریق بیان کی وجہ
سے یہ مشہور کامیابی نہین ہوئی بلکہ اسوجہ سے ہوئی کہ عموماً لوگ خیال
کرتے ہین کہ اوسمین ایک ہجو لوئی چہاردہم شاہنشاہ فرانس اور اوسکے
محل کی مندرج ہے ـ ہمارے ڈاکٹر ہیوم نے اپنی تاریخ مین کوشش کی
ہے کہ پارٹی اسپرٹ یعنی گروہ کی طرفداری کے جوش و خروش کو کم کرے
اور عصبیتون کو گھٹاتے پس گروہ کے گروہ اوسکے پیچھے پڑ گئے ـ اور اون

لوگون نے اِس امر کے ثبوت کو نہین پسند کیا کہ آدمی مین [illegible]
طبعی کے جہالت زیادہ ہے اور یہ کہ زمانہ گزشتہ مین بھی جسکی [illegible]
ہے کہ تعریف کیجاتی ہے تا کہ زمانہ حال کی قدر کم ہو ایسے [illegible] واقعات
واقع ہوتے تھے - اپنے لیے وہ لکھنے والا بڑا منحوس نصیب ہے جو اپنے
اِن دو غلط اصول کے ہاتھ مین ڈالدے - کیونکہ میدان فصاحت
سب سے زیادہ اوسی کے ہاتھ آتا ہے اور وہی سب سے زیادہ بلیغ تسلیم
کیا جاتا ہے اور اوسی کے بیان مین خوب مبالغہ ہوتا ہے اور اوسکے
بیان مین تمام لغات غصہ اور خشم کے بھرے ہوتے ہین - اوسکی تمام
رائین اصول مقررہ دائمی غیر قابل التبدل سمجھی جاتے ہین اور مثل خداوند
فطرت کے لم یزل و لایزال خیال کیے جاتے ہین - بحیثیت مصنف ہونیکے
اوسکو خود مختارانہ اختیارات حاصل ہوجاتے ہین اور وہ ہر شخص مخالف کو
ذلیل سمجھتا ہے - لیکن اصول یوٹلٹی کے طرفدار لوگ ایسی حالت مین ہین
جسمین فصاحت کا بڑا کام نہین ہے - وہ اس امر پر مجبور ہین کہ اپنی تمام اصطلاحات
کی تعریف کرین اور ہمیشہ اوس لفظ کو اوسی معنون مین استعمال کرین
اونکا بڑا وقت اپنے بیان کو مضبوط کرنے اور اپنے ارادون کو تیار کرنے مین
صرف ہوتا ہے اور اونکو بے صبری سے جسکی وجہ سے انسان تمہید سے
گھبراتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک لمحہ مین بڑی بھاری مقصد تک پہنچ جائے
بڑا خوف ہے - لیکن یہ آہستہ روی ایک چیز ہے جس سے انسان اپنے مقصد
تک اگرچہ بدیر مگر بالضرور پہنچ سکتا ہے کیونکہ سچائی کو عوام مین پھیلانے کی

[illegible] دریافت کرنے کی طاقت

[illegible]

[illegible] ہوتا ہے

[illegible] سکی ابھی

[illegible] بیان کیا قوانین مین

اسکا وقتاً فوقتاً [illegible] اصول صحبت

[illegible] جو ایک پیچیدہ کیفیت چھائی

[illegible] اور ایک طرح کا ہے اور زمانہ

سابق کے قوانین جنکو بغیر سوسائٹی اور جماعت قایم ہی نہین ہوسکتی تھی

اسی عام پسند خیال کی مطابقت مین بنائے گئے تھے۔

اصول رہبانیت کو لوگ سابق سے اور ذاتی افعال مین بہت گرمجوشی

سے پسند کرتے ہین مگر کبھی اسکا کوئی زور آور اثر براہ راست افعال گورنمنٹ پر

نہین پہونچا ہے۔ برخلاف اسکے ہر ایک گورنمنٹ اور سلطنت کا مقصود غلبہ

اور طاقت اور اقبال مندی رہا ہے۔ کبھی کسی حاکم سلطنت نے سلطنت کی

خرابی کو اپنا مقصود نہین گردانا لیکن عظمت و غلبہ کے غلط خیال یا ذاتی خصلت

نے البتہ اونکو اس خرابی مین ڈالا ہے جس سے سلطنت کی خرابی نتیجہ ہوئی

جو طریقہ کہ سپارٹا* ملک یونان مین جاری ہوا تھا (جو ایک ایسا قاعدہ تھا

* وہ طریقہ یہ تھا کہ ہر لڑکا جب دس سال کا ہوتا تھا اپنی باپ سے لیلیا جاتا تھا اور سپاہی بنایا جاتا تھا۔

جس سے کہ اوس گروہ کو ایک جنگلی لوگون کا مجمع کہیے تو صحیح ہے) یہ طریقہ
اوس ملک کے حالات کے مطابق اوسکی حفاظت کے لیے نہایت ضروری
تھا، یا کم سے کم یہ امر تھا کہ وہانکے قانون بنانے والونکی نظر مین ضرور
سمجھا گیا تھا، اور اسوجہ سے وہ بالکل پولٹی کے مطابق تھا۔ بہت سی عیسائی
سلطنتون نے خانقاہونکے طریقہ کو جاری رکھنا جائز رکھا ہی مگر یہ سمجھ لیا ہے
کہ جو لوگ اوسمین رہنے کا معاہدہ کرین وہ صرف اونکی خوشی پر منحصر ہے —
اپنے تئین تکلیف پوہنچانا ایک مستحسن کام سمجھا گیا ہی لیکن دوسرون کو اوسکی خوشی
کے خلاف تکلیف دینا ہمیشہ گناہ مین شمار ہوا ہی۔ سینٹ لوئی فرانس کا
ہمیشہ موٹا کپڑا پہنتا تھا لیکن کبھی اوسنے اپنی رعایا کو اس امر پر مجبور نہین کیا
پس وہ اصول جسکا بڑا اثر گورنمنٹ پر پڑتا ہے اصول رغبت و نفرت ہے
اصل یہ ہی کہ وہ تمام مقاصد گورنمنٹ کے جو دیکھنے مین عمدہ معلوم ہوتے ہین
اور جنکی طرف وہ بلا لیسکے کہ تمام بہترائی کو اصل اصول اور فی نفسہ اپنا مقصد
قرار دے کوشش کرتی ہی، اسی اصول پر مبنی ہین مثلاً عمدہ اخلاق
مساوات آزادی و انصاف و طاقت و تجارت و مذہب یہ ایسے مقاصد
ہین جو بجائے خود لائق عزت ہین اور جو قانون بنانے والے کے مدنظر
رہنا چاہیے لیکن یہی مقاصد اکثر اوس قانون بنانے والے کو غلط راہ پر
لیجاتے ہین کیونکہ وہ اونکو ذریعہ نہین قرار دیتا بلکہ مقصود اصلی قرار دیتا ہی
(مقصود اور ذریعہ کے سمجھنے مین عموماً غلطی ہوتی ہے اور وہی وجہ تمام

خرابیون کی بہت اکثر آدمی ذریعہ کو مقصود سمجھ لیتے ہین جیسا کہ اس مثال مین
تجارت آزادی انصاف وغیرہ یہ سب ذریعہ ہین فاہ عام اور مسرت عامہ کے
نہ یہ کہ فی نفسہ مقصد ہین اسیطرح سے مذہب اخلاق حسنہ و فوائد عامہ کا
وسیلہ اور سبب ہے جو شخص مثلاً مذہب کا پابند ہوگا وہ جھوٹ نہ بولے گا
چوری نہ کریگا اور اسوجہ سے مسرت عام ہوگی تو اصل منشا مذہب سے وہی
مسرت عامہ ہے لیکن جو لوگ مذہب کو فی نفسہ مقصود تصور کرتے ہین یہی
لوگ جہل و تعصب مین گرفتار ہوتے ہین) یہ لوگ کیا کرتی ہر کہ غلط فہمی سے
انہین امور متذکرہ بالا کو بجاے اسکے کہ مسرت عام کے ماتحت قرار دین
مسرت عامہ کی جگہ اونکو مقصود اصلی قرار دیتے ہین۔
اس طرح سے جس کسی سلطنت کا خیال ہمیشہ ترقی دولت اور تجارت مین
لگا رہتا ہے وہ جماعتون کو ایک کارخانہ اور لوگون کو روپیہ حاصل
کرنے کی کل سمجھتی ہے، اور اگر وہ اون جماعتون کو دولتمند کر سکے تو وہ
کچھ پرواہ نہین کرتی کہ وہ اون لوگون کو کسقدر تکلیف پہونچاتی ہے
وہ اونکو دولتمند تو بناتی ہے لیکن اور ہزارون قسم کی تکلیف دیتی ہے
اوسکا دہیان بالکل جنگی اور ہنڈیاون اور راس المال مین لگا رہتا ہے
۔ اور وہ اون ہزارون قسم کی برائیون کی طرف توجہ بھی نہین کرتی
جنکو بہت آسانی سے وہ دفع کر سکتی ہے ۔ اوسکی صرف خواہش
یہ رہتی ہے کہ وسائل مسرت کو حاصل کرے لیکن صدہا موانع اون وسائل کے

مستعملہ ہے ... جیسا ... ہے ...

بعض حالتوں میں ... ہے کہ وہ ... شہرت ...

... سلطنت ... سلطنتوں ...

خوش رہ سکتی ہیں تجارت کی ...

اور ... فتح ... کرتی ہیں اونکو اسکا کچھ خیال نہیں ...

اس فتح مندی میں کیا کیا ... اور ... ہوتی ہیں اور ...

خونی نتیجوں کے لیئے کس قدر آدمیوں کا کشت وخون اور کس قدر ...

درکار ہوتی ہیں — فتح کی شہرت اور ایک صوبہ کا ملجانا اونکی آنکھونکو ایسا بند کردیتا ہے کہ اونکو اونکی کچھ خرابیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ بہت لوگ اس کی تحقیقات نہیں کرتی کہ سلطنت کا عمدہ انتظام ہوتا ہے یا نہیں اور قانون لوگونکی ذات وجان و مال کی حفاظت کرتا ہے یا نہیں اور لوگ خوش ہیں یا نہیں — تمام تر وہ چیز جسکو بلا لحاظ کسی دوسری شے کے وہ لوگ چاہتے ہیں پولٹیکل آزادی ہے یعنی پولٹیکل طاقت کی مساوی تقسیم جہانتک کہ ممکن ہوسکتی ہے — جب سلطنت کے انتظام کو وہ اپنی اس خواہش کے موافق نہیں دیکھتے تو اونکو بالکل غلامی ہی غلامی نظر آتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ تمام لوگ غلامی کی حالت میں ہیں —

اور یہ لوگ جنکو وہ غلام سمجھتے ہیں اگر اپنی حالت پر خوش ہیں اور کوئی انقلاب اپنی حالت میں نہیں چاہتے تو وہ لوگ اونکو ذلیل سمجھتے ہیں اور اونکی توہین کرتے ہیں اور اپنے متعصب خیال کی وجہ سے یہ لوگ تمام قومی

راحت و مسرت کو سول وار یعنی خانگی غدر مین کچھ نکسان پہنچے پر مستعد رہتے ہیں تا کہ سلطنت اون لوگونکے ہاتھہ مین جائے جو جاہل محض ہین اور جنکے ہاتھ مین سلطنت کا جانا انہین لوگونکی غارتی کا سبب ہے۔

یہ مثالین ہین بعض اون خیالات فاسدہ کی جو سیاست تمدن مین بجائے تفتیش مسرت کے قایم ہو جاتی ہین - یہ خیالات کچھہ مسرت کی مخالفت اور حسد کی وجہ سے نہین پیدا ہوتے ہین اور نہ ایسے بہ عمداً ہوتی ہے کہ مسرت معدوم کردیجائے بلکہ صرف غلطی اور نافہمی کی وجہ سے یہ خیالات پیدا ہوتے ہین - یوٹلٹی کے ایک جز و قلیل کا خیال دلمین بیٹھ جاتا ہے اور تمام تر توجہ صرف اوس جز و قلیل کی طرف بلا لحاظ دوسرے امر کے ہو جاتی ہے اور رفاہ عام کی ایک خاص شاخ کیطرف اس طرح سے خیال رجوع ہو جاتا ہے کہ مسرت عامہ کی طرف سے بے توجہی ہو جاتی ہے اور یہ امر بالکل فراموش ہو جاتا ہے کہ یہ خاص خاص مقاصد صرف ایک اضافی قدر رکھتے ہین اور مسرت عامہ ہی ایک چیز ہے جو اصل قدر و قیمت رکھتی ہے

فصل ۵ - تشریح مزید جواب اعتراضات

اصول یوٹلٹی پر بعض ضعیف اعتراضات اور بعض لفظی منافقات وارد ہو سکتے ہین لیکن کوئی اصلی اور واقعی اعتراض اوسپر وارد نہین ہو سکتا - اور اصل تو یہ ہے کہ کیونکر کوئی دلیل اسکے خلاف

لائی جاسکتی ہے بجز اسکے کہ وہ دلیل بھی خود اسی یوٹلٹی پر مبنی ہو اور اسی سے اخذ کیجائے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ یہ اصول ایک خوفناک اصول ہے تو گویا یہ امر کہا جایگا کہ اصول یوٹلٹی کی پیروی کرنا خود یوٹلٹی کے خلاف ہے یعنی سودمندی کے خلاف ہے۔

اس امر مین مشکل صرف اسوجہ سے پڑتی ہے کہ کسیقدر لفظ کے معنون مین تاویل کیجاتی ہے اور وہ معنی جو صریح و صاف ہین نہین لیے جاتے ہین لفظ خیر یوٹلٹی کے مقابل معنون مین استعمال کیجاتی ہے لفظ خیر کے معنی یہ بیان کیے گئے ہین کہ اپنے فوائد کو اپنے فرائض سے تصدق کردینا ان معنون کی مزید تفصیل و تشریح کے لیے اس امر کا بیان ضرور ہے کہ فوائد مختلف اقسام کے ہوتے ہین اور یہ کہ مختلف قسام کے فوائد بعض حالات مین متضاد اور غیر ممکن الاجتماع ہوتے ہین پس خیر یہ ہے کہ چھوٹا فائدہ بڑے فائدہ کے لیے اور چندروزہ فائدہ دائمی کے لیے اور مشتبہ فائدہ یقینی اور حقیقی فائدہ کے لیے ضایع کر دیا جائے۔ کوئی اور معنی خیر کے بجز اس معنی کے فصاحت کیساتھ ذہن نشین نہین ہوتے اور مقاصد خیر کو غیر مضبوط کر دیتے ہین۔

وہ لوگ جو آسانی کے لیے یہ خواہش کرتے ہین کہ سیاست تمدن اور تہذیب اخلاق مین فرق کرین اور یوٹلٹی کو ایک کا اصول اور انصاف کو دوسرے کا اصول قرار دین وہ لوگ صرف منتشر و پریشان حالات کو

ظاہر کرتے ہین سیاست مُدن اور تہذیب اخلاق مین صرف یہ فرق ہے کہ ایک مین گورنمنٹ کے افعال سے بحث کیجاتی ہے اور دوسرے مین اشخاص کے افعال سے بحث ہوتی ہے لیکن مقصود دونون کا ایک ہے یعنی مسرت - جو چیز کہ سیاست مُدن مین اچھی سمجھی گئی ہے کبھی تہذیب اخلاق مین بُری نہین سمجھی جاسکتی اور اگر سمجھی جاے تو گویا یہ کہا جاتا ہے کہ اصول حساب بڑے عددون مین تو صحیح ہوتے لیکن چھوٹے اعداد مین غلط - کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے خیال مین اصول یوٹلٹی کی پیروی کرتے ہین اور اسمین ہمسے بُرائیان سرزد ہوتی ہین - ایک ضعیف خیال کا آدمی اکثر اس غلطی مین پڑجاتا ہے کہ وہ اچھائی یا بُرائی کے ایک جزو قلیل کا خیال کرلیتا ہے اور اوسپر عمل کرتا ہے ایک قوی طبیعت کا آدمی اس غلطی مین پڑجاتا ہے کہ وہ کسی خاص اچھائی کو اسقدر عظیم سمجھتا ہے کہ تمام اور سلسلہ برائیون کا اوسکی نظر سے چھپ جاتا ہے -

وہ عادت جس سے انسان خراب آدمی کہلاتا ہے اونھین مسرتون کی عادت ہے جنسے دوسرون کو تکلیف پونہچے لیکن خود اسی عادت سے دوسری مسرتون کا عدم فرض کرلینا لازم آتا ہے - کسی شخص کو یہ نہین چاہیے کہ ایسی غلطیون کا الزام جو یوٹلٹی کی طبیعت کے مخالف ہین اور جنکو یوٹلٹی خود دفع کرسکتی ہے اصول یوٹلٹی پر رکھے - اگر کوئی حساب غلط لگاے تو اصول حساب کی غلطی نہین ہے بلکہ اوسکے شمار کی غلطی ہے

جو اعتراضات کہ مکاولی پر قایم کیے گئے ہین اگر وہ صحیح ہین تو وہ غلطی اسوجہ سے نہین ہوئی کہ اوستے اصول یوٹلٹی کی پیروی کی بلکہ اوسنے اوس اصول کا استعمال غلط کیا - اور اس امر کو مصنف کتاب اینٹی مکاولی نے بوضوح تمام سمجہا تھا -

جن لوگون کی اذہان پر حکیم سسرو کی کتاب اور علم اخلاق فلاطونی کے پڑہنے سے یہ خیال فاسد جما ہی کہ لفظ مفید اور لفظ انصاف مین تضاد واقع ہے یہ لوگ اکثر اپنے اس خیال کے اثبات مین حکیم ارسٹائیڈیز اور حکیم ہمسٹاکلیز کی نقل درباب ایک صلاح کے پیش کرتے ہین وہ صلاح ایسی مخفی تھی کہ ہمسٹاکلیز نے اوسکا اظہار کسی اور شخص پر سوای ارسٹائیڈیز کے پسند نہین کیا اس صلاح کو سنکر ارسٹائیڈیز نے جو کہ انصاف مین بڑا مشہور ہے جواب دیا کہ ہر چند یہ صلاح مفید ہی لیکن انصاف سے نہایت مخالف ہی " اس گفتگو سے بظاہر تضاد مابین لفظ "مفید" اور لفظ "انصاف" کے پایا جاتا ہے مگر فی الحقیقت اس سے کچھ بھی نہین ثابت ہوتا - اس سے صرف تناسب فوائد اور مضار کا مستنبط ہوتا ہے انصاف کے لفظ سے اصطلاحاً تمام وہ نقصانات من حیث المجموع سمجھے جاتے ہین جن نقصانات کا مبدا یہ ہی کہ دنیا مین ایک شخص کو دوسرے شخص پر اعتماد نہ ہے - اسلیے ارسٹائیڈیز نے گویا یہ کہا کہ صلاح ہمسٹاکلیز کی

ایک عرصۂ قلیل کے لیے مفید اور زمانہ ہاے دراز کے لیے غیر مفید ہے
یعنی جو فوائد اوس صلاح پر عمل کرنے سے ہاتھہ آئینگے وہ بمقابلہ اون مضار
کے جو اون سے وقوع مین آئینگے بہت ہی کم ہین۔
کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ لفظ یوٹلٹی صرف ایک لفظ مرادف ایی کیورزم
کی ہے (اس لفظ کا ترجمہ عیاشی ہوسکتا ہے ایی کیورز ایک فرقہ
حکمای یونان کا تھا جنکا اصول یہ تھا کہ خوب کھاؤ اور پیو اور عیش
کرو اور جو امر اسکے خلاف ہو وہ امر نکرنا چاہیے۔ یہ طریقہ ایک حکیم کا
نکالا ہوا تھا جسکا نام تھا ایی کیورس اور اسی نام پر اوسکے طریقہ کا
نام بھی رکھا گیا ہے) اس اصول سے اخلاق کو جو جو نقصانات وضرر
پونہچے ہین سبکو معلوم ہین اس اصول کی پیروی اون لوگون نے کی
جو بہت خراب تھی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ قدما مین صرف ایی کیورس
ہی ایک شخص تھا جسنے اصلی اور حقیقی بنیاد اخلاق کو سمجھا تھا اور یہ
خیال کرنا کہ جو نتائج خراب کہ اوسکے اصول کے بیان کیے جاتے ہین یہ
درحقیقت اوس اصول سے پیدا ہوتے ہین گویا اس امر کا کہنا ہے کہ مسرت
خود مسرت کی دشمن ہے (اوسکے طریقہ کا تمام تر مقصود مسرت تھا جو حقیقی
اصول اخلاق کا ہے لیکن جو خرابیان ہوئین وہ صرف اوس طریقہ کی غلط فہمی
اور غلط استعمال سے ہوئین) زبان لاطینی مین ایک مثل ہے جسکا
ترجمہ یہ ہے کہ موجودہ مسرت کو اسطرح سے نہ استعمال کرو کہ جس سے

آیندہ مسرت گھٹ جاے اس رای مین سٹینکا آپی کیورس سے متفق ہے - اور اخلاق کے لیے اس سے زیادہ اور کیا درکار ہے کہ تمام وہ مسرتین جو اپنے لیے خواہ دوسرونکے لیے مضر ہون گھٹائی جائین پس یہی اصول یوٹلٹی ہے لیکن یہان پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے تئین اپنی یوٹلٹی کا جج یعنی فیصلہ کرنیوالا بناتا ہے اور اس طریقہ سے جب لوگون کو کسی معاہدہ یا ذمہ داری کی پابندی سے اپنا فائدہ نہ معلوم دینے لگے گا تو اوس ذمہ داری کی وقعت اور اوسکی طاقت معدوم ہو جاے گی - (مثلاً ہمنے دس روپیہ کسی سے قرض لیے اور اب ہمکو معلوم ہوا کہ وہ شخص ہمسے نہین لے سکتا اور اب ہمکو اوس دس روپیہ کے واپس کرنے سے کچھ فائدہ نہین تو ہمکو اپنی یوٹلٹی اسمین معلوم ہوگی کہ ہم روپیہ واپس نہ دین اور اسطرح سے اوس معاہدہ کی وقعت اور طاقت بالکل معدوم ہوگی) -

بیشک ہر آدمی اپنی یوٹلٹی کا جج ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے ورنہ انسان پھر صاحب شعور مخلوق نہ قرار پائیگا - جو شخص اس امر کی جانچ نہین کر سکتا کہ کیا چیز اوسکے حق مین مناسب ہے وہ ایک بچہ سے بھی بدتر ہے اور مخبوط ہے، ذمہ داری جو انسان کو معاہدات کا پابند کرتی ہے وہ اور کوئی چیز نہین ہے بجز اوس بڑے فائدہ کے دریافت کرنیکے جو چھوٹے فائدہ پر غالب ہے - کوئی آدمی خاص خاص معاہدات کا

صرف خاص یوٹلٹی کی وجہ سے پابند نہین ہے بلکہ حسب معاہدہ کسی فریق پر بار بھی ہوجاتا ہے تاہم وہ فریق معاہدہ کی یوٹلٹی عامہ کی وجہ سے پابند رہتا ہے
وہ اپنے قول کے اعتبار بڑہانے کے لیے جو ہر شخص عاقل چاہتا ہے تاکہ وہ سچا سمجھا جاوے اور اس صداقت کی شہرت سے جو فوائد نتیج ہوتے ہین وہ اوسکو حاصل ہوں باوجود اوس معاہدہ کے بار گران ہوجانے کے بھی اپنے تئین اوسکا پابند رکھتا ہے – معاہدہ بذاتہ کوئی ذمہ داری پیدا نہین کرتا کیونکہ بہت سے معاہدات کالعدم اور بہت سے ناجائز ہین اور یہ معاہدات کالعدم اور ناجائز اسوجہ سے ہین کہ وہ مضر سمجھے گئے ہین – پس ان معاہدات کی پابندی اور اونکی وقعت کو جو چیز پیدا کرتی ہے وہ یوٹلٹی ہے –

یہ امر بہت آسان ہے کہ تمام افعال جو علے ورب کی خیر کے ہین فوائد و مضار کے شمار پر مبنی کیے جاتین اور اوس خیر کو اس طرح کی شمار پر مبنی کر دینے یا اوسکو ایسے قابل الفہم اور سہل طریقہ مین بیان کر دینے سے اوسکی وقعت نہ کم ہوتی ہے نہ ضعیف ہوتی ہے –

اگر اصول یوٹلٹی سے ہم انکار کرین تو ہم ایک ذو سوفسطاقی مین پڑ جائینگے مثلاً ہم کہین کہ ہمکو اپنا وعدہ رکھنا چاہیے – **سوال** کیون – **جواب** ہمارا کانشنس یعنے عقل ایمانی یہی کہتی ہے – **سوال** – کیونکر تمکو معلوم ہوا کہ تمھارا کانسنس تمکو یہ حکم دیتا ہے – **جواب** – میرا دل یہی کہتا ہے

اور میرے قلب پر اثر ہوتا ہے۔ **سوال**۔ یہ امر کیون ضرور ہے کہ تم
اپنے کانشنس کے حکم کو مانو **جواب**۔ خدا میری فطرت قلبی کا خالق ہے تو
کانشنس کی اطاعت کرنا گویا خدا کی اطاعت ہے۔ **سوال**۔ خدا
کی اطاعت کیون ضروری ہی۔ **جواب** کیونکہ یہ میرا پہلا فرض ہے۔
سوال۔ یہ تمکو کیونکر معلوم ہوا۔ **جواب** میرا کانشنس مجھسے کہتا ہے۔
پس پھر پھر اکر وہی کانشنس پھر آیا اور وہی سوالات پھر شروع
ہوئے اور اسیطرح سے ایک دور ہوگیا جس سے تم کسیطرح نہین نکل سکتے
جو آخر مین بڑی غلطی کا مبدا ہوگیا۔ کیونکہ اگر ہم ہر چیز کی جانچ اپنی اندرونی
معلومات سے کرتے ہین تو آپ کوئی ذریعہ اس امر کی تحقیقات کا نہین
ہے کہ کون چیز ہمکو عاقل کانشنس نے بتائی اور کون جاہل کانشنس نے
ہر مجرم کو اس کانشنس کا حیلہ ہے اور ہر متعصب کو لیکے کہنے کا حق ہے
کہ اوسکے کانشنس نے اوسکو یہ امر بتایا۔ اگر بخوف اس امر کے کہ ممکن
ہے کہ اصول یوٹلٹی برے طور سے استعمال کیا جائے، چاہتے ہو کہ اوسکو
ترک کردو تو پھر اور کون اصول ہی جسکو تم اوسکی جگہ پر قایم کروگے
اور وہ کون قاعدہ ہے جسکے برتاو مین غلطی ممکن نہو اور ایسی ایک
ہدایت کہان ہے کہ جسمین کبھی سہو نہین ہو سکتا۔ کیا تم اس اصول
یوٹلٹی کے مقام پر ایک خود مختارانہ اصول قایم کروگے جو آدمیونکو
مثل غلامون کے خاص خاص کام کرنیکا حکم دے بلا اسکے کہ اونکو

معلوم ہوکر ایسا حکم کیون دیا گیا - کیا تم اس اصول کی جگہ ایک منقلب اور غیر مستقل اصول قائم کروگے جو تمھاری ذاتی رای اور دل پر مبنی ہو؟ اگر ایسا ہو تو وہ کیا باعث ہوگا جو تمکو اسپر رغبت دلائی کہ تم دوسرونکو اس اپنے اختراعی اصول کے پیروی کی ترغیب دو - اور آیا یہ بواعث ایسے ہونگے جنسے اونکی اغراض کو کچھ بھی تعلق نہو؟ اگر ایسی صورت سے ہے تو اس صورت مین اگر لوگ تمھاری متابعت نکرین تو تم اونکو کیونکر معقول کروگے اور تمھارے اونکے درمیان مطابقت کیونکر ہوگی اگر اونکے عام فوائد کو تم دلیل نہ گردانوگے تو کیا تمام دنیا کے فرق مختلفہ وطرق متشلطہ و تخالفات متنوعہ کا اون سے ذکر کروگے تاکہ اس سے اپنی رای کی عمدگی ثابت کرو ؟

بڑے ضدی مخالفین اصول افادہ ولٹی گروہ لوگ ہین جو مجھ اور یا من ایک ایسی چیز کو ٹھہراتے ہین جسکو وہ اصول نہ ہب کہتے ہین اور جسکو ہر بحث مین وہ پیش کرنے پر مستعد رہتے ہین - اونکا قول یہ ہے کہ برائی اور بھلائی یعنی خیر و شر کا قاعدہ صرف خدا کی خوشی ہے وہ لوگ کہتے ہین کہ یہی ایک قاعدہ ہے جو جامع ہے تمام ضروری صفات کا اور جسمین کبھی غلطی نہین ہوتی اور جو عام ہے اور بادشاہ ہے تمام اصولون کا ور کذا و کذا -

میرا جواب یہ ہے کہ اصول مذہبی کوئی فی نفسہ جدا اصول نہین ہے بلکہ ایک شکل ہے اونھین اصول متذکرہ بالا مین سے

کسی نہ کسی اصول کی۔ بغیر اسکے کہ خدا تعالی بذریعہ خاص الفاظ اور اپنے
فعل صریح کے ہر شخص کو اپنا مطلب ظاہر کرے، وہ چیز جو اوسکی مرضی
کی کہی جاتی ہے وہی سمجھی جایگی جسکو ہم اوسکی مرضی قیاس کرتے ہین
- کوئی شخص مشیت ایزدی کو قیاس نہین کرسکتا ہے بجز اپنی ذاتی رائے
سے - پس اب اوسکی مرضی اونھین اصولون مین سے کسی اصول
کے بموجب قیاس کیجایگی جسکا ذکر ہوچکا۔ مثلاً کوئی شخص سوال کرے
کہ کیونکر تم جانتے ہو کہ خدا فلان کام کو منع کرتا ہے اصول یوٹلٹی کے
پیرو اسکا جواب یون دینگے کہ وہ کام مسرت انسانی کے خلاف ہے -
اصول رہبانیت والے اسکا جواب یہ دینگے کہ اوس کام مین مسرت
حظ اور عیش شامل ہے - اصول رغبت و احتراز کے پیرو یہ کہینگے کہ
کام کانشنس کو نقصان پونہچاتا ہے اور فطرتی کیفیت کے خلاف ہے
اور اسوجہ سے بلا غور اور جانچ کے اوس سے نفرت کرنا چاہیے -
لیکن یہان پر یہ کہا جایگا کہ القاء ایک بلا توسط صریح اظہار ہے
مشیت ایزدی کا - اور اسوجہ سے القاء کے بعد پھر کوئی بحث
یا نزاع نہین رہتی - اور یہ ہدایت اور اسکی پیروی عقل انسانی
کی پیروی کرنے کی بہ نسبت بہت زیادہ لائق پسند ہے -
مین اسکا جواب یون نہین دیتا کہ کشف و القاء مسلمۃ العام نہین ہے
اور خود عیسائی مذہب مین بہت ایسے لوگ ہین جو اوسکو نہین مانتے،

اور یہ کہ اخلاق اور سیاست مدن مین ایک اصول منطقی ضرور ہے جسکو سب لوگ مانین، بلکہ مین اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ کشف و اقرار نہ سیاست مدن کا طریقہ ہے نہ اخلاق کا، اور اوسکے تمام اصول کی ضرورت ہے کہ تشریح کیجاے اور اونکی ترمیم ہو اور ایک بتوسط دوسرے کے محدود کیا جاے اور اگر اونکے لفظی معنی لیے جائین تو اونکی وجہ سے تمام انتظام دنیوی درہم برہم ہوجاے۔ حفاظت ذاتی محنت۔ تجارت۔ اور باہمی محبت سب معدوم ہوجاے، اور مذہبی تاریخ ایک غیر تنازعہ دلیل ہے اون خوفناک خرابیون کی جو اصول مذہبی کی غلط فہمی سے پیدا ہوئی ہین کسقدر اختلاف ہی پراٹسٹنٹ اور کیتھلک مذہب کے علماء یعنی متاخرین و متقدمین۔ پالی کا مذہبی اور انجیلی اخلاق وہ نہین ہے جو نکول کا ہے اور اسیطرح جیسے جسٹ کا وہ مذہبی اخلاق نتھا جو سینٹ کا تھا (یہ لوگ مذہب عیسائی کے علماء تھے) مفسرین انجیل مین گروہ ہین اول وہ لوگ جو اصول یوٹلٹی کو اپنا طریقہ بحث قرار دیتے ہین دوسرا وہ گروہ ہے جو طریقہ رہبانیت پر چلتا ہے تیسرا وہ گروہ ہے جو طریقہ رغبت و احتراز کا پابند ہے۔ پہلا گروہ مسرت کو خارج کرنے کے بجاے اس مسرت کو خدا کی خوبیون کی دلیل قرار دیتا ہے۔ دوسرا گروہ مسرت کا بالکل دشمن ہے اگر مسرت کی وہ اجازت

بھی دیتا ہے تو اوس مسرت کے لیے نہین بلکہ کسی اور مقصود ضروری کے لحاظ سے۔ تیسرا اگر وہ اپنے اپنے خیال اور رائے کے موافق مسرت کو پسند کرتا ہے یا ناپسند کرتا ہے بلا اسکے کہ نتیجہ کیطرف خیال کرے۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کشف والقار فی نفسہ کوئی اصول نہین ہین کیونکہ کوئی چیز مناسب طور سے اصول نہین کہلائی جاسکتی جبتک وہ ایسی نہو کہ اوسکے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہ پڑے بلکہ اوس سے دوسری چیزین ثابت کیجائین

فصل ۶۔ مختلف اقسام کی سرور وآلام

مختلف اقسام کی کیفیتین دائماً ہمارے قلب پر گذرتی ہین جنکی طرف ہم توجہ بھی نہین کرتے اور جو بلا اسکے کہ ہمارے خیال کو اپنی طرف متوجہ کرین گذر جاتے ہین۔ اور اسطرح سے اوس بڑے حصہ اشیا ہین جو روزمرہ ہمارے سامنے رہتی ہین کچھ کافی اثر باقی نہین رہتا جس سے ہمکو سرور یا الم ہو سرور والم وہی کہلاتے ہین جو ہمارے خیال کو اپنی طرف متوجہ کرلین اور کیسا ہی اثر دھام ہو مگر وہ اپنے تئین دکھادین اور جنکی نسبت ہمارے دلمین یہ خواہش پیدا ہو کہ وہ قایم رہین یا یہ خواہش پیدا ہو کہ ختم ہوجائین۔ یہ خوش آیند اثر بسیط ہے یا مرکب۔ اگر وہ اور چھوٹے اثر ون سے نہین بنا ہے تو بسیط ہے

اور اگر وہ بہت سے سرور بسیطہ یا آلام بسیطہ سے یا سرور و الم دونون سے ملکر بنا ہے تو مرکب ہے۔ اور وہ چیز جسکی وجہ سے ہم اون مختلف سرورون کو بجاے اسکے کہ جدا جدا ایک سرور بسیط خیال کرین ایک سرور مرکب تصور کرتے ہین وہ نوعیت سبب ہے جس سے کہ وہ سرور پیدا ہوا ہے اگر وہ سبب خود بسیط ہے تو ہم تمام اون مسرتون کو جو اوس ایک ہی سبب کے اثر سے پیدا ہون ایک سرور سمجھتے ہین — اور اسی وجہ سے ایک تھیٹر کا تماشا جو ایک ہی وقت مین اپنی خوبی سجاوٹ اور موسیقی اور جماعت اور لباس اور تماشہ کرنیوالون کے افعال سے ہمارے مختلف حواس کو حظ پہنچاتا ہے ایک سرور مرکب پیدا کرتا ہے — سرور بسیط و الم بسیط کی کامل اور مفصل فہرست تیار کرنے مین بڑی محنت واقع ہوتی ہے یہ فہرست ایسی خشک اور غیر مفرح ہے جس سے بہت سے پڑھنے والون کی طبیعت ہٹ جائیگی کیونکہ ایسی فہرست تیار کرنا ایک قصہ گو کا کام نہین ہے جو صرف لوگون کو خوش و محظوظ کرنا چاہتا ہے بلکہ یہ خاص واقعات کی تفصیل اور ہماری کیفیات قلبی کی فہرست ہے۔

دفعہ اوّل مسرات بسیطہ

(۱) سرور حواس — یہ وہ سرور ہین جو بلا توسط دیگر متعلقات کے ہمارے اعضا و حواس سے تعلق رکھتے ہین — یعنی حظ ذائقہ — حظ شامہ

خط نظر - خط سماعت - خط لمس - خط بویا مسرت و خط صحت
جو روح کی ایک خوش آیند فرحناک حالت ہے اور جس سے ہمکو اپنی
زندگانی ہلکی و آسان معلوم ہوتی ہے اور جسکا تعلق خاص کسی حس
سے نہیں بیان کیا جا سکتا بلکہ جسکا تعلق تمام اندرونی روحانی
اعضا سے ہی آخر ۱ سرور ناولٹی یعنی تجدید ہے جو ہمکو اوسوقت
محسوس ہوتا ہے جبکہ کوئی نئی چیز ہمارے کسی حواس کے سامنے لائی
جاتی ہے یہ سرور کوئی جداگانہ قسم نہیں بناتا لیکن اسکا اسقدر بڑا اثر
کثرت سے ہوا کرتا ہے کہ اسکا جداگانہ خاص ذکر کرنیکی ضرورت تھی
(قول مشہور ہے کل جدید لذیذ) (۲) سرور دولت اس سے
وہ قسم مسرت مراد ہے جو ہمکو کسی ایسی شئی پر قابض ہونے کی وجہ
سے پیدا ہو جو وسیلہ مسرت یا حفاظت ہے۔ اس سرور کا اثر اوسوقت
بہت قوی ہوتا ہے جسوقت کوئی شئی حاصل ہوتی ہے۔ (۳) سرور
لیاقت - یہ سرور اوسوقت نتیج ہوتا ہے جبکہ ہم کسی مشکل کو حل
کر جاتے ہین اور جبکہ ہمکو کسی ایسے ذریعہ اور آلہ کے استعمال کرنے مین
تکمیل اضافی ہو جاتی ہے جو کسی مسرت یا یوٹلٹی کے حصول مین
مدد دے - مثلاً جب کوئی شخص چنگ بجاتا ہے اوسکو ایک سرور
محسوس ہوتا ہے جو اوس سرور سے بالکل جدا ہے جو اوسکو
اوسوقت حاصل ہوتا جبکہ وہ اس آلہ موسیقی کو کسی دوسرے کو

بجائے سننا (۴) مسرات دوستی وہ ہین جو اِس امر کے خیال کرنے سے ہوتی ہین کہ فلان فلان اشخاص میرے خیر خواہ ہین اور اسوجہ سے مین اون سے امید رکھہ سکتا ہون کہ وہ از خود بلا عوض میرے کام آوین۔ (۵) مسرات نیکنامی وہ ہین جو اوسوقت پیدا ہوتی ہین جبکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آس پاس کے لوگ یعنی وہ لوگ جنسے ہمکو تعلقات ہین ہماری قدر اور ہماری نسبت اچھی راے رکھتے ہین جسکی وجہ سے ہمکو حق ہے کہ ہم اون سے امید رکھین کہ وہ کام آئینگے جب ہمکو کبھی ضرورت ہوگی۔ (۶) مسرات ثروت وہ ہین جس سے انسان یہ پاتا ہے کہ بوجہ امید یا بیم کے لوگ اوسکی اعانت کرنے کو مستعد ہو جائینگے۔ (۷) مسرات دینداری وہ ہین جو اِس خیال پر مبنی ہین کہ ہمسے ہمارا خدا خوش ہے اور اسکے نتیجہ مین یہ امید ہے کہ وہ ہمارے حال پر دنیا یا آخرت مین بہ رجوع برحمت ہوگا۔ (۸) مسرات نکوئی و نیک خواہی۔ وہ ہین جو اوسوقت ہمکو معلوم ہوتی ہین جبکہ ہم اون لوگون کی مسرت کا خیال کرتے ہین جنکو ہمسے محبت ہے۔ اونکو مسرات خیر خواہی اور مسرات محبت عام بھی کہہ سکتے ہین اونکی قوت بڑہ اور گھٹ سکتی ہے۔ کبھی تو گھٹ کر ایک چھوٹے دائرہ مین محدود ہو جاتی ہے اور کبھی اسقدر بڑہ جاتی ہے کہ تمام افعال انسانیہ پر حاوی ہو جاتی ہے۔ نیکی و محبت کبھی ایسی

وسیع ہوجاتی ہے کہ حیوانون تک سے کیجاتی ہے۔ کبھی تو انسان کسی خاص حیوان کو چاہنے لگتا ہے اور کبھی خاص کسی قسم کے جانورون سے محبت ہوجاتی ہے اور ایسی صورت مین اوس حیوان یا اون حیوانون کو خوش دیکھکر وہ انسان بھی خوش ہوتا ہے۔ (۹) مسرات بدخواہی۔ اون لوگون کی تکالیف کو دیکھکر یا اونکا تصور کرکے پیدا ہوتی ہے جو ہمسے محبت نہین کرتے یا جو ہمارے دشمن ہین عام اس سے کہ وہ انسان ہون یا حیوان۔ انکو مسرات خشم ارادت وحسد بھی کہہ سکتے ہین۔ (۱۰) جب ہم اپنے ذہن کو نئے خیال وتصور کے حاصل کرنے مین لگاتے ہین اور اوسکی وجہ سے کوئی نئی بات نکالتے ہین یا ہمارے خیال مین آتا ہے کہ ہمنے ایک تحقیق انوکھی طبعیات یا علم اخلاق مین ہم تو پہنچائی تو ہمکو ایک خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے اور اس مسرت کو مسرت علم کہتے ہین۔ اوس مسرت وسرور کے جوش وخروش کو جس سے حکیم ارشمیدیس ایک سوال مشکل کے جواب نکالنے سے محظوظ ہوا تھا وہی لوگ بآسانی سمجھہ سکتے ہین جو علوم حکمیہ کی تحقیقات مین مشغول رہتے ہین۔ (۱۱) ہم لوگ اپنے حظوظ ماضیہ وگاہے تکلیف سابقہ کو بالتفصیل وسلسلہ وار خیال کرنے سے خوش ہوتے ہین۔ اس خوشی کو مسرات قوت حافظہ کہتے ہین اور اسکی زیادتی وکمی اون حظوظ وتکالیف کے تصور پر موقوف ہے جو باعث خوشی یا رنج

کی ہوئی تھی۔ (۱۲) اور کبھی قوت حافظہ چند مسرات کو مختلف طور پر مطابق ہماری خواہشون کے ترتیب دیتی ہے اور اسمین کبھی ہم لوگ اپنی طرف سے پسندیدہ حالات جسے ہمنے اپنی ذات یا ذات غیر مین ادراک کیا ہے بڑہا دیتے ہین۔ یہ مسرات قوت متخیلہ کی ہین۔ مصور جو تصویر کھینچتا ہے وہ فی الحقیقۃ اوسمین اپنا حافظہ صرف کرتا ہے اور جو شخص کہ اشیای مختلفہ مقامات منتشرہ سے تجویز کر کے جمع لاتا ہے اور اونکو اپنے خیال مین مناسب طور پر منتظم کرتا ہے وہ قوت متخیلہ کو کام مین لاتا ہے۔ علوم و فنون کے نئے خیالات اور تحقیقات مختلفہ جنکو ہم پسند کرتے ہین مسرات قوت متخیلہ کے باعث ہوتے ہین۔

(۱۳) کبھی ہم آیندہ کی مسرات کا تصور کرتے ہین اور اونکے ساتھ اس امر کی امید ہوتی ہے کہ عنقریب ہم اون سے مستفید ہونگے اسکو **مسرات امید** کہتے ہین۔

(۱۴) **مسرات تعلق**۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی چیز فی نفسہ موجب مسرت نہو مگر جبکہ ہمارے دلمین اس شی کو ایک اور شی پسندیدہ کے ساتھہ تعلق ہے تو اس تعلق کی وجہ سے یہ شی بھی پسندیدہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً وہ کھیل جنکی جیت ہار اتفاق پر محول ہے گویا کسی شرط کے کھیلے جائین لیکن چونکہ ہمارے دلمین جب جیتنے کا تصور ہوتا ہے تو اوسکے

متعلق یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر کچھ شرط ہوتی تو ہمکو ایک فائدہ کا حصول ممکن تھا۔ پس اِس کھیل اور فائدہ کا جو تعلق ہے اِسوجہ سے وہ کھیل بلا شرط بھی اگر کھیلا جاے تو جیتنے مین مسّرت ہوتی ہے۔

(۱۵) آخر مین وہ مسّرات ہین جو تکالیف پر مبنی ہین۔ جب کوئی شخص تکلیف اوٹھانے کے بعد صحت پاتا ہے تو مطلق صحت یا کمی تکلیف باعث خوشی ہوتی ہے اور یہ خوشی اکثر نہایت فرحت افزا ہوتی ہے۔ اِن مسّرات کو مسرات نجات کہہ سکتے ہین۔ اِن مسّرات کی زیادتی وکمی مطابق اونکی تکالیف ماضیہ کے ہوتی ہے۔ ہم لوگون کی مبادی خوشی یہ ہین جنکا ذکر ہوا۔ یہ مسّرات باہم مختلط ومشتبک ہوکر ایک دوسرے مین ہزارون طور سے تغیر پیدا کرتے ہین یہانتک کہ کسی مسّرت مرکب کی بسائط کے پتہ لگانے مین کسیقدر توجہ اور تجربہ درکار ہے مثلاً جو مسّرت کہ کسی خوش منظر مقام کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ مسّرات بسیطہ مختلفہ سے مرکب ہے۔ یعنی مسّرات حواس مسّرات قوت متخیلہ ومسّرات رغبت سے۔ اشیاء مختلفہ اور اونکے الوان تنشطہ اور گلہاے متنوعہ اور اشجار نزہت بخش اور مشتبک انوار واظلال بصارت کو سرور سے مالامال کرتے ہین۔ مرغان چمن کی چہک اور انہار کے ہلولے اور اشجار کے پتون کے درمیان بادبہار کے نرم نرم سنک کانون کو نہایت خوش آیند ہوتے ہین۔

ہوا ہی پر فضا اشجار اور یا حین تر و تازہ کی خوشبویوں سے بہرہ اندوز ہو کر مشام کو معطر کرتی ہے اور اوسکے پھیلنے والی پاکیزگی اون خوشبوؤنکو اور بھی منتشر اور اونکو زیادہ تر مرغوب خواطر تمام کرتی ہے۔ قوت متخیلہ نیک خواہی جب دولت و توفیر و سرسبزی کا خیال دل کے سامنے پیش کرتی ہے تو وہ مقام فرا دلکو اور بھی خوش آیند معلوم ہوتا ہے۔ علیحدہ وحوش صحرائی اور یا تو جانورونکی خوشی اور بھولاپن دیکھکر انسان اپنے حیات کی تکالیف و جوش و خروش کا خیال کرتا ہے اور ان دونون کا مقابلہ کرتا ہے تب وہ ان سب مسرات کو جو ان چیزون کی ترضیع نوطرز سے اوسکو حاصل ہوتی ہین اپنے ملک کے باشندون تک متعدی کرتا ہے اور بالآخر اوسمین خیال اوس مبدا لایزال کے شکر و ثنا کا پیدا ہوتا ہے جسکو ہم لوگ ان تمام احسانات کا خالق تصور کرتے ہین اور اس شکر ان سے ہمکو ایسی باری منان پر زیادہ تر بھروسہ ہوتا ہے اور اوسکی ابداع پر حیرت سے وجد آتا ہے ——

(دفعہ ثانی آلام بسیطہ)

(۱) کسی مسرت کے نہونے کا الم۔ یہ آلام مقابل ہین ان مسرات کے جنکا عدم موجب رنج والم ہوتا ہے، اور یہ آلام بہت مختلف اقسام سے ہوتے ہین، اور اقسام کے بھی ہین، مگر تین قسمین خاص ہین۔

(اولاً) یہ کہ ہم کوئی مسرت حاصل کرنا چاہین مگر ہمکو امید حصول خوف عدم

حصول سے کم ہو تو جو تکلیف کہ اس وجہ سے ہمارے دل کو ہوتی ہے
اوسکو تکلیف خواہش یعنی خواہش غیر منہل کہتے ہین۔
(ثانیاً) یہ کہ ہمکو حصول مرام کی نہایت امید ہو لیکن دفعۃً ہماری امید
منقطع ہو جاے تو اوسکو تکلیف قطع امید کہتے ہین۔
(ثالثاً) یہ کہ ہم کسی چیز سے مستفید رہو ئے یا اوس شے سے استفادے
کی ہمکو امید تھی جو مثل فائدہ اوٹھانے کے ہے اگر وہ چیز ہاتھ
نکلجاے تو اس چیز کے ہاتھ سے جاتے رہنے کی وجہ سے ایک قسم کا
اثر ہمارے دل پر پیدا ہوگا اس اثر کو حسرت کہتے ہین۔ ایک قسم کی
اور تکلیف یہ ہے کہ کبھی آدمی کی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ کوئی چیز
اوسکو اوسوقت پسند نہین آتی اور طبیعت پریشان اور مکدر
رہتی ہے اسکو تکلیف مکدر مزاج کہتے ہین۔ (مگر یہ چیز کوئی جدید
نہین ہے کیونکہ یہ شق اول مین بدین طور داخل ہے کہ اسمین انسان
چاہتا ہے کہ علی حسب المعمول کوئی نہ کوئی چیز فرحت بخش اوسکو ہاتھ
لگے تاکہ اوس سے وابستگی دل افسردہ ہاتھہ آئے لیکن کوئی بھی ایسی
چیز دستیاب نہین ہوتی) (۲) الالام حواس اسکی نو قسمین ہین۔
تکلیف بھوک و پیاس۔ تکلیف ذائقہ۔ تکلیف شامہ۔
تکلیف لمس۔ یہ ایسی چیزون کے استعمال سے پیدا ہوتی ہین جو
اونکے حواس مناسب کو ناگوار ہون۔ تکلیف سمع و بصر۔

آلام ... اشکال سے پیدا ہوتی ہین جو ان حواس سے
... قطع نظر کے تعلقات سے ساتھ ایسی اشیار کے جو تخیل کو
... ہون ... یا واقعی مسرت یا آگہی - مگر ان دونون کو متعلق
... تصور کر سکتے ہین تکالیف علالت یا قسامہا -
تکالیف خستگی - متعلق دل ہو یا تعلق بدن -

(۳) آلام ناکامی مین اوس وقت آدمی پڑتا ہے جبکہ وہ کسی امر
کی تحصیل مین کوشش کرے اور مختلف طرحکے وسائل ڈہونڈکر کام مین
لگاوے لیکن نیل مرام سے نامراد رہے، عام اس سے کہ وہ کوششین
موجب تکلیف ہون یا موجب راحت -

(۴) آلام عداوت - اس خیال سے پیدا ہوتے ہین کہ فلان
شخص مجھسے دشمنی رکھتا ہے اور اسوجہ سے یہ خوف ہوتا ہے کہ مبادا
بدلا لے یا مجھ سے مبتلای بلا ہوجاؤن -

(۵) آلام بدنامی - وہ ہین جو انسان کو بدین خیال عارض ہوتے
ہین کہ ایک عالم مجھسے نالان اور ہر ہر شخص سے یا ایسے وقوع کا
احتمال ہے - اسکو شدا ... (بدرای) نامہ خلائق بھی
کہتے ہین -

(۶) آلام تقوی - اس ... پر مبنی ہین کہ مبادا ذات واجب الوجود
مجھسے ناراض ہوا اور اوس سے کوئی بلای دنیاوی یا اخروی ہین

گرفتار آوین - اگر یہ خوف کسی دلیل تام پر مبنی ہو تو اوسکو خوف دنیاوی کہینگے اور اگر بلا وجہ وجیہہ ایسا خوف لاحق ہو تو اوسے وہمی خوف سے تعبیر کرینگے -

(۷) آلام ہمدردی عام - یہ وہ تکالیف ہین جو ایک شخص نیک نہاد اوسوقت اوٹھاتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ کوئی آدمی یا حیوان تکلیف مین ہے جوشش ترحم ہم لوگون کو اپنی یا غیر کی تکلیف پر ردلاتا ہے - ان آلام کو آلام نیک دلی و آلام محبت - بھی کہہ سکتے ہین ؂

(۸) آلام بدخواہی عام - یہ وہ ہین جو ہمارے اعدا کے خوش وخرم ہونے سے ہمارے دل پر لاحق ہوتے ہین انکو شدائد بیدردی وشدائد بغض کرکے بھی تعبیر کرسکتے ہین -

(۹) اور (۱۰) اور (۱۱) یعنی آلام حافظہ و آلام قوت تخیلہ و آلام خوف - یہ آلام بالکل مسرات حافظہ اور مسرات متخیلہ اور مسرات امید کے مقابل و متضاد ہین - انکی تبیین کی علحدہ ضرورت نہین کیونکہ وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ - ہرچند کہ ترتیب وتنسیق مسرات و آلام جو انسان کو لاحق حال ہوتے ہین ایک تکلیف غیر مفرح ہے مگر چونکہ یہ ایک چیز نہایت مفید ہے اسلیے یہ محنت برداشت کی گئی - تمام علم اخلاق و تمام علم تمدن صرف ایک ہی اصل پر مبنی ہے اور وہ اصل علم آلام و مسرات ہی

بغیر اسکی دانست کے اون ملوم کا تصور قایم نہین ہوسکتا - جبکہ ہم لوگ
خیر و شر اور افعال جائز و غیر جائز کا ذکر کرتے ہین یا طریقہ
انعام دہی و سزا دہی زبان پر لاتے ہین تو اسکا کیا مطلب
ہوتا ہے - اس سے بجز مسرات اور شدائد اور کچھ مقصود نہین ہو سکتا -
جس دلیل کی توجیہ علم اخلاق یا علم تمدن مین مسرت و
آلام سے نہو سکے وہ دلیل رای سوفسطائی پر مبنی ہے اور اوس سے
کوئی نتیجہ نہین نکل سکتا - مثلاً ہمکو جرائم پر بحث کرنا منظور ہے جو کہ مقصود
اصلی تمام علم تمدن کا ہے - پس تم پاؤگے کہ اسمین بجز مسرات و
آلام کے حساب تقابل کے اور کوئی چیز نہین ہے ' مثلاً تم ایک فعل کی
برائی کو جاننا چاہتے ہو کہ وہ کس مقدار کا جرم ہوا - اسکے معنی یہ ہین کہ
تم اوس مقدار الم کی تفتیش کرتے ہو جو اوس فعل سے کسی شخص کو پونہچا ہو
بعدہ اب تم اوس مجرم کی نیت کو جاننا چاہتے ہو اسکے معنی یہ ہین کہ تم اوس
امید مسرت کو جاننا چاہتے ہو جسنے مجرم سے وہ فعل کرایا - اب تم اون
فوائد کو دیکھنا چاہتے ہو جو اس جرم سے منتج ہوتے - یعنی تم اون
مسرات کو دیکھنا چاہتے ہو جو اس جرم سے منتج ہوئین - اب تم
یہ تجویز کرنا چاہتے ہو کہ اس جرم کے لیے کیا سزا دیجاے -
اسکے معنی یہ ہین کہ تم اس امر کی تجویز چاہتے ہو کہ کون اور کس
مقدار کا الم مجرم کو دینا چاہیے - پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی

کہ تجویز آلام و مسرات سے اصل اصول علم تمدن ہے - جتنا ہی زیادہ
غور سے یہ دونون امر ہمین سوچے جائینگے اوتنے ہی زیادہ امور
غور طلب اونہین سے نکلینگے - بادی النظر مین بھی یہ بات ظاہر ہے
کہ مسرّات و آلام کی دو بڑی تقسیمین ہو سکتی ہین یعنی مسرّات و
آلام متعلق بالغیر و مسرّات و الم متعلق بالذات
مسرّات و آلام خیر خواہی و بدخواہی قسم اول مین داخل ہین
اور باقی قسم ثانی مین - یہ بات قابل توجہ ہے کہ بہت سے اقسام
مسرّات کے ایسے ہین جنکے مقابل مین آلام نہین ہین انہین سے
اول مسرّات جدّت ہین نئی چیزون کے دیکھنے سے ایک قسم
کی مسرّت پیدا ہوتی ہے مگر کوئی نئی چیز نہ دیکھنے سے کسی قسم کا الم
نہین ہوتا - ثانی مسرّات حب - کیونکہ ان مسرّات کے عدم سے
کسی قسم کی خاص تکلیف نہین ہوتی مگر یہ کہ اوس سے کوئی قطع امید
پیدا ہو - بعض مزاج ایسے ہوتے ہین جو اسکے عدم سے تکلیف پاتے
ہین مگر بالعموم یہ بات ہر شخص کے اختیار مین ہے کہ اسکا خیال
اوٹھا دے اور یہ حالت حالت تکلیف سے نہایت دور ہے
اور ثالث مسرّات مال و تحصیل ہین انکے مقابل بھی تکلیفین بجز
اسکے کہ کوئی قطع امید ہو نہین ہین - تحصیل ہمیشہ مرغوب خاطر
ہے مگر عدم التحصیل من حیث ہو ہو موجب الم نہین ہے - اور رابع

مسرات قوت کی بھی یہی حالت ہے اونکا وجود مسرت تمیز سے محسوس کیا جاتا ہے مگر انکا عدم کوئی الم نہین ہے یہ موجب الم کسی خاص وجہ سے ہوجاے تو ہوجاے مثلاً بسبب کسی سلب امید کے۔

فصل ہفتم آلام و مسرات من حیث الآثار

ہر خواہش کے لیے ایک علت غائی ضرور ہے مگر ہر غایت مستلزم مسرات یا آلام ہے جس مخلوق پر کہ آلام و مسرات کا اثر نہین اوسکو بلاشبہہ ہماری طرف احتیاج نہین ہے۔ جو الم یا مسرت کہ کسی قانون سے متعلق ہوا وسکو اوس قانون کا اقتضا کہتے ہین ایک ملک کے قوانین دوسرے ملک کے قوانین نہین ہوتے کیونکہ وہ دوسرے ملک مین کوئی اثر نہین رکھتے اور نہ فرض و اجب الاتباع ہوتے ہین مسرات و آلام کی بالعموم چار قسمین ہوسکتی ہین۔ اول طبعی۔ دوم اخلاقی۔ سوم تمدنی۔ چہارم مذہبی۔ بدینوجہ جبکہ ہم آلام و مسرات کو اس حیثیت سے خیال کرین کہ وہ ایک قسم کی سزا یا انعام ہین جو ہمارے کسی نوع کے قوانین افعال سے تعلق رکھتے ہون تو وہ چار قسم کے اقتضا مین منقسم ہونگے۔

(۱) جو مسرات و آلام ہمکو بمطابق معمولی طریقہ عالم کے بلا مداخلت کسی انسان کے عارض ہوتے ہین وہ اقتضا طبعی ہین۔

(۲) جن مسرات و آلام کے پہونچنے کا احتمال دوسرون سے بوجہ اونکی محبت یا نفرت کے یا اس وجہ سے ہو کہ وہ ہمکو اچھا یا برا سمجھتے ہین یعنی جن آلام و مسرات کے پہونچنے کا احتمال ہمکو بسبب اوس خیال کے ہے جو لوگونکو ہماری طرف ہے اونکو اقتضای اخلاقی یا اقتضاء تجویز عام ورای عامۃ الناس و اقتضاء قدر و منزلت یا اقتضاء مسرات و آلام ہمدردی کہہ سکتے ہین۔

(۳) جو مسرات و آلام کے عارض ہونیکا احتمال بذریعہ حاکم وقت کے کسی جبر قانونی سے ہو اونکو اقتضاء تمدنی اور اقتضاء قانونی کہہ سکتے ہین۔

(۴) مسرات و آلام جو بوجہ مذہبی امید و بیم کے وجود مین آئین وہ اقتضاء مذہبی مین داخل ہین۔ کسی شخص کا مکان اگر اوسکی حماقت سے جلجاسے تو جو الم اوسکو اس احراق سے ہوتا ہے وہ الم اقتضاے طبعی مین داخل ہے اور اگر وہ آگ کسی حکم حاکم وقت سے لگائی گئی ہو تو وہ الم اقتضای تمدنی ہے اور اگر وہ آگ کسی اوسکے ہمسایہ نے عداوت سے لگادی تھی تو وہ الم اقتضاء اخلاقی ہے۔ اور اگر یہ خیال مین ہو کہ معبود کی ناراضی کی وجہ سے یہ آگ لگی تو وہ الم اقتضاء مذہبی ہے جسکو بالعموم مرضی خدا کہتے ہین۔ اس مثال سے یہ بات معلوم ہوتی کہ ایک ہی قسم کا الم اقتضاہا مختلفہ سے تعلق رکھہ سکتا ہے مایہ الاقتیاز

مابین اقتضا ہاے متذکرۂ کے وہ حالات ہین جو اوسکے باعث ہوتے
ہین- اس کتاب کے سمجھنے مین یہ تقسیم نہایت بکار آمد ہے-
یہ ایک آسان اور ہموار اصطلاح ہے جو تمیز و تبیین مین قواے ممیزہ و مستنبطہ
کی جنپر طبیعت انسانی محول ہوتی ہے نہایت ہی ضروری ہے-
یہ اقتضا ہاے اربعہ ہر شخص پر ایک ہی طریقہ اور قوت سے عمل نہین
کرتی- بلکہ کبھی ایک دوسرے کے رقیب اور کبھی معاون اور کبھی
دشمن ہوتے ہین- جب ان سب مین توافق کلی ہوتا ہے تو اونکی
قوت غیر ممکن المقابلہ ہوجاتی ہے اور جب وہ باہم مخالف ہوتے ہین
تو ہر واحد انمین کا دوسرے کو کمزور کرتا ہے اور جب وہ متضاد یکدیگر
ہوتے ہین تو افعال انسان مین ایک کیفیت حیص و بیص و تخالف
کی پیدا ہوتی ہے- مطابق ان اجازات یا اقتضا ہاے اربعہ کے چار
قسم کے قوانین متصور ہوسکتے ہین- اگر یہ قوانین اربعہ ایک ہی
ہوتے تو تکمیل قوانین حد کمال کو پہونچتی- یہ کمال گو غیر ممکن نہو مگر
ہملوگون سے بہت دور ہے تاہم مقنن کو اسکا خیال ضرور ہے
کہ وہ بالاصل اقتضاے تمدنی ہی کے ذریعہ سے کام کرسکتا ہے-
باقی اقتضا ہاے ثلاثہ بالضرور متقابلین یا معاونین ہونگے-
اگر مقنن ان اقتضا کی کیفیات سے قطع نظر کریگا تو اوسکو نتیجہ قانون
مین غلطی پڑے گی الا اگر وہ ان امور کو مدنظر رکھے گا تو اوسکی قوت

نہایت ترقی کریگی - ان سبکو جمع کرنے کی کوئی اور شکل نہین ہے
بجز اسکے کہ ان سبکو یونٹی کے اندر لے آئے - صرف اقتضای
طبیعی ہی ہے جو ہمیشہ اپنا کام کرتا ہے اور جو خود بخود کام کرتا ہے
اور صرف یہی ہے جو تغیر کو قبول نہین کرتا - یہ اورونکو بغیر اسکے
کہ متمیز ہوسکنے تک کھینچ لاتا ہے اور اونکے اختلافات کو صحیح
کرتا ہے اور اشخاص مختلف الطبائع کے خیالات کو ہموار اور یکساں
کردیتا ہے - اقتضاء تجویز عام و اقتضاء مذہبی - زیادہ تغیر قبول
کرتے ہین اور بہت زیادہ لوگون کے تلون طبع پر محول ہین -
اور ان دونون اقتضاؤن مین سے اقتضای تجاویز عامہ
زیادہ مستقیم و ہمیشہ مطابق یونٹی رہتے ہین اقتضاء مذہبی کا زیادہ
عمل ناہموار و غیر مستقیم ہے اور وہ خوفناک اختلافات کو قبول کرتا ہے
یہ بجالہا چھوڑ دینے سے کمزور ہوجاتا ہے اور مقابلہ کرنے سے ترقی پکڑتا ہے
من بعض الوجوہ - اقتضاء تمدنی کو دونون کے فواید حاصل
ہین - اسکا عمل کافہ انام پر اقوی ہے اور اوسکے نصائح نہایت
متمیز اور اصح ہین - اور بلحاظ عمل کے بروی کار لانے مین کامل الاعتبار
ہے اور بالآخر مستکمل ہونے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے -
اسکی ترقی دوسرونکی ترقی پر ایک اثر بلا واسطہ رکھتی ہے لیکن یہ صرف چند
معین اقسام افعال سے تعلق رکھتا ہے - یہ لوگون کے اطوار خفیہ پر قبضہ کافی

نہین کر سکتا - یہ بلا وساطت دلائل واضحہ جنکا دستیاب ہونا اکثر مشکل ہے عمل نہین کر سکتا - اور اخفا اور ظلم و خدعہ اس سے پیچ نکلتے ہین - ان اقتضاآت کے آثار مختلفہ کو خیال کرنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ انہین سے کسیکو متروک نکرنا چاہیے بلکہ ہر ایک کو ایک ہی مقصود کے حاصل کرنیکی طرف مائل کرنا لازم ہے - انکی مثال مقناطیس کی سی ہے کہ اگر جنب مقابل مین رکھے جاوین تو ایک دوسرے کی قوت گھٹاتے ہین اور اگر جانب موافق مین ترتیب دیے جائین تو باہم معاضد و معاون ہوتے ہین - اس مقام پر یہ بات قابل خیال ہے کہ تفرق و تعدد و مبانی قوانین کی علت اصلیہ کا ابتنا اسی امر پر ہے کہ تقلید نے ان اقتضاآت مین سے بعض کو بعض پر افضلیت دی ہے ان اقتضاآت اربعہ مین سے ہر واحد کی طرفدار ہین جو اوسکو دوسرون سے برتر کرتے ہین اور اونمین سے ہر واحد کے اعدا ہین جو اوسکے نقصان دکھا کر بے اعتبار کرانا چاہتے ہین اور اوسکے عیوب پیش نظر کرتے ہین اور بلالحاظ اوسکے اعمال حسنہ کے اوسکے نتائج سیئہ کو بیان کرتے ہین یہ ہی لم ہے اون سب اختلاف آرا کے جنسے کوئی فطرت کو اخلاق اور کوئی علم تمدن کو مذہب پر اور کوئی مذہب کو قوانین فطرت اور گورنمنٹ پر فوقیت دیتا ہے - ان اقتضاآت اربعہ کا ہر واحد غلطی کو قبول کرتا ہے یعنی بعض مواقع مین اصول پر ٹھیک سے مخالفت کرتا ہے

مگر بذریعہ اصطلاح مسبوق الذکر کے ایک نقطہ مین اوس جگہ کا ذکر ہوسکتا جہان سے غلطی ناشی ہوئی ہے۔ مثلاً کسی خاندان کا ایک شخص سزایاب ہوا اوس خاندان کے بیگناہ لوگون کو جو ذلت وملامت اِس شخص کی سزایابی سے ہوتی ہے یہ اقتضاء تجویز عام کی غلطی کا ہے۔ جرم ربا یعنی مقدار قانون سے زیادہ سود لینے کو جرم قرار دینا اقتضای تمدنی کی غلطی سے ناشی ہوتا ہے۔ جرم بے دینی وجادوگری اقتضای مذہبی کی غلطیوں مین شمار ہین۔ بعض رغبتین و بعض نفرتین اقتضای طبیعی کی غلطیون مین داخل ہین۔ غلطیون کی جڑ انھین ایک نہ ایک اقتضاآت اربعہ مین ہوتی ہے۔ اور بعدہٗ اکثر دوسرون تک متعدی ہوجاتی ہے ان تمام صورتون مین غلطی کا پتہ لگانا ضرور ہے اور تب اوسکا علاج کرنا چاہیے

فصل ششم مقیاس مسرات وآلام

مقنن کا مقصود اصلی استقرار مسرات واستیزال آلام ہے۔ اور اِس مقصود کی انجام دہی کے لیے اوسکو اونکے مقادیر مخصوصہ جاننا ضرور ہے۔ چونکہ صرف مسرت و الم ہی دو چیزین ہین جنکے ذریعہ سے عمدہ قوانین بن سکتے ہین لہذا اِن دونون کے مختلف قوتون کو جاننا بھی نہایت ضرور ہے۔

اگر ہم مقدار مسرت کو من حیث ہی ہی و باعتبار اوسکی متعلق باشخص
کے خیال کرین تو یہ بات معلوم ہوگی کہ وہ چار کیفیات پر مبنی ہے
(اول) اوسکے مقدار شدت (دوم) اوسکی دیر پائی (سوم) اوسکا
تیقن (چہارم) اوسکا قریب لوقوع ہونا - اور مقدار الم بھی اِن ہی
کیفیات اربعہ پر مبنی ہے - مگر صرف دریافت کرنا مقادیر مسرات
و آلام کا بغیر دریافت اِس امر کے کہ اوس سے اور مسرات و آلام بھی
متعلق ہین یا نہین غیر کافی ہے - بعض آلام و مسرات دوسرے
آلام و مسرات کے مبدا ہو سکتی ہین اسوجہ سے اگر ہم اوس
فعل کو اِس حیثیت سے خیال کرین کہ وہ فعل کسی دوسری مسرت
یا الم کے پیدا کرنیکی طرف مائل ہی تو ہمکو دو کیفیات جدیدہ کا
لحاظ واجب آئیگا - یعنی (پنجم) اوسکی توریث (ششم) اوسکا
خلوص - مسرت مورثہ وہ ہی جس سے اوسی قسم کی اور مسرتین
ہو سکین الم مورث - وہ ہی جس سے غالباً اوسی قسم کے دوسرے
آلام پیدا ہون - مسرت خالصہ - وہ ہے جس سے غالباً آلام
نہ پیدا ہون - الم خالص وہ ہی جس سے غالباً مسرات
نہ پیدا ہون اور اگر ہم مسرات و آلام کو بہ تعلق اشخاص متعددہ
کی خیال کرین تو اور ایک کیفیت کا بھی خیال واجب آتا ہے
یعنی اوسکی تعدی - یعنی تعداد اون لوگون کی جو اوس مسرت

یا الم سے غالباً متاثر ہونگی - جب ہمکو کسی ایک فعل کا موازنہ منظور ہو تو اوسکے
تمام مقادیر و غیر مسبوق الذکر کا لحاظ کرنا ضرور ہوگا - یہ سب باتین اخلاقی
حساب لگانے کے لیے ضروری ہین - جو ضرر کسی فعل سے وقوع مین
آتا ہے وہ گویا نقصان یا خرچ ہے اور جو فائدہ اوس فعل سے نتیج
ہوتا ہے وہ منافع یا آمدنی ہے یہ اخلاقی حساب بھی بجنسہ مثل
دیگر حسابون کے ہے اور قواعد بھی وہی ہین - اس طریقہ مین گو دیر
ہوتی ہے مگر کام درست آتا ہے اور صرف قیاس پر کام کرنے سے
رای جلد تو قائم ہوتی ہے مگر اوسمین دہوکہ بھی ہوتا ہے اس طریقہ
کی تجدید ہمیشہ ضرور نہین ہے - جب کوئی شخص اس طریقہ سے آگاہ ہوجاتا ہے
اور اوسکے تخمینی جو ان اصول سے نکلتے ہین تحقیقی ہونے لگین اوسوقت
وہ فوائد و مضار کو ایسی تیزی سے تولے گا کہ اوسکو اون مختلف
مدارج حساب کا بھی پتہ نہ لگے گا جو اوسنے طے کیے - علم حساب کا بھی
یہی حال ہے - جب ہمکو مشق ہو جاتی ہے تو سیکڑون حساب
ہم اسقدر جلد لگا لیتے ہین کہ ہمکو بھی معلوم نہین ہوتا کہ کس قاعدہ کا کیسا
ہمنے استعمال کیا - ان تمام قواعد کا بالتفصیل جب ہی کام مین
لانا پڑے گا جب کوئی ایک جدید و مرکب امر پیش آئے جسمین امور
مختلف فیہا کو فیصلہ کرنا ہو یا کسی امر حق کا ثبوت ایسے لوگون پر کرنا ہو
جو اس طریقہ سے ناواقف ہین - یہ قواعد اخلاقی حساب کے بجزئیکہ [illegible]

تمام اب تک بیان نہیں کیے گئے ہیں تاہم اسپر ہمیشہ عمل رہا ہے
علی الخصوص اون امور میں جن میں لوگ اپنے فوائد کو بوضوح تمام
سمجھتے رہتے ہیں۔ مثلاً دیکھنا چاہیے کہ زمینداری کی قیمت کیون
ہے کیا بوجہ اون منفعت کے نہیں ہے جو اوس سے حاصل
ہوسکتی ہیں۔ اور کیا اوسکی قیمت مطابق اوس طول زمان کے
جسوقت تک کہ کوئی شخص اوس سے مستفید ہوسکتا ہے متبدل
نہیں ہوتی باعتبار قرب یا بعد زمانہ استفادہ کے اوسکی قیمت
نہیں بدلتی ہے۔ یا سوا فوق تیقن یا عدم تیقن اوسکے قبضہ کے
اوسکی قیمت مین فرق نہین آتا ہے۔ وغلطیان عام اس سے کہ
قانون بنانے میں ہون یا انسان کی تہذیب میں سہو نسیان
وکسی چیز کے فوائد ومضار کے غلط حساب لگانے کی وجہ سے ہوتی ہین

فصل نہم قطع اول

اسباب جو حواس پر اثر پیدا کرتے ہین

تمام اسباب مسرات ہر شخص کو یکسان مسرت نہین بخشتے اور نہ تمام
اسباب الم ہر شخص کو یکسان الم پونہچاتے ہین۔ اختلاف حواس
اسی پر منحصر ہے۔ یہ اختلاف یا درجہ مین ہے یا قسم مین۔ مثلاً ممکن ہے
کہ ایک خاص سبب کی وجہ سے مختلف اور متعدد اشخاص پر ایک ہی قسم کا
اثر مترتب ہو لیکن اوس اثر کے مقدار مین فرق ہو کسی پر وہ اثر

کم ہو کسی پر زیادہ تو یہ اختلاف درجہ کا اختلاف ہے اور قسم کا اختلاف یہ ہے کہ ایک ہی علت کی وجہ سے ایک شخص پر ایک اثر پیدا ہو اور دوسرے پر اسکا متضاد اثر پیدا ہو۔ فرض کرو کہ ایک پر مسرت کا اثر پیدا ہو دوسرے پر غم کا اثر۔

اختلاف احساس بعض ایسے احوال پر موقوف ہے جو کہ کسی اندرونی یا بیرونی کیفیات اشخاص کو متاثر کرتے ہین یا اون احوال پر جنکی تبدل سے اونکے حواس مناسب مین بھی تبدل پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک تجربہ کی بات ہے۔ حالت مرض و صحت اور تمول و فقر اور حداثت و مشیبۃ مین اشیاء مختلفہ ہمیشہ یکسان اثر نہین پیدا کرتی۔ یہ تو ایک درجہ عموم کی بات تھی مگر قلب انسانی کی حالات کو اور مزید تفصیل سے بیان کرنا چاہیے۔ لیونٹ نے تشریح بدن مین کتاب مبسوط لکھی ہے۔ کیفیات قلبیہ کی تحقیق مین بھی ایسی ہی نظر حکمی و خون جگر کھانے کی ضرورت ہے۔ مجھہ مین لیونٹ کی پیروی کی ہمت نہین اور مین صرف ایک حیثیت جدیدہ کو ظاہر کرانا کافی سمجھتا ہون بشرطیکہ مین ایسا طریقہ ایجاد کر سکون جس سے کیفیات قلبی کی تحقیقات کرنے والون کو آسانی ہو۔ اول سب سے مقدم مزاج و طبع یعنی تقویم انسانی ہے اس تقویم سے میری غرض وہ خاصیت اصلیہ و اولیہ ہے جو ابتدای پیدایش سے ہمارے ساتھہ ہے اور جو بر

بدنی وطبع و روح پر محول ہے۔ (مثلاً ایک شخص ہے جسکی طبیعت میں
خلقی غصہ ہے اِس شخص کے دل پر اوسنے سخت کلامی سے جو اثر پیدا
ہوگا وہ دوسرے شخص کے دلپر نہوگا جو متحمل مزاج ہے۔) لیکن باوجودیکہ
یہ تقویم اصلی اور تمام مابقی کی اصل ہے تاہم یہ اصل ایسی مخفی پڑی رہتی
ہے کہ اِس تک پہونچنا نہایت مشکل ہے اور اون اقسام احساس کو
جو اوس سے بذاتہا وجود مین آتی ہین ایسی دیگر اقسام احساس سے
جنکے علل بذاتہا دوری ہین متمیز کرنا ایک امر اہم ہے (یعنی جو
آثار قلب پر مترتب ہوتے اونمین یہ تمیز کرنا کہ انمین سے کون اثر ہماری
طبع کی اصلی بناوٹ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور کون اثر دوسری
وجہون سے پیدا ہوا ہے مشکل ہے) یہ حکیم کا کام ہے کہ ان امزجہ
مین تمیز کرے اور اونکے طرق امتزاج کی تتبع کرے اور اونکے آثار کا
پتا لگادے۔ مگر یہ اصول تنا غیر معلوم ہین کہ محقق کیفیات و متعلق اصول
تمدن اپر اپنے اصول قایم کرنا مستحسن نہین سمجھ سکتا۔ (یعنی قانون بنانیوالون
اور علم اخلاق پر لکھنے والون کو ان غیر تفتیش شدہ اسباب پر اپنے
اصول نہ قایم کرنا چاہیے) ثانی صحت اسکی تعریف بجز اسکے اور نہین
ہوسکتی کہ یہ عدم ہے تمام احساسات آلام و تکالیف کا جو کسی جزو
بدن مین ہون، باعتبار حواس کے بالعموم یہ سمجھنا چاہیے کہ حالت
بیماری مین ہم اسباب مسرت کا احساس کم کرتے ہین اور اسباب

آلام کا زیادہ (یعنی بیماری ہین اگر کوئی امر رنج دہ پیش آوے تو
اوسکا اثر قلب پر زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت کسی امر مسرت بخش کے)۔
ثالث قوت۔ ہرچند کہ یہ صحت سے تعلق رکھتی ہے تاہم ایک
حالت مختلفہ ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کو بہ نسبت دوسرے کے
ضعیف ہو تاہم وہ بیمار نہو۔ مقدار قوت کی اوس مقدار وزن سے
معلوم ہو سکتی ہے جسکو کوئی شخص اوٹھا سکتا ہے۔ اور اوسکے
طرق اور بھی ہین۔ ضعیف کبھی ایک صفت عدمی سمجھا جاتا ہے
اور اوسکا مطلب سلب قوت ہوتا ہے اور کبھی اضافی جس سے
مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلان شخص بہ نسبت شخص فلان کے طاقت
کم رکھتا ہے۔ (مثلاً ایک قوی شخص کو ایک طمانچہ سے وہ اثر نہوگا
جو ایک ضعیف کو ہوتا) **رابع نقصان بدنی**۔ میری غرض اس سے
یہ ہے کہ کوئی ظاہری بدشکلی ہو یا کسی ایسے عضو یا حواس کی کمی ہو
جس سے دوسرے اشخاص مستفید ہوتے ہین آثار خاصہ جو حواس پر
مترتب ہوتے ہین وہ قسم نقصان پر منحصر ہین۔ (مثلاً
جیسا نقصان ہو ویسا ہی اثر ہوگا۔ مثلاً ایک شخص ایک ٹانگ کا
آدمی ہے جو دوڑ نہین سکتا اگر کوئی شخص اوسکو دور سے
گالیان دے تو اسکے دل پر بہت زیادہ اثر بسبب اپنی معذوری کے
ہوگا) اسکا اثر عام یہ ہی کہ اس سے آثار پسندیدہ کسی نہ کسیقدر گھٹ جاتے ہین

اور اتنا نا پسندیدہ بڑھ جاتے ہین)۔
خامس مقدار علم - یعنی وہ مقدار خیالات کی جسکے حصول سے انسان
رنج یا دوسرون کی مسرت پر اثر پونہچا سکے عالم وہ شخص ہے جسکو بہت
سے خیالات مہتم بالشان حاصل ہون - اور جاہل وہ ہی جسکو ایسے
خیالات کم ہون اور جو ہون بھی وہ ایسے مہتم بالشان نہون -
(مثلاً اگر ایک شخص جاہل کے منہ پر جو سنی ہی کوئی شیعہ تبرا کہے تو وہ
اوسکے معنی بھی نہ سمجھیگا اور اسوجہ سے اوسکے دلپر کچھ اثر نہوگا برخلاف
اسکے اگر وہی الفاظ ایک ایسے سنی کے منہ پر کہے جائین جو عالم ہے
تو اوسکو بہت زیادہ جوش پیدا ہوگا) **سادس قوت قوای
باطنہ** - یعنی خیالات حاصلہ کو بروی کار لانے اور خیالات جدیدہ
کو باآسانی حاصل کرنیکی قوت قلب کے حواس مختلفہ اس مین داخل ہین مثلاً
درستی حافظہ و لیاقت توجہ صفائی فہم و شگفتگی و نازک خیالی وغیرہ -
(اسکی صاف و صریح مثال یہ ہی کہ اگر کسی شخص ہندوستانی کے
سامنے جو تمام اگلے اور پچھلے حالات پر غور کیا کرتا ہے اور تمام تاریخی
حالات اوسکے حافظہ کے سامنے ہین یہ بیان کیا جاوے کہ روس نے
مرو پر قبضہ کرلیا اور گورنمنٹ برٹش نے قندہار کو چھوڑ دیا تو وہ تمام اون
خطرات کو سوچیگا جو ممکن الوقوع ہین اور اپنے ملک کی آیندہ حالت پر
غور کریگا اور روس کے تمام اون ظلمون کو خیال مین لائیگا جو اوسنے

وسط ایشیا [illegible] ہوا [illegible]

خبر کا بہت [illegible] اگر [illegible]

کے سامنے [illegible] ثبات [illegible]

اس صفت [illegible]

مسرات [illegible] مسرات [illegible]

وغیر متعینہ [illegible]

اسیو [illegible] ایک عورت کے [illegible]

ایک مخفی بات ظاہر کردی تو [illegible] ہوتا [illegible]

کے آگے گوشے کھا کھا کے بلا شور و شغب [illegible]

معلوم ہوا کہ اوپر خوف [illegible] اور [illegible] ام آ [illegible]

الموجود [illegible] زیادہ تھا ([illegible] تفصیل

فہرست میں [illegible] استقلال کی [illegible] کے

پیچھے متواتر کوشش کرنیکی عادت اس [illegible] کا [illegible] نوع

ہوتا ہے کہ مدت مدید تک کسی مقصود کے انجام کی [illegible]

ہم کسی شخص کو [illegible] مستقل [illegible] سکتے ہیں کہ جب [illegible] انجام مراد

ذلک بلا وجہ [illegible] یا کسی ایسے امر کے وقوع میں آنیکی جسست

اور [illegible] کو [illegible] جاتی رہے اور اس حالت میں جبکہ

[illegible] متضادہ [illegible] اپنے [illegible] خود [illegible] اکرے

(دوسرے وہ جن [illegible] بھی [illegible] کسی شے کے بدل کی چیزین
جاتی ہین [illegible] ہیں اور [illegible] سے بدل جاتے ہین
تاثیر [illegible] آدمی [illegible] لاتا [illegible] راحت و تکلیف یا مسرت
و الم [illegible] کو نہیں پہچانتے ہین اور تیسرے
اشیا [illegible] سے [illegible] راحت یا تکلیف میسر اسکو
[illegible] کو [illegible] ہوا [illegible] اسیطرح تعین ہوسکے
ہم اکثر ایسا ہی ہوتا ہے مثلاً جو مسرت کہ کسی عورت کو اپنے قبضہ مین
رکھنے سے ہو [illegible] اسکا [illegible] اوس عورت کی خوبصورتی
ہی نہین بلکہ عشق و شوق و ذوق عاشق پر منحصر ہے جب
ہم کو [illegible] شخص کی مقدار خواہش معلوم ہوجاوے تو ہم اوس
شخص کی مقدار مسرت کو تقریباً سمجھ سکتے ہین جو اوس خواہش
کے حاصل ہونے کے بعد پیدا ہوگی (یعنی اگر زید کو ہندہ کا
نہایت شوق تھا اور ہندہ کے وصل کی مسرت زید کے
نزدیک ایک نہایت دشوار امر معلوم ہوتا تھا تو ایسی حالت
مین ہندہ اگر اوسے ملجاوے تو اوسکی خوشی اوسکے دل پر بہت
زیادہ ہوگی بہ نسبت اوس مسرت کے جو اوسوقت ہوتی جب ہندہ
کا زید کے نزدیک نہایت آسان ہوتا یا زید کو اوسقدر اشتیاق ہندہ کا نہوتا

+ کیفیات کے باعث ایسی ہی تقسیم ہے - یہ سب جوش ہین یعنی خواہشین ہین باعتبار
جذبات مسرات و آلام [illegible] کے -

عاشر۔ خیال عزت۔ عزت سے یہان پر احساس عزت والم
مقصود ہے جو کہ دوسرون کے خیال سے پیدا ہوتا ہے یعنی
اونکی توقیر یا توہین کرنے سے۔ خیالات عزت اقوام مختلفہ و اشخاص
متنوعہ مین بدلا کرتے ہین۔ اسوجہ سے اولاً اوسکی قوت اور
ثانیاً اوسکے میلان کی تشریح ضروری ہے۔ (مثلاً لکھنو کے بانکے
جو صرف اس امر کو خلاف عزت سمجھتے تھے کہ کوئی اونکا مرد مقابل ٹٹو
گھوڑے کو دیکھے پس اونمین اپنی عزت کا خیال گو مہمل طریقہ سے ہو
مگر بہت زیادہ تھا۔) حادی عشر۔ خیالات مذہب۔ یہ بات
خوب معلوم ہے کہ کس درجہ تک تمام احساس پر مذہبی خیالات
کا اثر پونہچتا ہے۔ مذہب کی پیدایش کے وقت سے یہ اثر اوسکے
ساتھہ پیدا ہوا ہے۔ مذہب کی وجہ سے اقوام [illegible] خونخوار
ہوگئین اور بزدل اقوام دلیر ہوگئین۔ مذہب ہی کے زور سے غلامون
نے اپنی آزادی حاصل کی اور وحشی تعلیم کے مطیع و منقاد ہوئے
۔ کوئی دوسری چیز ایسی قوی نہین جو دفعتاً ایسے عجیب و غریب آثار
انسان پر پیدا کرسکے۔ مذہب انسان مین ایک تعجب خیز
تعصب و اختلاف آرا پیدا کرتا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ اس نئی
تعلیم اور نئے طریقہ سے جو نفرت اون اشخاص کو ہے جو اپنے
مذہب مین متعصب ہین وہ دوسرون کو نہین ہے)۔

ناخوش خیالات ہمدردی - ہماری غرض ہمدردی سے
وہ کیفیت قابلیت جسکی وجہ سے دوسرون کی خوشی سے ہم
خوش ہوتے ہین اور اونکے مغموم ہونے سے مغموم یعنی جسکے
باعث ہم دوسرونکی مسرات والالام مین مشارکت کرتے ہین - جب
یہ کیفیت فقط ایک شخص خاص کے ساتھہ ہو تو اوسکو دوستی کہتے ہین
اور جب وہ زیادہ اشخاص تک بدین طور متعدی ہو کہ اونکی تکلیف
ہمکو تکلیف دے تو اوسکو غمگساری اور ترحم کہتے ہین - جب وہ کسی
ایک خاص قسم کے لوگون سے تعلق رکھے تو اوسکو جانبداری
اپنے گروہ کی کہتے ہین اور اگر وہ اپنی کل قوم سے تعلق رکھتی ہو تو
اوسکو حب قوم کہتے ہین اور اگر تمام عالم پر حاوی ہو تو وہ انسانیت
ہے - مگر دنیا مین اکثر ہمدردی صرف اشخاص معدودے چند
کے ساتھہ ہوتی ہے مثلاً مان و باپ و اولاد و شوہر و جورو و
دوست دلی سے - اسکا اثر عام یہ ہے کہ یہ کیفیت احساس مسرات
و آلام کو بڑہاتی ہے اور انسان زیادہ تر منبسط ہو جاتا ہے
وہ تن تنہا نہین رہتا بلکہ مجموعہ بنجاتا ہے ہم ایک طور پر اپنے تئین
دونا پاتے ہین ایک بذات خود اور دوسرے اپنے محبوب دلی کی
وجہ سے اور اگر اپنا حب من حیث اپنے محبوب کی اپنے حب
من حیث النفس پر غالب آئے تو کچہ بعید نہین اور اگر یہ ہرگز

مستبعد نہین کہ ہمکو اپنی ذات کی تکلیف سے بہ نسبت تکلیف ہمارے دوست کے الم کم پہونچے
مثلاً ایسا ہوسکتا ہی کہ ہمکو زیادہ سے زیادہ تکلیف بسبب تکلیف ہمارے باپ کے ہو اور
زیادہ سے زیادہ خوشی بسبب انکی مسرات کے ہو یہ سب اعمال اتفاقیہ ہمدردی ہین (علاوہ اسکے کہ
وہمدردی کی وجہ سے ہمارا دل ایسا نرم ہوجاتا ہے کہ ادنیٰ سے
مسرت یا رنج کا اثر بہت جلد ہوتا ہے - اور اوس تشبیہ کی بابت جیسے
جو ہمکو دوسرون سے ہوتی ہے ہماری مسرت اور رنج دوگونہ
ہوجاتا ہے - اور کبھی اپنے دوست کے رنج سے جو رنج ہمکو
ہوتا ہے یا اوسکی خوشی سے جو خوشی ہمکو ہوتی ہے وہ اپنی ذاتی خوشی
یا رنج سے بہت زیادہ موثر ہوتی ہے) ایسے خیالات باہمی ذاتی روابط
وغیرہ سے بڑہتے رہتے ہین - اسکو ایسی چند آئینون سے تشبیہ
دے سکتے ہین جو اس طرح پر ترتیب دیے جاوین کہ سبھونکی
شعاعین ایک ہی مرکز پر جمع ہوکر روشنی کو بڑہاوین -
قوت ہمدردی - منجملہ اون علل کے ہے جسکی وجہ سے
مقننین حالت تزوج کو حالت انفراد پر اور کثرت اولاد کو لا اولادی
پر تفضیل دیتے ہین - (یعنی جورو والے شخص کو بہ نسبت شخص مجرد
اور اولاد والے شخص کو بہ نسبت شخص لا ولد کے پسند کرتے ہین
کیونکہ جس شخص کو زیادہ تعلقات ہونگے اوسکے دلمین زیادہ رحم
اور ہمدردی ہوگی) قانون کا اثر اوسپر زیادہ ہوتا ہے جسکا

(ہیں) قطعاً قدر یا ترجیح قائم نہ ہو — ایسے لوگ بغرض فواید و ثمرات
اپنی اپنی نسل کے مستقبل و حال دونوں کا خیال رکھتے ہیں
برخلاف اون لوگوں کے جو ایسے تعلقات نہیں رکھتے وہ صرف
اپنی موجودہ حالت پر قناعت کرتے ہیں — جو ہمدردی کہ تعلق
مادری یا پدری سے پیدا ہوتی ہے وہ کبھی بلاواسطہ حسب کبھی
و توسیع میں آتی ہے — مثلاً باپ کی عزت سے بیٹے کی بھی عزت
ہوتی ہے اور بیٹے کی بیعزتی سے باپ کی بھی بیعزتی تصور کیجاتی ہے
افراد و اشخاص خاندان واحد باوجود تخالف اغراض و تضاد طباع
اون امور سے بالعموم متاثر ہوتے ہیں جو اوس خاندان کے
اشخاص کی عزت سے فرداً فرداً تعلق رکھتی ہوں —

ثالث عشر تخالف — یہ اون مبسوط خیالات وداد سے جنکا
ہمنے ابھی ذکر کیا تضاد رکھتا ہے — یہ ایک خوش نصیبی کی بات
ہے کہ مناشی وداد استمرار طبیعی ہیں وہ ہر جگہ و ہر وقت و ہر حالت
میں پائی جاتی ہیں اور بواعث تخالف اتفاقی ہیں اور بدینوجہ
بلا استمرار وجود میں آتی ہیں — انکا تبدل اوقات و ازمان و اشخاص
و ماجری کی تغیر کے ساتھ ہوتا ہے — اور اونکے لیے کوئی چیز
متحقق اور متعین نہیں ہے — باوجود تضاد کے یہ دونوں اصول
اخیرہ کبھی مشتبک ہو کر باتفاق یکدیگر عمل کرتے ہیں —

آدمیت ہم لوگون کو بے آدمیت۔ انسان سے نفرت دلاتی ہے
وداد احباب ہمکو اون احباب کے اعدا کا مخالف بناتا ہے۔ اور خود
مخالف ہی اون دو شخصون مین اتفاق پیدا کرتا ہے جنکا عدو ایک ہی
شخص ہو۔ **رابع عشر حماقت یعنی خبط قلب** نقصان قلب کو
جہل و رقت و شدت و تلون پر متخیل کر سکتے ہین۔ حماقت اوس
غیر معمولی درجہ نقصان قلب کو کہتے ہین جسکو تمام عالم مثل کسی
نقصان بدن کے بالبداہت تمیز کر سکے وہ نقصانات متذکرہ بالا
صرف پیدا ہی نہین کرتی اور اونکو درجہ اتم ہی تک نہین پہونچاتی ہے
بلکہ وہ علاوہ برین ایک ابتر اور خوفناک میلان طبع وجود مین لاتی ہے
مجنون پر بعض امر سے بے انتہا اثر پیدا ہوتا ہے حالانکہ اور
لحاظ سے اوسکے حواس غیر متاثر ہین یعنی اوپر کسی چیز کا اثر نہین ہوتا
(اکثر دیکھا ہے کہ کسی غم کا مخبوط پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ روتا ہی
چلا جاتا ہے اور کبھی کسی خوشی کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ بے انتہا ہنستا ہی
چلا جاتا ہے) بظاہر اوسمین ایک نفرت اور لوگون سے احتراز ہوتا ہے
اور اوسمین کوئی خود بونیکی کی نہین ہوتی۔ نہ وہ کچھ اپنی عزت کرتا ہے
۔ نہ دوسرون کی۔ تہذیب یا شائستگی کی وہ پرواہ بھی نہین کرتا
۔ لیکن یہ امر نہین ہے کہ خوف یا سلوک کا اوسپر اثر نہوتا ہو بلکہ جب مضبوطی
سے مستحکم ہو کر اوس سے کام کرانا چاہو یا نیکی اور مہربانی سے اوس سے

پیش آوے تو وہ تابع ہوتا ہے مگر آیندہ کا اوسکو کچہ لحاظ نہین ہوتا صرف فوری اور موجودہ ذرائع سے وہ کام کرتا ہے۔

خامس عشر۔ حالت متعلق بہ دولت - اس سے مراد وہ وسائل انجاح حوائج ہین جنکا مقابلہ حوائج کے ساتھہ کیا جاسے (مثلاً ایک شخص کو ۵۰ حاجتین لاحق ہین جنمین سے ۲۵ حاجتون کے انجاح کے لیے اوسکے پاس وسائل موجود ہین؛ دوسرا شخص ہے جسکو ۵۰ ایسی حاجتین لاحق ہین جنمین سے صرف ۱۰ حاجتون کے انجاح کے وسائل اوسکے پاس موجود ہین تو پہلا شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے زیادہ دولتمند ہے۔ غرضکہ وسائل انجاح حاجات ہین جسکے پاس یہ وسایل زیادہ ہین وہ زیادہ دولتمند ہے جسکے پاس کم ہین وہ کم دولتمند ہے) وسائل مین حسب ذیل چیزین داخل ہین۔

(۱) جایداد جو علاوہ محنت کے ہمارے پاس موجود ہے (یعنی محنت سے تو ہر جایداد پیدا ہوتی ہے مگر یہان مراد اوس جایداد سے ہے جو اسوقت ہمارے پاس موجود ہے اور جسکے لیے اِسوقت محنت درکار نہین ہے)۔ (۲) منافع محنت (۳) وہ اعانت متعلق بہ زر جسکے ملنے کی ہم اپنے اعزا یا احباب سے امید رکھین۔ اور حاجات چار حالتون پر مبنی ہین۔ (۱) خرچ کرنے کی عادت پس جو چیز کہ اس خرچ سے زیادہ ہو جسکی ہمکو عادت ہے وہ دولت فاضل ہے اور جو اس خرچ سے کم ہے وہ احتیاج ہے

بڑا حصہ ہماری خواہشون کا گذشتہ عیش و آرام کی یاد سے پیدا ہوتا ہے

(۲) وہ اشخاص جنکی خبرگیری اور پرورش قانون یا لوگون کی راے سے ہمارے ذمہ ڈالی گئی ہے مثلاً اولاد عزیز یا اعزا قدیم یا پرانے نوکر۔

(۳) وہ حاجتین جنکی کچھ امید تھی اور فوراً لاحق ہوگئین۔ اسوجہ سے ممکن ہے کہ ایک خاص مقدار روپیہ کی ایک وقت مین ہمکو ایسی بیش بہا معلوم ہو جو دوسرے وقت مین نہوتی۔ مثلاً ایک مقدمہ دائر کرنیکے لیے یا کسی ایسے سفر کے لیے جسپر تمام خاندان کی بہتری مبنی ہو ہمکو کچھ روپیہ کی ضرورت لاحق ہوگئی تو وہ روپیہ اس ضرورت کے وقت ہمکو ایسا بیش بہا معلوم ہوگا جو دوسرے وقت نہ معلوم ہوتا۔

(۴) کسی منافع یا کسی وراثت مین کچھ ملجانے کی امید وغیرہ۔ یہ امر ظاہر ہے کہ دولت کے ملنے کی امید بموجب اپنی مقدار کے یعنی جیسی مقدار اوس امید کی ہو ایک حقیقی حاجت ہے۔ اور اوس امید کے جاتے رہنے سے ہمکو تقریباً ویسا ہی رنج ہوتا ہے جیسا کہ اوس جایداد کے جاتے رہنے سے ہوتا جو واقعی ہمارے قبضہ مین موجود تھی۔

دفعہ ۲۔ دوسرے درجہ کے اسباب جو حواس پر اثر پیدا کرتے ہین۔ جن مقننین نے اس اختلاف قوت حاسیہ یا دلکی قوت متاثرہ کی وجہ بیان کرنا چاہی۔ انھون نے علاوہ اون وجوہ کے جو ہمنے بیان کیے اور اسباب بھی بیان کیے ہین۔ وہ لوگ اختلاف

اور اختلاف جنس (یعنی ذکور یا اناث) اور مرتبہ اور تعلیم اور اوس طریقہ کو جسمین ابتدا سے انسان کی بسر ہوئی اور آب وہوا اور قوت اور سلطنت اور مذہب کو ان اختلاف آثار کا سبب کہتے ہین۔ مثلاً ظاہر ہے کہ کم عمر بچے پر ایک امر کا جو اثر ہوگا وہ پوری عمر کے آدمی پر نہوگا یا عورت کے دل پر جو اثر ایک فحش گالی کا ہوتا ہے وہ مرد پر نہین ہوتا۔ معزز آدمی کے لیے جو امر توہین کا ہے وہ ممکن ہے کہ ایک کمینہ کے لیے نہو۔ ایک شخص فہمیدہ اور ذی علم جو مختلف حالات کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے بعض حالات کی وجہ سے بہت جلد متاثر ہوسکتا ہے ایک شخص جو ہمیشہ خراب جماعت مین رہا خراب صحبت مین رہا کمینہ خصلتون کا عادی ہوگیا اوسکے دل پر ممکن ہے کہ کسی کلام سخت کا مثلاً لفظ دروغگو کا اتنا اثر نہو جتنا کہ کسی شخص شریف العادات کو ہوتا اگر یہی لفظ اوسکی نسبت استعمال کیجاتی۔ یوروپ کی آب وہوا مین جن لوگون نے پرورش پائی ہے وہ بہت تیزی سختیان نہایت صبر کے ساتھ برداشت کرسکتے ہین بعض قومین ہین جو بہ نسبت دوسری قومون کے نہایت سخت شدائد کا مقابلہ کرسکتی ہین جن لوگون نے آزاد طریقہ سلطنت مین بسر کی ہے اور اوسکے عادی ہوگئے ہین شخصی اور خودمختار سلطنت کے انتظام سے اونکے دل پر جو اثر ہوگا وہ اون لوگون کے دل پر کبھی نہوگا جنھون نے اوسی خودمختار سلطنت مین بسر کی ہے۔ مذہب کی وجہ سے جو مختلف اثر پیدا ہوتے ہین اونکا حال

مذہب کے ذکر مین اوپر ہی بیان ہو چکا ہے-) یہ ایسے حالات ہین جو صاف و ظاہر ہین اور بہت آسانی سے سمجھ مین آجاتے ہین۔ اور اون مختلف آثار کی جو حواس پر مترتب ہوتے ہین اون حالات سے بآسانی تشریح ہو سکتی ہے لیکن تاہم یہ اسباب دوسرے درجہ کے ہین یعنی یہ اسباب بجاے خود کوئی سبب نہین ہین بلکہ اون اسباب مین سے جنکا ذکر دفعہ اول مین ہوا کسی نہ کسی سبب مین داخل ہین ہر ایک ان اسباب ثانی الذکر مین سے متعدد اسباب متذکرہ اول کو شامل رکھتا ہے- آسانی کے لیے ہم اوس اقتدار کا ذکر کرتے ہین جو اختلاف جنس کو قوت مدرکہ انسانی یعنی حواس پر ہے- اس ایک جملہ اختلاف جنس ہی مین اسباب متذکرہ دفعہ اول کے کئی سبب شامل ہین یعنی قوت و علم و استقلال و تحمل و خیال عزت و ہمدردی وغیرہ (عورت کی قوت اور اوسکا علم اور اوسکی عقل و استقلال مزاج تحمل بہ نسبت مرد کے کم ہے اور ہمدردی خیال عزت شرم وغیرہ عورت کی بہ نسبت مرد کے زیادہ ہے) درجہ و مرتبہ کا تعلق و اقتدار جو کیفیت قلبی پر ہے اگر بیان کیا جاے تو اس لفظ درجہ کی مراد مین بھی متعدد اسباب ابتدائی مطوی ہین مثلاً مقدار علم- خیالات عزت- تعلقات خاندانی- عادات- حالات متعلق بہ دولت- علی ہذالقیاس ان ثانی الذکر اسباب مین سے ہر ایک سبب کا ترجمہ اور اوسکی تشریح

ابتدائی اسباب مین سے چند اسباب کے ساتھ ہوسکتی ہے - یہ فرق گو ضروری مگر ابھی تک تشریح نہین بیان کیا گیا مزید تفصیل کیلیے ہم اور بھی تشریح کیے دیتے ہین —

(۱) جنس یعنی اختلاف ذکور و اناث عورت مین متاثر ہونیکی خاصیت بہ نسبت مرد کے زیادہ ہے اونکی صحت بھی نازک ہے اور وہ طاقت جسمی و عقلی و قوائے عقلیہ اور استقلال مزاج مین بہ نسبت مرد کے کم ہین اونکا اخلاقی اور مذہبی تاثر بہت زیادہ ہے محبت و عداوت کا بھی اقتدار او نپر زیادہ ہے - عورت کی عزت زیادہ تر حیا و غیرت مین ہے اور مرد کی عزت زیادہ تر راست بازی اور جرأت مین - عورت کا مذہب توہمات کی طرف زیادہ آسانی سے مائل ہوجاتا ہے یعنی ذرا ذرا سی باریک بینی کی طرف — عورت کی محبت اپنی اولاد سے تمام عمر بہت زیادہ رہتی ہے خصوصاً جبکہ اولاد کم ہوتی ہے - عورتون کو دوسرون کی تکلیف دیکھکر بہت ترس اور رحم آتا ہے اور اوسی تکلیف کی وجہ سے جو وہ اونکو مصیبت سے نکالتی ہین اوٹھاتی ہین اونکے دلمین اون لوگون کی اور بھی محبت پیدا ہوتی ہے - لیکن ان عورتون کی نیک خواہیان محدود ہین اور بہت کم اصول یوٹلٹی کی وجہ سے ہوتی ہین - یہ امر بہت کم ہوتا ہے کہ اونکی محبت اپنے ملک یا انسان کی بہترائی کیلیے ہو - یہ جب کسی سے محبت و مہربانی کرتی ہین وہ اونکی ذاتی ہمدردی پر مبنی ہوتی ہے - عورتون کی محبت یا عداوت زیادہ تر اونکے

ذاتی تلوّن یا خیال کی وجہ سے ہوتی ہی لیکن مرد ذاتی فوائد یا عام بہبودگی
کا زیادہ خیال رکھتے ہین - عورتونکی طبعی تفریحین اکثر خاموش و رتنہا
ہوتی ہین - الغرض عورتین گھر کے کام اور مرد باہر کے کامونکے لیے
زیادہ تر موضوع ہین خانہ داری کا انتظام عورتونکے ہاتھ سے زیادہ عمدہ ہوسکتا ہی -
اور اعلےٰ درجہ کے امور کا انتظام مردون سے زیادہ عمدہ ہوسکتا ہے -

(۲) عمر - ہر ایک زمانہ عمر کا حواس پر مختلف اثر پیدا کرتا ہے لیکن
ہر ہر زمانہ کا مخصوص ذکر کرنا نہایت دشوار ہے کیونکہ ہر ایک شخص
کی عمر کے مختلف زمانون کے حدود مختلف ہین - (مثلاً کوئی شخص
بہت جلد بوڑہا ہوجاتا ہے کوئی مدتون تک جوان رہتا ہے
وقس علیٰ ہذا -) اصل یہ ہے کہ بلحاظ کل کے یہ حدود صرف اپنی اپنی
رائے کے ہین -

ایام شیر خواری اور ایام طفولیت اور ایام بلوغ وجوانی و ایام ضعف
وپیرانہ سالی کو حصص عمر انسانی خیال کرنے مین صرف عام طور سے انکا
بیان ہوسکتا ہے خاص حدود انکی قایم کرنا نہایت دشوار ہے -
مختلف نقصانات قلبی جنکا ذکر ہوا بچپن مین اسقدر زیادہ ہوتے ہین
کہ اوس زمانہ مین بچون کو نہایت حفاظت درکار ہے اور خوب
ہوشیاری سے اوس زمانہ مین اونکی خبرگیری کرنا چاہیے - طفولیت
و عنفوان شباب مین محبت زیادہ ہوتی ہے (تو عمر لڑکے بہت جلد

دوسرے سے محبت کرنے لگتے ہین اور عنفوان شباب مین عشق و محبت فوراً پیدا ہوتی ہے) مگر اس محبت مین ذرا بھی پیش بینی اور انجام بینی نہین ہوتی - قانون بنانے والا مجبور ہے کہ اس عمر کے لوگون کو اون غلطیون سے محفوظ رکھے جنمین وہ بسبب اپنی ناتجربہ کاری یا جذبات قلبی کے پڑ جاتے ہین - پیرانہ سالی بہت لحاظون سے صرف کم عمری کیطرف رجعت قہقری ہے (جون جون آدمی بوڑہا ہوتا جاتا ہے اوسکی عقل ویسی ہی ناقص ہوتی جاتی ہے جیسا کہ بچپنے مین تھی)

(۳) درجہ - یہ حالت اپنے اثر مین اسقدر اصول سلطنت پر مبنی ہے کہ اسکی نسبت ایک ایسی بات لکھنا جو ہمیشہ اور ہر حالت مین صادق آسکے قریب بہ محال ہے - عام طور سے صرف اسقدر کہا جا سکتا ہے کہ اعلے درجہ مین متاثر ہونے کی خاصیت بہ نسبت ادنے درجہ کے زیادہ ہے خصوصاً عزت کا خیال اعلی درجہ مین بہت زیادہ ہوتا ہے -

(۴) تعلیم - (تعلیم تین قسم کی ہوتی ہے اور پورا تعلیم یافتہ وہ شخص ہے جسنے ان تینون قسمون کی تعلیم پائی ہو - تعلیم جسمانی و تعلیم عقلی و تعلیم اخلاقی) صحت و طاقت و ہمضبوطی تعلیم جسمانی مین داخل ہے - اور تعلیم عقلی سے مراد مقدار علم و قسم علم اور جسقدر تحمل

و استقلال ہے۔ تعلیم اخلاقی مین میلان طبع خیال عزت و
مذہب و ہمدردی شامل ہی۔ تعلیم مین عموماً خصائل اور مختلف قسم
کی تفریحین و باہمی محبت اور عادت خرچ اور دولت کا پیدا کرنا سب
داخل ہین (لوگون کو تعجب ہوگا کہ تعلیم سے اور تفریحون بغیر لہو و لعب
اور آمدنی و خرچ سے کیا تعلق ہے مگر تعلیم کامل مین یہ سب امور سکھائے
جاتے ہین) لیکن اس تعلیم کے ذکر مین ہمکو یہ امر نہ بھولنا چاہیے کہ ان
سب امور مین تعلیم کا اثر اور اوسکا اقتدار اسقدر محدود ہے خواہ
بیرونی حالات کی وجہ سے یا طبعی عادات سے کہ بسا اوقات تعلیم
کے اثر کا حساب لگانا مشکل ہے۔

(۵) **عادات**۔ یہ عادات خواہ متعلق بحصول نفع ہون خواہ
متعلق بہ تفریح و لہو و لعب وغیرہ ہون انکا اثر دیگر اسباب یعنے
صحت و قوت و عقل و میلان طبع و خیال عزت و محبت و عداوت
و دولت پر بہت بڑا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہین کہ چند
پیشون کے لیے خاص عادات مخصوص ہین اور اکثر اون پیشہ والون مین
ایک عام عادت کا نشان پایا جاتا ہے۔ خصوصاً وہ پیشے جنسے ایک
گروہ اور حالت قایم ہوتی ہے جیسا کہ پادری لوگ۔ سپاہی۔ ملاح
۔ وکلا۔ مجسٹریٹ۔ (پادریون مین تم ایک نہ ایک عام عادت
پاؤ گے جو سب مین ہوگی اسیطرح سپاہیون مین کوئی نہ کوئی عادت

ہو گی جو تمام اوس پیشہ والون مین پائی جائیگی قس علے ہذا۔

(۶) **آب و ہوا**۔ ابتدا اگرچہ اثر اسی سبب پر محول کیا جاتا تھا لیکن اب اسقدر مبالغہ نہین کیا جاتا ہے اس سبب کی بخوبی تفتیش اسوجہ سے مشکل ہے کہ آب و ہوا کے آثار کی تحقیق جب ہی ہو سکتی ہے کہ سب تمام دنیا کی بڑی قومون کے حالات پر غور کیا جاے اور بڑے بڑے واقعات کے ذریعہ سے اون قومون کا باہم مقابلہ ہو لیکن یہ واقعات مختلف طور سے بیان کیے جاسکتے ہین اسوجہ سے یہ مقابلہ بھی مشکل ہے۔ لیکن بظاہر یہ امر مسلم ہے کہ گرم ملک کے لوگ کم قوی اور مضبوط ہوتے ہین اونکو محنت کی بھی کم ضرورت ہوتی ہے کیونکہ زمین ایسے ملکون کی زیادہ سرسبز ہوتی ہے۔ ان لوگون کو مسرت عشق کی طرف زیادہ میلان ہوتا ہے عشق ایک جذبہ قلبی ہے جو اِن ممالک گرم مین بہت ہی عنفوان مین پیدا ہوتا ہے اور جوش کے ساتھ ہوتا ہے۔ اِن لوگون کے حواس زیادہ سریع التاثیر اور اونکے خیالات زیادہ تر زندہ ہوتے ہین اِن لوگونکی طبیعت زیادہ تیز ہوتی ہے لیکن کم محنت اور غیر مستقل (یعنی یہ بات نہین ہے کہ جس چیز کے پیچھے پڑجائین اوسکو کرہی کے چھوڑین)۔ اونکے مزاج مین کاہلی بہ نسبت چالاکی اور چستی کے زیادہ شاید وقت پیدایش سے انکی بناوٹ مین طاقت و مضبوطی کم ہے اور اونکی طبیعت مین استقلال و ثابت قدمی نہین ہے۔

(۷) **قومیت** - ایک حبشی بچہ گو فرانس یا انگلستان ہی مین پیدا ہوا ہو تاہم وہ بہت لحاظون سے اوس بچہ سے بالکل مختلف ہوگا جو قوم کا فرانسس یا انگلش ہے - ایک اسپینش لڑکا جو میکسکو یا پیرو مین پیدا ہوا وہ میکسکو یا پیرو کے اصل بچہ سے بالکل مختلف ہوگا - طبیعی عادات پر جو اور سب چیزون کا مبدا ہین غالباً قومیت کا بڑا اثر ہے بعدہ اوسکا اثر میلان، اخلاقی اور مذہبی اور محبت و عداوت پر بہت ہوتا ہے -

(۸) **گورنمنٹ** - اسکا اثر اوس قسم کا ہوتا ہے جیسا کہ تعلیم کا ہوتا ہے مجسٹریٹ ایک قومی معلم کہا جاسکتا ہی - اور ایک بیدار مغز اور ہوشیار گورنمنٹ مین جو ایک خاص تعلیم دینے والی ہی باپ بھی صرف ایک نائب یا قائم مقام مجسٹریٹ سے فرق صرف اسقدر ہے کہ باپ کے اختیارات اپنی اولاد پر ایک زمانہ محدود تک قائم رہتے ہین اور مجسٹریٹ کے اختیارات تمام عمر پر حاوی ہین -

اس سبب کا اقتدار بہت عظیم ہے اور ہر چیز پر پہونچتا ہے - خلاصہ یہ کہ ہر چیز اسکے ماتحت ہی بجز طبیعت اور قومیت اور آب و ہوا کے یہانتک کہ صحت بھی بہت اعتبار سے اسی پر منحصر ہے کیونکہ صحت کو بڑا تعلق انتظام پولیس اور اکل و شرب کی اشیا کے افراط اور بیماریون کے ظاہری اسباب کو دفعیہ سے ہے - طریقہ تعلیم اور اوس طریقہ سے جو

سرکاری کام کرنے کے لیے معین کیا جاتا ہے اور طریقہ انعام وخطاب سے جو مختلف سلطنتون مین جاری ہوتا ہے زیادہ تر قوم کے اخلاقی اور طبعی صفات معین طور پر قائم ہو جاتے ہین۔

اور ان سلطنتون مین جنکے اصول عمدہ یا اگر اصول نہین عمدہ ہین تو انتظام عمدہ ہے یہ امر پایا جاتا ہے کہ لوگ زیادہ تر عزت کے ماتحت ہوتے ہین اور اوس عزت سے جو کام لیے جاتے ہین وہ زیادہ تر عام لوگون کے مطابق ہوتے ہین (مثلاً جو سلطنتین کہ مدت سے عمدہ انتظام مین مشہور ہین وہانکے لوگ اکثر خود جھوٹ بولنے اور فریب کرنے کو اپنی شان و عزت کے خلاف سمجھتے ہین) وہانکے مذہبی خیالات اکثر تعصبات اور توہمات اور غلامانہ عزت سے بری ہوتے ہین اور ایک عام قومی محبت لوگون کے دلونمین پیدا ہو جاتی ہے۔ لوگ ایک قومی فائدہ کے وجود کو جاننے لگتے ہین۔ ضعیف گروہ دیکھنے لگتا ہی کہ پرانی باتون اور طریقون کی قوت کم ہوتی جاتی ہی اور عام محبت کا میلان مجسٹریٹ کی طرف بہ نسبت اپنے اپنے سرگروہونکے زیادہ ہو جاتا ہے اور اپنے ملک سے لوگ بہت زیادہ محبت کرنے لگتے ہین بہ نسبت کسی اور چیز کے ذاتی کینے نہ تو بہت دنون تک قائم رہتے ہین نہ جماعت مین پھیلتے ہین قومی مذاق کا میلان مفید صرفون کی طرف ہو جاتا ہے مثلاً جدید اشیا کی تلاش کے لیے

سفر کرنا علم فلاحت کی تکمیل کرنا علم کی ترقی اور ملک کی سجاوٹ مین کوشش کرنا - یہ بھی ایسے حالت مین معلوم ہوتا ہے کہ لوگون مین اسطرف ایک میلان طبیعت ہوتا ہے کہ عام بہترائی اور ملکی فوائد کے اعلی مضامین پر باہم بحث کرین (اسکی پوری مثال وہ ہی جو ہمارے ملک کی حالت اسوقت ہو رہی ہے جبکہ مدت سے امن وامان ہی اور سب لوگ سلطنت برٹش کے سایہ دولت مین ترقی کر رہے ہین لوگون مین شایستگی اور تہذیب پھیلتی جاتی ہے عزت کا خیال پیدا ہوتا جاتا ہی جسکی وجہ سے رشوت ستانی فریب وغیرہ کا طریقہ موقوف ہوتا جاتا ہے - مذہبی تعصب کم ہوتے جاتے ہین پرانے لغو طریقے چھوٹتے جاتے ہین علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے وعلی ہذا القیاس)

(۹) **پیشہ مذہبی** - اس مبدا سے ہم مذہبی اثر اور محبت وعداوت اور عزت اور رشکی کے خیالات کو دریافت کرسکتے ہین - بعض صورتون مین کسی شخص کی عقل اور قوت وضعف دل اور طبیعت تک کی جانچ ہم اس امر سے کرسکتے ہین کہ وہ کسی فرقہ وگروہ کا شخص ہے - یہ امر مین تسلیم کرتا ہون کہ بلحاظ آرام یا نیک نیتی سے اکثر مذہبی امور کا بہت مضبوطی سے لوگ اقرار و اظہار کرتے ہین لیکن سچائی کے ساتھ ان امور کو دل سے یقین نہین کرتے - لیکن ایسی حالت مین پیشہ مذہبی کا اقتدار گو ضعیف ہو جاے مگر معدوم نہین ہوتا

برائی عادات جماعت کی باہمی تعلقات دوسرون کے خصائل اختیار کرنیکی عادات باوجودیکہ وہ اصول جنپر یہ مبنی تھے معدوم ہوجائین تاہم قایم رہتے ہین - ایک شخص گواب اپنے دل سے یہودی یا کوتیک یا کا لونسٹ یا لوتھرین نرہا ہو لیکن تاہم اون ہی فرقون کے وہ زیادہ تر طرفداری کریگا جنسے کہ وہ برائے نام تعلق رکھتا ہے اور دوسرون سے ایسی ہی ایک نفرت قایم رکھے گا -

دفعہ ۳ - عملی استعمال اس مقولہ کا - ہم کبھی کسی جہاز کی حرکت کا حساب نہین لگا سکتے جبتک کہ ہم اون حالات سے واقف نہون جنکی وجہ سے جہاز چلتا ہے مثلاً ہوا کی طاقت پانی کی روک اور بادبان وغیرہ اسیطرح سے ہم قانون بنانے مین کچھ بھی عمل نہین کرسکتے جبتک کہ تمام اون حالات سے بخوبی واقف نہون جو انسان کے حواس و قلب پر اثر کرتے ہین - مین اس جگہ صرف اون حالات کا ذکر کرونگا جو جرائم کے قانون سے متعلق ہین اس قانون کے تمام حصون مین ان مختلف حالات کو بہت غور سے دیکھنا لازم آتا ہے -

(۱) کسی جرم کی برائی اور اوسکے اضرار کی تحقیق کرنا - ایک ہی نام کا جرم وہی جرم نہین ہے اگر اشخاص ضرر رسیدہ کے دل کی قوت متاثرہ ایک نہین ہے - مثلاً ممکن ہے کہ کوئی فعل ایک عورت کے لیے بے انتہا توہین ہو لیکن کسی مرد کو اوس فعل کی کچھ پروا بھی نہو اور نہ اوس

فعل سے اوسکے دل پر کچھ اثر پونہچتا ہو - یا مثلاً ایک نقصان جسمانی مگر ہے کہ کسی بیمار شخص کی جان کی ہلاکت کا باعث ہو لیکن وہی نقصان اگر کسی شخص صحیح و سالم کو پونہچایا جاسے تو اوسپر مقابلہ اوسکے بہت کم اثر پیدا کرے یا مثلاً ایک الزام ممکن ہے کہ ایک شخص کی عزت مین بہت خلل ڈالے لیکن وہی الزام دوسرے کو کچھ نقصان نہ پونہچائے -

(۲) ایک مناسب معاوضہ شخص متضرر کو دینا - جبکہ دلکی قوت متاثرہ مختلف ہین تو ضرور نہین ہے کہ ایک ہی معاوضہ دو شخصون کے لیے کافی معاوضہ ہو - ممکن ہے کہ کسی دشنام دہی کا معاوضہ روپیہ کے ساتھہ ایک شخص کو اچھا معلوم ہو اور دوسرے کو اور بہی توہین کا باعث ہو - یہ امر اون حالات کے بموجب ہے جو اوس شخص کے ہون جسکو گالی دیگئی یعنی بموجب اوس شخص کی عزت اور دولت اور دیگر حالات کے فرض کرو کہ میری توہین کی گئی - اگر وہ توہین میرے کسی اعلے درجہ کے افسر یا کسی برابر والے نے کی ہے تو اگر وہ عام لوگون کے سامنے اپنا قصور مجھسے معاف کرائے تو یہ کافی معاوضہ اوس جرم کا ہے جو اوسنے میرے ساتھہ کیا لیکن اگر وہ توہین مجھسے ادنے درجہ والے نے کی ہے تو اوسکی معافی مانگنا کافی معاوضہ نہین ہے -

(۳) سزا کی قوت کا معاوضہ کرنا اور یہ دیکھنا کہ اوسکا کیا اثر مجرم پر مترتب ہوا - جبکہ دلکی قوت متاثرہ بالکل مختلف ہے تو ایک ہی سزا

اون دو مختلف طبائع کے لوگون کے لیے اصل بڑا نہین ہے صاحب اولاد
جلاوطن نوجوان شخص ور بڑھے شخص ور ایک مجرد شخص ور ایک صاحب
شخص ور ایک اوس شخص کاریگر پر جو اپنے ملک سے باہر ایک حبہ نہین
پیدا کر سکتا اور اوس شخص دولتمند پر جسکو جلاوطن سے صرف اپنا مقام
فرحت بدلنا پڑیگا ایک ہی اثر پیدا نہین ہو سکتا۔ قید کا اثر بھی مرد پر اور
عورت پر بیمار پر اور صحیح پر اور ایک شخص دولتمند پر جسکے قید ہو جانے سے
اوسکا خاندان محتاج نہوگا اور اوس شخص پر جسکا تمام خاندان اوسکی
آمدنی روزانہ سے پرورش پاتا ہوا ور جسکی اولاد اوسکے قید ہو جانے
سے فلاکت مین مبتلا ہو جاے مساوی نہین ہے۔

(۴) قانون کو ایک ملک سے دوسرے ملک مین لیجانا۔ اگر دوسری
قومون کے طبائع اور حالات مختلف ہین تو ایک ہی قانون جو کہنے کو
قانون ہو دونون کے لیے اصلا ور واقعی قانون نہین ہو سکتا۔
ایک قانون جسپر یورپ مین خاندانون کی تمام مسرتین مبنی ہین اگر
ایشیا مین جاری کیا جاے تو ممکن ہے کہ یہان کی جماعتون کے لیے اوس سے
زیادہ تکلیف دہ کوئی چیز نہو یورپ کی عورتین آزادی کی عادی ہو رہی
ہین اور انکو اپنے گھر مین سلطنت کرنیکی عادت ہو رہی ہے برخلاف اسکے
ایشیا کی عورتین اپنی ابتدائی تعلیم سے محلسراؤن مین قید رہنے کی
عادی ہین اور غلامی کے لیے طیار ہین شادی یورپ اور ایشیا مین

ایک ہی قسم کا معاہدہ نہین ہے اور اسوجہ سے اگر یہ معاہدہ ایک ہی قانون کا ماتحت کردیا جاے تو فریقین معاہدہ کے لیے بجز تکلیف دونو کے اور کچھ نتیجہ نہو — یہ امر کہا جاتا ہے کہ ایک ہی قسم کے جرمون کی ایک ہی سزا ہونا چاہیے — چونکہ اس قول مین بظاہر انصاف و احاطہ فدا کی پائی جاتی ہے لہذا اوپرا وپر کے دیکھنے والے اس قول کی وجہ سے غلطی مین پڑجاتے ہین اسکو تسلیم کرنے کے لیے ہمکو ضرور ہے کہ اولاً اسکو تحقیق کرین کہ ایک ہی سزا اور ایک ہی جرم کے معنی کیا ہین — ایک غیر منقلب قانون جو عمر و دولت و مرتبہ اور تعلیم اور اخلاقی و مذہبی تعصبات شخصی مین کچھ فرق نہین کرتا اور سبکو ایک لاٹھی ہانکتا ہے وہ قانون دو طرح سے خراب ہے اولاً غیر موثر ہے ثانیاً ظالمانہ ہے — ایسا قانون کسی شخص کو تو بے انتہا سخت معلوم ہوگا اور کسیکو نہایت ہی نرم اور غیر موثر — یہ قانون کبھی افراط اور کبھی تفریط کی وجہ سے ناکام رہیگا — اس قانون مین صرف ظاہری مساوات ہے اور دراصل مین بالکل غیر مساوی ہے — فرض کرو کہ ایک نہایت دولتمند اور دوسرے متوسط حالت کے شخص پر ایک ہی مقدار کا جرمانہ کیا جاے — کیا تمھارے نزدیک دونون کی سزا ایک ہی ہوئی کیا دونون کو مساوی ضرر پہونچا کیا اس مغالطہ دہ مساوات کی وجہ سے اس سزا کی غیر مساوات زیادہ تر تکلیف دہ نہین ہوگی اور کیا ایسی حالت مین

جتبک ایک تو اوس جرمانہ کیوجہ سے کھانیکو محتاج ہوگا اور دوسرا فوراً جرمانہ ادا کرکے خوش خوش اپنے گھر کو روانہ ہو قانون کا مطلب فوت نہیں ہوا فرض کرو کہ ایک مضبوط جوان اور ایک ضعیف بوڑہا دونون قید ہوئے اور دونون کو برابر مقدار کے وزن کی آہنی بیڑیان مساوی تعداد کے ایام کے لیے پنہائی گئین گو کوئی بھی بات چھپانے والا اسپر بحث کرے کہ دونون سزائین مساوی ہین لیکن جو لوگ کہ جھوٹی بحث نہین کرتے اور جو لوگ کہ ایمانداری سے فطرتی اثرون کو تسلیم کرتے ہین وہ لوگ ایسی ناانصافی کو دیکھکر ضرور ناراض ہونگے اور اونکو جو نفرت پہلی مجرم سے تھی وہی نفرت اونکو اوس سزا کے دینے والے سے ہوگی اور پھر وہان سے بھی منتقل ہوکر وہی نفرت اوس قانون بنانے والے سے ہوجائگی جسنے ایسا قانون بنایا۔

یہان پر بعض ظاہری اعتراضات ہین جنکو ہمین فرو گذاشت کرنا نہین چاہتا وہ اعتراض یہ ہین اول تو کیونکر ممکن ہے کہ تمام اون واقعات کا حساب لگایا جاسے جو حواس انسانی پر اثر کرتے ہین ثانیاً یہ کہ کیونکر ہم اندرونی اور پوشیدہ طبیعت مثل قوت دل و عقل و میلان طبع و محبت وغیرہ دریافت کرسکتے ہین ثالثاً یہ کہ ہم کیونکر ان صفات کو وزن کرسکتے ہین۔ باپ شاید اپنی اولاد کی ان اندرونی حالتون اور اختلاف طبائع کو دریافت بھی کرسکے لیکن ایک ملک کا تعلیم دینے والا اپنے تمام

ملک کے لوگون کی ان مختلف حالات کو نہین دریافت کر سکتا گو وہ لوگ کیسے ہی قلیل التعداد کیون نہون - ایک قانون بنانے والا جسکی نگاہ مین سیکڑون ہزارون آدمی ہین مجبور ہے کہ صرف قوانین عامہ اور عام طور کے قوانین بنانے پر قناعت کرے اور اس امر کی احتیاط رکھے کہ جزئیات مین دخل نہ دے کہ جسکی وجہ سے قوانین پیچیدہ ہوجائین - اگر وہ قانون بنانے والا یہ اختیار فیصلہ کرنیوالے حاکمون کے ہاتھہ مین دیدے کہ وہ حالات مین جیسا اختلاف پائین ویسا برتاؤ قانون کا وہان کرین تو پھر کوئی امر اسکا مانع نہین رہتا کہ وہ حکام جیسا جی مین آوے ویسا فیصلہ کرین اور جو ظلم و بدعت اونکے جی مین سمائے کرین اور کہدین کہ ہمنے بموجب حالات موجودہ کے ایسا فیصلہ کیا - اس حیلہ سے کہ وہ قانون بنانے والے کے اصل منشاء کی بموجب کام کرنے مین یہ حکام قانونکو ایک ذریعہ اپنے کینہ اور عداوتون کے نکالنے کا ٹھہرائینگے -

ان اعتراضات کے جواب دینے کی ضرورت نہین ہے بلکہ صرف تشریح مزید کر دینا چاہیے جس سے یہ اعتراضات خود دفع ہوجائین کیونکہ اس اعتراض سے اصل اصول کی کچھہ مخالفت نہین کیجاتی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اوس اصول پر عمل کرنا محال ہے -

(۱) ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ ان اختلافات آثار کے بڑے حصہ کو دریافت کرنا بیشک محال ہے اور ہر شخص کی حالت مین فرداً فرداً ان حالات

سکے وجود کو ثابت کرنا اور اونکی قوتون اور مقدار کو وزن کرنا محال ہے - لیکن بڑی خوشی کی یہ بات ہے کہ ان اندرونی اور پوشیدہ طبیعتون اور حالات کے لیے کچھ ظاہری علامات بھی ہین -
یہ وہی علامات ہین جنکو دوسرے درجہ کے حالات قرار دیکر ہمنے ذکر
۲ مین ذکر کیا ہے - مثلاً جنس یعنی عورت و مرد ہونا - عمر
مرتبہ - قوم - آب و ہوا - سلطنت - تعلیم - مذہب - پیشہ -
یہ علامات بالکل ظاہر ہین اور ان سے اندرونی حالت معلوم ہو جاتی ہے (مثلاً ہمنے دیکھا کہ ایک شخص عورت ہے پس ہمکو معلوم کرلینا چاہیے کہ وہ ضعیف القلب بھی ہوگی متلوّن المزاج بھی ہوگی -
شرم بھی کسیقدر زیادہ ہوگی وعلیٰ ہذہ القیاس) - پس اس طرح سے قانون بنانے والے کو اس بڑے اور عظیم امر مین اعانت ملجاتیگی -
اوسکو کچھ ضرورت نہین ہے کہ اندرونی حالات اور اخلاقی حالات کی تفتیش مین تکلیف اوٹھائے اوسکو صرف اونھین حالات پر قناعت کرنا چاہیے جو ظاہری ہین - مثلاً قانون بنانے والا جب کسی سزا کو ترمیم کرے تو وہ ترمیم بلحاظ طبیعت مجرم اور اوسکے استقلال مزاج اور اوسکی قوت کے نہوگی بلکہ وہ ترمیم صرف بلحاظ اون حالات کے ہوگی جو ظاہر ہین یعنی جنس اور عمر - یہ صحیح ہے کہ ان حالات سے جو قیاس اندرونی طبیعت کا کیا جائیگا کہ اوسمین غلطی کا بھی امکان ہے

مثلاً ممکن ہے کہ ایک طفل پانزدہ سالہ مین عقل ایک مرد بیس سالہ بھی یادہ ہو یا ایک عورت مین ایک خاص مرد کی نسبت زیادہ جرأت و بہادری یا ایک مرد سے بھی کم شرم و حیا اوس عورت مین ہو۔ لیکن عام طور سے یہ قیاسات ظالمانہ قوانین سے محفوظ رکھنے کے لیے اور مقننن کو عام گروہ مین نیک نام کرنے کے لیے کافی ہین۔

(۲) یہ دوسرے درجہ کے حالات صرف یہ ہی نہین ہے کہ بہت جلد اور آسانی سے معلوم ہو جاتے ہین بلکہ تعداد مین بھی کم ہین اور یہ عام درجون کو قائم کرتے ہین (مثلاً عورت یہ ایک درجہ ہے ضعف قلب تلون مزاجی شرم یہ سب اس درجہ مین شامل ہین)۔ اور انکی وجہ سے کسی سزا کو بڑہا دینے یا گھٹا دینے کی عقلی اور انصافی توجیہ ہو سکتی ہے۔ پس اب تمام مشکلین جاتی رہین اور طریقہ صاف و سادہ ہے۔ (۳) اسمین کوئی چیز اپنی رای کی نہین ہے۔ جج اپنی رای کے موافق فیصلہ نہین کرتا بلکہ قانون خود سزا کو بموجب جنس اور عمر اور مذہب کے جیسا جہان موقع ہوتا ہے بدلتا ہے۔ اور حالات جنکی تفتیش بالکل ججون کے ہاتھ مین چھوڑنا لازم ہے مثلاً کم و زیادہ خلل دماغ کم و زیادہ دولت کم و زیادہ طاقت یہ حالتین ایسی ہین کہ قانون بنانے والا فرداً فرداً خاص خاص مقدمات کے لیے فیصلہ نہین کر سکتا اسواسطے وہ عام ہدایات کے ذریعہ سے حکام فیصلہ کنندہ کو

سیقدر اختیار دیگا کہ وہ ہر ہر حالت کے موافق اوسوقت جیسا موقع ہو اپنی رای مین تبدل و تغیر کرین۔

جو کچھ یہان بیان کیا گیا یہ شیخ چلی کے خیالات نتھے بلکہ دنیا مین کوئی ایسا بیوقوف اور ناشایستہ قانون بنانے والا نہوگا جو کلیتہً اون حالات سے تغافل ورقطع نظر کرے جو انسان کے حواس و قلب پر اثر کرتے ہین سول اور پولٹیکل حقوق کے (یعنی وہ حقوق جو باہم اشخاص مین ہین اور وہ حقوق جو مابین رعیت و سلطان کے ہین) قایم ہونے مین کسی نہ کسیقدر ان حالات کے پریشان خیالات کو ضرور دخل ہے اور انہین خیالات پر گو اونکی تشریح کامل نہوئی ہو یہ حقوق مبنی رہے ہین اور سزاؤن کے قایم کرنے مین تھوڑا بہت خیال اون حالات کا ہمیشہ کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت و طفل و اشخاص آزاد و غلام و سپاہی و مولوی مین ہمیشہ فرق کیا گیا ہے

ڈریکو۔ صرف ایک مقنن ایسا ہوا ہے جسنے ان خیالات اور ان حالات کے لحاظ سے انکار کیا۔ اوسکی یہ رای تھی کہ تمام جرایم مساوی ہین کیونکہ وہ سب قانون کی خلاف ورزی پر مبنی ہین وہ ہر مجرم کو بلا کسی امتیاز کے سزای موت دیتا تھا۔ اوسنے تمام اون آثار سے جو قلب انسانی پر مترتب ہوا کرتے ہین قطع نظر کر دی تھی اوسکے یہ خوفناک قوانین بہت تھوڑے دنون تک چلے اور یہ ممکن

نہین ہے کہ کبھی و نکی پوری تعمیل کی گئی ہو۔ اگر مین اور مثالین دینا شروع کرون تو وہ کبھی تمام نہون۔ یہ امر مشہور ہے کہ بعض سلاطین ایسے گذرے ہین کہ وہ کسی صوبہ کا نکلجانا یا بے انتہا خونریزی کے ہونیکو زیادہ پسند کرتے تھے بہ نسبت اسکے کہ انسان کے قلبی حالات واثر کا لحاظ کرین، یا کسی ایسے رسم ورواج کو جائز رکھین جو ذرا مختلف ہو یا وہ اپنے تعصب کو گوارا کرین جو کسی قدیم طریقہ لباس یا طرز عبادت کی نسبت چلا آتا ہے۔ ایک ہمارے زمانہ کے بادشاہ نے (جوزف ثانی شہنشاہ اسٹریا) جو نہایت محنتی تھا اور اوسکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ فتح ونام وشہرت کو حاصل کرے اور اپنی رعایا کی مسرت کو ترقی دے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کی ہر چیز مین ترمیم کرے اور اسوجہ سے اوسنے تمام رعایا کو اپنی طرف سے برانگیختہ کردیا۔ اپنے مرنے کے وقت اوسنے تمام مشکلون کو اور مصیبتون کو جو اوسپر اوسکی عمر مین پڑی تھین یاد کیا اور چاہا کہ اوسکی قبر پر یہ لکھدیا جاوے کہ اوسکی کسی ارادے مین کامیابی نہین ہوئی۔ میرے نزدیک آئندہ نسل کی ہدایت کے لیے یہ امر بہتر ہوتا کہ اوسکی قبر پر یہ بھی لکھدیا جاتا کہ اوسکو طبیعت انسانی اور تعصبات اور انسانی خواہشون کا لحاظ رکھنا کبھی نہین آیا اور یہی وجہ اوسکی ناکامی کی ہوئی۔ (اس خاص معاملہ مین برٹش گورنمنٹ مشہور ومعروف ہے یہ گورنمنٹ پرانی رسم ورواج وتعصبات ومذہب اطبائع

انسانی کا بڑا لحاظ رکھتی ہی)۔ جب کوئی قانون بنانے والا قلب انسانی کے
حالات کو دریافت کرتا ہے اور جبکہ وہ مختلف مقدار اور مختلف اقسام کی
طبائع کا لحاظ رکھتا ہی اور وہ کچھہ مستثنیات قائم کرتا ہے اور ہر چیز کی
حدود قائم کرتا ہے اور کہین ترقی کرتا ہو لوگ اوسکی مہربانی پر تحسین کرنے لگتے ہین
(غور سے معلوم ہوگا کہ شیلکوڈ ہند کا باب مستثنیات بالکل انہین فطرتی حالات پر
مبنی ہے) اور یہی امور ہین جنکی وجہ سے ہم ایسے قانون کی تعریف کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ یہ قانون انسانیت و انصاف و عقل پر مبنی ہی اور مناسب
حال اور معتدل ہے — اسی جگہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون بنانے کی
علم اور علم طب مین نہایت مشابہت ہے — ایک فہرست اون حالات
کی جو طبع انسانی پر اثر کرتی ہین ان دونون علوم کے لیے ضروری ہے
— ایک طبیب حاذق اور ایک وہ شخص جسکو صرف ادہر ادہر کے تجربہ
سے دو ایک نسخے کسی عارضہ کے دستیاب ہوگئے ہون ان دونون
مین فرق یہی ہے کہ طبیب تمام ان چیزون پر لحاظ رکھتا ہی جس سے
کہ ایک خاص حالت انسانی مبنی ہے اور دوسرا شخص ایسا نہین کرتا
(یہ دوسرا شخص وہی ایک نسخہ دیگا چاہے بخار جاڑے سے ہو چاہے
گرمی سے) یہ تو جسمانی عوارض مین سے تھا روح کے عوارض جو خلاق
انسانی مین پیدا ہوجاتے ہین اور جنمین اس امر کی ضرورت ہے کہ مضر
خصائل چھوڑائے جائین اور عمدہ خصائل پیدا کیے جائین یہ امر اور بھی

ضروری ہے کہ ہر ایک اوس کا علم حاصل کیا جاوے جو مریض یعنی اوس
شخص کی طبیعت پر جسکے اخلاق مین خرابی آگئی ہے اثر کرتی ہے۔
اسمین ایک ذراسی غلطی نتیجہ اور مطلوب کو بدل دیگی بلکہ بجاے اسکے
کہ علاج ہو مرض اور بھی بڑہ جاوے گا۔

فصل ۱۰۔ پولٹیکل یا مملکتی فوائد واضرار کی تفصیل اور یہ جماعت مین وہ کیونکر پھیلتے ہین۔

انتظام سلطنت مین، وہ ہی ہوتا ہے جو علاج مین ہوتا ہے۔ یعنی
برائیون مین سے ایک برائی کو چن لینا۔ (مثلاً ایک شخص کے ہاتھہ کی
ہڈی بالکل ٹوٹ گئی جسکے درستی کی امید نہین ہے اور اوس شخص
مریض کو بے انتہا تکلیف ہے علاج اسیکا نام ہے کہ ایک اور برائی
کو چن لے جس سے اس تکلیف کا دفعیہ ہو وہ برائی کیا ہے ہاتھہ کا
کاٹ ڈالنا ہے۔ اسیطرح گورنمنٹ کا حال ہے مثلاً چوری کے انسداد
کے لیے وہ اور کچھہ نہین کر سکتی بجز اسکے کہ ایک دوسری تکلیف کو
قائم کرے وہ کیا ہے فرض کرو کہ بید لگانا یا قید کرنا) ہر قانون حقیقت
مین ایک برائی ہے کیونکہ ہر قانون سے آزادی مین فرق آتا ہے اور
جس چیز سے آزادی مین فرق آوے وہ برائی ہے مین پھر مکرر
کہتا ہون کہ گورنمنٹ صرف برائیون کو چن لیتی ہے پس ان برائیون کے
چننے مین قانون بنانے والے کو دو چیزون کا لحاظ چاہیے اول یہ

آیا وہ چیزین جنکی روک وہ چاہتا ہے حقیقت مین جرم اور برائیان ہین یا نہین ثانیاً یہ کہ آیا وہ برائیان جنکی وہ روک چاہتا ہے اون برائیون سے عظیم تر ہین یا نہین جنکو کہ وہ پہلی برائیون کی روک کیلئے جتنا ہی

پس اب دو چیزین اوسکو یاد رکھنا چاہیے وہ برائیان جو اوس جرم سے منتج ہوتے ہین جنکی روک درکار ہے اور وہ برائیان جو اوس قانون سے منتج ہونگی جو وہ بنانا چاہتا ہے یعنی مرض کے اور علاج کے ضرر ـ

خرابی جب آتی ہی تو بہت کم تنہا آتی ہے ـ جب کسی شخص پر کوئی مصیبت آتی ہی تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ محدود رہے اور نہ پھیلے بلکہ اکثر وہ برائی پھیلتی ہے اور مختلف شکلون مین ہو جاتی ہی ہم دیکھتے ہین کہ ایک قسم کی برائی سے دوسرے قسم کی برائی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ اچھائی سے برائی پیدا ہو جاتی ہے اور برائی سے اچھائی پیدا ہو جاتی ہے ـ پس اسی مین تمام علم قانون سازی محدود ہے اور انھین برائیون کے تمام اقسام کا جاننا اور پہچاننا امر اہم و ضروری ہے لیکن بہت خوشی کی بات ہی کہ یہ انقلابات تعداد مین کم ہین اور انکا فرق ظاہر و بین ہے ـ اس مسئلہ مشکل کے حل کے لیے تین خاص اور اہم فرق اور اونکے دو ماتحت قسمون کا بیان کر دینا کافی ہے ـ

ضرر درجہ اول ـ ضرر درجہ ثانی ـ ضرر درجہ ثالث ـ ضرر ابتدائی

اور وہ ضرر جو اوس سے نکلے - یعنی ضرر مستخرجہ -

ضرر فوری - اور ضرر نتیجہ - ضرر جو متعدی ہو یعنی پھیلے -

ضرر منقسمہ یعنی جو تقسیم ہو گیا ہو - ضرر مستقل - و ضرر غیر مستقل یہی نئی اصطلاحات ہین جنکا استعمال برائیون کی مختلف اوضاع و اشکال کی بیان کرنے کے لیے ضرور ہے -

ایک ضرر جو کسی فعل بدنی سے پیدا ہو اوسکی دو خاص قسمین ہو سکتی ہین

(۱) وہ ضرر جو خاص فلان فلان شخص مقرر کو پونہچے اوسکو ضرر درجہ اول کہتے ہین -

(۲) وہ ضرر جسکی ابتدا ایک شخص سے ہو لیکن بعدہٗ تمام جماعت یا اشخاص متعدد غیر معین مین پھیل جاے اسکو ضرر درجہ ثانی کہتے ہین -

ضرر درجہ اول کی پھر دو شاخین ہین ایک ضرر ابتدائی یہ وہ ضرر ہے جو خاص شخص ضرر رسیدہ یعنی جسکو کہ ضرر دیا گیا ہے پونہچے مثلاً اوس شخص کو جو مارا گیا سدوسرے وہ جو اس ضرر ابتدائی سے پیدا ہو اور خاص خاص اشخاص کو بسبب اسکے کہ وہ لوگ شخص ضرر رسیدہ کے قرابت دار ہین یا صرف دوست ہین یا اور تعلق رکھتے ہین پونہچے -

ضرر درجہ ثانی کے لیے دو قسمین ہین (۱) گڑبڑاہٹ (۲) خوف و خطر - گڑبڑاہٹ سے میری مراد وہ تکلیف ہے جو اس امر کے خیال سے پیدا ہوتی ہے کہ جو مصیبت ہم دوسرون پر پڑی دیکھتے ہین

کہیں ہم پہ پڑ جائے! اور خوف وخطر سے مراد اس امر کا خیال ہے کہ
وہ ضرر ابتدائی اوس قسم کے اور ضرر ونکو نہ پیدا کرے - یہ دونون
شاخیں آپس میں نہایت قریب تعلق رکھتی ہین تاہم دونون ایسی
جدا ہین کہ ممکن ہے کہ دونون جدا جدا پائی جائین - ممکن ہے
کہ گڑبڑاہٹ ہو مگر خوف وخطر نہو یا خوف وخطر ہو مگر گڑبڑاہٹ نہو
ممکن ہے کہ ہم کسی ایسی سازش سے جو صرف خیالی ہے خوفناک ہو جائین
اور ممکن ہے کہ عین ایک ایسی سازش کی حالت مین جو پھیلا چاہتی ہے
ہم محفوظ رہین لیکن بہ حیثیت اسکے کہ گڑبڑاہٹ اور خطر دونون معلول
ایک ہی علت کے ہین اکثر دونون ساتھ چلتے ہین - جب کوئی خرابی
یا ضرر وقوع مین آتا ہے تو وہ اور خرابیون کو ممکن الوقوع کر دیتا ہے
اور اسوجہ سے ہم اور اوس قسم کی خرابیون کے آنے کے خوف
مین پڑ جاتے ہین - جو خرابی پڑتی ہے اوس سے ایک خطرہ پیدا
ہوتا ہے اور وہی خطرہ گڑبڑاہٹ واضطرار کو پیدا کرتا ہے،
ایک خراب فعل بسبب اسکے کہ وہ دوسرون کے لیے مثال بن سکتا ہے
خوفناک ہے اور اسوجہ سے بھی خوفناک ہے کہ وہ اور افعال کے لیے
بھی راہ کھولتا ہے اول تو اسطرح سے کہ دوسرون کے دلمین ان
افعال کے ارتکاب کا خیال ڈالتا ہے دوسرے یہ کہ رغبت اور
میلان کے زور کو بڑہاتا ہے - اب وہ سلسلۂ خیالات

دیکھنی دوجو ایک شخص کے دل پر اوسوقت آتا ہے جبکہ وہ کسی میان چوری کی خبر کو سنتا ہے۔ شاید کہ یہ شخص جسنے یہ خبر سنی اس سے پیشتر اس وسیلہ حصول معاش سے واقف ہی تھا یا اوسنے کبھی خیال بھی نہین کیا تھا کہ چوری بھی ایک وسیلہ حصول معاش کا ہے نمبر ۱۲ اوسکو گویا ہدایت کرتی ہو اور سکھاتی ہو اور یہ مثل اوسکے دل پر اس ذریعہ سے مستفید ہونیکا پہلا خیال ڈالتی ہو وہ دیکھتا ہو کہ یہ کام تو ممکن الوقوع ہو بشرطیکہ اچھی طرح انتظام سے کیا جاوی اور چونکہ اوس کام کو دوسری نے کیا ہے اسوجہ سے اسکی نگاہ مین وہ اوسقدر خوفناک اور مشکل بھی معلوم نہین ہوتا جسقدر کہ وہ ہے۔ مثال ایک ایسی راہ ہے جو اوسکو ایسی جگہ لیجاتی ہے جہان وہ پہلے جانے کی جرأت کبھی نکرتا۔ یہ مثل ایک اور اثر اوسپر پیدا کرتی ہے جو کچھ کم لائق لحاظ نہین ہے۔ یعنی وہ اون خیالات کے زور کو جو اوس شخص کو روکے رکھتی تھی ضعیف کردیتی ہے اور جبتک کہ وہ مجرم سزا نہین پاتا قانونکا خوف کسیقدر ضعیف رہتا ہے اور شرم بھی اوسی مقدار تک کم ہوجاتی ہے کیونکہ سرکار جرم اوسکو بالکل ذلیل ہوجانے کے خلاف یقین دلاتے ہین۔ یہ امر بالکل صحیح ہے کہ جہان چوریان کثرت سے ہوا کرتی ہین اور انکی کچھ سزا نہین ہوتی وہان چوری کوئی شرم کی چیز نہین سمجھی جاتی بلکہ مثل دوطرق حصول معاش کے یہ بھی تصور ہوتی ہے

[illegible] خیال کر کے [illegible] کی تعریف
کرتے ہیں ۔۔۔

[illegible] گئی تھی
[illegible] ہم لوٹے گئے ۔ تمہاری ذاتی ملکیت
کی مقدار میں [illegible] سے تعلق ہیں ضرر ابتدائی ہے لیکن قرض
[illegible] اوسکو بھی تمہارے
ذر کا شریک کیا ۔ تمہاری جو روہے اولاد ہے والدین ہیں ایک
حصہ اوس حقارت کا ہے جو تمنے اوٹھائی اور اوس ذہین کا جو تمہاری لڑکی
اور پر بھی پڑتا ہے ۔ تمہارے قرضخواہ ہیں اور اوس نقصان کی وجہ سے
جو تمپر پڑا وہ لوگ اس امر پر مجبور ہوتے کہ اپنے قرضہ کے وصول میں ابھی
انتظار کریں اور رکے رہیں ۔ یہ لوگ کم و زیادہ ضرر اوٹھاتے ہیں یہ
ضرر اوس ضرر سے نکلتا ہے جو تمکو پہونچا ۔ اور یہ دونوں ضرر یعنی جو
ضرر تمنے اوٹھایا اور جو ضرر تمہارے اقربا اور اعزا و قرضخواہان نے
اوٹھایا ملکر ضرر مبادل ہے ۔۔۔
لیکن صرف اسیقدر کافی نہیں ہے اس چوری کی خبر سے اسکے تمام علاقہ
متعلقہ کے ایک منہ سے دوسرے منہ میں پہونچی اور مشتہر ہوئی ۔ ایک ایسا
خطرہ کا خیال پیدا ہوا اور اوسکے ساتھ اضطراب و گھبراہٹ بھی ہوئی
جیسے گھبراہٹ اور اضطراب ہو جیسا دن چوروں کی چال [illegible]

کے جتنا ہم کو علم ہوا اور جتنا نقصان اون کو پہونچا [illegible]

اور اونکے وسایل اور تعداد سے اونکی جو جو باتین ... ہم معلوم ہوئی [illegible]

قریب رہتے ہین یا بعید اور بموجب ہماری طاقت اور جرأت کے اور

بموجب خاص ہمارے حالات سے مثلاً یہ کہ ہم تنہا مسافرت مین ہین

یا یہ کہ خاندان اپنے ساتھ رکھتے ہین تھوڑا روپیہ ساتھ ہے یا کوئی [illegible]

یا یہ کہ بہت بیش قیمت اشیا ہمارے پاس ہین [illegible] زیادہ ہوگا۔

(یعنی جیسے کہ حالات ہون اوسیکے مطابق [illegible] خبر کے سننے سے ہمارا

اضطراب دگر گھبراہٹ زیادہ ہوگی یا کم۔ مثلاً ہمنے سنا کہ وہ چور نہایت

ظالم و بیدرد ہین اور بہت کثیر التعداد ہین تو ہمارا [illegible] زیادہ ہو جائیگا

علی ہذا ہم اپنی حالت پر غور کرینگے کہ ہم دوستون مین ہین یا غریب یا اجنبیون مین موقع

واردات سے دور رہتے ہین یا نزدیک ان ہی حالات کے مطابق وہ

اضطرار ہوگا) اگر وہ ضرر جو ہمکو پہونچایا گیا اس قسم کا ہے کہ خود بخود پھیلتا ہے

مثلاً کسی ایسے الزام کے ذریعہ سے تمھاری توہین و ہتک کیگئی

جو ایک گروہ اشخاص کو کثیر التعداد ہون یا قلیل التعداد شامل

کر لیتا ہے۔ تو یہ ضرر صرف ذاتی نہین رہتا بلکہ متعدی ہوجاتا ہے۔

یہ ضرر اوسیقدر زیادہ ہوگا جسقدر کہ اون لوگون کی تعداد زیادہ ہوگی

جو اوس ضرر مین شریک ہین۔ اگر وہ زر روپیہ جو تمسے چرا لے گئے

کسی جماعت یا سلطنت کا تھا تو جو نقصان پہونچا وہ ضرر منقسم

ہوگا - یہ صورت صورت متذکرہ سابقہ سے ایک امر اہم میں مختلف ہے وہ امر یہ ہے کہ اس صورت میں جسقدر زیادہ تعداد ان اشخاص کی ہوتی ہیں جن میں یہ نقصان تقسیم ہوا ہے زیادہ ہوگی اوسیقدر ضرر فی شخص قلیل ہوگی

اگر اوس ظلم کی وجہ سے جو تمکو لگا ہے ایک اور ضرر اوٹھایا جو ضرر اول سے بالکل علیحدہ ہے مثلاً اوس ظلم کی وجہ سے ایک نہایت منافع کا کاروبار تمسے چھوٹ گیا یا تمھاری شادی جو ہونیوالی تھی وہ رکگئی یا ایک فائدہ کی نوکری تمکو ملنے والی تھی اوسمیں تم ناکام رہ گئے تو اوسکو ضرر منتجہ کہتے ہیں —

ضرر مستقل وہ ہے جو کہ جب ایک دفعہ پہنچایا جاسکے تو پھر اوسکا دفعیہ نہو سکے مثلاً وہ جسمانی نقصان جسکا کچھ دفعیہ نہیں ہوسکتا — یا کسی عضو کا کاٹ ڈالا جانا یا موت وغیرہ — ضرر غیر مستقل وہ ہے جسکا دفعیہ بالکل ہوسکے — مثلاً ایک زخم جو بھر جاسکتا ہے یا نقصان جسکا معاوضہ کلی ہوسکتا ہے —

یہ فرق جو اوپر بیان ہوئے گو کسیقدر نئے ہیں لیکن یہ بن فائدہ کی باریکیاں نہیں ہیں — صرف انھیں کے ذریعہ سے ہم مختلف جرائم کی برائیوں کو اندازہ کرسکتے ہیں اور اونھیں کے مطابق سزا قائم کرسکتے ہیں — ان تفصیلوں سے جو بیان ہوتین ہمکو ایک اخلاقی پیمانہ ملجاتا ہے اور ایک وسیلہ ہاتھ آتا ہے جس سے

کہ ہم افعال انسانی کے اجزا کو اسطرح جدا جدا [illegible]
کہ ہم ممتزج دہات کے اجزا کو اوسکی پچی قیمت [illegible] دریافت کرنیکے
اور کھری کھوٹی مقدار کی تفتیش کے لیے جدا کر لیتے ہین۔

اگر منجملہ اون افعال کے جو قبیح ہین یا جو قبیح کہلاتے ہین بعض ایسے ہون جنسے کوئی اضطرار نہین پیدا ہوتا ہے تو اسقدر فرق ہے ان افعال مین اور اون افعال مین جو اضطرار پیدا کرتے ہین۔ ضرر ابتدائی [illegible] ایک شخص معین کو پہونچتا ہے اور وہ ضرر جو کہ اوس سے نکلتا ہے یعنی ضرر مستخرجہ وہ تھوڑی تعداد تک پھیلتا ہے لیکن ضرر درجۂ ثانی ممکن ہے کہ تمام جماعت کو گھیر لے۔ فرض کرو کہ ایک متعصب شخص دوسرے آدمی کو اسوجہ سے مار ڈالے جسکو وہ کفر و الحاد کہتا ہے (یعنی دوسرے کو کافر ہونے کی وجہ سے ثواب سمجھکر مار ڈالے) اس جگہ پر ضرر درجۂ ثانی خصوصاً گھبراہٹ و اضطرار کروڑون درجہ بہ نسبت ضرر درجۂ اول کے زیادہ ہوگا۔

ایک بڑا درجہ اون جرائم کا ہے جنکی تمام برائی صرف خوف و خطر کی وجہ سے ہے۔ (یعنی وہ صرف اسوجہ سے جرم ہین کہ اون سے خوف و خطر پیدا ہوتا ہے) میری مراد اون افعال سے ہے جو کسی خاص شخص کو ضرر پہونچانے کے بغیر عموماً جماعتون اور سوسائٹی کے نقصان پہونچانے والے ہین۔ فرض کرو کہ ایک جرم جو انصاف و عدالت کے خلاف ہے۔ مثلاً کسی جج یا مستغیث یا گواہ کا مکر اسی

پایان جرم اُس برائی کا باعث ہو - بیشک اسمین چند برائی ہے کیونکہ
اُسکے ارتکاب [illegible] برائی کی وجہ سے ایک خوف پیدا ہوتا ہے - خوف اس امر کا
پیدا ہوتا ہے کہ مجرم بسبب سزا پانیکے اور کبھی مجبور ہو جائیگا اور اونکو
دوسرے جرائم سے اتنا [illegible] کا موقع ملتا ہو اور اس جرم کی نظیر پائی جاتی
اسکی مثال یہ [illegible] دوسرے مجرمون کو جرات ہوئی - تاہم یہ امر ممکن ہے
کہ عوام کی توجہ اس خوف کی طرف کو یہ عظیم ہے مگر تعداد ان لوگون جو فکر اور
سوچنے سے اس خوف کو معلوم بھی کر سکتے ہین اونکو کوئی اضطراب ہو
اور وہ اس خوف کو دوسرون پر پڑی ہوئی دیکھا کرتے ہین - لیکن ان
فرقون کی ضرورت صرف اوسی وقت دریافت ہو سکتی ہے جبکہ یہ خوب تمیز
اور اوصاف ہون - انکے خاص استعمال کا حال عنقریب معلوم ہوتا ہے -
اگر ہم اپنے خیال کو ذرا اور دوڑاوین تو ہم ایک اور خرابی کو دریافت کرینگے
جو جرم سے نتیجہ ہوتی ہے - جبکہ اضطرار ایک خاص درجہ تک پہونچ جاتا ہے
اور اوسکو عرصہ مدید گذر جاتا ہے تو اسکا اثر صرف قوای منفعلہ انسانی ہی پر
محدود نہین رہتا بلکہ یہ اثر انسانی کے قوای فاعلیہ تک پہونچ جاتا ہے
اور اونکو مردہ کر دیتا ہے اور ایک حالت انحطاط و کاہلی مین ڈالدیتا ہے
- اسیوجہ سے تباہی اور لوٹ مار کسی ملک مین ایک معمولی بات ہو جاتی
ہے تو محنت کرنے والا شخص چونکہ اوسکی ہمت پست ہو گئی ہے صرف اوسقدر
کام کرتا ہے جس سے وہ اپنے تئین فاقہ کشی سے محفوظ رکھہ سکے اور وہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جہتک [illegible] ہوجاتا ہے [illegible] جبتک علم و تمدن زیادہ ہوتی [illegible]

زمانہ [illegible] تو اسکا حال بخوبی واضح

ہوجائیگا۔ خرابیون کی یہ اشاعت جسکا ذکر ہوا [illegible]

خرابی خواہ کسی فعل انسانی سے پیدا ہوئی یا کسی ایسے واقعہ سے پیدا ہوئی جو

محض طبعی ہے۔ یہ فرق جنکا ذکر ہوا دونون سے بالتساوی متعلق ہین لیکن

بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس پھیلنے اور منتشر ہونے کی قوت صرف خرابی

اور ضرر ہی مین نہین پائی جاتی بلکہ اچھائیان بھی جو صفات ہین وہ بھی

پھیلتی اور منتشر ہوتی ہے۔ اسی قسم کی مثال تقسیم کرو تو تم دیکھوگے کہ ایک

اچھے فعل سے مثل حالت مسبوق الذکر کے ایک بھلائی درجہ اول کی

پیدا ہوتی ہے پھر وہ بھلائی دو قسمون مین منقسم ہوسکتی ہے یعنی ابتدائی

بھلائی اور وہ بھلائی جو اوس سے متفرع ہوتی ہے اور دوسرے درجہ کی

بھی بھلائی پیدا ہوتی ہے جس سے ایک مقدار معین کا بھروسا اور اطمینان

ہوتا ہے کہ (برائی کی حالت مین) دوسرے درجہ کی برائی سے اضطرار و خوف

پیدا ہوتا تھا اور اس بھلائی کی صورت مین بجاے اضطرار و خوف کے

اطمینان و بھروسہ پیدا ہوتا ہے۔ اوس محنت اور مسرت قلبی و کام

ہونے کے جوش شوق مین جو دوسرے مال ومتاع کے لالچ سے پھیلتا ہے
بہ نسبت دوسری بھلائی کا مزہ ہوتی ہے اس کیفیت مسرت مین پیدا کن نتیجہ
دل ہونے کی وجہ سے پیچیدہ ایک ایسی طاقت پاتی ہے جسکی اوسکو ہمیشہ

بھلائی کا پھیلنا اور منتشر ہونا بہ نسبت برائی کے پھیلنے اور منتشر
ہونے کے کم تیز ہے اور حواس پر کم اثر کرتا ہے (فی الواقع برائی
بہت جلد پھیلتی ہے اور قلب پر جلد اثر کرتی ہے) بھلائی کا تخم امید دلکو
ایسا نہین پیدا کرتا جیسا کہ برائی کا تخم اضطرار کو پیدا کرتا ہے۔
(ایک اچھا فعل اگر ہو تو اوسے اسقدر امید اور اچھے فعلون کے
وقوع مین آنے کی نہین پیدا ہوتی جیسا کہ کسی برے فعل کی وجہ سے
فوراً اور برے نتائج اور افعال کے وقوع مین آنے کا خوف پیدا
ہوجاتا ہے) لیکن اس اختلاف کا معاوضہ اس امر سے بخوبی ہوجاتا ہے
کہ بھلائی ایک ضروری نتیجہ فطرتی اسباب کا ہے جو ہمیشہ اپنا عمل کیا کرتے
ہین مگر برائی اتفاق سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی کبھی۔
سوسائٹی اور جماعتون کی ساخت اسطرح واقع ہوتی ہے کہ جب
ہم اپنی خاص بھلائی کے لیے محنت کرتے ہین تو اوسی تمام سوسائٹی
کی بہتری کے لیے بھی محنت کرتے ہین۔ ہم اپنے ذاتی وسایل مسرت کو
بلا اسکے نہین بڑھا سکتے کہ دوسرون کے وسائل مسرت کو بھی بڑھائین
دو قومین مثل دو شخصون کے اپنے باہمی تبادلہ تجارت سے دولتمند

[illegible]

[illegible] اپنا وجود

دیتا ہے اور [illegible] سے دوسرون کو
فائدہ ہے۔ یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ خرابی کا نتیجہ ہمیشہ خرابی نہین ہوتا
بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نتیجہ ایک بالکل مخالف کیفیت حاصل کرتا ہے۔
اسیوجہ سے [illegible] جو ایکدوسرے کی عوض مین دیجاتی ہین گو وہ
ایک خرابی ہے اور دلکو [illegible] پیدا کرتی ہین مگر وہ سزائین برائیون مین شمار
نہین ہوتین کیونکہ اون سے دوسرے درجہ کی بھلائی پیدا ہوتی
ہے (یعنی جب لوگ سنتے ہین کہ فلان مجرم کو سزا ملگئی تو اونکو
اس امر کا اطمینان ہوتا ہے اور بھروسہ ہوتا ہے کہ اب لوگ اوس
جرم کا ارتکاب نکرینگے) ان سزاؤن سے خوف اور اضطرار پیدا
ہوتا ہے لیکن یہ خوف صرف برائی کرنے والے لوگون مین پیدا
ہوتا ہے جو جان بوجھ کر مصیبت برداشت کرتے ہین۔ اگر وہ قانون
کی اطاعت کرین تو اونکو نہ کوئی خوف ہے نہ اضطرار ہے۔
ہم ناکامل طور سے بھی برائیون کی وسیع سلطنت کو اپنا ماتحت نہین
کرسکتے جبتک کہ ہم اوس طریقہ کو نہ سیکھین جس طریقہ سے کہ ایک
برائی دوسری برائی سے لڑائی جاتی ہے (یعنی ہم برائیون کی
روک نہین کرسکتے جبتک ہم اونکا مقابلہ نکرین اور چھوٹی برائی سے

بڑھی برائی کو نہ دفعہ کرین) یہ امر ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہم تکالیف کو بطور مددگار قائم کرین کہ اون تکالیف سے ہم اور تکالیف کو دفع کرین جو ہمپر ہر طرف سے حملہ کرتی ہین یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض اقسام کے دود رجون کے رفع کرنے کے لیے اکثر زہر جسکا بطور مناسب استعمال ہوا ہے علاج ہوتا ہے۔

فصل ۱۱ - خاص افعال کو جرائم قرار دینے کے دلائل

ہم ضرر اور برائی کی تشریح کر چکے - اوس تشریح سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے افعال ایسے ہین جنسے برائی بہ نسبت بھلائی کے زیادہ پیدا ہوتی ہے - پس اسی قسم کے افعال ہین یا کم سے کم یہ بات ہے کہ وہ افعال اس قسم کے سمجھے جاتے کہ جنکو قانون بنانے والے نے منع کیا ہے اور ایسے فعل ممنوع کو جرم کہتے ہین - ان ممانعتونکو قائم رکھنے کے لیے اور اسواسطے کہ لوگ ان ممانعتون کی عزت کرین ضرور ہے کہ سزائین قائم کیجائین - لیکن سوال یہ ہے کہ کیا بعض افعال کا جرائم قرار دینا ضروری ہے یا یون کہو کہ کیا بعض افعال کو سزا اون کا مستحق کرنا واجب ہے - واہ کیا سوال ہے - کیا تمام دنیا اس امر مین متفق نہین ہے - کیا ہم ایک ایسے صدق کی ثبوت کی تلاش کرتے ہین جسکو تمام دنیا تسلیم کیے ہوتے ہے اور جو تمام آدمیون کے دلمین جما ہوا ہے - بیشک اس باب مین تمام دنیا متفق ہے لیکن یہ اتفاق کس امر پر مبنی ہے - ہر شخص سے

جو اس امر مین متفق ہی۔ اوسکی دلیل اتفاق پوچھو تب ہمکو معلوم ہوگا گو
سب لوگ اس باب مین متفق ہین مگر ایک عجیب اختلاف اونکی رایون اور اصولون مین ہے
اور یہ اختلاف صرف عام ہی لوگون مین نہین ہی بلکہ حکما مین بھی جنہون نے اسی عظیم
مضمون کیلیے اگر ہم ایک اصول عامہ کی تلاش کرین جو جبلی اتفاق کی
ہی تو کچہ تضیع اوقات نہین ہی۔ اتفاق رای جو واقعی موجود ہی صرف تعصبات
پر مبنی ہی جو زمانہ اور مقام اور رواج اور آرا کی بموجب متبدل ہوتی رہتی ہین
ہمیشہ کہا گیا ہی کہ فلان کام جرم ہی اور مین سمجھتا ہون کہ وہ کام ایسا ہی
پس خلایق کیلیے اور نیز قانون بنانے کیلیے یہی ہدایت ہی (یعنی ہر زمانہ کے تعصبات اور
رواسم سے ایک اتفاق رای پیدا ہو جاتا ہی مثلاً ہندو وغیرہ مین کم سنی مین شادی
کر دینا ایک رسم ہے اور تمام ہندو اوسکو جائز بلکہ واجب تسلیم کیے ہوئے ہین
کیونکہ اونہون نے جب سے پیدا ہوئے یہی سنا اور اسی مین پرورش پائی اور
اسیکو اچھا سمجھے پس یہی اتفاق رای سے قانون بنانے والے کو مدد لینا
چاہیے یعنی اسکے خلاف اوسکو کوئی حکم دینا مناسب نہین ہے) لیکن اگر رسم
و رواج نے کسی بیجرم فعل کو جرم قرار دیدیا ہے یا اگر کسی چھوٹے ناقابل
لحاظ جرم کو ایک عظیم جرم قرار دیا ہے اور عظیم جرائم کو چھوٹا جرم بنایا ہے
یا اگر وہ رواج ہر جگہ مختلف ہے تو ایسی صورت مین یہ امر ظاہر ہے کہ رسم
رواج کو کسی قاعدہ کا پابند ہونا چاہیے نہ یہ کہ اسکو خود ایک قانون
یا قاعدہ تصور کرین — اسمین اب ہمکو اصول یوٹلٹی کیطرف متوجہ ہونا

یہ اصول تعصبات کے فیصلون کو اگر انصافانہ ہین بحال رکھے گا اور اگر وہ غلط ہین تو منسوخ کردیگا۔ مین فرض کرتا ہون کہ مجھے عام الفاظ خیر و شر سے بالکل ناواقفیت ہی۔ مجھے افعال انسانی کی جانچ صرف بلحاظ اونکے اچھے یا برے نتیجے کے کرنا ہے اب مین وہ حساب کھولتا ہون۔ منافع خالص کے حساب مین مین تمام اون مسرات کو ڈالتا ہون جو اوس فعل سے ہوتی ہین اور نقصان کے حساب مین اون تمام آلام کو ڈالتا ہون جو اوس فعل سے منتج ہوئے ہین تمام فریقون کے فوائد کو ایمانداری سے وزن کرتا ہون اور تھوڑی دیر کے لیے وہ شخص جسکو تعصبات نے بدکار قرار دیا ہے اور وہ شخص جسکو تعصبات نے نیکوکار ٹھہرایا ہے میری نگاہ مین یکسان اور مساوی ہین۔ مین چاہتا ہون کہ خود تعصبات کی جانچ کرون اور تمام افعال کو نئے موازنہ سے وزن کرون تاکہ ایک فہرست اون افعال کی بتاؤن جو جائز رہنا چاہیئے اور ایک فہرست اون افعال کی جو ممنوع ہونا چاہیے۔ یہ عمل جو کہ ابتداءً بہت پیچیدہ معلوم ہوتا ہے درجہ اول و ثانی و ثالث کے ضررون کے فرق جاننے سے آسان ہو جاتا ہے۔ اگر مین ایک ایسے فعل کی جانچ کرنا چاہتا ہون جو کہ ایک شخص کی حفاظت پر خلل ڈالتا ہے تو مین تمام اون مسرات کو یعنی منافع کو جو اوس فعل کے کرنے والے کو حاصل ہوتے ہین

تمام اون اضرار یعنی نقصان کے ساتھ مقابلہ کرونگا جو اوس فریق کو پہونچتے ہین جسکو ضرر پونہچایا گیا۔ اس سے تو اسعدر ہوجائیگا کہ ضرر درجہ اول بہ نسبت بھلائی درجہ اول کے زیادہ ہے لیکن مین اسپر کفایت نہین کرتا۔ فعل جسکی بحث ہے وہ تمام سوسائٹی اور جماعت مین اضطراب و خوف پیدا کرتا ہے۔ وہ برائی جو ابتداءً صرف شخصی سمجھی گئی خوف کی شکل مین ہوکر تمام طرف پھیل جاتی ہے مضرت جو اوس فعل سے نتیج ہوتی ہے وہ صرف اوسکے لیے ہے جسنے وہ فعل کیا۔ اور رنج ہزار دس ہزار ایک سبکو پونہچتا ہے۔ یہ غیر مناسبت مسرت و رنج کی (یعنی بے انتہا رنج اور بہت کم مسرت) جو پہلے ہی سے عظیم ہے ضرر درجہ سوم تک پونہچنے اور اس امر کے لحاظ سے کہ اگر فعل مذکور کی روک نہو تو اوس سے ایک عام اور دائمی بے ہمتی اور دل شکنی اور محنت کا انسداد اور آخر مین سوسائٹی و جماعتون کا انعدام نتیج ہوگا غیر محدود ہوجاتی ہے۔

اب مین اپنی نہایت قوی خواہشون کی جانچ کرتا ہون یعنی وہ خواہشین جنکے پورے ہونے سے زیادہ سے زیادہ مسرت حاصل ہوتی ہے اور مین دیکھونگا کہ اگر وہ خواہشین بجرح حفاظت (یعنی حفاظت نقصان پونہچا کر) پوری ہون تو اونکے پورے ہونے سے بہت زیادہ نقصان نتیج ہوتا ہے بہ نسبت فائدہ کے۔ (۱) اولاً جکو جوش نفرت کا نتیجہ کہو

(مثلاً ہمکو کسی سے نفرت قلبی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اوسکو مار ڈالین نکالدین یا اور کوئی ضرر پونہچائین) اسی جوش نفرت کی سبب سے یہ امر پیدا ہوتا ہے کہ انسان دوسرے کی عزت یا ذات پر حملہ کرتا ہے فرض کرو کہ میرے دلمین تمھاری طرف سے عداوت ہے اس سے کچھ مطلب نہین کہ کیون۔ یہ جوش مجھے حیران کردیتا ہے مین تمھاری توہین کرتا ہون مین تمھین ذلیل کرتا ہون مین تمھین زخمی کرتا ہون۔ تمھارے الم اور تکلیف کے دیکھنے سے کم سے کم تھوڑی دیر کے لیے مجھے ایک مسرت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اوتنی ہی دیر کے لیے سہی مگر کیا یہ امر یقین کیا جاسکتا ہے کہ جو مسرت مجھے حاصل ہوتی ہے وہ اوس تکلیف کی برابر ہے جو تم برداشت کرتے ہو۔ اگر تمھاری تکلیف کا ہر ایک جزو قلیل جدا جدا میرے دلکو لگجاے تو کیا یہ امر ممکن ہے کہ اوسکے مقابل کا ہر ایک جزو قلیل میری مسرت کا اوس مساوی مقدار کے معلوم ہو جو تمھارے الم کے جزو قلیل کی ہے مگر اصل یہ ہے کہ تمھاری تکلیف کا صرف ایک آدہ ذرہ میرے اوس خیال مین آتا ہے جو پریشان اور حالت تکلیف مین ہے (یعنی جبکہ مجھے تمھاری طرف سے جوش نفرت اور عداوت ہے جسنے میرے خیال کو پریشان کر رکھا ہے تو مین جو کچھ برائی تمھارے ساتھ کرون اوسکی وجہ سے جو نقصان و رنج تمکو پونہچے وہ میرے خیال مین ہی نہین آتا نہ میرے دل پر اثر کرتا وہ تکلیف کتنی ہی زیادہ ہو مجھے نہایت ہی

قلیل معلوم ہوتی ہے) مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا کچھ نقصان نہین ہوا اور میری تکلیف کا بڑا حصہ رفع ہو گیا - لیکن یہ مسرت من حیث ہی ہے اپنی ناپاکی اور غیر خالص ہونے کو جلد ظاہر کر دیگی - انسانیت جو کہ ایسا اصول ہے جو وحشی سے وحشی دونوں سے بھی بالکل معدوم نہین ہو جاتا ایک باطنی رنج اور افسوس کو پیدا کرتا ہے (یعنی اخیر مین انسانیت جوش کرتی ہے اور مین اپنے فعل پر افسوس کرتا ہون) بر ایک قسم کا خوف یعنی یہ خوف کہ مبادا تم مجھسے بدلا لو یا وہ لوگ بدلا لین جو تجھسے تعلق رکھتے ہین اور یہ خوف کہ تمام لوگ میرے اس فعل کو ناپسند کرینگے اور اگرچہ تھوڑا بہت مذہب کا خیال مجھ مین ہے تو ایک مذہبی خوف غرضکہ تمام اقسام کے خوف میرے امن امان کو تکلیف مین ڈالتے ہین اور میری اوس فتحیابی مین خلل ڈالتے ہین جو مینے تیر یذریعہ اوس فعل کے حاصل کر لی تھی - جوش تو فرو ہو گیا اور اوس جوش کے پورا ہونے کی جو مسرت تھی وہ بھی کم ہوتی جاتی ہے اور اوسکی جگہ پر ایک اندرونی افسوس و ملامت پیدا ہوتی ہے (میرا تو یہ حال ہے) لیکن تمھاری جانب تکلیف جو تمکو پونہچی وہ ابھی تک بدستور ہے اور شاید بہت دنون تک رہے یہ حال اون خفیف زخمون تک کا ہے جو ممکن ہے کہ زمانہ کی امتداد سے بھر جائین اور اچھے ہو جائین لیکن اوس وقت کیا حال ہوگا جبکہ وہ ضرر جو مینے پونہچایا قطعاً ناقابل علاج ہے مثلاً جبکہ

کوئی عضو بالکل کٹ گیا ہیئت بدشکل ہوئی یا کوئی قوت معدوم کردیگئی
۔ ان ضررون کو وزن کرو ان کی مقدار کو ۔ انکے زمانہ قیام کو انکے
نتائج کو انکو ہر طرف سے تدلو تو ہمکو معلوم ہوگا کہ ہر طرح مسرت و راحت
بہ نسبت الم و تکلیف کے کم ہے ۔ اب ہمکو دوسرے درجہ کا اثر دیکھنے دو
۔ تمھاری مصیبت کی خبر ہر ایک کے دلمین خوف کا زہر ڈال دیتی ہے
جو کوئی شخص دشمن رکھتا ہے یا ممکن ہے کہ دشمن رکھے خوف کے ساتھ اس
امر کو سوچتا ہے کہ کیا معلوم جوش نفرت کیا کرے ۔ چھوٹے اور
ضعیف القلب لوگونمین جو بہت سی باتین لڑائی اور جھگڑے کی ہیں
اور بہت سے اسباب باہمی عداوت کے رکھتے ہین اور جنھین ہزارون
جھوٹی جھوٹی نزاعین بہت سی بے سبب عداوتون کو جوش مین لاتی
ہین کینہ کا جوش ایک غیر منتہی سلسلہ اضرار کو پیدا کرتا ہے ۔
اس طرح سے ہر ظالمانہ فعل جو کہ جوش غضب سے پیدا ہوتا ہے جس جوش
کی جڑ ہر ایک دلمین موجود ہے اور ہر شخص کو اوس جوش سے تکلیف
پونہچ جائیگا احتمال ہے اضطرار کو پیدا کرتا ہے اور یہ اضطرار اوسوقت
تک قایم رہتا ہے جبتک کہ مجرم کی سزایابی اس خوف کو نا انصافانہ
اور ظالمانہ عداوتون کی طرف منقلب کردے (یعنی جبکہ مجرم سزا پاجائیگا
تب بجاے اسکے کہ بیجرم لوگون کو خوف ہو وہی خوف منقلب ہو کر مجرمین
کیطرف جا رہیگا اور وہ ڈرینگے کہ ایسا نہو ہم بھی سزا پائین) ۔

یہ اضطرار تو ایک عام تکلیف ہر سبب یہ ہے مگر اس سے ایک اور تکلیف نتیج ہوتی ہے جسے ہمکو بھولنا نہ چاہیئے وہ تکلیف رحم و ہمدردی ہے جو ایسے ظلم کو دیکھکر رحم دل لوگون کے قلب مین پیدا ہوتی ہے۔

(۲) اگر ہم اوس فعل کی جانچ کرین جو کہ اوس حکمران خواہش سے پیدا ہوتا ہے جسکے سپرد فطرت نے نسل کی ترقی کی ہے (یعنی جس سے توالد و تناسل ہوتا ہے) تو ہم دیکھینگے کہ جبکہ وہ خواہش انسان کی یا خانگی حالت کی امن و امان و حفاظت پر حملہ کرتی ہے تو اوسکے پورا ہونے سے جو بھلائی نتیج ہوتی ہے اوسکا مقابلہ اون برائیون سے نہین ہو سکتا جو اوس سے پیدا ہوتی ہین۔

اس جگہ پر مین اوس حملہ کا ذکر کرتا ہون جو صاف انسان کی امن مین خلل ڈالتا ہے یعنی کسی عورت کی بجبر بیحرمتی کرنا۔ درشت اور بیوقوفی کے مذاق سے اس جرم کے وجود سے انکار کرنا یا اسکے خوف کو گھٹانا بیکار ہے۔ جو کچھ چاہے کہا جاے مگر اسمین شک نہین ہے کہ عورت جو کہ نہایت افراط سے اپنی مہربانیون کو صرف کرتی ہے یہ نہین چاہتی کہ اوسکی مہربانیان کوئی شخص اوس سے جانورون کی سی جوش و خروش سے چھینے۔ اس صورت مین (جبکہ کوئی ایسا واقعہ کہین ہو) اضطرار و گھبراہٹ اسقدر زیادہ ہوتا ہے کہ ضرر ابتدائی کی بحث ہی بیان بیکار ہے لیکن یہ حال حقیقی جرم کا ہے ممکن ہو کہ وقوع جرم [illegible]

ایک خوف کی چیز ہوگا (یعنی ممکن الوقوع جرم کا خوف ہمیشہ لگا رہیگا) — جسقدر وہ خواہش جس سے یہ جرم پیدا ہوا ہے عام ہوگی اوسیقدر اضطرار کا غلبہ زیادہ ہوگا — اون زمانون مین جبکہ قوانین اس جرم کی روک کے لیے کافی قوت نہین رکھتے تھے اور جبکہ چال چلن ایسے منضبط نتھے کہ اس جرم کو معیوب کر دیتے اس جرم کی وجہ سے کینہ اور بدلے کے افعال وقوع مین آتے ہین جسکی یادداشتون کو تاریخ نے ابھی تک محفوظ رکھا ہے — قومین کی قومین ایسے جنگ وجدال سے شوق رکھتی تھین اور نفرت وعداوت اس مبدارسے (یعنی اس جرم کی وجہ سے) نکلکر بطناً بعد بطناً باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتی رہی ہے — یہ امر ممکن ہے کہ قید وپردہ عورتون کا جو کہ یونانیون مین ہومر کے زمانہ تک غیر معلوم چیز تھا ابتداءً اوس زمانہ تکالیف وغدر کی وجہ نکلا ہو جبکہ قوانین کے ضعف کی وجہ سے اس قسم کی بدانتظامیان پھیلی تھین اور ایک عام خوف اون بے انتظامیون نے پھیلا رکھا تھا

(۳) — بلحاظ خواہش طبع کے — اگر ہم اوس مسرت کو جو کسیکے حق کو بجبر توڑکر کسی چیز کے حاصل کرنے سے ہوتی ہے اوس الم کے ساتھ مقابلہ کرین جو ایسی کارروائی سے منتج ہوتا ہے تو وہ دونون (مسرت والم) مساوی نہ ثابت ہونگے — یہ امر صحیح ہے کہ بہت صورتین ایسی ہین جنمین اگر ہم صرف درجہ اول کے اثرون پر کفایت کرین تو

بھلائی برائی سے بالبحث افضل نکلیگی - اگر تمام امور اسی طرح سے
دیکھے جائین (یعنی اونکی صرف درجہ اول کی اچھائیان اور برائیان
ملحوظ ہون) تو قوانین کی سختی کے لیے کوئی دلیل قائم کرنا آسان
نہوگا ہر ایک چیز دوسرے درجہ کے ضرر پر منحصر ہے یہی ضرر ہے
جو بعض افعال کو جرم قرار دیتا ہے اور جسکی وجہ سے سزا دینا فرض
ہوجاتا ہے ہمکو مثلاً اوس طبیعی خواہش کو لینے دو جو بھوک کے
بجھانے کے لیے ہوتی ہے - فرض کرو کہ ایک فقیر جسکو بے انتہا
بھوک لگی ہے ایک دولتمند آدمی کے گھر سے ایک روٹی چرائی
جو اوسے شاید بھوکون مرجانے سے بچا لیگی - کیا یہ امر ممکن ہے
کہ اوس بھلائی کا جو اس چور نے اپنے لیے حاصل کی اوس نقصان
کے ساتھ مقابلہ ہو جو اوس دولتمند آدمی نے اوٹھایا (یعنی
چور کا فائدہ بہ نسبت اوس خفیف نقصان کے جو دولتمند کو پہنچا
بہت زیادہ ہے) یہی حال اون مثالون کا ہے جو بہت قلیل
اثر دلپر کرتی ہین - فرض کرو کہ کسی شخص نے ایک قلیل چوری
خزانہ عامہ مین کی جسکی وجہ سے اوسنے اپنے تئین دولتمند بنا لیا
اور کسی خاص شخص کو نقصان نہین پہنچایا - جو نقصان اوسنے
پہنچایا وہ بسبب اسکے کہ بے انتہا لوگون مین تقسیم ہوگیا نہایت خفیف
تھا (یعنی چونکہ وہ خزانہ کسی خاص شخص کا نتھا بلکہ تمام ملک کا تھا

اسوجہ سے اوسکے [illegible] سے جو [illegible] نقصان عام
ناس پر تقسیم ہوا [illegible] اسوجہ سے ہر شخص کو فی [illegible] جو حصہ نقصان کا
[illegible] کہ بہتا خیال بھی اوسکو نہیں ہوگا)
پس تو افعال [illegible] ادل کی وجہ سے جرائم نہین قرار دئے گئے
بلکہ دوسرے درجہ کی [illegible] کی وجہ سے یہ افعال جرائم قرار دیے گئے ہین
وہ مسرت جو ایسی غالب خواہشون کے پورا ہونے کے بعد
ہوتی ہے جیسا کہ نفرت وشہوت وغیرہ کی ہے جبکہ پورا ہونا اُن خواہشون
کا دوسرون کے فوائد سے خلاف ہے اگر اوس الم کے برابر نہین ہے
جو اِن خواہشون کے پورا ہونے سے پیدا ہوتا ہے تو یہ غیر مساوات
جسقدر کہ وہ خواہشین کم قوی ہونگی زیادہ معلوم ہوگی۔ حفاظت
خود اختیاری ہی ایک ایسی چیز علاوہ ہے جو بظاہر ایک جداگانہ
تشریح کی ضرورت رکھتی ہے۔ اگر یہ بحث حفاظت خود اختیاری کی
ایسی برائی سے متعلق ہے جو کہ قوانین خود کسی شخص پر ڈالنا چاہتے
ہین تو وجہ کسی نہ کسی نہایت قوی دلیل سے ہو سکتا ہے مثلاً اوس
سزا کی تعمیل کرنے کے لیے جو عدالتون نے حکم دیا ہے جن سزاؤن کے
بغیر نہ حفاظت ہو سکتی ہے نہ سلطنت (یعنی اگر وہ حفاظت خود اختیاری کی
ایسی برائی کے مقابلہ مین کیجاے جو خود قانون نے واسطے کسی
دوسری برائی کے قایم کی ہے اور جسکے قایم کرنے کے بغیر جیسا کہ

ذکر ہوا انتظام حفاظت دور سلطنت نہیں ہوسکتا چلا جاتا ہے اگر رعیت
خود اختیاری عدالتی اور قانونی سزا سے بچے تو ... اگر اس
قسم کی برائی سے بچنے کی خواہش کسی شخص کی پوری کردیجائے تو
اوسی مقدار تک قانون بے اثر ہوجائیگا کیونکہ جب اوس سزا سے
جو قانون نے قائم کی ہے لوگ بچ جانے لگے تو قانون کا کچھ خوف
نہ رہا نہ اوسکا کچھ اثر رہا ایسی نواہی سے معلوم ہوا کہ اس خواہش
متذکرہ بالا کے پورا ہونے سے جو خرابی نتیج ہوتی ہے وہ وہی
خرابی ہے جو قوانین کے بے اثر ہونے سے مترتب ہوتی ہے یا آسکو
یون کہو کہ وہی خرابی ہے جو قوانین کے نہ موجود ہونے سے مترتب
ہوتی ہے لیکن وہ خرابی جو قانون کے نہ موجود ہونے سے مترتب
ہوتی ہے درحقیقت مجموعہ ہے اون خرابیون کا جنکی روک کے لیے
قوانین بنائے گئے ہین یعنی تمام خرابیان جو ممکن ہے کہ ایک آدمی
دوسرے آدمی کے ہاتھ سے اوٹھائے۔ یہ صحیح ہے کہ ایک مفرد
کامیابی کی وجہ سے جو قانون پر اسطرح سے ایک شخص حاصل کرے
(یعنی ایک شخص سزا سے بچ جائے) یہ تمام انتظام کے بدل دینے کو
کافی نہین ہے (اس سے تمام انتظام قوانین کا نہین بدل جاسکتا)
لیکن اسی قسم کی ہر ایک مثال ضعف کی علامت ہے اور تباہی کیطرف ایک
قدم بڑھنا ہے۔ اور پھر اسی ایک دوسرے درجہ کی خرابی یعنے

اضطرار یا مجبوری سے کہ خود بخود پیدا ہوتی ہے - اور اگر قوانین اس طرح سے
مضرت سے بچا جا سکے ... شخص کو ایسی ... خود ... تو ایسے شخص کو سزا دینا
ظلم ہے ... ایک خرابی کو بچانا ہے سے وہ تو نہیں ہوا بلکہ دوسری
خرابی ہے ... کی اجازت دینے سے اس خرابی سے بھی زیادہ ہوئی
- ایک اور ... حفاظت خود اختیاری کی باقی رہی جسمین کہ
کوئی شخص ایسی خرابی کو دفع کرے جو قوانین سے فوراً نہیں مسلط
کرنا ... ہو گیا - اگر قوانین نے اوس شخص کو اوس
خرابی کا تجویز کرنا نہیں چاہا ہے تو وہ قوانین یہ نہیں چاہتے
کہ وہ شخص اوس خرابی کو قبول کرے - ایسی خرابی کو دفع کرنا خود
ایک اچھائی ہے - مشکل ہے کہ کسی برائی یا خرابی سے اپنے
تئین بچانے کی کوشش میں وہ شخص کوئی ایسی برائی کا ارتکاب
کرے جو اس اچھائی سے زیادہ ہو (فرض کرو کہ زید نے میرے
ایک تھپڑ مارنے کا قصد کیا اور میں نے اپنی حفاظت کے لیے کوئی ایسا
فعل کیا جو زید کی ہلاکت کا باعث ہوا - اسمین ... اور بلحاظ مطلب
ہمین) آیا وہ برائی جو وہ شخص اپنی حفاظت کے لیے کرتا ہے اوسی
حد تک محدود ہے جسقدر کہ اس مطلب حفاظت کے لیے ضروری
ہے یا اوس حد سے تجاوز کیجاتی ہے - اور اوس برائی مین جو یہ
کرتا ہے اور اوس برائی مین جسکی یہ حفاظت چاہتا ہے کیا مناسبت ہے
دونون برابر ہین یا کم و زیادہ ہین - آیا وہ برائی جس سے حفاظت
کی گئی اس لائق تھی کہ اگر یہ شخص اوس برائی کی حفاظت اسقدر نقصان

پونہچا کر نکرتا اور اوسکو قبول کر لیتا تو اوس پر اپنی کا ہے یا وہ نہ ہو سکتا تھا — یہ مسائلات متعلق واقعات ہین جنکا قانون کو قبول ہے کہ حفاظت خود اختیاری کے لیے مفصل قانون بناے یہ خاکہ ضرورت ہے ایک مضمون ہے جو قانون فوجداری سے اور جرمیت سے متعلق ہے جسمین جرائم مرتکب کے جائز کرنے اور خفیف کرنے کے مسائل کا ذکر ہے — یہان اسقدر دیکھنا کافی ہے کہ تمام اون صورتونمین فی الواقع ضرر درجہ اول کا وجود ہے تا ہم تمام وہ برائیان جو کوئی شخص حفاظت خود اختیاری مین کرے کسی اضطرار یا خوف کو نہین پیدا کرتین (ظاہر ہے کہ اگر مینے حفاظت خود اختیاری مین کسی شخص کو ضرر پونہچایا تو اوس شخص کو خود تکلیف ضرور پونہچی جو کہ ضرر درجہ اول ہے مگر جو شخص اس ضرر کا حال سنے گا اوسکو میری طرف سے یا میرے اس فعل سے اضطرار یا خوف نہوگا کیونکہ یہ ضرر مینے اوسوقت پونہچایا جبکہ خود مجھپر حملہ کیا گیا اور اپنی حفاظت کے لیے مینے وہ ضرر پونہچایا) اور لوگون کو بلا لیسکے کہ وہ خود ابتداءً خلاف قانون حملہ کرین کوئی خوف کا محل نہین ہے —

فصل ۱۲ — حد جو کہ اخلاق کو علم قانون سازی سے جدا کرتی ہے

تہذیب اخلاق عام طور سے ایک ہنر ہے جس سے افعال انسانی اس طریقہ سے منتظم کیے جاتے ہین جس سے کہ زیادہ سے زیادہ ممکن الحصول مقدار بہتراتی کی نتیجہ ہو — علم قانون سازی کا بھی ٹھیک یہی مقصود ہے

لیکن گو یہ دونون ہنر بلکہ علم ایک ہی مقصود رکھتے ہین مگر وسعت
مین دونون بہت مختلف ہین ۔ تمام افعال عوام سے متعلق ہون
یا اپنے ذاتی ہون تہذیب اخلاق کی تحت حکومت آپڑتے ہین —
یہ علم ایسا ہادی ہے جو گویا ہاتھ پکڑکر آدمی کو اوسکی تمام زندگی کے
اسو تفصیلی مین (یعنی فرادا سے امرین) اور تمام اون تعلقات
مین جو آدمی کو اپنے ابنا جنس کے ساتھ ہین رہنمائی کرتا ہے —
علم قانون سازی ایسا نہین کرسکتا۔ (یعنی انسان کے تمام جزئیات
اور ہر فعل مین دخل در معقولات نہین کرسکتا) اور اگر وہ کرنی بھی چاہتا
تو اوسکو حیات سے تنگ کرکے دیوان کی طریق افعال مین متواتر دخل در معقولا
کرتا اور اونکو بنایا کرتا —
تہذیب اخلاق انسان کو اون افعال کے کرنیکا حکم دیتا ہے جو جماعت
اشخاص کے لیے فائدہ بخش ہون جسمین و شخص ذاتی فائدہ بھی داخل ہے
لیکن بہت سے ایسے افعال ہین جو جماعت کے لیے مفید ہین مگر
علم قانون سازی کو اونکا حکم نہ دینا چاہیے ۔ اور بہت سے مضر افعال
بھی ہین جنکو گو تہذیب اخلاق منع کرتا ہے مگر علم قانون سازی
یعنی سیاست مدن کو نہین چاہیے کہ اونکو منع کرے خلاصہ یہ کہ
سیاست مدن اور تہذیب اخلاق کا مرکز ایک ہے مگر محیط مختلف
ہین اس اختلاف کی دو وجہین ہین (۱) سیاست مدن کو کوئی اختیار
انسان کے طریق افعال پر بلاواسطہ سزا کی نہین ہے —

(یعنی سیاست مدن بجز اسکے کہ سزائین قائم کرے اور کسی طریقہ سے کسی فعل کی ممانعت نہین کر سکتا) اور یہہ سزائین اسقدر متعدد برائیان ہین اسیہ جائز نہین گنی جاسکتین بجز وہین تک جہانتک کہ ان سے زیادہ تر مقدار بھلائی کی نتیج ہو - لیکن بہت ہی تھوڑے لوگ ہین جنمین ہم اس امر کی خواہش کرین کہ اخلاقی قواعد کو سزا اسکے ذریعہ سے مستحکم کرین اس سزا کی برائی اوس جرم کی برائی سے زیادہ ہوگی - وہ وسائل جو قانون کے جاری کرنے اور واجب التعمیل کرانے کیلیے ضروری ہین اس قسم کے ہونگے کہ وہ جماعت مین ایک ایسی مقدار اضطرار کو پھیلائین جو بہ نسبت اوس برائی کے جسکی روک تدبیر سے زیادہ مضر ہون - (مثلاً اگر اس امر کے لیے قواعد بنائے جائین کہ لوگ کسیکی غیبت نکرین اور دوسرون سے اخلاق سے پیش آئین تو ان قوانین کے جاری کرنے کے لیے ضرور ہے کہ غیبت اور خلاف اخلاق امور کے لیے سزائین مقرر کیجائین - پس ظاہر ہے کہ ایسے جزئیات زندگی کے لیے اگر سزائین ہون تو ایسی جماعت کے امن وامان مین کسقدر خلل اور اونمین کسقدر اضطرار پیدا ہوگا -

(۲) قانون بنانے مین اکثر یہ خوف دامنگیر ہوتا ہے کہ مجرم کے سزا دینے کی تلاش مین کہین کسی بیقصور پر آفت نہ ڈہا پڑے - سوال یہ ہے کہ یہ خوف کہان سے آتا ہے - یہ خوف اوس اشکال کی وجہ سے ہے جو جرائم کی تعریف اور اونکے صاف اور معین معنی قایم کرنے مین پڑتا ہے - مثلاً سخت دلی اور ناشکر گزاری اور

دہوکہ دہی اور دیگر عیوب جنکو آرائی عامہ سزا دیتی ہین (یعنی جنکی سزا یہی ہے کہ تمام لوگ اوس شخص کو برا کہتے ہین جسمین تہ عیوب ہون-) قانون کی تحت قوت نہین آسکتی جبتک کہ ان عیوب کی ایسی ہی معین تعریف نہو جیسا کہ سرقہ او رقتل انسان اور حلف دروغی کی ہے- لیکن اخلاق اور علم قانون سازی کی حد مین صحیح فرق کرنے کے لیے یہ زیادہ اچھا ہوگا کہ فرایض اخلاقی کے عام درجہ بندی پر لحاظ کیا جاتے

ذاتی اخلاق افعال انسانی کا انتظام کرتے ہین خواہ وہ افعال لوگون کے اوس حصہ چال چلن مین ہون جنمین صرف اونہین لوگون کو تنہا تعلق ہے یا اوس حصہ مین جو دوسرون کے اوپر بھی اثر کرتے ہین- وہ افعال جو ایک شخص کے ذاتی اور شخصی تعلق پر اثر کرتے ہین یہ اوس درجہ کے افعال ہین جنکو گو شاید غیر مناسب طور پر فرایض لازم بذات خود کہتے ہین اور وہ صفت اور میلان جو ان فرایض کے پورا کرنے مین ظاہر ہوتا ہے حزم کہلاتا ہے +

وہ حصہ چال چلن کا جو کہ دوسرون سے تعلق رکھتا ہو فرایض لازم بذات غیر کہلاتا ہے (یعنی وہ فرائض جو دوسرون کے لیے ہمپر واجب ہین) اب دوسرون کی مسرت ملحوظ رکھنے کے دو طریقے ہین- ایک طریقہ سنفیہ ہے یعنی دوسرون کی مسرت گھٹانے سے اپنے تئین باز رکھنا دوسرا طریقہ موجبہ ہے یعنی اوس مسرت کے بڑہانے مین کوشش کرنا-

+ مین ایک مضمون ۱۰ او ۱۷- دسمبر ۱۸۷۷ء کے اودہ اخبار مین بہ تفصیل لکھہ چکا ہون-

پہلے کو دیانت اور دوسرے کو کرم یا فیضان کہتے ہین - اون قوانین کی تعمیل
امور مین اعانت فوقانی کی ضرورت رکھتا ہے لیکن یہ ضرورت ایک
مقدار یا ایک ہی طریقہ کی نہین ہے (مثلاً حزم کے قواعد بچانے خود تقریباً
کافی ہین - اگر انسان ایسے کام کرنے سے باز رہتا ہے جنکا تعلق اوسکے
ذاتی فائدہ سے متعلق ہین تو یہ اوسکی خواہش کی غلطی نہین ہے بلکہ
اوسکے سمجھنے کی غلطی ہے - اگر وہ کوئی برائی کرتا ہے تو یہ برائی نہین
ہوگی مگر غلطی کی وجہ سے (یعنی انسان اپنے فوائد کو خوب سمجھتا ہے
اور اگر کبھی اوس سے کوئی فعل بخلاف اوسکے فوائد کے صادر ہو تو یہ
نہ سمجھنا چاہیے کہ اوسکی خواہش یہی تھی کہ اوسکے فوائد کو نقصان
پہونچے بلکہ وہ فعل اوسنے ضرور کسی غلط فہمی مین کیا ہوگا -) مثلاً اپنے تئین
چوٹ لگانے سے ڈرنا کافی باعث اپنی حفاظت کا ہے یہ امر محض بیجا
ہوگا کہ اس کام کے لیے ایک مصنوعی تکلیف کا خوف زیادہ کیا جائے
(یعنی چونکہ انسان اپنے تئین چوٹ لگانے سے ڈرتا ہے تو وہ خود
ایسی باتون سے محفوظ رہیگا جسمین اوسے چوٹ لگے اس امر کے لیے کہ
انسان اپنے تئین چوٹ لگانے سے محفوظ رکھے ایک قانون بنانا اور سزا
قائم کرنا محض بیکار و فضول ہے) - کیا اس امر مین کسی شخص کو یہ عذر
ہے کہ واقعات سے خلاف اسکے معلوم ہوتا ہے اور لہو و لعب اور
بے اعتدالی اور تماش بینی کی افراط جنسے اکثر بے انتہا خوف پیدا
ہوتے ہین اس امر کا ثبوت کافی ہے کہ انسان ہمیشہ کافی حزم نہین
رکھتا جسکی وجہ سے وہ اون امور سے بچا رہے جو اوسکو ضرر پہونچاتے ہین

میں پہنچتی ہیں ایک عام جواب دینے میں محض دو دیکھنا اپنی غرض [illegible]
اور اگر تو پہلی [illegible] کی یہ ہوں ایسا دل [illegible] اکثر جیسے ہوں میں تو اگر سزا
مقرر کی جاتی ہے تو سزا ہے تو کیا اسکی ضرورت ہے کہ [illegible] وہ سزا بغیر ہو شر
ہو جایا کرے [illegible] قانون [illegible] سے جو [illegible] پیدا ہوں وہ [illegible] برائی
برائی سے بڑھ جائیگی - فرض کرو کہ ایک قانون بنایا [illegible]
اسرا ہر کا مختار سمجھے کہ تماش بینی اور شراب خواری کی [illegible] قانون کے
بلا واسطہ [illegible] کرے [illegible] اور اسکو متعدد [illegible] بہت [illegible]
[illegible] پیدا ہیں تکلیف تو [illegible] ہو نہیں ہو گی - بسبب [illegible]
آسان [illegible]
[illegible] سزا سے بچ جانے [illegible]
ان لوگوں [illegible] سزا [illegible] نے دیکھیں [illegible]
قوانین کی ایک دوسری تکلیف [illegible] تکلیف [illegible] کم سخت [illegible]
ثبوت کے بہم پہنچانے کی مشکل ہی ہوتی ہے [illegible] ضرور ہو گا کہ [illegible]
تفتیش کی جائے اور ایک لشکر سپاہیوں کا نوکر رکھا جائے (کیونکہ
ایسے جرائم یعنی شراب خواری) و تماش بینی کا اخفا آسان ہے اور اسکا
ثبوت بہم پہنچانا مشکل ہے) یہ ضرورت ایک بڑی تکلیف ہے جو ان
دونوں سے زیادہ ہے - اب ہمکو اس برائی [illegible]
منتج ہوتی ہے [illegible] کرنے دو - اس قسم کے جرائم اگر [illegible]
یا نا عاقبت بینی کو ختم کر سکتے ہیں یہ کوئی اضطرار نہیں پیدا کرتے بلکہ وہ
مصنوعی علاج (یعنی انکے لیے سزا ہی قانونی مقرر کرنا) البتہ ایک عام

خوف بھلائی کا بے قصور اور مجرم دونوں کے لیے اور اپنے متعلقین کے لیے خوف میں رہیں گے - شبہات اور الزامات جماعت کو خوفناک کر دینگے - ہم جماعتوں سے بھاگیں گے اور اغفار اور پوشیدگی میں اپنے تئیں ڈالیں گے اور بھروسوں کے ٹوٹ جانے سے اپنے تئیں جُدا رکھیں گے - یعنی کسی پر بھروسہ نکرینگے اس خوف سے کہ مبادا وہ شخص جسپر ہمنے بھروسہ کر کے اپنا راز دار بنایا ہے ہمارے راز کو کھولدے بجائے اسکے کہ ایک عیب کی روک کریں قوانین اور عیوب کو جو نئے اور خوفناک ہیں پیدا کرینگے - یہ امر صحیح ہے کہ مثال کی وجہ سے ممکن ہے کہ بعض افراد متعدی بھی ہو جائے اور ایک برائی اگر وہ صرف تھوڑی سی تعداد کے اشخاص پر عمل کرتی تو کچھ معلوم بھی نہوتی ممکن ہے کہ وسیع ہو جانے کی وجہ سے عظیم ہو جائے تمام تر جو کہ قانون بنانے والا اس قسم کے جرائم کے باب میں کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ان جرائم کو ذلیل بدنامی کی حالتوں میں بعض خفیف سزاؤں کے ماتحت کرے - یہ امر ان عیوب کو ایک خلاف قانون رنگ دینے کو کافی ہوگا (یعنی وہ امور اگر ایک سزاے خفیف کے ماتحت ہو جائینگے تو اونمیں ایک نوع کی ایسی صفت آ جائیگی جس سے وہ خلاف قانون معلوم ہونے لگیں گے) جسکی وجہ سے عام لوگ اون برائیوں کے خلاف ہو جائینگے اور اونکو عیب سمجھینگے -

یہی حالتیں ہیں جنمیں قانون بنانے والا ہمنے حکومت میں افراط کردی ہے

[illegible] اونکی ترقی
[illegible] یا طاقتورون کے ساتھ
[illegible] مداخلت کی)
اون [illegible] اوسی جذبہ کے
[illegible] جس جذبہ نے مذہبی
طریقہ [illegible] کو اپنے اختیار مین کر لیا تھا جنھون نے
صرف اپنے اختیارات دکھانے کے لیے اور اپنی کم ظرفی کی وجہ
سے لوگون کو نہایت ذلیل طاعت مین رکھا اور اونکی
روز روزانہ [illegible] کے لیے اونکے مشاغل اور اونکی خوراک
اونکا اوٹھنا اور اونکا لیٹنا اور اونکی زندگی کی چھوٹی چھوٹی
روزانہ باتین مقرر کین - مذہب مین مشہور مجموعہ ہای قوانین موجود
ہین جنمین اس قسم کے ممنوعات اور بیکار موانع شادی کے
مندرج ہین مجوز رشتے کے خلاف سزائین ہین قوانین متعلق
زر ہین جو طریقہ لباس اور اخراجات تقریبات اور اشیاے خانگی
اور زیور عورات کا انتظام کرتے ہین اور اوسمین بیشمار تفصیلین اشیاء
خوردنی کی مندرج ہین جو حلال ہین یا حرام ہین اور اوسمین فلان فلان
قسم کی شست وشو کا ذکر ہے اور اوس طہارت کا بیان ہے جو صحت
وصفائی کے لیے ضرور ہے اور اس قسم کی ہزارون لڑکون کی سی
باتین ہین جو کہ ان بیکار موانع کی تکلیف کے علاوہ آدمی کو بیوقوف
بنانے کی تکلیف بھی پہونچاتے ہین اور آدمی بیوقوف اس ذریعہ سے

ہوتا ہے کہ یہ باتیں ان معاشقوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] چھوڑنا چاہیے — [illegible] ترغیب

دیکھتے ہیں کہ اونکی دائمی مسرت ایک خاص شکل کی عبادت یا ایک
خاص یقین پر منحصر ہے تو قانون بنانے والے کو کوئی وجہ نہیں ہے
کہ ایسے بڑے فائدہ کی مخالفت کرے اس مقال کے صدق پر
بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ مسلم العام ہے (مقال
سے یہاں مراد یہ مقال ہے کہ قانون بنانے والے کو کوئی وجہ
نہیں ہے کہ ایسے بڑے فائدہ کی مخالفت کرے) لیکن علم قانون سازی
کی تلاش میں ہم ان حدود کو ہرگز نہیں بھول سکتا جنسے ضرور ہے
کہ [illegible] نہ بڑھا جاوے — بطور ایک قاعدہ عام کے ان حالات
میں جنمیں کہ اشخاص کسی اور کو بجز اپنے نقصان نہیں پہنچا سکتے انکو
زیادہ سے زیادہ جہانتک ممکن ہو آزادی دیجاوے کیونکہ وہ اپنے
فوائد کو بہت عمدہ طور سے سمجھ سکتے ہیں — اگر وہ دہوکہ میں ہیں
تو یہ فرض کر لینا چاہیے کہ جسوقت اونکی غلطی اونپر ظاہر ہوجائیگی
وہ اپنی چال چلن کو بدل دینگے قوت قانونی کو صرف اسیقدر ضرورت

وسعت اتنا تو ہی ہے کہ شخص کو ... دوسرے کے ضرر پہونچانے
سے ... ہوگا ... ان ... دوکی ضرورت ہو اور بھی جگہ
... مفید ہے کیونکہ سختی جو ایک
... دوسرون کے لیے حفاظت
ہوجاتی ہے --- (۲) ... یعنی پیش بینی اور
... ایک ... کیونکہ اگر ہم اپنے ذاتی فوائد کو
اچھی طرح سے سمجھین تو ہمارے دلمین خود یہ امر پیدا ہوگا کہ ہم اپنے
ابناے جنس کو ضرر نہ پہونچائین (کیونکہ اپنے ابناے جنس کو ضرر پہونچانا
اگر غور کیا جاے تو عین اپنے تئین ضرر پہونچانا ہے ---

اس مقام پر ہمکو ایک لمحہ توقف کرنا ... کہ بلا تعلق مذہب
اور قوانین کے ہم مین فطرتی اغراض اس امر کے ہین کہ دوسرون
کی مسرت کا لحاظ رکھین اور یہ اغراض خود اپنے ذاتی فوائد کی وجہ
و خیال سے پیدا ہوتی ہین (یعنی اگر قانون و مذہب نہ بھی ہوتا تو بھی
اپنے ذاتی فوائد کے لیے ہم دوسرون کی مسرت کا لحاظ رکھتے)-
ان فطرتی اغراض مین سے (۱) اول تو پاک و صاف کرم و سخا کی
غرض ہے یہ کرم و سخا ایک ایسی شیرین اور راحت آمیز کیفیت قلبی ہے
جسکے اثر سے خوش ہوتے ہین اور جو ہمارے دلمین سبب تکلیف
ہونے سے ایک نفرت ذاتی ہے (یعنی ہم نہین چاہتے کہ کسی کی
تکلیف کا سبب ہون) (۲) ذاتی محبت کی اغراض یہ اغراض اپنا عمل

اور اکثر ہماری خانگی زندگی پر اوسکا اثر پڑتا ہے جو ہمکو اپنے
خاص اعزا و احباب قریب سے تعلق ہے (مثلاً ہم اپنے دوست کے ساتھ
ہمکو خاص محبت ہے اور اوس محبت کی غرض سے اوسکی پرورش
کرتے ہین قانون یا مذہب اس پرورش کا حکم دے یا نہ دے مگر
ہم کرینگے) — تم دولت کا قرضہ ادا کروگے اوسکی نسبت تمھین تھوڑا بہت
سا کچھ ہوگی — تم بوڑھے ہوگے اوسکی عوض مین تمھارا اعتبار ہوگا تم کسیکی
خدمت کرتے ہو وہ تمھاری خدمت کریگا —

(۳) نیکنامی کی خواہش اور بدنامی کا خوف — یہ ایک نوع کا حساب
تجارتی ہے اسیوجہ سے ہمکو ضرور ہے کہ ایک لطیفہ گو کے اس
مقولہ کو سمجھین وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز دنیا مین نہوتی جسکو
دیانت کہتے ہین تو اسکا ایجاد کرنا اس حیثیت سے کہ یہ دولت
جمع کرنے کا وسیلہ ہے نہایت نفع بخش تجارت ہوتا - ایک شخص جو
اپنے فوائد کو خوب سمجھتا ہے وہ اپنے تئین کبھی مخفی طور سے بھی جرائم
کے ارتکاب مین مبتلا نہ کیا کریگا کیونکہ اوسکو اس امر کا خوف رہیگا
کہ وہ اون جرائم کا عادی نہو جاوے کہ اوس عادت کی وجہ سے وہ
جرائم کھل جائین اور اس امر کا بھی اوسکو خیال رہیگا اس خوف سے
کہ آدمیون کی متجسس تلاش سے پوشیدہ رکھنے کیلیے اسرار کا رکھنا
دلمین ایک اضطراب اور بے آرامی پیدا کرتا ہے جس سے سرا پا مسرت
غارت ہو جاتی ہے (یعنی جو شخص بہت سے پوشیدہ باتین رکھتا ہے
جنکو چاہتا ہے کہ کسیکو معلوم نہون وہ ہمیشہ اس خوف و خطر مین کہ

ایسا ہو کہ اونکا افشا ہو جاسے ہمیشہ خوف و تکلیف مین ہتا ہی۔
جو کچہ کہ وہ اپنی امن و حفاظت کو کہو کر حاصل کرتا ہی اوس امن و حفاظت
تلف شدہ کا معاوضہ کافی نہین ہو سکتا۔ اور اگر وہ اپنی اچھی شہرت
چاہتا ہی تو عمدہ سے عمدہ ضمانت اسکی اوتکی وقدر ہے۔ (ایک
نہایت عمدہ بات بینتھم نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ) انسان اپنی نیکنامی
و شہرت چاہتا ہے تو چاہیے کہ اول وہ خود اپنی قدر کرے اور
اپنے اوس جوہر پاک کو جو خدا نے اوسکو عطا کیا ہی خراب اور
ناشایستہ باتون مین آلودہ نکرے) لیکن اس امر کے لیے کہ
ایک شخص و سرونکے فوائد اور اپنے فوائد کے باہمی تعلق کو معلوم
کرے ضرور ہے کہ وہ ایک روشن عقل اور ایک ایسا دل رکھتا ہو
جو ضلالت مین ڈالنے والے جذبات سے مبرا ہو۔ بڑا حصہ
آدمیون کا نہ کافی روشنی رکھتا ہی نہ کافی قوت دل رکھتا ہے
نہ کافی اخلاقی حواس رکھتا ہی جو اونکی دیانت کو اعانت قانون سے مستغنی کردین
(یعنی اونکی دیانت کو قایم رکھنے کے لیے اعانت قانونی کی ضرورت نہو) قانون بنانیوالے کو ضرور
ہے کہ اس فطرتی فائدہ کے ضعف کو اسطرح پورا کرے کہ اوسکے
ساتھ ایک مصنوعی فائدہ کو لگاے جو کہ زیادہ مضبوط ہو اور
آسانی سے دریافت ہو سکے۔ علاوہ اسکے بہت سی حالتون
مین اخلاق کا وجود قانون سے نکلتا ہی یعنی اس امر کے فیصلہ کے
لیے کہ کوئی فعل اخلاقاً اچھا ہی یا برا ہی اس امر کے جاننے کی

ضرورت واقع ہوتی ہی کہ قانون اوس فعل کو جائز رکھتا ہے یا منع کرتا ہی۔ ایسا ہی حال وس چیز کا ہی جس سے جایداد بنتی ہے۔ ایک طریقہ فروخت یا حاصل کرنیکا جو ایک ملک مین بالکل خلاف دیانت خیال کیا جاتا ہے دوسرے ملک مین ناقابل ملامت ہوگا۔ یہ ہی حال اون جرائم کا ہی جو سلطنت کے خلاف ہین۔ سلطنت صرف قانون کے ذریعہ سے قائم ہی اور قبل اس امر کے جاننے سے کہ قانون بنانے والے نے کس کس چیز کا حکم دیا ہے اس امر کا کہنا محال ہی کہ اس باب مین ہمارے کون کون کے چال چلین مقتضاے اخلاق ہین۔ (یعنی جب ہمکو معلوم ہوجاے کہ فلان فلان فعل کو قانون سلطنت نے منع کیا ہے تب ہم کہہ سکتے ہین کہ مقتضاے اخلاق یہ ہے کہ اوس فعل کے ہم مرتکب نہون لیکن جبتک یہ معلوم نہو کہ قانون نے کس فعل کو جائز اور کسکو منع کیا ہی۔ ہم کچھہ نہین کہہ سکتے) بہت سے ممالک ہین جنمین غیر سلطنت کی ملازمت مین نام لکھانا جرم قرار دیا گیا ہے اور دیگر ممالک ایسے ہین جہان ایسی ملازمت جائز اور معزز شمار ہوتی ہے۔

۳۔ نیکوکاری کے باب مین کچھہ فرق ضرور ہے۔ ممکن ہے کہ قانون کو عام مطالب تک توسیع دیجاے مثلاً غریبونکی خبرگیری کرنا۔ لیکن اسکے جزئیات ضرور ہی کہ لوگونکے ذاتی اخلاق پر چھوڑ دیے جائین۔ (یعنی گو قانون چاہے عام مطالب کیلیے جیسی کہ

تمر بیہودہ نکلی جیسے گلبرٹ کا شعر بنایا جاتا ہے لیکن ایسا قانون صرف ایک عام طور کا ہونا چاہیے تفصیلی اور ویسا جیسا کہ صرف لوگونکی طبائع اور اخلاق پر چھوڑنا چاہیے) نیکوکاری ایک خصلت ہے جو بہت سی پوشیدہ باتین رکھتی ہے اور بہت ایسی تدابیر ان کی روک کے لیے کام مین لانا پسند کرتی ہے جو ایسی ناقابل پیش بینی اور پوشیدہ ہین جنکو قانون نہین پاسکتا - علاوہ اسکے نیکوکاری کی ساری طاقت صرف ہر ایک شخص کی ذاتی آزاد خواہش پر مبنی ہے - اور مخصوص افعال کا جنکو لوگ اپنی نیک طینتی سے بخوشی کرتے ہین اگر حکم دیا جاوے تو وہ نیکی قایم نہین رہتی ہے اور وہ اپنے اثر اور تاثیر کو کھو دیتے ہین - (یعنی وہی نیک کام جسکو کوئی شخص اپنی خوشی سے کرے تو ایک نیکی مین شمار ہوتا ہے اور لوگون کے دل پر اوسکا اثر ہوتا ہے اگر حکماً کرایا جاوے تو پھر وہ نیکی مین شمار نہوگا اور نہ لوگونکے دل پر اوسکا اثر ہوگا) یہ اخلاق ہی ہے اور خاص کر مذہب جو ضروری تتمہ قانون کا اور ایک پسندیدہ رشتہ انسانیت کا پہنچاتا ہے (یعنی قانون نے جن چیزونکی درست اندازی نہین کی ہے اور انسانیت کے لیے جو چیزین ضروری ہین اونکو اخلاق اور مذہب بطور ضمیمہ قانون کے بنکر درست کرتا ہے) لیکن اس باب مین بجاے اسکے کہ قانون بنانے والون نے بہت کچھ کیا ہوتا کچھ کافی نہین کیا - قانون بنانے والون کو چاہیے تھا کہ انسانی خدمت

کرنے سے انکار یا ترک کو جبکہ ایسی خدمت آسانی سے کیجا سکتی تھی،
اور جبکہ ایسے انکار یا ترک خدمت کی وجہ سے کوئی مدعی ترا فی معاف ہو
سے نتیجہ جرم قرار دیتے ہیں۔ مثلاً کسی زخمی کو تنہا سڑک پر بغیر سنبھلے
چھوڑ دینا اور اسکی ایسی کوئی بردباش کیجائے یا کسی ایسے شخص کو جو لاعلمی میں سر کاٹے
اطلاع نہ دینا یا کسی ایسے شخص کو جو ایک ایسی خندق میں گر پڑا ہو جس سے
وہ خود نہیں نکل سکتا ہاتھ نہ دینا۔ انہی حالتوں اور اسی قسم کی اور حالتوں میں
کیا ایسی سزا دہی جس سے کہ مجرم کو ایک خاص مقدار کی شرم
دامنگیر ہو یا وہ اوس جرم کے لیے جسکی کہ وہ روک کر سکتا تھا
ایک ذمہ داری نقدی کا ماتحت کردیا جائے لوگ اعتراض کرسکتے
۔ اسقدر اسکے ساتھ ہیں اور کہونگا کہ علم قانون سازی کو
چھوٹے چھوٹے جانوروں کے فوائد سے متعلق جتنا کہ
اب ہی اس سے زیادہ وسعت دیجانا چاہیے۔ میں اس مقصد پر
جو ہندوؤں کے قوانین ہیں اونکو پسند نہیں کرتا۔ اس امر
کے لیے عمدہ دلائل ہیں کہ کیوں جانوروں کو ہمارے کھانے
پینے کے کام آنا چاہیے اور اسکے لیے بھی دلائل ہیں کہ وہ جانور
ہلاک کیے جائیں جو ہمکو تکلیف دیتے ہیں ہمکو اون جانوروں کو کھانے
اور مضر جانوروں کے ہلاک کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور وہ جانور اسکی وجہ سے
کچھ زیادہ خراب نہیں ہوتے کیونکہ وہ ایسی طویل اور رنج دہ پیشبینی آیندہ کی نہیں
کرتے جیسا کہ ہم کرتے ہیں۔ اور جو موت کہ وہ ہمارے ہاتھ سے پاتے ہیں ہمیشہ ممکن ہے
کہ کم تکلیف دہ ہو بہ نسبت اوس موت کی جو اونکو ضرور قانون فطرت کے

موافق الاخلاق ہوتی۔ لیکن اون مبینہ تکلیف کے جائز بنانے کے لئے جو اونپر جبر ڈالی جاتی ہے اور اوس بہانا لمبا نہ تلون مزاجی کے لئے جو اونکی نسبت کیجاتی ہے کیا کہا جا سکتا ہے۔ منجملہ اون بہت سی دلائل کے جو ایسے بیکار ظلمون کے جرم قرار دیئے جانے کے لئے دیجاتی ہین مین اپنے تئین اوس دلیل پر محدود رکھتا ہون جو میرے مقصد سے متعلق ہے پس (یعنی جانورون پر ظلم نکرنا) ایک وسیلہ ہے جسکے ذریعہ سے انسان مین ایک شفقت اور نیک خواہی کی عادت پیدا ہوتی ہے اور انسان کا دل نرم رہتا ہے کم سے کم یہ بات ہے کہ اس ذریعہ سے وہ وحشیانہ ہلاکت کی روک ہوتی ہے جو جانورون پر کرتے تھے انسان پھر اپنے ابنائے جنس پر کرنے لگتا ہے یعنی آدمی جانورون پر ظلم کرتے کرتے ایسا عادی ظلم کا ہو جاتا ہے کہ پھر آدمیونکی تکلیف وہی کرنے لگتا ہے پس اگر ابتدا ہی سے انسان کو ظلم کرنے کی عادت نہ پڑے تو پھر وہ انسان پر بھی ظلم نہ کرے گا)

فصل ۱۴

غلط طرق استدلال کے علم قانون سازی پر

مقصد دلی تمہید کا یہ ہے کہ اول تو غلطی اور اوس طریقۂ استدلال کا جو مطابق اوس اصول کے ہے ایک صاف خیال پیدا کیا جاوے۔ اس سے ایک منطق متعلق بعلم قانون سازی نکلتی ہے جو ایک چند الفاظ مین مجتمع کر دی جا سکتی ہے ایک قانون کی متعلق اچھے دلائل دینا گویا

یہ یہ چیز ہی کہ اوسی اچھائی اور برائی کا کہ اسقدر اچھائی ہی اور اوس
اچھائی کی جانب اسقدر دلائل ہین اور اسقدر برائی ہی اور اوس
برائی کی خلاف اسقدر دلائل ہین اور اس تمام وقت مین یہ امر باقی
رہے کہ اچھائی اور برائی کوئی اور چیز نہین ہی مسرت
والم یعنی راحت وتکلیف کی غلط استدلال کرنا کیا چیز ہی۔ کسی قانون
کے مخالف یا ناموافق کچھ اور علاوہ اوس قانون کے اچھے یا برے
نتیجہ کے بیان کرنا۔ کوئی چیز اس سے زیادہ سادی نہین ہو سکتی
تاہم اس سے زیادہ کوئی چیز مشکل بھی نہین ہی۔ یہ اصول یوٹلٹی
نہین ہی جو نیا ہی بلکہ برخلاف اسکے یہ ضرورتاً اسقدر پرانا ہی جیسا کہ
نوع انسان۔ جو تمام سچائی اخلاق مین ہی اور جو تمام اچھائی
قوانین مین ہی اوسی یوٹلٹی سے نکلتی ہی لیکن یوٹلٹی کی پیروی اکثر
قوت حیوانی کے ذریعہ سے ہوتی ہی۔ یعنی لوگ خود بخود جیسے
حیوانات اپنی کھانے کو تلاش کر لیتے ہین یوٹلٹی کی پیروی کرتے ہین
جبکہ مباحث میں اوسکی مخالفت کیجاتی ہی۔ اگر قوانین کی کتابون مین
اس اصول یوٹلٹی نے کچھ اپنی روشنی کی کرنین ادہر اودہر ڈالی
بھی ہین تو وہ اوسکے ارد گرد کے دہوان دھار مین چھپ جاتی
ہین صرف بیکاریا ہی ایک ایسا لکھنے والا ہی جو بطور مستثنی مشہور
کیے جانیکا مستحق ہی تاہم اوسکی تصنیفات مین بھی بعض دلائل غلط
بنیاد سے لیے گئے ہین۔ دو ہزار برس سے کچھ زیادہ ہوئے
کہ ارسطاطالیس نے یہ کام اپنے اوپر اوٹھایا کہ علم مناظرہ کی نام سے

ایک پوری فہرست مختلف اقسام سے غلط دلائل کی بنائی - جو بہت
جسکی سبب سے ناواقفیت کے جو اس عہد میں پیدا کی وجہ سے اور
ہم پہنچی ترقی ہو گئی ہے اس جگہ پر بیان ہے اور اوسکا موقع ہے -
لیکن ایسا کام مجھے بہت دور لیجائیگا - مین صرف چند تشریحین اون
غلطیون کی دینے پر قناعت کرونگا جو علم قانون سازی مین ہوتی
ہین اس تقابل کے ذریعہ سے اصول کی غلطی زور روشن ہو جائیگا -

۱ - قدامت کوئی دلیل نہین ہے - کسی قانون کی قدامت اوسکے
حق مین ایک تعصب چاہے پیدا کر دے (یعنی چونکہ قدیم سے
وہ قانون چلا آتا ہے لوگ اوسکو بہت پسند کرتے ہونگے جیسے کہ بہت
ہمارے ملک کے پرانے رسم و رواج مین) لیکن یہ قدامت بجائے خود
کوئی دلیل نہین ہے - اگر قانون نے جسکی بحث ہے عام بہتری کو
پیدا کیا ہے تو جسقدر وہ پرانا ہے اوسیقدر اوسکے اچھے نتیجون کا
شمار کرنا اور زیادہ راست اور اوسکی غلطی کو ثابت کرنا آسان ہے -

۲ - مذہب کی سند بھی کوئی دلیل نہین ہے - زمانہ حال مین اس طریقہ
استدلال کا دستور جاتا رہا - لیکن اسی زمانہ آخر تک اسکا استعمال بہت
کثرت سے تھا - الجرنون شڈنی کی تصنیف توریت کی آیتونکی نقل
سے بھری ہوئی ہے وہ اونمین طریقہ سلطنت جمہوری کی بنا کو پاتا ہے
جیسا کہ لیسٹ فو اصول سلطنت شخصی کو پایا تھا - شڈنی نے خدا سے
کی کہ اون لوگونکا مقابلہ جو بادشاہ کو خدائی کے حقوق دیتے ہین اور
اوسکی غلامانہ اطاعت کو واجب سمجھتے ہین اونہین کی صلاح سے کرے

اگر ہم فرض کرین کہ قانون خدا سے نکلتا ہے تو یہ امر فرض کرتے ہین کہ
قانون ایسے مبداء عقل ور مبداء فیاض سے نکلتا ہے۔ پس تو ایسا
قانون اپنے مقصد کے لیے صرف اعلیٰ ترین یوٹلٹی کو رکھہ سکتا ہے
(یعنی ایسے قانون کا مقصد اعلیٰ ترین یوٹلٹی ہوگا) اور یہ یوٹلٹی جبکہ
صاف روشنی مین ڈالی جاے تو ایک کافی وجہ موجبہ اوس قانون کے
جواز کی ہوگی —

۳ — تجدید کا الزام بھی کوئی دلیل نہین ہے۔ تجدید سے انکار کرنا
ترقی سے انکار کرنا ہے۔ کیسی حالت مین ہم ہوتے اگر اسی اصول کی
پیروی کرتے؟ — (یعنی اگر تجدید کو برا سمجھتے تو ہم ہمیشہ اوسی حالت مین
رہتے جسمین دو ہزار سال پیشتر تھے، اور جو ترقیات کہ زمانہ حال
مین ہوئی ہین یہ کبھی نہوتین) جو کچھہ اسوقت موجود ہے اوسکے لیے ایک ابتدا
تھی اور جو کچھہ اسوقت قایم ہے وہ تجدید تھی — وہی لوگ جو آج ایک
قانون کو اسوجہ سے پسند کرتے ہین کہ وہ قدیم ہے اوسوقت جبکہ
وہ ابتداءً جاری ہوا تھا اوسکی مخالفت کرتے —

۴ — ایکسخودرائی کی جدید معنی تعریف دلیل نہین — اس سے زیادہ کوئی عام
بات قانون دانون اور ریاست مدن پر لکھنے والون مین عام نہین ہے کہ انہی لالا
بلکہ بڑی بڑی تصانیف کے لکھنے کو محض خودرایانہ وہ بھی دلیل تعریفات کی بنا
قایم کرنا ایسکے معنی یہ ہین کہ ایک لفظ کو ایک ایسے خاص معنون مین لینا جو اوسکے عام
استعمال سے مغایر ہے اور اوس لفظ کو اسطرح استعمال کرنا جسطرح کسی نے

اس سے پیشتر اوسکو استعمال نہ کیا ہو اور پڑھنے والے کو اظہار یا ریکی
و اسرار سے تحیر مین ڈالدینا۔ مانٹسکیو خود اپنے ابتدائی کتاب مین
اسی غلطی مین پڑگیا ہے۔ قانون کی تعریف بیان کرنے کی خواہش
مین وہ ایک استعارہ سے دوسرے استعارہ پر جاتا ہے بالکل
متخالف مضامین کو وہ یکجا کرتا ہے۔ عالم الوہیت عالم مادی عقول
روحے بہایم اور انسان (ان سبکو وہ یکجا کرتا ہے) آخر مین وہمکو
یہ بتاتا ہے کہ قانون تعلقات ہین اور دایمی تعلقات ہین پس اسطرح
تعریف بہ نسبت شی معرف کے بہی زیادہ باریک ہے۔ لفظ قانون
اپنے معمولی معنون مین ہر ایک دلمین کسیقدر صاف خیال ڈالتا ہے
لیکن لفظ تعلقات کوئی خیال مین بہی نہین ڈالتا۔ لفظ قانون اپنے
اس استعارہ معنون مین کچہ بہی نہین پیدا کرتا بجز اشتباہات کے
اور (مانٹسکیو) نے جسکو تاریکی کا دفع کرنا چاہیے تہا صرف تاریکی کو
بڑہا دیا۔ یہ ایک خاصہ غلط تعریف کا ہے کہ وہ صرف ایک خاص طریقہ
مین استعمال کی جاسکتی ہین۔ یہ مصنف آگے بڑہکر فصل ۳ مین ایک
دوسری تعریف بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ قانون وہان تک
جہانتک کہ وہ تمام دنیا کے لوگون کا انتظام کرتا ہے عقل انسانی ہے
یہ اصطلاحات کسیقدر گوش آشنا ہین لیکن ایسے کوئی صاف خیال
نہین منتج ہوتا۔ کیا یہ امر واقعی ہے کہ اسقدر قوانین متضاد ظالمانہ
یا ایسے جو بالکل حماقت پر مبنی ہون اور جو ہمیشہ قابل لا انقلاب ہون

عقل انسانی تسلیم کی جائیں۔
ارسطو۔ نامی ایک مقنن نے اپنے نزدیک سب سے جداگانہ اور نہایت عمدہ تعریف قانون کی کی ہے وہ کہتا ہے کہ قانون اظہار ہے عام وجمہوری رای وخواہش کا۔ پس اس تعریف کے موافق صرف وہی قانون قانون ہے جسکو جمہور نے بنایا ہو باقی اور جتنے قوانین ہیں وہ اس تعریف سے خارج سمجھے جاوینگے۔

(۵) استعارات وتشبیہات بھی دلیل نہیں ہیں۔ استعارات وتشبیہات ابتدا صرف تشریح وتفصیل یا رنگینی عبارت کے لیے مستعمل ہوتے تھے مگر آخر میں یہ ہو گیا کہ دلائل انہیں استعارات وتشبیہات پر مبنی ہونے لگے۔

بلیک اسٹون۔ کہتا ہے کہ قانون ایک قلعہ ہے جسمیں تبدیل بلا اسکے کہ وہ ضعیف کر دیا جاے نہیں ہو سکتی۔ بلیک اسٹون کو خیال کرنا تھا کہ ممکن ہے کہ یہی استعارہ اوسکے خلاف میں استعمال کیا جاے یعنی جبکہ قانون ایک قلعہ ہے تو ممکن ہے کہ وہ لوگ جو قانون کے دشمن ہیں کہیں کہ قانون ایک ایسا قلعہ ہے جسمیں ڈکیت اور چور بھرے ہوے ہیں۔

رومن کیتھلک۔ ملکوں میں چرچ خانہ خدا سمجھا جاتا ہے استعارہ کی وجہ سے اب چرچ گویا چوروں اور مجرموں کے لیے ایک پناہ گاہ ہو گیا اور یہ امر خلاف ادب سمجھا جاتا ہے کہ خدا کے گھر میں جسنے پناہ لی ہو وہ گرفتار کیا جاسے۔

(۶) مفروضات بھی کوئی دلیل نہیں ہین۔۔ مفروضات کے لفظ سے
مراد وہ واقعات ہین جو صحیح یا صحیح غلط سمجھے جاتے ہین اور جنکے اوپر کوئی
شخص اپنی بحث کو اسطرح مبنی کرتا ہے گویا کہ وہ واقعات صحیح ہین

انگریزی قانون دانون نے چند خاص صورتون مین ضبط
جایداد کے جائز رکھنے کے لیے ایک عجیب چیز فرض کی ہے جسکا
نام رکھا ہے تخریب خون اور جسکی وجہ سے اونکی رائے مین
ایک شخص ممنوع الارث ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ کہتے ہین کہ
جب کوئی شخص بغاوت کے جرم مین سزا پا جاے تو اوسکی بیگناہ
اولاد اپنے باپ کی جایداد کی وارث نہین ہوتی۔ اور یہی
کافی نہین ہے بلکہ اپنے دادا کی جایداد کو بھی نہین پا سکتی۔۔ اور
اوسکی وجہ وہ لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ جس راہ سے وہ جایداد
اوس تک پونہچتی وہ راہ خراب ہو گئی یعنی شخص سزا یافتہ جو خون
تھا وہ خراب ہو گیا اور اس جرم بغاوت کی وجہ سے یہ امر
مفروض ہے کہ وہ اپنے باپ کی اولاد رہا اور نہ اپنی اولاد کا
باپ۔ لیکن اگر یہ امر مفروضہ یعنی تخریب خون واقعہ صحیحہ تسلیم
کر لیا جاے تو اسیقدر کافی نہین ہے کہ اوس مجرم سزا یافتہ
کی اولاد ممنوع الارث کر دی جائے بلکہ اسی تخریب خون کی
دلیل پر اوسکی بیگناہ اولاد کو بھی سزا دینا چاہیئے کیونکہ دلیل
متحد ہے جس دلیل سے اوسکی اولاد ممنوع الارث ہے اوسی
دلیل سے وہ لائق سزا بھی ہے۔۔

(۷) اوہام بھی دلیل نہین ہوسکتے۔ اصل یہ ہے کہ دلیل اگر صاف وصریح طور سے مسرت والم پر مبنی نہین ہے تو وہ وہم ہے۔
مثلاً ایک بڑے مقنن نے اوس اقتدار کی جو باپ کو اپنی اولاد پر ہے دلائل بیان کیے ہین۔ اولاً یہ کہ اولاد اوس گھر مین پیدا ہوئی ہے جس گھر کا مالک باپ ہے اس وجہ سے اوس باپ کو اپنی اولاد پر اقتدار رہونا چاہیے۔ ثانیاً یہ کہ وہ اولاد جن لوگون مین پیدا ہوئی اون لوگون کا افسر اوسکا باپ ہے۔ ثالثاً یہ کہ وہ اولاد اوس باپ کے تخم سے پیدا ہوئی اور اوسکا ایک جزو ہے۔
یہ دلائل ہین اون اقتدارات کے جو باپ کو اپنی اولاد پر ہین۔ اور انہین دلائل سے اور نتائج کے سوا یہ بھی ایک نتیجہ وہ مقنن نکالتا ہے کہ اولاد کو اگر اوسکی عمر ۴۰ سال کی بھی ہوجاے بلا اجازت اپنے باپ کے شادی کرنا نہین چاہیے۔ پہلی دلیل اس مقنن کی ایک ایسے واقعہ پر مبنی ہے جو صرف الفاظاً صحیح ہوگیا ہے۔ فرض کرو کہ ایک مسافر کا لڑکا ایک ہوٹل یا جہاز یا گھر مین پیدا ہوا جسکا وہ مالک نہین ہے تو بموجب پہلی دلیل کے اوس باپ کو اپنی اولاد پر اقتدار نہوگا۔
دوسری دلیل بھی ایسی ہی ہے، فرض کرو کہ ایک شخص اپنے باپ کے گھر مین یا بڑے بھائی کے گھر مین رہتا ہے، خلاصہ یہ کہ ایسے خاندان مین رہتا ہے جسکا افسر وہ خود نہین ہے تو بموجب دوسری

دلیل ہے کہ وہ اپنی اولاد پر جو اوس حالت مین پیدا ہوا اقتدار رکھے گا۔
تیسری دلیل علاوہ لغو ہونے کی غیر مہذب بھی ہے اگر وہی وجہ
اقتدار کی ہے تو ماں کو اپنی اولاد پر بہ نسبت باپ کے بھی زیادہ
اقتدار ہونا چاہیے۔

(۸) رغبت و نفرت بھی دلیل نہین ہین۔ اس اصول کی بنا پر بحث
کرنا اون مضامین مین جو متعلق بہ قوانین فوجداری ہین بہت
عام ہے لوگون کو اون افعال سے جو جرم مشہور ہوگئے ہین
اور اون لوگون سے جو مجرم مشہور ہین نفرت ہو جاتی ہے۔
اس اصول کی بنا پر لوگ یہ الفاظ استعمال کرتے ہین کہ فلان
جرم مستوجب سزا ہے اور فلان فعل لائق انعام ہے۔ یہ
لفظ مستوجب، لائق انسان کو غلطی اور جذبات قلبی کیطرف
لیے جاتے ہین۔ حالانکہ صرف خیر و شر یا مسرت و الم ہی ایسی
چیزین ہین جنکا لحاظ رکھنا چاہیئے اور انھین کے لحاظ سے کسی فعل کو
لائق سزا یا لائق عطا تصور کرنا چاہیے۔

یہ جو مینے کہا کہ رغبت و نفرت دلیل نہین ہین اس سے میری مراد وہ
رغبت و نفرت ہے جو مقنن کے دل مین پیدا ہو۔ لیکن عام اور
جمہور آنام کی رغبت و نفرت بیشک دلیل ہے بلکہ بہت مضبوط دلیل
ہے۔ کیسا ہی غلط او رمضر کوئی مذہب یا قانون یا رسم ہو۔ لیکن
اوسکا غلط ہونا یا مضر ہونا کچھ ہرج نہین رکھتا جبتک عوام اور جمہور
آنام اوس کے ساتھ محبت رکھتے ہین اور اوسکو پسند کرتے ہین۔

جسقدر عام محبت اوسکے ساتھ زیادہ ہے اوسیقدر قانون بنانے
والون پر لازم ہے کہ اوسکے ساتھ اغماض کرین اور اوسمین
دخل ندین - ایک امید یا مسرّت کو گو وہ کسیقدر بھی وہمی اور خیالی
ہو کسی سے لے لینا منتج اوسیقدر نقصان کا ہوتا ہے جسقدر
نقصان کہ اصلی امید و مسرّت کے چھین لینے سے ہوتا - اور
ایسی صورت مین جو الم کہ ایک شخص کو پہونچتا ہے باہمی محبت و تعلق
و ہمدردی کی وجہ سے ایک گروہ اور جمہور انام کو پہونچتا ہے -
اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر سیکڑون اور برائیان پیدا ہوتی ہین
- سوال یہ ہے کہ کیا قانون بنانے والے کو ان لوگون کے
جنپر وہ حکومت کرتا ہے اوہام کا غلام بنا رہنا چاہیے نہین - اصل
یہ ہے کہ درمیان اوس غلامانہ اطاعت اور ناعاقبت اندیشانہ
حکومت و مخالفت کے درمیان مین ایک راہ بھی ہے جو سب سے
بہتر اور محفوظ ہے - وہ عمدہ ہے کہ ان اوہام کا مقابلہ صرف اوس
سلاح سے کیا جاسے جو ان اوہام کو توڑ سکتا ہے - وہ تعلیم ہے
- لوگون کو تعلیم دینا چاہیے - دلائل ہر بات کے اونکو سمجھانا
چاہیے سو قت دینا چاہیے کہ خود ظاہر ہو جاسے - لیکن بحث اور
تعلیم بھی بواسطہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ امر بھی ممکن نہین ہے کہ
مقنن ایک جاہل گروہ سے بلا واسطہ اور دفعتاً بحث کرنا شروع
کرے

(۹) الفاظ کے مفہومات غلط بھی دلیل نہیں ہیں۔ بعض اشخاص ایک لفظ کے ساتھ ایک خاص معنی سمجھتے رہتے اور اوس معنی غلط پر اپنے تمام دلائل کو مبنی کرتے ہیں۔ ایک حکیم نے کہا کہ انسان کے کل افعال میں اوسکی ایک غرض شامل رہتی ہے۔ غرض کے شامل رہنے کے معنی عام لوگوں نے خودغرضی کو سمجھا جسکو عموماً لوگ برا جانتے ہیں پس بلا تفتیش اہل کے جمہور انام نے اس حکیم کی مخالفت کی۔

(۱۰) قوانین خیالی بھی دلیل نہیں ہوسکتی۔ قانون فطرت اور فطرتی حق یہ دو الفاظ جنکو استعارہ کہنا چاہیئے اسقدر مشہور ہیں اور کتب قوانین میں انپر اسقدر مباحث مبنی ہیں کہ اب لازم ہوگیا کہ ان دونوں الفاظ کی تحقیق کیجاوے۔

معمولی معنی قانون کے یہ ہیں کہ جو حکم و خواہش قانون بنانیوالے کی ہو۔ لفظ قانون فطرت ایک استعارہ ہے یعنی فطرت کو ایک شخص تصور کیا ہے اور اوسکے اقتضا کو اوسکی خواہش یا قانون کہا ہے۔ اسیوجہ سے عام میلان طبع انسانی کے موافق جن جن اشیا کو سمجھا اونکو قانون فطرت کے موافق کہا۔

لیکن عام قانون دانوں نے یہ معنی نہیں لیے بلکہ اونھوں نے قانون فطرت کی تعبیر اس طرح کی ہے گویا کہ کوئی تحریری مجموعہ قانون فطرت کا ہے۔

انسان میں جو شے فطرتی ہے وہ اثر ہے جو مسرت والم سے اوسکے دلپر ہوتا ہے جسکو میلان طبع سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں۔ پس اس میلان طبع کو قانون کہنا ایک سخت غلطی ہے۔ کیونکہ ضروری امر یہ ہے کہ ایسے قوانین بنائے جائیں جو اس میلان کو محدود دائرے میں رکھیں۔ پس بجاے اسکے کہ یہ میلان خود ایک قانون ہوتا تحت ہے قانون کے۔ سب سے زیادہ جوش کو (جو میلان انسانی ہیں) اونھیں کے لیے سب سے زیادہ و باڑ کو قوانین بنائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا قانون فطرت ہوتا جو تمام انسانون کو اونکی عام بہتری کی طرف پھیر دیتا تو پھر کوئی حاجت قوانین کی نتھی۔ اسیطرح سے حق کے بھی دو معنی ہیں ایک صحیح واصلی دوسرا استعارہ۔ امر حق ایک شے ہے جو پیدا ہوتی ہے اصلی قانون سے یہ تو صحیح معنی ہیں۔ اور فطرتی حق پیدا ہوا ہے فطرتی قانون سے اور یہ ایک چیز ہے جو محض استعارہ ہے۔

وسائل یا قوی جو انسان میں ہیں وہ فطرتی ہیں اونکو حقوق کہنا محض غلطی ہے۔ حق صرف اسواسطے قائم کیا جاتا ہے تاکہ انسان اون قوی کو جب چاہے استعمال کرسکے (مثلاً ہم میں یہ قوت ہے کہ ہم ایک نارنگی کو جو رکھی ہوئی ہے کھاسکیں پس اولاً ہم اوس نارنگی کا حق ملکیت پیدا کرتے ہیں تاکہ اوس قوت کا استعمال کرسکیں)۔

قانون دیوانی کے اصول

ڈومانٹ کی تمہید

تمدن کی تمام اور شاخون مین صرف قانون دیوانی ہی ایک ایسی
چیز ہے کہ جسکی طرف اون لوگون کی بہت کم توجہ ہے جو اصول
قانون کو کسی پیشے کے لیے نہین سیکھتے - اسیقدر کہنا کافی نہین
ہے اصل یہ ہے کہ اس سے ایک نوع کا خوف پیدا ہوتا ہے
سیاست مدن اور قانون فوجداری اور اصول گورنمنٹ کی بہت
دنون سے تفتیش ہو رہی ہے - بڑی بڑی تصانیف سے
ان علوم کی تحصیل کی اور بھی عزت ہو گئی - اور اب یہ امر عیب میں داخل
ہے کہ کوئی شخص ان علوم سے اپنی ناواقفیت ظاہر کرے اور اسوجہ
سے ضرور سمجھا جاتا ہے کہ ان امور سے کچھ واقفیت ضرور ہو اور
انکی نسبت کوئی نکوئی راے ضرور ظاہر کیجاے لیکن قانون دیوانی
ابھی تک عدالتون کے محدود کٹہرون سے باہر نہین نکلا اسکے حاشیہ
و شرح لکھنے والے اسکے مخالفین کے ساتھ کتب قانون کے گرد و غبار
مین پڑے سو رہے ہین - عام لوگ اسکے اقسام کے نام بھی نہین
جانتے اور اون بڑی بڑی کتابون اور بڑی بڑی تصانیف کو
جنپر یہ بڑے بڑے موٹے موٹے نام لکھے ہین یا "ڈیز آف لا-
کلکشن آف یونی ورسل جورس پروڈنیس" عام لوگ
جاہلانہ اور بے سمجھے ہوے عزت کی نظر سے دیکھتے ہین -

یہ عام نفرت اس قانون سے صرف اوس طرز کی وجہ سے ہے جس طرز پر اس قانون کا بیان کیا گیا۔ اُن تصانیف کو کہ جنکا ذکر ہوا علم قانون کے ساتھ وہی مناسبت ہے جو قبل فلسفہ کے جاری ہونے کے اُن تصانیف علوم کلیہ مروجہ کو علم طبیعات کے ساتھ تھی۔ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ تصانیف اسوجہ سے خشک اور تاریک ہین کہ وہ علم ہی ایسا ہی یہ لوگ بے انتہا اغماض کرنے والے ہین۔

وہ کیا ہے جسکا ذکر اس حصہ قانون مین ہے وہ وہ چیزین ہین جسمین انسان کو بہت حظ ہوتا ہے اسمین اونکی حفاظت کا اونکی جایداد کا اونکے باہمی روزانہ معاملات کا اور خانگی حالات کا جو باپ و اولاد و شوہر اور زوجہ سے متعلق ہین ذکر ہے۔ یہین سے حقیت و ذمہ داری پیدا ہوتی ہے کیونکہ تمام مطالب قانونی صاف طور سے انھین دو باتون مین لائے جاسکتے ہین۔ اصل مین سول لا ایک دوسری شکل پینل لا کی ہے ایک بغیر دوسرے کے سمجھ مین نہین آسکتا۔ ایک حق کا قائم کردینا دراصل اجازت کا دینا ہے یعنی ممانعتون کا قائم کرنا اور یہ ہی امر دوسرے الفاظ مین اگر کہو تو جرائم کا پیدا کرنا ہے مثلاً ہمنے زید کا ایک حق ایک جایداد مین قایم کردیا گویا اوسکو ہمنے اجازت دی کہ وہ اوس جایداد کو استعمال مین لائے اسکے معنی یہ ہین کہ اور دوسرے اشخاص کو ممانعت ہے کہ وہ اوس جایداد کا

استعمال کرین - اور یہ ہی گویا جرم ہے یعنی اگر وہ لوگ اِس ممانعت کے خلاف کرینگے تو مجرم ہین - ایک خاص شخص کا جرم کرنا اوسکے معنی یہ ہین کہ اوس ذمہ داری کا توڑنا جو ایک شخص خاص کے مقابلہ مین ہمپر ہے یعنی اوس حق کا توڑنا جو دوسرا شخص ہمارے مقابلہ مین رکھتا ہے - اور جمہور کا جرم کرنا یعنی سرکاری جرم کرنے کے معنی یہ ہین کہ اوس ذمہ داری کا توڑنا جو ہمپر بمقابلہ جمہور کے رکھی گئی ہے یعنی اوس حق کا توڑنا جو جمہور کو بمقابلہ ہمارے حاصل ہو -

پس تو سِول لا وہی سِیْوِل لا ہے جو دوسری حیثیت مین رکھا گیا ہے اگر کسی قانون کو ہم اوسوقت مین خیال کرین کہ جب وہ کوئی حق کسیکو دیتا ہے یا کوئی ذمہ داری کسی پر عاید کرتا ہے تو یہ سِول حیثیت اوس قانون کی ہے اگر ہم اوس قانون کو اوسکے احکام و آثار کے ساتھہ دیکھتے ہین جو بلحاظ نقض حقوق اور ذمہ داریون کے ہین تو یہ پِینَل حیثیت اوس قانون کی ہے -

اصول سِول لا کے کیا معنی ہین - یہ قانون کی وجود کے اسباب ہین اور اون صحیح دلائل کا علم ہے جنسے مقنن کو تقسیم حقوق مین جب وہ اونکو عطا کرتا ہے اور تقسیم ذمہ داریون مین جب وہ اونکو عاید کرتا ہے ہدایت ملتی ہے - کتنا ہی ہم قانونی کتب خانون مین تلاش کرین کہ ایک کتاب ایسی ملی جسمین کوشش کی گئی ہو کہ قانون دلائل پر مبنی کیا جاوے بیکار ہے

ایک کتاب بھی ایسی نہ ملے گی۔ لنگٹ نے جو کتاب علم سول لا
پر لکھی ہے اوسکے دیباچہ مین بہت کچھ وعدہ کیا ہے مگر کچھ بھی اوسکا
ایفا نہین کیا۔ (اس کتاب کا نام ہے رتھیارٹی آف سول لا) یہ
کتاب ایک نتیجہ معلوم ہوتی ہے اون خیالات پریشان کا جو خراب
دل کے اختیار مین دیدیے گئے ہون۔ اوس مصنف کی خواہش
یہ ہے کہ تمام سلطنتون کو مشرقی خودمختار سلطنتون کے نمونہ
پر لے آئے اور اونمین سے تمام خیالات آزادی اور انسانیت کو
نکال ڈالے۔ ان خیالات آزادی اور انسانیت کو وہ کہتا ہے
کہ ایک سچ آمیز جھوٹ کی شکل مین جو اوسکو تکلیف دینے والی معلوم ہوتی ہے
مباحث علم قانون نے ان قانون دانون کے دلون
مین ایک دہریون کا سا خیال پیدا کر دیا ہے۔ جنکو یہ شبہہ ہے
کہ قانون کچھ اصول بھی رکھتا ہے یا نہین اونکے نزدیک ہر چیز
اختیاری ہے اور اپنی اپنی رای پر مبنی ہے۔ اونکا قول ہے کہ
قانون اچھی چیز ہے کیونکہ وہ قانون ہے اور اوس سے ایک
فیصلہ قطعی فریقین مین ہو جاتا ہے اور فیصلہ قطعی سے چاہے وہ
کسی قسم کا ہو امن و صلح رہتی ہے۔ (مثلاً زید کی چیز عمر نے لی
ہمنے یہ فیصلہ کر دیا کہ وہ چیز عمر ہی کے پاس رہیگی گو یہ فیصلہ ظالمانہ ہے
مگر نزاع اس سے ختم ہو گئی اور امن ہو گیا) اس رای مین بہت کم
سچائی ہے اور بہت غلطی ہے آیندہ کی فصل مین تمکو معلوم ہوگا کہ
اصول یوٹلٹی اس حصہ قانون سے بھی متعلق ہے جیسا کہ وہ اور حصے

متعلق ہے لیکن اوسکا متعلق کرنا مشکل ہے اور اسکے لیے انسانی فطرت کا علم اور اوس سے واقفیت ضرور ہے۔

پہلا روشن خیال جو بروقت سرکشیب علم قانون بنتھم سے کے دلپر گذرا وہ یہ تھا کہ اوسنے دریافت کیا کہ یہ الفاظ " فطرتی قوانین " استرانی حقوق " " عقل خلاقی " " خیال انصاف و ناانصافی " جو ہر چیز کے بیان مین استعمال کیے جاتے ہین در حقیقت کچھ نہین ہین صرف بے دلیل خیالات ہین جنکی غلطی نہایت صاف طور سے ہیلاک نے ثابت کردی۔ بنتھم نے دیکھا کہ تمام مصنفین غلط اور مہمل خیال مین غلطان پیچان رہے چونکہ وہ بیکن اور نیوٹن کے طریقون سے واقف تھا اوسنے ارادہ کر لیا کہ اس علم کو علم تمدن کی طرف منتقل کر دے اور اوسنے عزم بالجزم کہ علم قانون کو ایک علم بنا دے جو عملی علم ہے اوسنے تمام بڑے بڑے موٹے الفاظ سے احتراز کیا اوسنے ہر ایسی چیز کو ترک کیا جو کیفیت مسرت و رنج کو ظاہر نہین کرتی۔ مثلاً وہ اس بات کو تسلیم نہین کرتا تھا کہ حقیت کوئی موروثی یا فطرتی حق تھی کیونکہ یہ الفاظ " موروثی حق و فطرتی حق " نہ کوئی معنی ظاہر کرتے ہین اور نہ کچھ ثابت کرتے ہین۔ اور اسیطرح سے اوسکے نزدیک الفاظ " انصاف " اور " ناانصافی " تکلیف دہ ہین کیونکہ ان الفاظ میں ایک امر کو پیشتر ہی سے تجویز کر لینا پڑتا ہے بجاے اسکے کہ اوسکی تفتیش کیجاے۔ (مثلاً جب ہمنے کہا کہ فلان امر بے انصافی ہے

تو گویا پہلے سے ہمنے یہ امر تجویز کر لیا کہ وہ امر بے انصافی ہے بلا اس
امر کے کہ اسکی تفتیش کیجاے کہ وہ امر کیون بے انصافی ہے۔
کسیکی مملوکہ جایداد لے لینا کہا جاتا ہے کہ نا انصافی ہے مگر یہ کہدینا
گویا ایک فیصلہ کر دینا ہے بلا سوچنے دلائل کے کیونکہ ہم کہتے ہین
کہ کیون نا انصافی ہے بنتھم کبھی ان الفاظ کا استعمال نہین کرتا وہ اسکو
ثابت کریگا کہ اسمین کیا برائی ہے)۔ وہ جب کوئی قانون پیش
کرتا ہے تو یہ حیلہ نہین کرتا کہ اوسکے مطابق کوئی قانون قوانین
فطرت مین اوسنے پایا ہے۔ اور اس ذریعہ سے وہ اون بازیگرون
کی طرح سے ہتھ پھیر نہین کرتا جو چالاکی سے اوس چیز کو جسے وہ
پیش کرنا چاہتے ہین ثابت کر دیتے ہین کہ وہ پیشتر سے موجود تھے
جبکہ وہ ذمہ داریون کا ذکر کرتا ہے تو وہ اپنے تئین ناقابل فہم
دلائل مین غلطان پیچان نہین کر دیتا۔ اور کسی بات کے فرض
کر لینے کو تو وہ تسلیم ہی نہین کرتا وہ صاف طور سے ثابت کرتا ہے
کہ ہر ایک عطائی ذمہ داری گویا تو اون سابقہ خدمات پر مبنی ہوتی ہے
جو اوسنے کی ہین جسکو وہ ذمہ داری عطا ہوتی ہے یا اوس بڑی ضرورت پر
جو اوس شخص کو لاحق تھی جسپر وہ ذمہ داری عاید کی گئی یا اوس
معاہدہ پر جو اپنی یوٹلٹی کی وجہ سے قابل نفاذ و مستحکم ہے پس
اسطرح سے وہ ہمیشہ تجربہ اور غور پر چلتا ہے وہ قانون مین اور
کچھ نہین دیکھتا بجز اون اثرون کے جو وہ قانون قوائے انسانی

کرتا ہے جو ایک اثر قبول کرنے والی مخلوق ہے اور اوسکی اصل دلیل ہر جگہ صرف یہ ہوتی ہے کہ رنج سے احتراز کرنا چاہیے۔

قانون جاننے والے ہمیشہ مفروضات پر بحث کرتے ہین اور اون مفروضات کو وہ اثر دیتے ہین جو محققات کو ہے۔ مثلاً وہ ایسے معاہدات کو فرض کر لیتے ہین جنکا کبھی وجود نہین ہوا۔ بعض حالتون مین تو وہ سول موت کو یعنی ایسی موت کو جو واقعی نہین ہے بلکہ قانوناً فرض کر لی گئی ہے تسلیم کر لیتے ہین اور بعض حالتون مین وہ فطرتی موت سے بھی انکار کرتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ فلان متوفی شخص فی الحقیقت متوفی نہین ہے اور فلان زندہ شخص درحقیقت زندہ نہین ہے۔ ایک شخص جو غائب ہے اوسکو حاضر تصور کرتے ہین اور ایک شخص جو حاضر ہے اوسکو غائب تصور کرتے ہین۔ ایک صوبہ کو وہان نہین تسلیم کرتے جہان کہ وہ موجود ہے اور ایک ملک کو اوس شخص کا نہین مانتے جو اوسکا مالک ہے۔ آدمی کو بعض وقت صرف ایک بیجان چیز کہتے ہین اور اسوجہ سے کوئی حق اوسکو نہین دیتے۔ اور بیجان چیزونکو بعض اوقات ایسی فرض کرتے ہین جو کہ حق رکھتی ہین اور ذمہ داری کے ماتحت ہو سکتی ہین۔

وہ ایسے حقوق کو تسلیم کرتے ہین جنکی خلاف کوئی حکم نہین ہو سکتا حالانکہ اونکے خلاف احکام موجود ہین اور ایسے غیر منتقل حقوق وہ تسلیم کرتے ہین جو ہمیشہ منتقل ہوتے رہے ہین اور جو اشیاء

کہ اونکی آنکھون کے سامنے نہین ہین وہ اونکے نزدیک زیادہ مفید
ہین بہ نسبت اونکے جو اونکے سامنے ہین - اگر اونکے اِن مفروضات
بلکہ غلطیون کو دور کردو تو اونکو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ وہ توہمات
کہان سے تھے - چونکہ وہ اِن وہمی اعانتون کے عادی ہوگئے ہین
لہذا وہ اور کسی صورت سے اپنے تئین قائم نہین رکھہ سکتے -
بنتھم نے اِن لڑکپن کے مباحث سے بالکل انکار کردیا وہ کبھی
بلا دلیل کسی بات کو فرض نہین کرتا اور نہ وہ اپنی دل کی بنائی ہوئی
تعریفات کو استعمال کرتا ہے وہ کسی ایسی دلیل کو نہین مانتا
جو کسی امر واقعہ کو ظاہر نہین کرتی - اور نہ کسی ایسے امر واقعہ کو
تسلیم کرتا ہے جس سے اچھائی یا برائی کا نتیجہ نہ پیدا ہو -
اِس منطقی طریقہ کے دلائل سے اوسنے اِس جدید علم قانون کی
بنا ڈالی - یہ علم جدید بھی ہے اور نیز اون لوگون کے لیے
جنھون نے پرانے اسکولون مین تعلیم پائی ہے یعنی پرانی رائے کے
آدمی ہین مشکل الفہم ہے - لیکن اون لوگون کے لیے جو غلط
طریقہ سے گمراہ نہین ہوئے ہین یہ علم نہایت صاف اور فطرتی
اور ذہن آشنا ہے - اِس کتاب کا ترجمہ ہر زبان مین وہی
اثر اور وہی طاقت رکھے گا کیونکہ یہ کتاب عام تجربہ انسانی پر
مبنی ہے - لیکن اصطلاحی دلائل یعنی وہ دلائل جو مبہم اصطلاحات
اور خود رائی کی تعریفات پر مبنی ہین جنکی صرف مقامی قدر ہے
اور جو صرف لفظ ہی لفظ ہین اونکے کچھ معنی نہین ہین جب اونکی

ہم معنی الفاظ کی تلاش ہوتی ہے کہ اونکا ترجمہ کیا جاے تو وہ غائب ہوجاتے ہین۔

جیسے کہ افریقہ کی قومین جو گھونگو کو بجاے روپیہ کے چلاتی ہین جہان وہ اپنی حدود سے باہر گئین اور اپنے فرضی دولت کو کسی تجیر کے سامنے پیشکش کیا فوراً اونکو اپنی مفاسی پر اطلاع ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ یہ گھونگے جنکو ہم دولت سمجھتے تھے کچھ بھی نہین ہین۔ یہان پر یہ بھی ذکر کرتا ہون کہ بنتھم نے اکثر بطور جملات معترضہ قانون انگلستان کا ذکر کیا ہے وہ مینے ترک کردیا کیونکہ اونکے بیان سے صرف مقامی خط تھا یعنی صرف باشندگان انگلستان کا خط تھا۔ بہت مقامات ایسے ہونگے کہ بسبب اسکے کہ مینے اون خاص قوانین کا ذکر ترک کردیا جو بنتھم کو مقصود تھے اسوجہ سے اوسکے بیان مین اس امر کی ضرورت معلوم ہوتی ہوگی کہ یہ بیان کس امر پر مبنی ہے۔ یہ بھی اکثر ہوا ہوگا کہ بعض امور کی تشریح مین جو ابتدائً صرف ایک کنایہ یا مبہم تھی مینے غلطی کی ہو لیکن اس غلطی کو مصنف کی طرف عائد کرنا نہایت نا انصافی ہے۔ ان قوانین کا سمجھنا اسقدر مشکل ہے کہ ایک انگلشمین کو جو قانون دان نہو اونکی بابت کچھ کہنا نہایت خوفناک ہے۔ اور یہ خوف بہت سے دلائل سے ایک غیر ملک کے شخص کے لیے اور بھی مشکل ہے۔

حصہ اوّل سول لا کے مقاصد

فصل اوّل

حقوق و ذمّہ داری

تمام وہ چیزیں جو ایک مقنن کو ممبران جماعت میں تقسیم کرنا پڑتی ہیں ان دو قسموں میں آسکتی ہیں (۱) حقوق (۲) ذمّہ داری حقوق فی نفسہ فوائد و منافع ہیں) اوس شخص کے لیے جو اون سے مستفید ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے ذمّہ داریاں و فرائض خدمات گرانبار ہیں اون لوگوں کے لیے جو اونکی تعمیل کرتے ہیں۔ حقوق و ذمّہ داری گو اپنی خلقت میں ایک دوسرے سے ممیز اور مخالف ہیں مگر ایک ہی مبدا سے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتیں۔ کسی چیز میں قانون ایک شخص کے لیے کوئی حق نہیں پیدا کرسکتا جبتک کہ ساتھ ہی اوسکے ایک بوجھ دوسرے پر نہ رکھے۔ یا یوں کہو کہ ایک کے لیے کوئی حق پیدا کردینا محال ہے جبتک کہ اوسکے مقابل میں دوسرے کے لیے ذمّہ داری نہ پیدا کیجائے کیونکہ ایک جز و اراضی میں حق ملکیت حاصل ہوسکتا ہے جبتک اور تمام لوگوں پر یہ بار ذمّہ داری نہ ڈالا جائے کہ وہ اوس اراضی کی پیداوار کو نہیں چھوسکتے۔ اور کیونکہ مجھے ایک حق حکومت عطا کیا جاسکتا ہے جبتک کہ ایک ضلع یا چند گروہ اشخاص پر یہ بار

نہ ڈالا جاے کہ وہ میری اطاعت کرین۔
مقنن کو چاہیے کہ حقوق بہت خوشی سے لوگون کو عطا کرے کیونکہ
حقوق خود ایک اچھی چیز ہین۔ اور ذمہ داری ایک نفرت کے ساتھ
لوگون پر ڈالے کیونکہ یہ خود ایک بری چیز ہے۔ بموجب اصول
یوٹلٹی کے مقنن کو چاہیے کہ کبھی کوئی بوجھ کسی پر نہ ڈالے بجز
اسکے کہ اوس سے زیادہ مقدار کا کوئی فائدہ صریح پیدا کرنا
مطلوب ہو۔ ذمہ داریون کے پیدا کرنے مین بموجب مقدار
اون ذمہ داریون کے قانون آزادی کو نقصان پونہچاتا ہے
۔ اور اون افعال کو جو اور حالتو نمین جائز اور نا قابل سزا
ہوتے جرم گردان دیتا ہے۔ قانون جرمون کو بذریعہ
حکم یا ممانعت کے پیدا کرتا ہے (مثلاً یہ حکم ہے کہ ہر شخص اپنے
گھر کو صاف رکھے یا یہ حکم ہے کہ کوئی شخص فلان سڑک پر نہ چلے)
اس طور سے آزادی کا لوٹنا ایک لابدی چیز ہے۔ یہ ممکن نہین
ہے کہ حقوق پیدا کیے جائین ذمہ داریان عائد کیجائین جسم
کی اور جان کی اور آبرو کی اور جایداد کی اور معاش کی نہایت
کہ خود آزادی کی حفاظت کیجائے اور کچھہ نہ کچھہ نقصان آزادی کو
نہ پونہچے۔ (جب قانون جاری کیا جائیگا کہ مال کی حفاظت ہو
چورون کی آزادی مین ضرور فرق آئیگا جب حکم دیا جائیگا کہ انسانو
کی آزادی قائم رہے ظالم اور جابر لوگون کی آزادی مین ضرور فرق
آئیگا۔) لیکن ہر ایک روک جو آزادی کے لیے قائم کیجاے اوس سے

تصور آیا ہے کہ کسقدر فطرتی رنج ضرور پیدا ہوگا اور اوس خاص طریقہ روک سے جو اور غیر محدود قسم کی تکالیف پیدا ہوں وہ علاوہ اسکے ہیں پس اس سے نتیجہ نکلا کہ کوئی روک قائم نکرنا چاہیے نہ کوئی اختیارات دینا چاہیے نہ کوئی جبریہ قانون نافذ کرنا چاہیے جبتک کہ اوسکے لیے صاف اور کافی دلائل نہوں - جبریہ قانون جاری کرنے کے خلاف ہمیشہ ایک دلیل موجود ہے اور اگر کوئی اور دلیل اوسکے مقابل کے لیے دلیل نہو تو وہ فی نفسہ کافی ہے وہ دلیل یہ ہے کہ ایسے قانون کے جاری ہونے سے آزادی پر نقصان پہنچتا ہے - پس جو شخص کہ ایسے جبریہ قانون کے جاری کرنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے اوسکو صرف اس امر کے ثابت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ اس قانون کے جاری کرنے کے لیے ایک دلیل صاف ہے بلکہ اوسکو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ یہ دلیل اوس دلیل عام سے زیادہ مضبوط ہے جو ہمیشہ ایسے قانون کے جاری ہونے کے مخالف ہے - یہ مسئلہ کہ ہر ایک قانون آزادی کو نقصان پہنچاتا ہے گو اوسقدر صاف ہے جسقدر کہ شہادت سے صاف ہوسکتا مگر تاہم عام طور سے تسلیم نہیں کیا جاتا - برخلاف اسکے منجملہ دوستداران آزادی کے وہ لوگ جنکی سرگرمی اونکے علم ولیاقت سے زیادہ ہے ہمیشہ اس امر کی کوشش کرتے ہین کہ اس اپنے مسئلہ کی مخالفت کیجاے - اور یہ لوگ مخالفت اس طور سے کرتے ہین کہ وہ عبارت ہین یا دلیل

کرتے ہین اور لفظ آزادی کو اوسکے صاف اور سیدھے اور عام فہم مضمون مین استعمال نہین کرتے وہ لوگ ایک ایسی زبان استعمال کرتے ہین جو اونکی ذاتی ہے وہ آزادی کی تعریف حسب ذیل کرتے ہین

آزادی اوس حق کو شامل کرتی ہے جس سے انسان ہر ایک اوس کام کو کرسکتا ہے جو دوسرے کو ضرر نہ پونہچاوے —

پس آیا یہ معمولی معنی اس لفظ کے ہین - کیا خراب و مضر آزادی کا عمل مین لانا آزادی نہین ہے اگر وہ آزادی نہین ہے تو کیا چیز ہے اور پھر جب ہم اسکا ذکر کرین تو کس لفظ کو استعمال مین لاوین - کیا ہم لوگ یہ نہین کہا کرتے ہین کہ مجانین اور خراب آدمیون سے آزادی کا لے لینا ضرور ہے کیونکہ وہ آزادی کو خراب طور سے استعمال کرتے ہین - بموجب اونکی تعریف کے ہم کبھی نہین جان سکتے کہ کس فعل کے کرنیکی ہمکو آزادی حاصل ہے جبتک کہ اوس فعل کے تمام نتائج کو ہم جانچ نہ لین - اور اگر ہمکو معلوم ہو کہ وہ فعل کسی ایک شخص کو بھی ضرر پونہچاویگا تو گو قانوناً وہ جائز بھی ہو بلکہ چاہے قانون اوس فعل کے کرنیکا ہمکو حکم بھی دے تاہم ہمکو اوسکے کرنیکی آزادی نہ حاصل ہوگی - کسی افسر کو جو انصاف کرنیکے لیے مقرر کیا گیا ہو یہ آزادی حاصل نہوگی کہ کسی چور کو سزا دے جبتک کہ اوسکو بخوبی یقین نہو وے کہ اوس سزا سے اوس چور کو کچھ تکلیف یا چوٹ نہ پہونچے گی —

(کیا ہنسی کی بات ہے) یہ حماقتین ہین جو اس تعریف مین ضمناً
پائی جاتی ہین — پھر اب صاف ... اور سیدھی دلیل ہمکو کیا
بتاتی ہے؟ اسکے لیے ہمکو ایک سلسلہ مسائل بدیہی کا قایم کرنا چاہیے
گورنمنٹ کا منشا صرف یہ ہونا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ ممکن [illegible]
مسرت جماعت کے لیے حاصل کیجاے —
ایک شخص کی مسرت اوسیقدر بڑھتی ہے جسقدر کہ اوسکی
تکالیف و بار کم ہوتے ہین اور اوسکی خوشیان زیادہ اور متعدد
ہوتی ہین — اپنی خوشیون اور حقوق کی حفاظت کرنا بالکل
اوس شخص پر چھوڑ دینا چاہیے — خاص کام گورنمنٹ کا یہ ہے
کہ رنجون کی حفاظت رکھے — اس مطلب کو گورنمنٹ اس طرح پر
پورا کرتی ہے کہ حقوق کو قایم کرتی ہے وہ حقوق جو وہ لوگونکو
دیتی ہے — حق حفاظت جسمی — حق حفاظت عزت — حق ملکیت
— یہ حق کہ انسان بروقت ضرورت مدد پا سکے — ان حقوق
کے مقابلہ مین پھر مختلف اقسام کے جرایم کو قایم کرتی ہے
— قانون کوئی حق نہین پیدا کر سکتا جبتک کہ اوسکے مقابل کی
ذمہ داری نہ پیدا کیجاے — اور یہ حقوق اور ذمہ داریان نہین
قایم رہ سکتین جبتک کہ جرائم نہ پیدا کیے جائین — قانون کوئی
حکم نہین دے سکتا نہ ممانعت کر سکتا ہے جبتک کہ اشخاص کی آزادی
کو کچھ نہ کچھ نقصان نہ پہونچاے — پس اس سے ظاہر ہوا ہے
کہ کوئی شہر کا آدمی حقوق نہین حاصل کر سکتا جبتک وہ اپنی آزادی کا

ایک حصّہ تصدق نہ کردے لیکن خراب سلطنتون مین کوئی مناسبت نہین ہے حاصلات اور نقصانات مین جون جون حاصلات زیادہ اور نقصانات کم ہوتے جاتے ہین اوسی قدر سلطنت کی عمدگی تکمیل کے قریب ہوتی جاتی ہے —

فصل ۲

نتائج سوول لائز

حقوق و ذمّہ داری کے تقسیم کرنے مین جیسا کہ مین کہہ چکا ہر ایک مقنن کو عامہ خلائق کی راحت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے — اِس امر کی تحقیقات مین کہ کن چیزون مین عامہ خلائق کی راحت ہے ہم چار مقاصد ضمنی پاتے ہین — معاش — اوسکا وفور — مساوات — حفاظت — جسقدر اِن چیزون سے تمتع زیادہ ہوگا عامہ خلائق کی راحت کی مقدار مین زیادتی ہوگی — اور خصوصاً اوس راحت مین جو قانون پر منحصر ہے — اب اِس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ کل خدمات قوانین اِن چار قسمون مین لائی جاسکتی ہین (۱) تہیئہ معاش (۲) توفیر (۳) تعدیل مساوات (۴) محافظت — یہ تقسیم ایسی کامل نہین ہے جیسی کہ چاہیے انمین سے ہر ایک مقصد کی حد قایم کرنا نہایت مشکل ہے بہت مقامات پر ایک مقصد دوسرے مقصد سے مشتمل و مشابہ ہوجاتا ہے مگر اِسیقدر رکھنا کافی ہے کہ کوئی اور تقسیم اِس سے

المکمل نہین ہو سکتی (اور حقیقت یہ ہے کہ ہمکو ضرور ہے کہ ہر ایک امر کو (ان امور اربعہ مین سے) ہر چند کہ ایک دوسرے مین شامل ہو جداگانہ خیال کرین ۔ مثلاً معاش توفیر مین شامل ہے ۔ تاہم ضرور ہے کہ ہم معاش کو جداگانہ بھی خیال کرین ۔ کیونکہ بہت صورتین ایسی ہونگی کہ قانون معاش بہم پونہچانے کی کوشش کرے لیکن اوسکی توفیر کی فکر نکرے ۔ اقامت حفظ کی اوتنی ہی قسمین ہین جتنی اوسکی مخالف چیزون کی اقسام ہین ۔ حفظ بدن و عزت و مال و منصب اوسی سے متعلق ہے وہ افعال جو امن و امان کو مضر ہین وہی قانوناً ممنوع ہین اور اونکو جرم کرکے تعبیر کرتے ہین ۔

مقاصد قانون متذکرہ بالا مین حفظ ہی ایک ایسی چیز ہے جو حالت مستقبلہ پر اثر پونہچاتی ہے ۔ معاش و توفیر و مساوات صرف حالت موجودہ مین خیال کیجاتی ہے ۔ لیکن حفظ ایک معتدبہ آئندہ زمانہ پر بھی بلحاظ اپنی خوبیون کے حاوی ہے اسیوجہ سے حفظ سب سے اعلے درجہ کا مقصد ہے ۔ بینٹے مقاصد قانونی مین مساوات کو بھی ایک مقصد شمار کیا ہے ۔ جب یہ امر مدنظر ہو کہ انسان کو زیادہ سے زیادہ آسایش دیجاے تو کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ ایک کو زیادہ دیجاے اور دوسرے کو کم ۔ اسکے بہت وجوہ ہین کہ کیون ایسا نہین چاہیے ۔ کیونکہ جو فوائد اس صورت مین ایک حیثیت سے حاصل ہونگے وہ اون مضرات کے

نعم البدل قرار نہین دیے جا سکتے جو دوسری حیثیت سے لازم آیینگے کیونکہ مسرت صرف اوسی کو ہوگی جسکے ساتھہ سلوک کیا گیا اور رنج ان سبکو پہنچیگا جو محروم رکھے گئے۔ مساوات کی ترقی اسطرح ہوسکتی ہی کہ جہان وہ موجود ہو اوسکی حفاظت کیجاے اور جہان نہین ہو وہان پیدا کیجاے۔ لیکن امر ثانی مین نہایت ہوشیاری سے کار بند ہونا چاہیے ورنہ ذراسی غلطی مین انتظام دنیوی بالکل درہم برہم ہوجائیگا۔

بعض اشخاص کو تعجب ہوگا کہ ہمنے آزادی کو قانون کے مقاصد اصلیہ مین درج نہین کیا لیکن اصل معنی آزادی پر خیال کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ وہ بھی منجملہ فروع و اقسام حفظ کے ہی کیونکہ ہم لوگ آزادی کو دو حیثیت سی خیال کرسکتے ہین ایک من حیث ذات انسان کی اور دوسرے من حیث اسکے کہ وہ کسی بلدہ یا شہر کا باشندہ ہے۔ پس ذاتی آزادی حفظ کی اوس شق مین داخل ہی جو ذات انسان پر تکالیف رسانی سی روکتی ہی، اور بلدی یعنی ملکی آزادی کو اوس شق حفظ مین شمار کرنا چاہیے جو انسان کو اہلکاران مملکت کی جور و تعدی سے مامون کرتی ہی۔ امور متعلقہ شق ثانی کو قوانین ملکی سے تعلق نہین ہے بلکہ وہ سب امور قوانین قومی سی علاقہ رکھتے ہین۔

فصل ۳
تعلقات باہمی ان مقاصد کے

یہ چارون مقاصد قانونی من حیث المعنی ایک دوسرے سے کما حقہ
متمیز ہین - لیکن عمل مین ایسے نہین ہین - ایک ہی قانون ممکن ہے
کہ ان سبکو فائدہ پونہچاسکے کیونکہ اکثر یہ چارون مقاصد ایک
ہوجاتے ہین - مثلاً وہ قانون جو حفظ کو بڑہاتا ہی معاش اور
توفیر کو بھی ترقی ضرور دیگا - لیکن بعض مواقع ایسے ہین کہ جہان ان
چارون مقاصد کا ایک کردینا محالات سے ہے - کبھی ایسا واقع ہوگا
کہ ایک مقصد کے لیے ایک کام کیاجاے مگر دوسرے مقصد کو لیے
وہ مضر ہو - مثلاً مساوات کے لیے ضرورت پڑیگی کہ تقسیم جائداد ہو
اور یہ حفاظت کے مضر ہی - پس جبکہ ان مقاصد مین ایسا اختلاف
واقع ہو تو ضرور ہی کہ ہم کسی طریقہ سے اس امر کا پتہ لگائین کہ کون
ان مین سے بہتر ہے، ورنہ یہ مقاصد بجاے اسکے کہ ہمکو تفتیش انصاف
و عمدگی مین مدد دین پیچیدگیون کو بڑہادینگے - بمجرد ملاحظہ کے ہمکو معلوم
ہوتا ہی کہ معاش اور حفظ اول درجہ کے مقاصد ہین - اور توفیر
و مساوات دوسرے درجہ کے، اصل یہ ہی کہ بغیر حفظ کے مساوات ایکدن
نہین چل سکتی، بغیر معاش کے اوسکی توفیر کا وجود عقلاً محال ہی - لہذا
پہلے دو مقاصد گویا خود حیات ہین اور آخری دو مقاصد زیور حیات
ہین - قوانین تمدن مین حفظ کو اقدم سمجھنا چاہیے، تہیہ معاش
مین کسی قانون خاص کی ضرورت نہین ہی - ظاہر ہی کہ تہیہ معاش سے
کوئی شخص بیفکری نکریگا - لیکن جہانتک کہ قوانین بالخصوص حفظ کے لیے

نہ بنائے جائیں تہیۂ معاش وجائداد کے لیے قانون بنانا بیکار محض
ہوگا۔ کیونکہ اگر جائداد ہو مگر اوسکی حفاظت غیر ممکن قرار پائے تو بیکار
ہے۔ فرض کرو کہ تمنے حکم دیا کہ معاش پیدا کرو اور حکم دیا کہ زمین جوتو
بوؤ۔ مگر دراصل تمنے کچھ نہیں کیا۔ تمکو چاہیے کہ مزارعین کو یقین دلاؤ
اور اطمینان کردو کہ اونکی محنت کا نتیجہ اونھیں کو ملیگا تو گویا تمنے
دونوں مقاصد حاصل کرلیے۔ حفظ کی جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا بہت
شاخیں ہیں۔ اور بعض اونمیں سے بعض دیگر کی ماتحت ہیں۔ مثلاً
آزادی بجائے خود حفظ کی ایک فرع ہے اور اسکو مقابلہ حفظ عام کے مفضول علیہ
ہونا چاہیے کیونکہ ہم وہیں قانون بالانوعی از نقصان آزادی غیر ممکن
ہے۔ ہم اعلیٰ درجہ کی بہتری تک نہیں پہونچ سکتے جبتک کہ بعض ادنیٰ
بہتریوں کو نقصان نہ پہونچائیں۔ مدارج مقاصد کو حسب موقع و وقت
از یکدیگر متمیز کرنا تمام تر امر مشکل و اہم ہے کیونکہ ہر ایک مقصد حسب موقع
ادنے ہوجاتا ہے اور بعض وقت یہ امر کہ ان مقاصد میں سے کس
مقصد پر زیادہ لحاظ رکھنا چاہیے نہایت غور طلب ہوجاتا ہے
مساوات کا لحاظ صرف اوسیوقت تک رکھنا چاہیے جبتک کہ
وہ حفظ کا متضاد نہ واقع ہو اور ان امیدوں کو انہیا افتادہ
نکرے جنکو خود قانون ہی نے نشو ونما دیا ہے اور موجودہ انتظام
دنیوی میں خلل نہ ڈالے۔ اگر کسی وقت مقررہ پر کل مال برابر
تقسیم کردیا جاوے تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ چند روز کے بعد کچھ جائداد

قابل تقسیم باقی نہ رہے گی تمام جائداد تھوڑے ہی دنون مین خراب ہو جایگی اور جن لوگون کے فائدے کے لیے وہ تقسیم کی گئی تھی انکو بھی اوسیقدر نقصان پونہچے کا جتنا کہ اون لوگونکو جنکا مال تقسیم کیا گیا تھا - کیونکہ اگر محنت کش لوگون کو سست لوگون سے کچہ فائدہ زائد حاصل نہو تو محنتی لوگ اپنی محنت ہی سے بالطبع باز آئین گے - اگر یہ اصول قائم کیا جاے کہ تمام افراد بشر مین کل لوگ مساوی حقوق رکھتے ہین تو اوس سے بالفرور آخر یہ نتیجہ نکلے گا کہ تدوین قوانین ایک امر محال ہی حق یہ ہے کہ ترویج قوانین تمدن سے مساوات حقوق گھٹتی ہے کیونکہ حسب قوانین کسی شخص کا حق قائم کرتے ہین تو اوسکے ساتھ ہی دیگر اشخاص پر اون حقوق کی نگہداشت بھی فرض یا واجب کرتے ہین - کیونکہ اگر کہا جاے کہ تمام دنیا کے آدمی برابر حق رکھتے ہین - تو اسکے معنی یہ ہین کہ دنیا مین افسری و ماتحتی کوئی چیز نہین اور لڑکے کو وہی حق اپنے باپ پر ہے جو باپ کو اوسپر ہے اور اوسکو ویسا ہی حق باپ پر حکومت کرنے اور اوسکو سزا دینے کا حاصل ہی جیسا کہ باپکو اولاد پر - بیٹے کو اپنے باپ کے گھر مین اوسیقدر حقوق حاصل ہین جو خود باپ کو ہین - مجنون کو دوسرونکے مقید رکھنے کا وہی حق حاصل ہی جیسا کہ دوسرونکو اوسکے مقید رکھنے کا ہی - خاتر الحواس کو اپنے خاندان کے انتظام کرنے کا وہی حق حاصل ہے -

جو اوسکے خاندان کو اوسکے اوپر ہے - یہ سب امور تساوی حقوق
مین شامل ہین - اور اسکے یہی معنی ہین، اور اگر یہ معنی نہین
ہین تو کچھہ بھی معنی نہین ہین - مین خوب جانتا ہون کہ جو لوگ
حق مساوات بنی آدم کو اصل اصول ٹھہراتے ہین (درحالیکہ
خود بھی مجنون یا فاتر العقل نہون) اونکی غرض ہرگز یہ نہین ہے
کہ مساوات بنی آدم من کل الوجوہ جاری کرین - بلکہ اونکے
دلونمین بھی درباب اس اصول کے کچھہ قیود اور حیثیات اور
اعتبارات ملحوظ نظر ہین - لیکن درحالیکہ وہ خود ان تفاصیل
کو مشروح اور مبیّن طور پر بیان نہین کرسکتے تو اونکے مافی الضمیر کو
جہّال اور عوام کالانعام آن سے بہتر کیونکر سمجھہ سکتے ہین ؟

فصل ۴

قوانین متعلق معاش

افعال معاش کے لیے قانون کوئی امر صلاّد بالذات قائم نہین کرسکتا
وہ کل اتنا ہی کرسکتا ہی کہ اغراض پیدا کرے یعنی یہ کہ کچھہ سزائین اور
انعام ایسے مقرر کرے کہ جس سے انسان کو اپنی معاش پیدا
کرنے کی طرف رغبت ہو لیکن جبلت انسانی خود بخود بغیر ترغیب معاش
کی طرف راغب ہے اور انسان مین قوت کافی اپنی رغبات
سے متمتع ہونے کی حاصل ہے حاجات اور آسائیشون

سے اُن مادّیات قبل از وجود تصور قوانین کا کام کیے جو ابلغ النظم
و احسن القوانین سے وجود مین آئے - مصائب تکالیف شدید
[illegible]ت ہوکر حاجات انسانی نے انسان کو محنت کرنے کا
حکم دیا اور اوسکی ہمت کو جوش وخروش مین لائی اور اوسمین
دور اندیشی پیدا کی اور دیگر قوای انسانی کو درجہ قوت سے
درجہ فعلیت مین (یعنی بر روی کار) لائی - مسرت جو کہ حاجت
رفع شدہ کے ساتھ ایک غیر منفک اور لازمی چیز ہے یہ ایک
کافی معاوضہ ہے اون لوگون کے لیے جنھون نے تمام مصیبتونکو
جھیل کر مطلوب کو حاصل کیا ہے - پس جبکہ حصول معاش کے لیے
ضرورت طبعی و فطرتی موجود ہی تو قانون بنانے کی کیا حاجت ہے -
علاوہ اِسکے اسباب اور ضرورتین جو حصول معاش کے لیے قانوناً
بنائی جائین اونکے اثر بالکل غیر معین ہونگے کیونکہ قانون خود غیر مکمل
ہوتے ہین اور علاوہ اِسکے واقعات کا ثبوت بہت مشکل ہوتا ہے
کہ جسکے بموجب سزا یا انعام دیا جاوے - لیکن قدرتی نتائج جنکو
قدرتی سزا یا انعام کہنا چاہیے اونمین بہت اختلاف ہوتا ہے
نہ اون سے کوئی بچ سکتا ہے نہ اونکے پیدا ہونے مین کچھ دیری
ہے نہ اونمین رعایت ہوسکتی ہے - اب ان سے زیادہ
قانون اور کیا معین اور مستقل اور غیر منقلب اثر پیدا کریگا - ہان
البتہ قانون تہیۂ معاش بواسطہ اثر کر سکتا ہے - مثلاً اون آدمیونکی

حفاظت کے لیے قانون بنایا جاے جو محنت کرتے ہیں یا ایسا
قانون بنایا جاے جس سے ان لوگونکو اطمینان رہے کہ انکی
محنت کا نتیجہ انہیں کو ملیگا - یہ البتہ عمدہ فوائد قوانین کے ہیں اور بہت بیشی [illegible]

فصل ۵
قوانین متعلق توفیر معاش

کوئی قانون اسکے لیے نہیں بنایا جا سکتا کہ لوگونکو حکم دیا جاے کہ تم
معاش پر کفایت نکرو بلکہ اسکے توفیر کی فکر کرو - یہ ایک بیکار
مصنوعی وسیلہ ہوگا جبکہ فطرتی وسائل موجود ہیں اور کافی ہیں [illegible]
تمنا ہی مسرت اور متعدد بہیم حوائج اور سخت خواہش خوشی کے
بڑھانے کی ایسے وسائل فطرتی ہیں کہ اگر انسان [illegible]
کی کوشش کو ترقی معاش کی طرف خود بخود رجوع کرتے ہیں
حاجتیں اور مسرتیں یہ ایسے عام دو وسیلے ہیں [illegible]
ایکدفعہ ایک کھلیان بھی جمع کیا پھر روز بروز بھی [illegible]
ہے کہ اس سے زیادہ ہو یہانتک کہ خزانے کے خزانے جمع ہو جائیں
مگر پھر اطمینان نہیں ہوتا - جتنا وسیلہ بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی
خواہش بڑھتی جاتی ہے جیسا کہ افق کا حال ہے کہ جتنا اوسکی
طرف بڑھتے جاؤ وہ اونچا ہوتا جاتا ہے - اور ہر ایک خواہش
کے ساتھ ایک طرف غم ہے اور دوسری طرف خوشی ہے -

دولت جو کہ صرف ایک اضافی شے ہے خواہش کو اور بڑھاتی ہے
جسقدر دولت جمع کرنے کے وسائل بڑھتے جاتے ہین اوسیقدر
ہماری محنت کا اندازہ بڑھتا جاتا ہے۔ جسقدر ہمکو معاوضہ
زیادہ ملتا ہے اوسیقدر ہماری خواہش محنت کرنیکی اور زیادہ
ہوتی ہے۔ پس اب ان قدرتی خواہشون سے زیادہ اور
کیا وسیلہ دولت مین ترقی کرنے کا ہوسکتا ہے۔
یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جن وسیلون سے معاش پیدا ہوتی
ہے اونہین وسائل کے متواتر کام مین آنے سے اوس معاش
کی تھوڑی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جو لوگ توفیر دولت کو
برا کہتے ہین اور اوسکا نام رکھتے ہین "افراط دولت وامارت"
اونھون نے ٹھیک نظر سے دولت کو نہین دیکھا۔ خراب فصلین
اور جنگ وجدال وآفات سماوی وارضی اس کثرت سے معاش
کے ذخیرہ پر حملہ آور ہوتی ہین کہ وہ ملک وگروہ جنکے پاس ضرورت
سے زیادہ دولت موجود نہین ہے وہ ایسی مصیبت مین پڑجاتے
ہین کہ ضروری چیزین اونکو نہین ملتی۔ یہ امر ہمنے وحشی اقوام مین
بہت دیکھا ہے۔ پرانے زمانے مین اکثر ملک ایسے حالات مین پڑچکے
ہین۔ اب بھی اون ممالک مین یہ امر واقع ہوتا ہے جو قدرتی
سرسبز نہین ہین جیسا کہ (سویڈن یا اور ممالک جنمین گورنمنٹ بجائے
اسکے کہ صرف امن وامان مین کوشش کرے تجارت کو منع کرتی ہے۔

لیکن وہ ممالک جنمین دولت بھری ہے اور جنمین گورنمنٹ شائستہ ہے وہ ہمیشہ خوف قحط سے محفوظ رہتی ہین - جیسا کہ انگلینڈ ہے کہ اپنی آزاد تجارت کے سبب سے کھلنے تک جو مہال چیز ہے - سبب حصول اسکے ہین ہمیشہ دولت قحط و تباہی سے ہمکو حفاظت مین رکھتی ہے -

فصل ۶

پیتھالاجکل کلیات جنپر کہ عہدگی مساوات کی منحصر ہی

پیتھالوجی یعنے علم صحت و مرض اجسام یہ ایک طبی اصطلاح ہے ابھی تک اسکا استعمال علم اخلاق مین نہین ہوا اس علم مین بھی اسکی بہت ضرورت ہی گو معنون مین کچھ اختلاف ہو - یہان میری مراد پیتھالوجی سے یہ ہے کہ جس سے انسان کو آثار قلبی و کیفیات باطنی و جذبات اندرونی کا علم حاصل ہو اور یہ معلوم ہو کہ قلب انسانی پر انکے کیا آثار مترتب ہوتے ہین - تمدن جسکی عمارت ابتک صرف ایک نامضبوط بنیاد تعصبات و عقل حیوانی پر قایم کی گئی تھی - اب ضرور ہے کہ ایک مضبوط بنیاد معلومات و تجربہ پر قائم کیجائے اور ضرور ہے کہ ایک اخلاقی مقیاس بنائی جائے جس سے کہ مسرت و رنج کے مختلف درجہ معلوم ہون - یہ ایک بڑی تکمیل کے درجہ کی بات ہے جس تک پہونچنا مشکل ہے مگر یہ البتہ ضرور ہے کہ اس مقیاس کو ہم ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھین - مین جانتا ہون کہ مسرت و رنج پر

بہت قابل غور کرنا ہے ایک [illegible] ہو گی اور
یہ کہا جائیگا کہ انسان کی حالتون [illegible] مسرت و رنج [illegible]
سے دیکھ لینا چاہیے اور صرف ایک اندازہ پر قناعت کرنا کافی ہے
مگر یہ کہنا یا تو ایک کم توجہی سے یا اس وجہ سے ہے کہ مسرت و رنج
اچھی طور سے دریافت ہی نہیں ہو سکتے ہیں۔ بات انسانی اور کوائف
جو قلب انسانی مین پیدا ہوتے ہین ایسے معین ہین کہ جدا ایک علم کا
موضوع بنائے جا سکتے ہین۔ لیکن ابھی تک اسطرف کسی نے توجہ نہین
کی۔ علم طب فزکل پیتھالوجی کی اصول متعارفہ پر قائم ہے اخلاق
جسکو روح کا علم طب سمجھنا چاہیے۔ اور علم تمدن جو ایک عملی حصّہ
علم اخلاق کا ہے اسکو منٹل پیتھالوجی کے اصول متعارفہ پر قائم
ہونا ضرور ہے۔
اِس امر کے دریافت کرنے کے لیے کہ ایک حصّہ دولت کا انسان کی
قلبی مسرت پر کیا اثر پیدا کرتا ہے ضرور ہے کہ اوس دولت کو ہم تین
حالتو نمین خیال کرین۔
(۱) جبکہ وہ ہمیشہ اوسکے ہاتھ مین رہے جسکے پاس وہ تھی۔
(۲) جبکہ وہ اوسکو چھوڑتی ہے۔
(۳) اور جبکہ وہ اوسکے پاس آتی ہے۔
یہ خیال عموماً رکھنا چاہیے کہ دولت کے اون آثار کے ذکر کرنے مین

جو مسرت انسانی پر مترتب ہوتے ہین - دو چیزون کا مجمل طور سے
ہمیشہ تصور ہوتا ہے ایک ہر ایک انسان کی خاص کیفیت قلبی - دوسرے
ظاہری اسباب حالات کا جسمین وہ شخص ہے - اختلاف طبائع کا
دریافت کرنا بھی کامل طور سے محال ہے اور اسی طرح مختلف
اشخاص کے مختلف حالات خارجی کا - کیونکہ دو اشخاص بھی ایسے
نہونگے جنکے ظاہری حالات ایک نوع کے ہون - جبتک کہ ان
دو امور سے ہم قطع نظر نہ کرلین کسی عام کلیہ کا قائم کرنا محالات سے
ہوگا - لیکن گو ان کلیات مین سے ہر ایک کلیہ کسی خاص حالت
مین غلط یا غیر صحیح ثابت ہو لیکن اس سے انکی عام سچائی اور عملی
یوٹلٹی کے خلاف کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی - اِن کلیات
کی راستی کی نسبت یہ امور کافی ہین -

(۱) اگر یہ کلیات بہ نسبت اور تمام دیگر کلیات کے جو اونکی جگہ قائم
کیے جائین زیادہ تر صحت کے قریب ہین -

(۲) اگر بہ نسبت اور ونکے نہایت کم دقت سے یہ کلیات علم
قانون سازی کے بنا گردانے جاسکتے ہین -

(۱) اب ہم کو پہلی حالت پر غور کرنے دو - یعنی مطلب یہ
ہے کہ ہم دیکھین کہ دولت جب صرف صاحب دولت کے
ہاتھہ مین رہے تو اوسکے کیا اثر ہین - اِسکے لیے حسب ذیل کلیات

ہم قایم کرتے ہین ۔

(۱) ہر ایک حصہ دولت کا ایک حصہ متناسبہ مسرت کا رکھتا ہے ۔

(۲) دو اشخاص ہین جنمین دولت برابر نہو جسکے پاس دولت زیادہ ہے اوسکی مسرت زیادہ ہے ۔

(۳) جو زیادہ دولتمند ہے اوسکی زیادتی مسرت اوتنی نہین ہوگی جتنی اوسکی دولت ہین زیادتی ہے ۔

(۴) اسیوجہ سے جسقدر زیادہ اختلاف دو دولتون کی مقدار مین ہے اوتنی ہی اس امر کے امکان مین کمی ہے کہ اون دونون دولتمندون کی مسرتون مین اوسیقدر اختلاف ہو ۔

(۵) جسقدر واقعی مقدار دونون دولتون کی برابری کی طرف مائل ہوتی ہے اوتنی ہی مجموعی مقدار مسرت کی زیادہ ہوتی ہے ۔

دولت سے مراد صرف وہی حالت نہین ہے جس سے انسان دولتمند کہلاتا ہے اس لفظ کے زیادہ وسیع معنی ہین ۔ اسمین ہر چیز شامل ہے جس سے کہ معاش یا اوسکی توفیر پیدا ہو سکے ۔ صرف اختصار کے لیے بجای لفظ حصہ اشیاء دولت کے لفظ حصہ دولت کا استعمال کیا گیا ۔

ہمنے اوپر بیان کیا کہ ہر ایک حصہ دولت کے لیے ایک حصہ متناسبہ مسرت کا ہے اوسکو چاہو یون کہو کہ ایک حصہ متناسبہ موقع مسرت کا ہے

کیونکہ جو امر سبب مسرت کا ہو اوسکا اثر غیر معین ہے یعنی ایک ہی سبب
ہر ایک شخص پر ایک ہی قسم کا اثر نہین کرتا نہ اوسکا ہمیشہ وہی اثر
رہتا ہے — اب یہان اختلاف حالات قلبی و عادات انسانی
اور اونکے حالات جنمین کہ وہ لوگ ہین قابل لحاظ ہین۔

(خلاصہ یہ ہے کہ ایک حصۂ دولت ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے
پاس ہو جسکی خلقی طبیعت اور اوسکے حالات خارجی ایسے واقع
ہوئے ہین کہ جنکی وجہ سے اوسکو کچھ بھی مسرت نہین ہے لہذا
موقع مسرت کے لفظ کو بڑہانا چاہیے یعنی اوہی حصۂ دولت سے
اوسکو بہ مناسبت اوسکے ایک موقع مسرت کا ہے گو خارجی اسباب
وغیرہ ایسے ہون کہ وہ شخص خاص مسرور نہو)۔

دوسرا کلیہ بالکل کلیہ اول کا نتیجہ ہے یعنی جسکے پاس دولت
زیادہ ہے اوسکی مسرت زیادہ ہے — یہ ایک واقعہ ہے کہ تمام
دنیا کے تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے جو شخص اس سے انکار کریگا
اوسیکو مین اس واقعہ کے ثبوت کی شہادت مین پیش کرونگا
اور ان سے کہونگا کہ آپ ضرورت سے زیادہ جسقدر دولت
آپکے پاس ہے وہ ایک دوسرے شخص کو جو آپ سے مانگے عنایت
کر دیجیے کیونکہ آپکے نزدیک تو وہ زائد دولت کچھ حقیقت ہی نہین
رکھتی بلکہ تو جہہ سے دیتے تب اونکو معلوم ہوگا کہ ہان یہ واقعہ ٹھیک ہے

اگر دولت ایسی چیز ہوتی کہ ضرورت سے زیادہ پاکے [illegible]
اور اوس سے کچھ مسرت نہ بڑھتی تو کوئی شخص کبھی اس خواہش [illegible]
کہ ضرورت سے زیادہ دولت جمع کرے اور پھر ہوس دولت دنیا [illegible]
ایک نامعلوم شی ہوتی - تیسرے کلیہ مین کچھ بحث کی ضرورت نہین
ایک طرف ایک ہزار کاشتکارون کو جمع کیجیے جو اپنی بقدر ضرورت
دولت رکھتے ہون اور کچھ زیادہ دوسری طرف ایک بادشاہ کو رکھیے
اگر یہ خیال ہے کہ وہ فکر سلطنت مین متردد ہوگا تو ایک شہزادہ کو
رکھیے کہ جسکی دولت اسقدر ہو جسقدر کہ مجموعی دولت ان ہزار
کاشتکارون کی ہے - اب ہم کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ اسمین شہزادہ
کی مسرت ذاتی ہر ایک کاشتکار کی اوسط ذاتی مسرت سے زیادہ ہو
لیکن یہ ممکن نہین ہے کہ اوسکی مسرت اتنی ہو کہ جتنی مجموعی مسرت
اون تمام کاشتکارون کی ہو یا یون کہو کہ اتنی ہو کہ جو ہزار گنی زیادہ ہو
اونمین سے ہر ایک کاشتکار کی اوسط ذاتی مسرت سے - اگر شہزادہ کی
مسرت ہر ایک کاشتکار کی اوسط ذاتی مسرت سے دس گنی بھی ہو
تب بھی تعجب کی بات ہے جو شخص کہ دولت مین پیدا ہوا اور اسکو
دولت کی مسرت اتنی نہین معلوم ہوگی جتنی اوس شخص کو جسکے
پاس اوسکی پیدا کی ہوئی دولت ہے - یہ پیدا کرنے کی خوشی ہر
جو اسمین زیادہ ہے بہ نسبت دولت مند ہونے کی - یہ آخر قسم کا شخص

اِس زندہ دل سے ہوسون دو ضرورتون سے اپنے ایڑیان لگا لگا کر چلنا پاسے جس سے کہ یہ ایک نامعلوم چیز کی طرف بڑھتا گیا —
پہلی قسم کا آدمی ایک ضعیف ہے نہ کسی مصیبت کا اوسے مقابلہ ہو سکا نہ اوسکو کبھی کوئی فکر ہوتی — دوسری حالت پر غور کرنیکے لیے ہمکو دیکھنا چاہیے کہ جب دولت نئے قابض کے پاس پہلی پہل آتی ہے تو اوسکا کیا اثر ہوتا ہے — بہ ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ امید سے ہم قطع نظر کریں اور ضرور ہے کہ یہ امر فرض کریں کہ یہ توفیر دولت بلا امید صرف اتفاق سے اِس نئے قابض کے ہاتھ آتی ہے —
(۱) ایک حصہ دولت یہانتک تقسیم کیا جاسکتا ہے کہ پھر اوسکا کوئی حصہ مسرت بخش نہ رہے — مثلاً فرض کیا جاسے کہ وہ حصہ ایک کوڑی سے بھی کم مقدار کا ہو جاسے — مگر کچھ ضرور نہیں ہے کہ اِس کلیہ کے سمجھنے کے لیے اِس حد تک تقسیم فرض کیجاسے —
(۲) جب سب حصہ دار دولت کے برابر ہون اور سب کے پاس مساوی دولت ہو — تو جسقدر مساوات سے کہ نئی دولت اِن لوگون میں تقسیم ہوگی اوسیقدر مجموعی مقدار مسرت کی زیادہ ہوگی —
(۳) جب سب حصہ دار غیر مساوی دولت رکھتے ہون تو نئی دولت کی تقسیم اِن لوگون میں جسقدر کہ اوس عدم مساوات کو کمی کیطرف

رجوع کرتی جائیگی اوسیقدر مجموعی مقدار مسرت کی بڑہتی جائیگی۔
تیسرے حالت پر غور کرنے کے لیے ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ جب دولت
اپنے قدیم قابض کے ہاتھ سے جانے لگتی ہے تو اوسکا کیا اثر ہوتا ہے
یہان بھی ہمکو امید سے قطع نظر کرنا چاہیئے۔ اور یہ تصور کرلینا چاہیئے
کہ اس نقصان کی کبھی امید نتھی۔ اور حقیقت مین جسکے پاس دولت
ہوتی ہے اوسکو نقصان کی امید نہین ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ یہی تصور
کرتا ہے کہ وہ اوسکو رکھے گا۔ اور فطرتی قاعدہ یہ ہے کہ جسکے
پاس کچھ دولت ہوتی ہے وہ اوسکے بڑہانے کی فکر کرتا ہے
اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابتدائی حالت انسانی دولت کی دیکھو
اور اب دیکھو۔
(۱) ایک حصۂ دولت کے نقصان سے مسرت انسانی مین کم یا زیادہ
کچھ نقصان ضرور پہونچتا ہے۔ اس نقصان کو کل مقدار مسرت
سے وہی مناسبت ہوگی جو اوس حصۂ ضائع شدہ کو باقیماندہ
حصہ سے ہے جب انسان کی دولت کا ایک ربع جاتا رہیگا تو اوسکی
مسرت کا بھی ایک ربع جاتا رہیگا۔
مگر بہت سے ایسے حالات ہونگے جنمین کہ ایک ہی مناسبت قائم
نہین رہیگی۔ مثلاً اگر کوئی شخص میری دولت مین سے ایک ربع لیلے
اور اوسمین وہ بھی لیلے جو میری قوت لایموت کو لیے ضروری ہے۔ اور ایک

[illegible] بھی [illegible] دولت سب لیلئے مگر اوس قوت لایموت کو میرے لیے
[illegible] ہے تو پہلی صورت مین نقصان مسرت بجاے اسکے کہ دوسری
صورت کی نسبت دوگونہ یا دس گونہ تلو گونہ بلکہ بیحد زیادہ ہوگا۔
(۲) جب یہ پہلا کلیہ تسلیم کر لیا جاے تو جبکہ دولت سبکے پاس برابر
ہو تو نقصان کی تقسیم جسقدر متعدد آدمیون پر کیجاے اوسیقدر
مجموعی مقدار مسرت مین کم نقصان ہوگا۔
(۳) اگر اوس ہی تقسیم کرتے جاؤ تو ہر ایک حصہ نقصان قلیل ہوتا
جاتا ہی یہانتک کہ پھر مجموعی مقدار مسرت کا نقصان ایسا قلیل ہوتا ہے
کہ وہ دریافت نہین ہو سکتا۔
(۴) جب دولت غیر مساوی ہو تو جسقدر نقصان کہ دولت کو
مساوات کی طرف لاتا جائیگا اوسیقدر نقصان مسرت جو اس نقصان
دولت سے پیدا ہوا ہی کم ہوگا لیکن یہان اوس تکلیف سے ہمنے
قطع نظر کر لی ہی جو امن وامان وحفاظت مین خلل آنے سے پہنچی۔
سلطنتین جنھون نے عقل وعلم مین ترقی کی ہی وہ طریقہ مساوات
تقسیم نقصان کو بہت پسند کرتی ہین اور یہی وجہ ہی کہ اونھون نے
بیمہ کے لیے قوانین بناے ہین۔ جو ایک مفید معاہدہ ہے
جس سے کہ لوگ اپنا ایسا تخمینہ کر لیتے ہین کہ وہ حوادث ناگہانی سے
محفوظ رہ سکین۔ یہ جو ایک امکانی حوادث کے تخمینہ پر مبنی ہے
کیا ہی۔ صرف نقصان کی تقسیم کرنا ہے بہت سے لوگون پر تاکہ

وہ نقصان خفیف ہو جائے اور معلوم نہو۔

ایسے ہی خیالات نے سلاطین کو رغبت دلائی ہے کہ وہ خزانہ شاہی سے اُن رعایا کو معاوضہ دیتے ہیں جنہوں نے حوادث ملکی یا جنگ وغیرہ سے نقصان اٹھایا ہے۔ اسکا انتظام (فریڈرک دی گریٹ)[1] سے زیادہ عمدہ کسی نے نہیں کیا ہے۔ یہ نہایت عمدہ خیال ہے جس سے کہ علم معاشرت کو دیکھنا چاہیے۔

کچھ کوششیں ایسے امر میں ہوتی ہیں کہ اُن اشخاص کو معاوضہ ملے جنکو بدمعاشوں سے نقصان پہونچا ہے۔ لیکن ایسی مثالیں اب بھی بہت کم ہیں — یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ مقننین کو اسپر غور کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک وسیلہ ہے جس سے کہ وہ نقصان کالعدم ہو جاتا ہے جو جائداد کو پہونچے — لیکن اس وسیلہ کو مضر ہو جانے سے بچانے کے لیے اسکے استعمال میں نہایت غور ضرور ہے۔ ایسا نہو کہ اس سے لوگوں کے دلوں میں غفلت و ناعاقبت اندیشی پیدا ہو اور جب وہ اپنی حفاظت خود نکریں اور یہ سمجھیں کہ ہمکو تو نقصان کا معاوضہ ضرور ہی ملجائے گا۔ یا فریب اور عمداً اغماض کرنے کی عادت لوگوں میں پڑجائے کہ جو خود جرم کی حد تک پہونچتا ہے — اس طریقہ کی عمدگی صرف اسکے طرز استعمال پر مبنی ہے — لیکن بالکل اسپر غور کرنے سے قطع نظر کر لینا بھی

[1] یہ ایک بادشاہ پروشیا کا تھا ۱۷۴۰ع میں تخت نشین ہوا۔

ایک تساہل محرمانہ ہے۔ یہ اصول جو بیان ہوئے اسیطرح
اوسوقت کام آسکتے ہین جب نقصان کی تقسیم اون اشخاص مین
کیجائے جو بہ نسبت مجموعی کسی ذمہ داری کو اوٹھائے ہوئے ہین
اگر اونکے ہر ایک کے نقصان کی مناسبت ہر ایک کی دولت
کے ساتھہ برابر ہے تو بعد اس نقصان کے بھی ہر ایک کی بہ نسبت
ایک دوسرے سے ویسی ہی رہیگی جیسی کہ تھی۔ لیکن اگر یہ خواہش
ہو کہ اس حالت مین ترقی کیجاے تاکہ مساوات کی طرف میلان
ہو تو ضرور ہے کہ مختلف تناسب اون نقصانون کی تقسیم مین
رکھا جاے۔ ایک برابر حصہ نقصان کا ہر ایک پر ڈال دینا
بلالحاظ حیثیت ہر ایک کی دولت کے یہ ایک تیسرا طریقہ ہے
جو نہ اصول مساوات کے مطابق ہے نہ اصول حفاظت کے
مطابق۔ اسکی زیادہ تفصیل کرنے کے لیے مین ایک مثال
دیتا ہون جسمین دو مختلف حالات شامل ہین اور دو دعویدارون
کے درمیان فیصلہ کرنا ہے جسمین سے ایک دوسرے کو
نقصان اوپنہچاکر نفع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بحث یہ ہے کہ جب
ایک حصہ دولت کا ایک شخص کے ہاتھہ مین بشکل فائدہ آئیگا
تو دوسرے کے ہاتھہ سے جب وہ نکلا ہوگا تو ضرور اوسکی شکل
نقصان کی ہوگی۔

(۱) دو دعویداران مساوی الدولت مین جب ایک کو دولت بشکل

منافع دوسرے کو نقصان پہنچا کے ۔ تو سب سے زیادہ مفید ترشے
یہ ہی سبب ہے کہ اوس شخص کی [illegible] فداری [illegible] جو اوس کے [illegible] دولت
مالک سب سے اور اس [illegible] لی جائے کیونکہ اول تو
جو مقدار دولت کہ باقی رہی اوسکی مناسبت اوس مجموعہ دولت
باقیماندہ سے زیادہ ہے بہ نسبت اوس مناسبت کے جو اوس
مقدار کو اوس مجموعی دولت مزید فیہ سے ہے ۔ پس اس شخص
کا نقصان مسرت زیادہ ہوگا بہ نسبت دوسرے شخص کی زیادتی
مسرت کے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مجموعی مقدار مسرت فریقین کی
جو تھی اوسمیں فرق پڑ جائے گا ۔+
دوسرے یہ کہ نقصان اوٹھانے والا ایک رنج مایوسی کا اوٹھائیگا
برخلاف اسکے کہ دوسرا اگر نہ پاتا تو اوسکو صرف یہ ہوتا کہ ایک نفع
اوسکو نہوا ۔ کسی چیز کے نہ حاصل ہونیکا رنج اوسقدر نہیں ہے
جسقدر کہ ایک موجودہ چیز کے نقصان ہو جانے سے ہوتا ہے
اگر کسی چیز کے نہ ملنے کا ہر ایک انسان کو رنج ہوا کرتا تو انسان
بے انتہا صدمات روزمرہ اوٹھایا کرتا ۔ تیسرے یہ کہ انسان
کو رنج بہ نسبت مسرت کے بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے گو سبب
دونوں کا برابر ہو ۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اگر ایک شخص کی ایک لعل دولت
جاتی رہے تو اوسکو اتنا صدمہ ہوگا کہ اوسکی دولت دوگنی ہو جاتی
تو اتنی مسرت اوسکو نہوتی ۔

+ جوئے پر جو نوٹ لکھا ہے وہ ملاحظہ طلب ہے یہ مثال بالکل اوسی کے متعلق ہے ۔

(۲) اگر دولت برابر نہین ہی تو نقصان اوٹھانے والا زیادہ مفلس ہے اور اِس نقصان کی خرابیان اور بھی بہت بڑھ جائینگی کیونکہ ایک تو عدم مساوات تھی ہی اب وہ اور بھی زیادہ ہو گئی —

(۳) اگر نقصان اوٹھانے والا امیر ہے تو اوس خرابی کا جو اُس نقصان سے ہوئی ہے کسیقدر معاوضہ اسوجہ سے ہو جائیگا کہ اِس نقصان نے اون مختلف دولتون کو مساوات کیطرف رجوع کیا — اِن کُلیون کی مدد سے جو کہ دراصل کُلیات و اصول ریاضی و مسلمات ہندسہ کے مثل ہین — ممکن ہے کہ مضبوط و مستحکم قواعد ہرجہ و معاوضہ نقصان کے نکل آئین — مقننین کا اکثر میلان اِس طرف پایا جاتا ہے کہ مساوات کو بڑہائین اور اوسکا نام رکھتے ہین ایکویٹی جو بہت زیادہ عام اور وسیع المعنی لفظ ہے بہ نسبت لفظ انصاف کے — لیکن یہ خیال ایکویٹی کا عام اور غیر صحیح ہے اور صرف عقل حیوانی پر مبنی معلوم ہوتا ہے دلائل عقلی سے ہمکو اوسکا تعلق ظاہر نہین ہوتا — یہ بہت مشکل و تکلیف دہ کام تھا جسکے ذریعہ سے ایسی طویل اور مشکل بحث چند کلیون کے بیان سے صاف کر دی گئی

فصل ۷
حفاظت

اب ہم سب سے زیادہ ضروری مضمون کا ذکر کرتے ہین یعنی حفاظت

و امن و امان کا بیش بہا چیز اور شایستگی کی پہلی نشانی صرف
قانون ہی پر منحصر ہے - بغیر قانون کے کچھ حفاظت نہیں ہو سکتی
اور جب حفاظت نہو تو توفیر نہیں ہو سکتی اور خود معاش کا
پیدا کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے - اور ایسی صورت مین اگر
کچھ مساوات کا تجربہ دستیاب ہے تو صرف مصیبت کی حالت مین ہے
یعنی سب برابر مصیبت مین گرفتار رہتے ہین - فوائد قانونی
کو بخوبی سمجھنے کے لیے صرف اسقدر کافی ہے کہ ہم وحشیونکی حالت پر
غور کرین - وہ لوگ متواتر ایام قحط مین مصیبتین برداشت کرتے ہین
جن ایام مین کہ اونکی قومین کی قومین تباہ ہو جاتی ہین - اون
لوگونکی باہمی رقابت تلاش معاش مین بڑی بڑی لڑائیون کا
سبب ہو جاتی ہے - اور مثل شکاری جانورونکے آدمی آدمی
کی ہلاکت کا متلاشی رہتا ہے - ان شدید مصائب کا سخت صدمہ
فطرت کے نرم خیالون کو ضعیف کر دیتا ہے - رحم وحشت اور
سنگدلی کے ساتھ ملکر اون لوگونکی ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے جو
معذور و ضعیف ہو جاتے ہین -
اب اون حالات پر غور کرنا چاہیے جو اوسوقت پیدا ہوتے ہین
جب مہذب و شایستہ قومین وحشیانہ حالت پر پہونچ جاتی ہین -
یعنی حالت جنگ مین جن ایام مین کہ قوانین جنسے امن و امان بلکہ
سے ہے معطل محض ہو جاتے ہین - ہر ایک لمحہ ان ایام کا ایک تازہ

مصیبت پیدا کرتا ہے۔ اور ہر ساعت ایسے ایام کی جو آتی جاتی ہے اوسمین معاش کا ذخیرہ اور ملک کی دولت کم ہوتی جاتی ہے چھوٹے چھوٹے اوسیطرح تباہ ہوتے ہین جس طرح کہ محلات شاہی۔ اور ایک منٹ کا غصہ یا تلون مزاجی ایک عمر کی آہستہ آہستہ جمع کی ہوئی دولت کو تباہ کردیتی ہے۔ قانون نے تنہا وہ کام کیا ہے جو تمام فطرتی قوتین جمع ہو کر نہ کرسکتین۔ یہ صرف قانون ہی کا کام ہے کہ قبضۂ شخصی کو معین و مستقل کردیتا ہے جو جائداد کے لیے نہایت ضروری ہے۔ قانون ہی سے ہے جو انسانون کو عادی کردیتا ہے کہ اپنی گردنون کو پیش بینی کی رسی مین باندھ دین۔ یہ اول مین بہت سخت معلوم ہوتا ہے مگر آخر مین بہت آرام بخش ہوتا ہے۔ قانون ہی سے ہے جو انسان کو ہمت دلاتا ہے کہ اپنی ضرورت سے زیادہ دولت جمع کرے جو آیندہ وقتون پر کام آئے۔ جسقدر دنیا مین اسراف پسند لوگ ہین وہ سب کفایت شعاری کے دشمن ہین یعنی وہ لوگ جو چاہتے ہین کہ محنت نکرین اور دولت ملے۔ محنت سست کے لیے تو تکلیف دہ رنج ہے اور غیر صابر کے لیے بہت سست چیز ہے۔ فریب و ناانصافی یہ دونون چیزین فکر مین رہتی ہین کہ نتیجۂ محنت کو اوڑا لیجیے۔ توہین و جبر چاہتے ہین کہ صاف صاف نتیجۂ محنت پر حملہ کیجیے۔ اسیطرح سے حفاظت پر ہر طرف سے

سے حملے ہوتے ہین اور ہر وقت ہوتے ہین اور اسوجہ سے حفاظت
ہزار ون خوفون کے درمیان مین رہتی ہے۔
مقنن کا فرض ہے کہ حفاظت کو ان بے انتہا دشمنون سے کرے
جو کبھی نہین تھکتے بچاتا رہے۔ قانون یہ نہین کہتا کہ تم محنت کرو
مین تمکو اسکا عوض دونگا بلکہ وہ اسقدر کہتا ہی کہ تم محنت کرو مین تمھاری محنت کی
کو تمھارے لیے محفوظ رکھونگا جسکو کہ بغیر میرے تم نہین بچا سکتے ہو مین ہر ایک دوسرے
ہاتھ کو گرفتار کرونگا جو بیجا دست درازی کرے گا کہ تمسے اوسکو
چھین لے۔ محنت پیدا کرتی ہے، مگر قانون اوس پیداوار کی
حفاظت کرتا ہے۔ گو پہلے ہم محنت کے مشکور ہوتے ہین مگر
بعد اوسکے ہر لمحہ ہمکو قانون کا مشکور ہونا چاہیے جو اوس
ثمر محنت کو بچاتا رہتا ہے۔
اس امر کو کہ کہانتک اصول حفاظت کو توسیع دیجاوے صحیح
طریقہ سے خیال کرنے کے لیے ہمکو ضرور ہے کہ ہم یہ جان لین
کہ انسان کے خیالات مثل حیوانات کے صرف موجودہ حالت
پر محدود نہین ہین۔ نہ اونکی خوشی نہ اونکا رنج کوئی چیز صرف
زمانہ حال ہی سے متعلق نہین ہی بلکہ اوسکو ایک قوت دیگئی ہے
جس سے کہ وہ زمانہ آیندہ کی حالات پر غور کرتا ہی اور اوس سے
رنج یا مسرت اوٹھاتا ہی اور اسوجہ سے یہی کافی نہین ہی کہ اوسکو صرف
موجودہ نقصان سے ہم محفوظ رکھین بلکہ ضرور ہی کہ

جہانتک ممکن ہو اوسکو آیندہ نقصانات سے بچانے کی فکر کرین۔
ضروری امر یہ ہے کہ اوسکی حفاظت کو ہم ایسا وسیع کرین کہ
جسقدر دور تک وہ دیکھے اپنے تئین محفوظ پاوے۔
یہ تپش بھی جسکا کہ ہمنے اوپر ذکر کیا جسکا ایک قوی اثر حیات
انسانی پر ہوتا ہے اسی کا نام ہی امید اسیوجہ سے یہ بات ہے
کہ ہم ایک بڑا سلسلہ تدابیر کا بتاتے ہین اسی سے یہ امر ہے کہ تمام
اجزائے مسلسل ہماری عمر کے ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہین
امید ایک ایسا رشتہ ہے کہ وہ ہماری اس حیات دنیوی کو اوس
حیات جاودانی سے ملا دیتا ہے اور ایک ایسا سلسلہ ہے جو
ہمسے گذر کر ہماری آیندہ نسل تک پونہچتا ہے انسان کے
خیالات اس سلسلہ سے تمام کڑیون تک پونہچتے ہین۔
اصول حفاظت ان تمام امیدون کے بچانے اور محفوظ رکھنے
مین کوشش کرتا ہے۔ اسکیلیے ضرور ہے کہ واقعات جسقدر
کہ قانون پر مبنی ہین وہ مطابق ہونا چاہئین اون امیدون
کے جو خود قانون سے پیدا ہوتی ہین۔ ہر ایک نقصان جو
اُن امیدونکو پونہچے اوس سے ایک جداگانہ خرابی پیدا ہوتی
ہے جسکا نام ہے اَلمِ مایوسی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ مقننین کے
خیالات پیچیدہ ہین اونھون نے ابھی تک اس خیال پر بہت
توجہ رجوع نہین کی جو انسان کی زندگی پر ایسا قوی اثر رکھتا ہے۔

اونکے اثبات مین امید کی لفظ ہی کہین نہین دکھائی دیتی — اونکی تصنیفات مین اس قسم کی بحث ہی نظر نہین آتی — گو اسمین شک نہین ہے کہ اونھون نے اسکی پیروی بعض بعض حالات مین ضروری سہے مگر یہ پیروی اونھون نے صرف عقل حیوانی کی وجہ سے کی ہے نہ دلائل عقل سے اگر وہ اسکی عمدگی کو جانتے تو وہ خاص اسکا ذکر کرتے بجائے اسکے کہ یون ہین چھوڑ دیتے —

فصل

جائداد

قانون کا اصلی فائدہ سمجھنے کے لیے ہمکو ضرور ہے کہ پہلے ہم یہ جانین کہ جائداد کیا چیز ہے — آپکو معلوم ہوگا کہ دنیا مین کوئی چیز ایسی نہین ہے جو قدرتی جائداد ہو بلکہ یہ بالکل ایک قانون کی بنائی ہوئی چیز ہے — جائداد کوئی چیز نہین ہے صرف امیدون کی بنا ہے امید اس امر کی کہ ایک خاص چیز جو ہمارے قبضہ مین کہی جاتی ہے بوجہ اوس تعلق کے جو ہمکو اوس سے ہے ہم اوسکی وجہ سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین جائداد پر خاص کوئی نشان نہین ہوتا ہی جس سے معلوم ہو کہ وہ کسیکی جائداد ہی یعنی کسیکی ملکیت ہی یہ جائداد ہونا یا ملکیت شئی ایک ذہنی چیز ہی ایک تصور ہی اون امیدون کا جو ہم اوس چیز پر قائم کرتے ہین مثلاً گھوڑا اوسپر کوئی ایسا قدرتی نشان نہین ہی جس سے معلوم ہو کہ یہ ہمارا ہی بلکہ صرف یہ تعلق جس سے کہ ہمکو یہ امید قائم سہے کہ جب ہمکو ضرورت ہوگی

ہم اوسپر سوار ہونگے جب ہمکو ضرورت ہوگی ہم اسکو بیع کر ڈالینگے
یہی امید ہے جسکا نام جائداد ہے - ایک چیز کو اپنے ہاتھ
مین رکھنا - اپنے پاس رکھنا - بنانا - بیچنا - اوسمین ایسا تغیر
کرنا جس سے کہ وہ دوسری چیز ہو جائے اوسکا استعمال کرنا
- انمین سے کوئی چیز یا یہ سب چیزین ملک ملکیت کے معنی
یا خیال کو ظاہر نہین کرتین - ایک گھوڑا جو امریکہ مین ہو
ممکن ہے کہ تمھاری ملکیت ہوا ور جو لباس کہ تم خود پہنتے ہو ممکن
ہے کہ تمھاری ملکیت نہو - غذا جو تمھارے جسم مین جزو بدن ہوگئی
ہے ممکن ہے کہ کسی دوسرے کی ہو جسکو کہ تمکو اوسکا حساب
دینا ہے - ملکیت جائداد صرف ایک امید ہے اور ایک خواہش
ہے اس امر کی کہ فلان فلان فائدہ اوس چیز سے اوٹھانا
چاہیے جو ہمارے قبضہ مین ہے - اب یہ امید اور یہ خواہش
صرف قانون ہی کے سبب سے پیدا ہوتی ہے - اپنی ذاتی
چیز کی نسبت بھی ہمکو کامل یقین ملکیت کا نہین پیدا ہوسکتا
جبتک کہ قانون ہمکو یقین نہ دلائے کہ وہ چیز ہماری ہے -
یہ صرف قانون ہے کہ جسکی وجہ سے ہم اپنے فطرتی ضعف کو
بھول جاتے ہین - یہ صرف حفاظت قانونی کا سبب ہے
کہ ہم اس لائق ہین کہ اپنے کھیتون کو گھیر لین اور اوسکے بونے
جوتنے مین مصروف ہون اور یقین رکھین کہ اوسکی پیداوار ہمکو

ملے گی۔ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ وہ کون چیز ہے کہ
جو قانون کا اصول ہو۔ اور جسپر قانون کو مبنی کرنے سے
قانون جائداد کی حفاظت کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ کیا آدمی
ابتدائی حالت میں ایک قدرتی امید کسی چیز کی ملکیت کی
نہیں رکھتے تھے وہ امید کہ جو اوس مبدا سے نکلی تھی جو
قانون کے وجود سے بھی پیشتر تھا۔ ہاں بیشک رکھتے تھے
اور یہ امر ہمیشہ رہے گا کہ انسان اپنی طاقت سے اور اپنے
وسائل سے اپنے قبضہ و ملکیت کو محفوظ رکھے۔ لیکن ایسی صورتیں
بہت کم ہیں۔ ایک وحشی آدمی اگر ایک ہرن کا شکار کر لاوے
تو بیشک ممکن ہے کہ جبتک اوسکا جھونپڑا پوشیدہ رہے اوسکو
اس امر کی امید رہے کہ وہ اوس شکار کو دوسرون سے
بچا سکے یا جبتک کہ وہ کافی قوت حفاظت کی رکھتا ہے اور
اوسکا غنیم اوس سے کمزور ہے اوسوقت تک وہ امید رکھ سکتا
ہے کہ وہ اپنے شکار حاصل کردہ کی حفاظت کر سکے لیکن اس سے
زیادہ اوسکو کوئی امید نہیں ہے۔ پس کیا تکلیف دہ اور
غیر معین قبضہ ہی تھا اگر ان وحشیون کو کچھ تھوڑا سا بھی عہد و پیمان
کا وجود ہو کہ ایک کی حاصل کی ہوئی چیز دوسرا نہ لے سکے۔ تو یہی
اصول ہے جسکا ہم اور کچھ نام رکھین بجز قانون کے اور یہی قانون ہے
ایک ضعیف اور ناتوان امید ممکن ہے کہ ہر حالت میں پیدا ہو مگر مضبوط اور مستحکم

امید صرف قانون سے پیدا ہوتی ہے جو ابتدائی وحشیانہ حالت
مین صرف ایک رشتہ ضعیف ہوتا ہے مگر اس تمدنی حالت مین
ریسمان قوی ہو جاتا ہے۔ ملکیت جائداد اور قانون ساتھ
ہی پیدا ہوئے ہین اور ساتھ ہی مرینگے۔ جب قانون نتھا تو
ملکیت جائداد نتھی۔ اب قانون کو معدوم کردو ملکیت جائداد
معدوم ہو جایگی۔ جائداد کے لحاظ سے حفاظت کے معنی
یہ ہین کہ وہ کوئی ضرر کوئی نقصان اوس امید کو نہین پہونچنے دیگی
جو قبضہ جائداد کی بابت ہی اور جو قبضہ کہ صرف قانون پر مبنی ہی۔
مقننین کو چاہیے کہ وہ اس امید کی بڑی قدر کرے جو اوسنے خود
پیدا کی ہے۔ اگر وہ اوس امید کی مخالفت نہین کرتا تو گویا وہ
سوشیل مسرت کو بڑہاتا ہے اگر وہ اوسمین خلل ڈالتا ہے تو وہ
اوسی قدر نقصان پیدا کرتا ہے۔

فصل ۹
جواب ایک اعتراض کا

شاید قوانین ملکیت جائداد اونھین لوگون کے لیے مفید ہون جو
جائداد رکھتے ہین لیکن اون لوگون کے لیے جو غریب ہین مضر ہون
شاید ایک محتاج آدمی بدتر حالت مین ہوجاے بہ نسبت اوس حالت
جو قبل وجود قانون کے اوسکی ہوتی۔ لیکن سمجھنا چاہیے کہ قانون
نے دولت کے پیدا کرنے مین دولت کو صرف بمناسبت مفلسی

دتباہی کے پیدا کیا ہے - تباہی و مفلسی قانون کی پیدا کی ہوئی
چیزین نہین ہین - یہ تو انسان کی ابتدائی حالتین ہین - جو آدمی
کہ صرف روزانہ پیداوار پر بسر کرتا ہے اور ہر روز اوسی روز کی
ضرورت کے موافق پیدا کرتا ہے اور کھاتا ہے وہ اپنی ابتدائی
اصلی حالت وحشت مین ہے - اسکو مین تسلیم کرتا ہون کہ غریب
آدمی شایستہ جماعت مین بغیر تکلیف وہ محنت کے کچھ پیدا نہین
کر سکتا - لیکن کیا ابتدائی وحشیانہ حالت مین کوئی وحشی بھی
بلا محنت کچھ پیدا کر سکتا تھا کیا شکار مین محنت نہتی کیا مچھلی مارنے
مین خوف نہوتا تھا کیا جنگ خوفناک حالت نہتی ؟ - اور اگر
انسان اِس خوفناک کامون کو پسند کرتے ہین اور اگر وہ
ایسی خطرناک باتون سے محبت رکھتے ہین اور اگر وحشی نہایت
مسرت سے اِس کاہلی کی حالت مین رہتے ہین - تو کیا ہمکو
ضرور ہے کہ ہم اِس سے یہ نتیجہ نکالین کہ وہ ہمارے کاشتکارون
سے زیادہ خوش رہتے ہین نہین ہرگز نہین - گو اِن کاشتکارون کی
محنت ویسی ہی ہے لیکن اونکا معاوضہ معین ہے - اِنکی عورتون
کی قسمت لاکھہ درجہ اچھی ہے - طفلگی و پیری مین بھی زندگی
کے لیے زیادہ سہارا رہتا ہے نسل ہزار گنی زیادہ بڑھتی ہے
پس اِس سے صاف معلوم ہوجائیگا کہ زیادتی مسرت کس طرف ہے -
اِس طرح سے قانون دولت کے پیدا کرنے مین اون لوگون کو

بھی فائدہ پونہچاتا ہے جو فطرتی ابتدائی افلاس مین رہتے ہین —
سب لوگ تھوڑا یا بہت اوس مسرت سے اور تمدنی ذخیرہ سے
مستفید ہوتے ہین - محنت اور سعی غریبون کی اونکو بھی ایک
امیدوار دولت کا بناتی ہے - کیا اونکو حصول دولت کی مسرت
نہین ہوتی؟ کیا اونکی محنت کے ساتھہ امیدین شامل نہین ہین؟
کیا حفاظت جو قانون سے حاصل ہوتی ہے اونکو فائدہ نہین
پونہچاتی؟ جو مینار کے اوپر سے نیچے کی چیزون کو دیکھتے ہین اونکو
ہر چیز چھوٹی معلوم ہوتی ہے لیکن اگر مینار کے نیچے سے دیکھو تو
پھر مینار کی چوٹی خود چھوٹی معلوم ہونے لگتی ہے - مقابلہ کا کبھی
خیال بھی نہین ہوتا اور اوس چیز کی خواہش جو محال ہے کبھی
دلکو تکلیف نہین پونہچاتی - لہذا ان سب باتون کو خیال کرکے
دیکھو تو قانون جیسے ایک جھونپڑے کی حفاظت کرتا ہے ویسا ہی
ایک محل کی - بڑے تعجب کی بات ہے کہ بیکاریا* یا ایسے لائق
مصنف نے اپنی کتاب مین جو تمام اصول حکیمانہ سے بھری ہے
ایک ایسا شبہہ مندرج کردیا ہے کہ جس سے تمام سوشیل نظام
کالعدم ہوجاتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ حقیت جایداد ایک بہت تکلیف دہ
چیز ہے اور جسکا وجود شاید کچھہ ضروری نہین ہے —

* جان بیکاریا ایک حکیم تھا شہزادہ سارڈینیا کا استاد تھا قوت مقناطیسی پر اوسنے بہت لکھا ہے [illegible]
مین پیدا ہوا اور [illegible] مین مرا —

تمام ظالمانہ اور خونی قوانین اسی استحقاق اور حقیت پر مبنی ہین —
غرضکہ اوسنے اس اصول کی نہایت مذمت کی ہے لیکن درحقیقت
حقیت و ملکیت ہی مسرت وافراط اور حفاظت کا خیال پیدا کرتی ہے
یہ بھی وہ چیز ہے کہ جسنے شجاعی کاہلی کو دفع کر دیا اسنے انسان کو دنیا
کی سلطنت عطا کی اسنے انسانون سے آوارہ وطنی کی عادت
چھوڑا دی، اسی نے انسان مین حب الوطنی اور اپنی اولاد کے
لیے بیش بہنی پیدا کر دی — انسان کی اکثر خواہش یہ ہوتی ہے
کہ بغیر محنت کے مسرت حاصل کرے اور جلد حاصل کرے — یہی
خواہش ہے جو تکلیف دہ ہے — اسی نے اون تمام قومون کو
جنکے پاس کچھ نتھا بمقابلہ اون لوگون کے جنکے پاس کچھ تھا مسلح
کر دیا — جو قانون کہ اس خواہش کو روکتا ہے وہ گویا انسانیت کو
خود انسانیت پر غالب کرتا ہے

فصل ۱۰

تفصیل اون نقصانات کی جو اصول حفاظت کو نقصان پہونچانے سے پیدا ہوتے ہین —

اب ہمکو یہ معلوم ہو گیا کہ معاش کا وجود منحصر ہے قوانین پر جو ہمکو یہ اطمینان
دلاتے ہین کہ ہماری محنت کا نتیجہ ہم ہی کو ملے گا —

لیکن ضرور ہے کہ اول اون افراد کا بیان مفصل کیا جاے جو
ماہیت و حیثیت مین نقصان پونہچنے سے مترتب ہوتے ہین
اونکی چار قسمین ہوسکتی ہین۔

(۱) مضرت عدم حصول شی۔ اگر حصول ایک مقدار دولت
کا ایک قسم کی بہتری اور مسرت ہے تو اس سے یہ معمولی
نتیجہ نکلتا ہے کہ عدم حصول اوسکا ایک خرابی اور ضرر ہے
گو یہ ضرر منفی قسم کا ہے۔ پس اسوجہ سے اگرچہ وہ لوگ جو کل
حالت افلاس مین ہین اونکو کوئی خاص رنج کسی قسم کی چیز
کے عدم حصول کا جسکو وہ نہین جانتے ہو لیکن اسمین کوئی
شک نہین کہ اونکی اوس مسرت کا نقصان ہوتا ہے جو
اونکو اوسوقت حاصل ہوتی جبکہ وہ چیز اونکو ملجاتی
جو کہ ہمارے پاس ہے۔ نقصان کسی حصہ مسرت کا گو ہمکو
اوسکا علم نہو مگر تاہم نقصان ہی کیا۔ آپ ہمکو نقصان نہ پونہچایئگے
اگر آپ کوئی غلط بیانی کرکے ہمارے کسی دوست کو روک دیجیے
کہ وہ ہمکو وہ چیز نہ دے کہ جسکی ہمکو امید نتھی (عدم امید کی اسوجہ
سے شرط لگائی کہ اگر ہمکو اوس چیز کے ملنے کی امید تھی اور کسی نے
اوسکو روک دیا تو گویا اوسنے ہماری امید کو توڑ دیا اور اسوجہ سے
دوسرا رنج پونہچایا جسکا اس مقام پر کچھ ذکر نہین ہے) یہان نقصان
ایک منفی قسم کا ہے یعنی تمہارے سبب سے وہ چیز ہمکو نہ ملی جو

ہمکو ملتی گو ہمکو اوسکی پہلے سے کوئی امید تھی۔

(۲) نقصان ہوجانے کا رنج۔ جو چیز ہمارے پاس ہو جو ہے یا جسکا کہ ہمکو حق ہے ہم ہمیشہ یہ خیال کرتے ہین کہ وہ ہمارے ہی لیے ہے اور ہم اوسکو ہمیشہ اپنی تمام امیدون کا ذریعہ اون لوگون کی امیدون کا جو ہمارے محتاج ہین ہمارا سمجھتے ہین۔ اور ہم تمام اپنی زندگی کے حساب کو اوسی کے رو سے قایم کرتے ہین۔ ہر ایک حصہ ہماری جایداد کا علاوہ اپنی ذاتی قیمت بازار کی ایک خاص قیمت رکھتا ہے بلحاظ اوس محبت کے جو ہمکو اوس سے ہے۔ مثلاً وہ ہماری موروثی ہے۔ یا وہ ہماری خاص محنت کا معاوضہ ہے۔ یا اوس سے ہماری آیندہ نسل کی پرورش متصور ہے۔ ہر ایک حصہ اوس چیز کا ہماری آنکھون مین ہمارے دل کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا ہے جو ہمنے اوسمین شامل کردیا ہے۔ وہ حفاظت جو ہمنے اوسکی کی ہے وہ محنت جو ہمنے اوسکے حاصل کرنے مین اوٹھائی ہے وہ نقصان جو ہمنے اپنی راحتون کو پونہچا کر اوس چیز کو بچا رکھا ہے یہ سب گویا ہمارے دل سکے ٹکڑے ہین جو اوس چیز مین شامل ہین۔ اسیطرح سے جایداد گویا ایک حصہ ہماری حیات کا ہوجاتی ہے جو ہمسے نہین جدا ہوسکتی بجز اسکے کہ گویا ہمارے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا جاوے۔

(۳) نقصان اٹھانے کا خوف - اوس چیز کا رنج
جو ہمارے پاس سے جاتی رہی اوس تکلیف کو بھی شامل ہے
جو ہمکو اِس امر کے خیال سے پیدا ہوتی ہے کہ جو چیز اب ہمارے
پاس موجود ہے وہ بھی نہ جاتی رہے اور جو اب ہم پیدا
کرین وہ بھی گم ہوجاوے - کیونکہ بڑا حصہ معاش و توفیہ
معاش کا مرکب ہے اون اجزا سے جو جلد فانی ہین -
آیندہ کے محاصل موجودہ محاصل کے واسطے ایک علاوگا
ہین - جبکہ امن و امان و حفاظت نہین ہوتی تو ہم اون
چیزون سے اپنے تئین مستفید نہین کرسکتے جو ہمارے
پاس موجود ہین - اوس چیز کے حفاظت کی فکر ہمکو ہر نوع
خیالات مین ڈالتی ہے اور پھر اطمینان نہین ہوتا کہ ہم
اوسکی حفاظت مین کامیاب ہونگے - خزانہ کے خزانے
زمین مین چھپا دیے جاتے ہین یا ایک جگہ سے دوسری
جگہ لیے بھاگے جاتے ہین - عیش ایک غمناک پیدا
تباہی کی چیز ہوجاتا ہے عیش کا سامان اس خوف سے
کہ ایسا نہو کہ طامع و حاسدین اوسکو لوٹ لین ہلا
کیا جاسکتا -

(۴) محنت کا کالعدم ہوجانا - جبکہ ہمکو نا امید
کہ ہم اپنی محنت کے پھل کو اپنے لیے محفوظ نہین رکھ

تو اس صورت مین ہمکو بھی مناسب معلوم ہوگا کہ ونکا
پیدا کیجیے اور رکھا لیجیے اور یہ خیال پیدا ہوتا کہ ایسی چیز کے
پیدا کرنے سے کیا فائدہ کہ ہم اپنی محنت سے پیدا کرین اور
وہ دشمنون کے کام آوے۔ اور علاوہ اسکے صرف خواہش
ہی محنت کرنے کی کافی نہین ہے وسائل بھی ہونا چاہیے
جبکہ ہم منتظر ہین کہ اپنی محنت کے پھلون کو توڑین تو اسکے
لیے اوسوقت تک ہمارا زندہ رہنا بھی ضروری ہے۔
ممکن ہے کہ ایک نقصان میرے کام کرنے کی لیاقت کو
گھٹا دے مگر میری محنت کرنے کی خواہش ویسی ہی رہے
۔ اسی طرح سے تین پہلی خرابیان تو اسے منفعلہ انسان
پر اثر کرتے ہین اور چوتھی خرابی تو اسے فاعلیہ انسانی پر
موثر ہوتی ہے اور اونکو سست کر دیتی ہے۔ اس تفصیل
سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پہلی دو خرابیان صرف
اون ہی اشخاص تک رہتی ہین جنکو نقصان پونہچا ہے
لیکن دوسری دو خرابیان گردہ اشخاص کو نقصان
پونہچاتی ہین اور اونکا اثر زیادہ دور تک پونہچتا ہے۔
جہان ایک شخص کی جائداد کو نقصان پونہچا تمام وہ لوگ جو
صاحب جائداد ہین خطرہ مین پڑجاتے ہین۔ یہ حالت
ایک جوارتے دوسرے جوار مین بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ

ملک کا ملک اسی مین مبتلا ہوجاتا ہے - طاقت اور خواہش کا اجتماع محنت کی پوری تکمیل کے لیے ضروری ہی - خواہش منحصر ہے حوصلہ وہمت پر طاقت منحصر ہے وسائل پر - یہی وسائل اصطلاح سیاست تمدان مین پولٹیکل کیپٹل کہلاتے ہین - یعنی سرمایہ ترقی - ایک شخصی حالت مین یہ مایہ ترقی صرف ایک نقصان سے ضائع ہوجاسکتی ہے مگر ہمت محنت کرنے کی نہین جاتی بلکہ ضعیف بھی نہین ہوتی - لیکن قومی صورت مین اوس قوم کی کل مایہ ترقی کا ضائع ہوجانا محالات سے ہے الا ایسے منحوس وقت کے آنے سے بہت پیشتر ممکن ہے کہ ہمت پر کچھہ نقصان آ جاے - اور محنت کرنے کا حوصلہ سست ہوجاے باوجودیکہ قدرتی سرسبزی و زرخیزی ملک کی موجود ہو - لیکن خواہش کے بڑہانے والے اسباب اسقدر موجود ہین کہ باوجود نقصانات اور نا امیدی کی خواہش پر کم نقصان پونہچتا ہے - ایک غیر مستقل مصیبت گو کتنی ہی بڑی ہو مگر محنت کرنے کی ہمت کو معدوم نہین کرتی - اکثر دیکھا گیا ہے کہ بڑی مہلک لڑائیون کے بعد بھی جسمین قومین کی قومین تباہ ہوگئین محنت کی خواہش موجود رہتی ہے - جیسی کہ ایک مضبوط سرسبز درخت کی حالت ہی کہ اوسکی تمام شاخین کسی طوفان مین گر جائین مگر پھر نئی شاخین نکال کر ابھر آتا ہے - کوئی چیز ہمت کو مار ڈالنے والی نہین ہے بجز اون اسباب کے

جو خانگی اور مضبوط و مستقل ہین مثلاً ظالم سلطنت خراب تمدن اور
متعصب مذہب جو آدمیون کو اونکے ملک سے نکال دینے والے
یا ایسے انتہا درجہ وہم پرستین جو انسان کو بیوقوف کردیتا ہے
پہلا حملہ خرابی کا - فوراً ایک خوف پیدا کرتا ہے - بعض مستقل
ہمتین تو فوراً ضعیف ہوجاتے ہین -
دوسرا حملہ - جو فوراً ہی اسکے بعد ہوتا ہے وہ ایک بڑا خوف
پھیلاتا ہے - اسمین بڑے بڑے پیش بین اور عقلا کی ہمتین
گھٹ جاتی ہین اور رفتہ رفتہ وہ اپنی معین روش کو چھوڑتے
جاتے ہین - جس جس طرح یہ حملے ہوتے جاتے ہین اور ظلم کا
طریقہ پھیلتا جاتا ہے انتشار بڑھتا جاتا ہے لوگ خستہ ہوتے
جاتے ہین - جو بھاگ جاتے ہین اونکی جگہ کوئی آباد نہین ہوتا
جو رہ جاتے ہین وہ سست و کاہل ہوجاتے ہین - اس طرح
محنت کی عادت ان پیہم بلاؤن کے طوفانون سے معدوم
ہوجاتی ہے -
ایشیاے کوچک - یونان - مصر - افریقہ - کے سوانح
جو زمانہ سلطنت روم مین کیسی زرخیز آباد تجارت گاہ تھی اب
ٹرکی کی خود مختار سلطنت سے کیسی تباہ ہوگئی محلات شاہی
جھونپڑے ہوگئے شہر کے شہر گورد یہہ بنگئے - اوس گورنمنٹ
نفرت خیز نے کبھی یہ خیال نکیا کہ ملک دولتمند نہین ہوسکتا جبتک

کہ اوسکی دولت کی حفاظت نہ کیجا سکے اور سنے اپنے لیے صرف
دولت کی الی رکھیں۔ لوگوں سے روپیہ لینا اور اونکو موقوف
بنانا۔ اس طرح سے عمدہ ترین ممالک ان وحشی قبائلوں کے
ہاتھ سے اوجڑ کر کے تباہ ہو گئے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ
خرابیاں صرف غیر قوموں کے سبب سے ہوتی ہیں خانگی
قومی لڑائیاں قدرتی تباہیاں دولت کو تباہ کرتی ہیں ہنر کو
ضائع کر دیتی ہیں اور ملک کو خاک سیاہ کر دیتی ہیں لیکن
مسدود لنگرگاہیں پھر کھل جاتی ہیں آمد و رفت پھر
جاری ہو جاتی ہے صنعت پھر زندہ ہوتی ہے شہر اپنی
تباہی کی حالت سے پھر نکلتے ہیں سب خرابیاں ٹھیک
درست ہو جاتی ہیں اگر آدمی انسانیت کی حالت پر رہ جائیں

لیکن ایسے ملکوں میں جہاں مدتوں سے امن و امان
و حفاظت کا نام نہیں ہے اور اس وجہ سے انسانوں میں قوت
محنت ضائع ہو گئی ہے۔ انسان کا نام نہیں رہتا۔
اگر ہم اس وبائی بلا کی تاریخ جاننا چاہیں تو ہمکو معلوم ہوگا
کہ پہلے یہ بلا ان گروہوں پر آتی ہے جو خوش و خرم ہیں
پہلے تباہی دولت پر پہنچتی ہے جو دولت کہ بظاہر زیادہ
از ضرورت ہے رفتہ رفتہ گھٹتی جاتی ہے۔ بے انتہا حاجت
باوجود موانع انسان کو اپنا مطیع بناتی ہے لوگ زندہ رہتے ہیں

لیکن جب انسان صرف زندگی پر قانع ہو گیا تو محنت اور
حوصلہ بانا رہتا ہے علاوہ اسکے تو فیہ معاش کچہ معاش
سے بالکل جداگانہ کوئی چیز نہین ہے کہ ایک پر آفت آئے
اور دوسری کو ضرر نہ پہونچے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک
شخص اوس دولت کو ضائع کرتا ہے جو اوسکی ضروریات
سے زاید تھی تو اوسیوقت اور لوگون کی ضروری معاش پر
بھی ضرر پہونچتا ہے۔ کیونکہ تمدنی سلسلہ ایسا پیچ در پیچ دنیا
مین چلا جاتا ہے کہ ایک شہر مین ایک شخص کی زاید دولت
شہر کی دوسرے لوگون کی عین معاش ضروری ہے۔
(مثلاً ایک شخص امیر ہے دس خدمتگار اوسکے نوکر ہین جو کچہ کہ وہ اونکو
دیتا ہے اوس امیر کی تو وہ زاید دولت ہے لیکن ان بیچارے
خدمتگارون کی وہ عین معاش ہے)۔
اب دوسری حالت دیکھیے جو بہت قابل مسرت و قابل غور ہے
وہ کیا ہے امن و امان کی حالت ہے اور سرسبزی ہے جو امن امان
کے ساتھ رہتی ہے۔ شمالی امریکا مین ان دونون حالتون کا
ٹھیک معاملہ ہو سکتا ہے وحشی حالت اور مہذب حالت
دونون وہان موجود ہین۔ اوس وسیع ملک کی اندرونی
حالت کو اگر دیکھیے تو خوفناک ویرانہ گنجان جنگل وسیع میدان
سے غیر جاری مقامات پانی سے کٹے اور ناپاک ہوا و ناہموار راستے

پاسے جاتے ہین۔ جب زمین بالکل وحشیکی حالت پر چھوڑ دیجاتی ہے تو اوسکا یہ ہی حال ہوتا ہے۔ وحشی خوفناک قومین بھری ہوئی ہین جو ہمیشہ شکار مین مصروف رہتی ہین اور یہ ہی اونکی خوراک ہے اور آپسمین لڑا کرتی ہین اور یہ ہی اونکی باہمی ملاقات ہے اور اکثر ایک قوم دوسری قوم کی تباہ کردینے مین کامیاب ہوتی ہے۔

وہانکے بہایم انسان کے لیے ایسے خوفناک نہین ہین جیسے کہ خود وہانکے انسان ہین۔ لیکن اوس وسیع ملک کے کنارونکی بالکل ایک دوسری حالت ہے۔ اور اسوجہ سے ہم ایک ہی نظر سے دو سلطنتون اور ملکون کو دیکھ سکتے ہین جنمین سے ایک تہذیب کی سلطنت ہے اور دوسری وحشت کی۔ جنگلون مین کھیت ہوگئے ہین کاشتکاری ہو رہی ہے۔ دلدلین خشک ہوگئی ہین وہانکی سطح زمین سخت ہوگئے ہین اوسپر ہری ہری گھاس لگی ہے جسکو مویشی چرتے ہین۔ مکانات بنے ہین۔ ہوا وہانکی صحت بخش اور فرحت انگیز ہے۔ آباد شہر برابر سطحات زمین پر بسے ہین۔ اونکے درمیان مین آمد و رفت کے لیے سڑکین بنی ہوئی ہین وہانکی ہر ایک چیز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہانکے انسان ایک دوسرے سے ملنا چاہتے ہین اونمین اب باہمی قتل و جنگ کا خوف باقی نہین رہا ہے۔ بندرگاہین جہاز و کشتیون سے بھری ہین اور ممالک دور و دراز کے اشیا وہان آتی ہین

اور ہر قسم کی دولت کا مبادلہ ہوتا ہے اور اون شکاریوں کی قوموں کی جگہ پر جو ہمیشہ قحط و لڑائیوں میں گرفتار رہتی تھیں اب دو قومیں ہیں جو امن و امان سے اپنی توفیر معاش کے لیے محنت کیا کرتی ہیں — یہ عجیب بات کسنے کی — کسنے سلطنت میں کو بالکل بدل دیا — کسنے انسان کیا اور قدرتی حالت سے بہتر حالت عمدگی و بہتری کی سلطنت عطا کی؟ — یہ وہ ہی ہے جسکا نام حفاظت امن و امان ہے — یہ ہی ہے جسنے اسقدر انقلاب کر دیا — اور کیسا جلد اسکا عمل ہوتا ہے — ابھی دو سو برس بھی نہیں ہوئے کہ ولیم پن اس ساحل پر چند لوگ فتاح لیکر اوترا تھا — یہ لوگ امن پسند تھے — جنھوں نے اپنے دامن کو خون میں آلودہ نہیں کیا اور جنکی عزت اونکی نیکیوں اور انصاف پسندی سے ہوئی

فصل ۱۱

مخالفت درمیان حفاظت و مساوات کے

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ بلحاظ اصول امن و امان کے ایک مقننہ اوس دولت کی نسبت کیا کریگا جو سابق سے موجود ہے —

٭ یہ شخص سر ولیم پن میر بحر انگلستان کا لڑکا تھا یہ کوئیکر ہوگیا تھا جو ایک فرقہ عیسائی ایک طریقہ [illegible] اور اسی وجہ سے اسکا باپ ناراض رہتا اس بات پر [illegible] مگر پھر چھوڑ دیا سنہ ۱۶۸۱ء میں بعوض روپیہ کے بقایا ملنے کے جو باپ کو چاہیے تھی گورنمنٹ نے شمالی امریکہ میں اسکو ایک صوبہ دیا جسکا نام پنسلوانیا ہے — اوس ملک میں یہ ایک گروہ کوئیکر کا لیکر اوترا تھا سنہ ۱۶۸۲ء

اوسکو چاہیے کہ اوس تقسیم کو اوسی حالت پر قایم رکھے جسپر وہ ہے
- یہی کام ہے جسکو درحقیقت انصاف کہتے ہین اور جو پہلا فرض
مقنن کا ہے - یہ ایک ایسا سادہ اور عام اصول ہے کہ اسکی
تعمیل ہر جگہ اور ہر ملک مین ہو سکتی ہے گو اونکے حالات کیسے ہی مختلف
کیون نہون - جایداد کی جو حالت امریکہ و انگلستان مین ہے
اوسکے مخالف ہنگری مین ہے اور اوسکے مخالف روس مین ہے
یعنی اکثر امریکہ مین کاشتکار مالک زمین ہوتا ہے انگلستان مین
رعایا سمجھا جاتا ہے - ہنگری مین وہ اراضی کے ساتھ شامل
ہوتا ہے اور روس مین غلام ہے گو اسقدر اختلاف ہے اور مقدار
مسرت ان سب مین مساوی نہین ہے مگر اصول حفاظت یعنے
جسکی جو حالت جہان ہے وہ قایم رہے ہر جگہ اپنا کام کرتا ہے
اور کیونکہ اوس تقسیم مین جو موجود ہے اسلیے تبدیل ہو سکتی ہے بہ تجویز
اسکی کہ جو جسکے پاس ہے اوس سے لے لیا چاہیے - اور یہ امر
نہین ہو سکتا بلا اسکے کہ سب لوگ خوف بے امنی مین گرفتار کیے جاوین
- اور فرض کیا جاے کہ موجودہ حالت تقسیم دولت کی تبدیل ہو کر
نئی تقسیم کیجاے مگر دوسرے ہی روز پھر مختلف اسباب و مختلف
حالتون کی وجہ سے تساوی مین جب فرق پڑے تو چاہیے کہ پھر
از سر نو تقسیم کیجاے - اور یہ روزانہ تقسیم کا سلسلہ قایم رہے کہ جسکے پاس
دولت بڑھی اوس سے چھین لیگئی اور جسکے پاس گھٹی اوسکو دیگئی

پھر ایسی حالت مین اب حفاظت و امن بالن کہان رہے گی۔ مسرت عام جاتی رہے گی محنت کا شوق لوگون کے دلون سے خواہ مخواہ معدوم ہوجائیگا۔ پس جب اصول حفاظت و مساوات مین اختلاف واقع ہو تو کبھی کچھ تامل نکرنا چاہیے۔ مساوات کو فوراً تابع حفاظت کرنا لازم ہے حفاظت دار و مدار حیات ہے اسپر معاش و افراط و خوشی منحصر ہے مساوات سے صرف ایک قلیل مقدار کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے جو کچھ ہم کرین ممکن نہین ہے کہ وہ کامل طور سے ہو۔ گو ایک دن وہ قائم رہے مگر دوسرے دن کا انقلاب اوسکو اولٹ دیگا۔ پس کامل مساوات کا قائم کرنا ایک محض خیال خام ہے۔ پس جو کچھ کہ ہمکو کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو عدم مساوات کو کم کرین۔ گو انقلاب حکومت و تقسیم ملک و فتوحات وغیرہ ایسے اسباب ہین جو ایک سخت مصیبت دولت پر لاتے ہین اور اسوجہ سے یہ بھی ایک سخت بلائین ہین مگر یہ نا پائدار اسباب ہین جلد جاتے رہتے ہین اور تھوڑے دنون مین انکی اصلاح ہوجاتی ہے۔ محنت ایک تر و تازہ مضبوط پودہ ہے جو ہر دفعہ کاٹا جاوے مگر جہان فصل بہار آئی اسکے تر و تازہ کرنے والے عرق نے جوش کیا لیکن اگر جابیجا دیدہ و قصداً آفت لائی جاوے اس خیال سے کہ برابری و مساوات دولت کی ہوجاوے تو اس سے وہ مصیبت آتی ہے جسکا دفعیہ نہین ہوسکتا نہ حفاظت

رہتی ہے نہ محنت کا شوق رہتا ہے نہ توفیر دولت ہوتی ہے
تو ہین اوسی وحشت کی حالت مین پہنچ جاتی ہین جیسی کہ تھین
اگر مساوات۔ کی آج ضرورت ہے کہ ملک مین پیدا
کیجائے تو ضرور ہے کہ ہمیشہ قایم رکھی جائے مگر یہ قایم نہین
رہ سکتی ہے جبتک ہمیشہ وہ ظلم بعینہ کہ پہلی دفعہ وہ قایم
کی گئی ہے جاری نرہی۔ اِس انتظام کے لیے چاہیے
کہ ایک فوج کی فوج لوگون کی رکھی جائے جنمین نہ مروت ہو
نہ رحم ہو مسّرت سے اونکو تعلق نہو ذاتی نفع کی طرف سے وہ
بے پروا ہون اونمین سب خوبیان ہون گو وہ خوبیان
اِس کام مین صرف کیجائین کہ خوبیون کو معدوم کرین۔
مساوات کے واسطے ہر وقت کوشش ہوتی رہے جو ذرا
مقدار معین سے بڑھا فوراً اوسکو گھٹا دیا۔ اور ہمیشہ یہ فکر
رہے کہ جنھون نے اپنی دولت صرف کر ڈالی اونکو دولت
دیجائے اور جنھون نے دولت زیادہ جمع کر لی اون سے
چھین لیجائے ایسی صورت مین اِس سے زیادہ عمدہ بات
رعایا کے لیے اور کچھ نہوگی کہ خوب اسراف کرین اور بڑی حماقت
کا کام سمجھا جائیگا اگر کوئی محنت کر کے دولت جمع کرے۔ یہ مصنوعی
اور جھوٹا اصول مساوات کا ظاہر مین اچھا ہے مگر قوم و ملک
کے لیے ایک زہر ہے انسان کو بلا تباہ کیے نہین چھوڑتا۔

شمشیر عدو لاکھ درجہ اس سے اچھی ہے ۔ کیونکہ اوس سے
ایک تھوڑا نقصان ہوتا ہے جو محنت و علاج سے جا سکتا ہے
۔ بعض لوگون نے انتہاے خدا ترسی و دین شناسی سے
یہ قرار دیا ہے کہ عمدہ اصول یہی ہے کہ ہر چیز عام رہے
کسی خاص کی ملکیت نہو۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس انتظام
سے مسرت حاصل ہوتی ہے ۔ کیونکہ ایسے انتظامون میں
عمدہ آرام و امیدون کی جگہ خوف پیدا کیا جاتا ہے ۔
محنت جو کسی امید پر بہت ہلکی اور اچھی معلوم ہوتی ہے ایسے
انتظام مین صرف بخوف عقبیٰ کیجائیگی ۔ جبتک کہ مذہبی جوش
باقی رہیگا سب محنت کرینگے مگر سب رنجیدگی کے ساتھ
اور جب وہ جوش جاتا رہیگا تو لوگون کی دو قسمین ہو جائینگی
ایک ذلیل حالت کے متعصب جو تمام برائیان پھیلاتے پھرتے
ہین اور جو وہمی تعصب سے بھرے ہوتے ہین دوسرے لوگ کاہل
شہد سے کہ جنکی پرورش اون لوگون کے ذریعہ سے ہوتی
ہے جو اونکو متبرک سمجھتے ہین اور اونکے گرد رہتے ہین ایسے
وقت مین فقط مساوات صرف ایک نام کے لیے باقی رہجاتی
ہے جسکے حیلے سے محنتی لوگون کا مال لوٹا جاے ۔

جن خیالات رحم و ہمدردی دیکدلی نے یہ اصول نکالا تھا
وہ صرف ایک خیال فاسد تھا ۔ محنت کی تقسیم مین کون چیز ہے

جو انسان کو تکلیف دہ کام کے لینے پر راغب کریگی کون شخص ذلیل
اور تنفر خیز کاموں کو اپنے ذمہ لیگا جب برابری ہے تو ہر شخص اچھے ہی
کام کے لینے کا مدعی ہوگا کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ ذلیل کام کو اپنے ذمہ
لے جبکہ دوسرے لوگ اچھے کام کا حصہ پائیں ہزاروں فریب اور
دغابازیاں ہونگی اس امر کے لیے کہ اپنا برا کام دوسرے کے
سر ڈالیں - اور تقسیم کے وقت کسقدر مشکل ہوگا ہر شخص کو راضی
رکھنا تاکہ مساوات قایم رہے اور حسد و بغض و کینہ نہ پیدا
ہونے پائے - کون ہر وقت ان نزاعات کا تصفیہ
کرتا رہے گا جو وقتاً فوقتاً ہوا کرینگے کسقدر قوانین فوجداری
کی ضرورت ہوگی کہ وہ بجاے آزادی اور فطرتی معاوضہ
محنت کے جاری کیے جائیں ایک گروہ دوسرے گروہ کا
انتظام نہ کرسکے گا - پس یہ حماقت آمیز اصول درخلاف انصاف
کسی طرح قایم نہ رہ سکے گا بجز اسکے کہ پولیٹیکل اور مذہبی غلامی کا
طریقہ جاری ہو جیسا کہ لسڈمن[1] کی ہلاٹ تھے یا زمانہ جسوئیٹ
مین پراگوی[2] کے متوطن تھے - سبحان اللہ کیا معقول وہ

١ - اسپارٹا کے غلام جنکو لسڈمن ہے ایک حصہ ملک یونان کا ہے اور اسکے لوگون نے نہایت ذلیل
غلامی کی حالت مین رکھا تھا ان بیچارون کو ایک خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا جو بہت
ذلیل تھا - اسپارٹا لسڈمن کا دار السلطنت ہے ٢ پراگوی جنوبی امریکہ ایک بڑا ملک ہے جسوئیٹ ایک فرقہ
عیسائیون کا ہے جو ١٥٣٤ء مین قایم ہوا اور ١٥٤٠ء مین جاری ہوا - رومن کیتھولک کی یہ بھی ایک شاخ ہے

مقننین تھے جنھون نے مساوات کے نام سے بُرائیون اور بھلائیون کے دو حصے کر دیے بھلائیان کل ایک گروہ کو دیدین اور برائیان کل ایک گروہ کو۔

فصل ۱۲

اصول حفاظت و اصول مساوات کو ملانیکے وسائل

یہ ضرور نہیں ہے کہ حفاظت و مساوات مین ہمیشہ اختلاف قایم رہے گو کہ یہ تحقیق ہے کہ یہ دونون اصول ایک دوسرے کے مخالف ہین مگر بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دونون اصول آپسمین مل بھی جاتے ہین۔ وقت ایسی چیز ہے جو ان دونون کو کبھی ملا دیتا ہے۔ وہ فطرتی وقت موت کا ہے۔ جب کسی جایداد کا مالک مرجاتا ہے تب قانون اوسکی تقسیم مین دست اندازی کرتا ہے۔ یعنے یا تو اختیارات وصیت کو محدود کرتا ہے تاکہ ایک شخص خاص کے ہاتھ مین سب دولت نہ چلی جاوے۔ یا جبکہ متوفے نے کوئی زوجہ و زوج نہین چھوڑی یا اوسکا کوئی عزیز قریب نہین ہے نہ اوسنے کوئی وصیت کی ہے تو قانون وراثت کا انتظام کرتا ہے جس سے کسیقدر مساوات پیدا ہوا وسوقت بحث اون لوگون سے ہوتی ہے جو اتب پہلے پہل دولت پائینگے اور جنکو پہلے سے کوئی امید نتھی اور اوسوقت مساوات انکو بی قایم کیجا سکتی ہے بغیر اسکے کہ

کوئی محروم و مایوس کیا جاوے۔ یہان صرف اصول کیطرف اشارہ کیا گیا ہے تفصیل اسکی دوسری جلد مین ہوگی۔

جبکہ بحث یہ درپیش ہو کہ ملکی و تمدنی غیر مساوات کی اصلاح کیجاوے مثلاً غلامی کی تو اوسوقت مین بھی مقننین کو چاہیے کہ حقوق جایداد کا بہت خیال ملحوظ رکھے اسکو آہستہ روطریق عمل سے کرے اور مقصد اونے کیطرف اسطرح بڑہے کہ مقصد اعلے کو نقصان نہ پہونچے۔ انسان جو اس طریقہ سے رفتہ رفتہ آزاد کیے جائین تو وہ بہت زیادہ آزادی کے قابل ہونگے بہ نسبت اسکے کہ تم اونکو یا پوشش پر انصاف کا مارنا سکھاؤ تا کہ ایک دوسرا نیا تمدنی انتظام جاری ہو۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جس ملک مین قوم زراعت و صناعی اور تجارت وغیرہ مین ترقی کر رہی ہے اوس ملک مین مساوات زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اگر قوانین اسکے مخالف نہون اور اسمین دست اندازی نکرین اور تجارت و محنت اور حقوق جایداد کو محدود نکردین تو جایداد خودبخود رفتہ رفتہ تقسیم ہوتی جاوے اور بہت لوگ اوسمین سے مستفید ہوتے جائین اور یہ ایک فطرتی نتیجہ اون دو مختلف خصائل کا ہے جو خواہ مخواہ دولت و افلاس کی حالت مین ہوتی ہین۔ دولت کی حالت مین انسان فضول خرچی کی طرف مائل ہوتا ہے اور محنت سے تنفر کرتا ہے افلاس کی حالتمین

انسان کو فطرتی رغبت ہوتی ہے کہ جو اوسکے پاس ہے اوسکو جمع رکھے اور محنت کیطرف اوسکا میلان خاطر ہوتا ہے اسیوجہ سے یورپ مین باوجود مختلف موانع کے تجارت وصناعی مین بڑا فرق ہوگیا ہے - ابھی کچھ بہت زمانہ نہین گذرا کہ دنیا مین انسانون کے دو حصے کردیے گئے تھے ایک جو بہت قلیل تھے یعنی امرا جنکو سب کچھ اختیارات تھے اور دوسرے غلام جو ناچیز تھے اور کثرت سے تھے ـــ اب یہ بڑا فرق اعلیٰ وادنیٰ درجہ کا جاتا رہا محنت وصناعی کی کثرت نے ایک صورت ہی اور پیدا کردی ـــ پس اب اس سے ثابت ہوگیا کہ حفاظت اگر اپنے تئین قایم رکھے اور یہی ہمیشہ ملحوظ رکھی جاوے تو مساوات بھی خواہ مخواہ رفتہ رفتہ پیدا ہوجاتی ہے برخلاف اسکے اگر تمام تمدن کا اصول مساوات پر رکھا جاوے تو وہ خود بھی جاتی رہے اور حفاظت کو بھی کالعدم کردے ـــ

فصل ۱۳

حفاظت کو حفاظت کے لیے صرف کرنا

یہ عبارت پیشانی کی ایک معما معلوم ہوتی ہے مگر آسانی سے اس معما کا حل ممکن ہے بڑا فرق ہے اصول حفاظت کی خیالی تکمیل اور عملی تکمیل مین خیالی تکمیل اصول حفاظت کا مقتضی یہ ہے

کہ کبھی کوئی چیز کسی شخص سے نہ لیجائے۔ مگر عملی تکمیل کے لیے صرف
اسقدر کافی ہے کہ اوسی مقدار تک دولت لینا چاہیے جو بالجملہ
کی حفاظت کے لیے ضرور ہے۔
اس قسم سے دولت کا ایک حصہ لینا کچھ اصول حفاظت کا
مخالف نہیں ہے صرف ایک قلیل نقصان ہے۔
حملہ ایک نقصان ہے جو بلا امید سابقہ کے پونہچ جاتا ہے
اور ایک خرابی ہے جو حساب مین نہین آسکتی اور ایک بے انتظامی
ہے جسکا کوئی خاص اصول نہین ہے۔
حملہ بظاہر تمام باقی جایداد کو بھی خوف مین ڈال دیتا ہے اور
ایک عام انتشار پیدا کرتا ہے۔
اور یہ نقصان خفیف جسکا ہمنے ذکر کیا یہ ایک مقرر و معین ہے
اور یہ ایک ضروری حصہ ہے جو معین طور سے لیا جاتا ہے
اور جس سے کہ اول درجہ کی خرابی پیدا ہوتی ہے کوئی خوف
کوئی اضطرار یا کسی قسم کی مایوسی یا کم توجہی محنت مین نہین
پیدا ہوتی یہ امر صرف اوس طریقہ پر منحصر ہے جس طریقہ سے
کہ وہ حصہ دولت لیا جائے ممکن ہے کہ وہ طریقہ ایسا خراب
ہو جس سے کہ یہ نتیجہ نکلے کہ محنت معدوم ہو جائے اور ممکن
ہے کہ وہ ایسا عمدہ اور آسان طریقہ ہو کہ جس سے ایک
بھروسا اور اطمینان پیدا ہو۔

ایک خفیف نقصان کا اوٹھانا انسان کے لیے ایک ضروری چیز ہے۔ محنت کرنا اور تندہی کرنے والوں کی حفاظت یہ دو بالکل مختلف کام ہیں۔ اور ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں یہ دونوں کام کر سکے۔ یہ ضرور ہے کہ محنت کرنے والے لوگ کچھ حصہ اپنے منافع کا اوس شخص کو بھی دیں جو ملک کی حفاظت کرتا ہے جس سے اونکی خود حفاظت متصور ہے۔ دولت کی حفاظت کے لیے دولت کا کچھ صرف بھی ضرور ہے۔

سوسائٹی بیرونی و اندرونی حملوں سے جبھی محفوظ رہ سکتی ہے جب سکیورٹی یعنی حفاظت پر کچھ نقصان گوارا کرے۔

یہاں صرف اون دشمنوں ہی کی حفاظت کا نقصان نہیں مراد ہے بلکہ خاص اون لوگوں کا بھی جو اپنے تئیں حفاظت میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر دنیا میں ایسے لوگ ہیں جو اِس صاف و صریح ضرورت کا مطلب نہیں سمجھتے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس باب میں جیسا کہ اور باتوں میں ہے اجکی احتیاج کل کی ضرورتوں کو انسان کی نظر سے پوشیدہ کر دیتی ہے۔ گورنمنٹ کیا ہے انہیں نقصانات کا ایک تانا بانا ہے (ایک فائدہ کے لیے ایک نقصان کیا کرتی ہے ایک سے لیتی ہے دوسرے کو دیتی ہے وقس علے ھذا)۔

سب سے عمدہ گورنمنٹ وہی ہے جسمیں کم سے کم نقصان ہوتا ہے۔ عملی تکمیل حفاظت وہی ہے جو خیالی تکمیل کیطرف مائل ہوتی جاتی ہے

مصنف اسپرٹ آف لا - اپنی کتاب کی جلد ۳ مین لکھتا ہے کہ یہہ
کچھ ضرور نہین ہے کہ سلطنت کی صرف خیالی ضرورتین رفع کرنے
کے لیے رعایا کی اصلی حاجتین و ضرورتین بڑھائی جائین -
خیالی ضرورتین سلطنت کی وہ ہین جو اون لوگونکے غصہ و ضعیف العقلی
سے پیدا ہوتی ہین جو سلطنت کر رہے ہین اور اسوجہ سے پیدا
ہوتی ہین کہ وہ لوگ اپنی خیالی باتون کو اپنی عقل و استقلال مزاج
سے درست نہین کر سکتی اور خیالی اور جھوٹی ناموری پر مرتے ہین
اکثر جب تخت حکومت پر ایسے ضعیف العقل لوگ ہوتے ہین وہ
اپنی قلبی خواہشون کو سمجھتے ہین کہ سلطنت کی خواہشین ہین
اسپر مصنف نے بہت کچھ لکھا ہے مگر اس قسم کی ہجو سے
ہم کیا نتیجہ نکال سکتے ہین - اس سے تو مانٹسکو† یعنی یہی مصنف اگر
تکلیف کر کے اصلی ضروریات سلطنت کا ذکر کر دیتا تو ہمکو بہت کچھ
فائدہ ہوتا - اب مین ایک تفصیل لکھتا ہون ادن حالات
کی جنمین دولت کی حفاظت کے لیے کچھ حصہ دولت کا صرف
کرنا ضروری ہے -

(۱) عام ضرورت سلطنت کی یہہ ہے کہ اپنے تئین بیرونی دشمن سے
حفاظت مین رکھے -

† یہہ ایک فرنچ مصنف تھا سنہ ۱۶۸۹ع مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۵۵ع مین مرا پولیٹیکل علوم یعنی
سیاست مدن خوب جانتا تھا سپرٹ آف لا اسکی مشہور کتاب ہے -

(۲) عام ضرورت سلطنت کی یہ ہے کہ خارجی [illegible]
سے محفوظ رکھے۔

(۳) عام ضرورت سلطنت کی یہ ہے کہ ایسے روپیہ اکٹھا [illegible] کہ جب
کبھی سلطنت پر کوئی قدرتی مصیبت پڑے مثل قحط وغیرہ کے تو وہ
لوگون کو مدد دے سکے۔

(۴) مجرمون سے کچھ لیا جاوے خواہ بطور سزا یا بطور جرمانہ تاکہ
لوگونکو فائدہ پونہچایا جاے جنکو نقصان پونہچا ہے۔

(۵) لوگون کی جایدادون پر کچھ ٹیکس لگایا جاوے تاکہ ان
خرابیون کی حفاظت ہو جنکا اوپر ذکر ہوا اور اوس سے عدالتین
اور پولیس اور فوج قائم رکھی جاوے۔

(۶) لوگونکے اوس استحقاق کی جو انکو اپنی جایدادون پر ہے ایک حد
قائم کیجاوے تاکہ وہ اپنے تئین یا کسی دوسرے کو نقصان نہ پہنچا سکین
مثلاً ہم ایک چیز مین ایک حق رکھتے ہین کہ جس طرح چاہین اوسکو
استعمال کرین مگر حق کی حدود اوسکے قائم رکھنا چاہیے [illegible]
قسمین ہین۔

(۱) ذاتی نقصان۔ ہم وہین تک استعمال اپنے حق کا کرینگے کہ
دوسرے کو کچھ نقصان نہ پونہچے۔

(۲) عام نقصان۔ یعنی کبھی عامہ خلائق کو نقصان نہ پونہچے۔

(۳) اوس شخص کو خود نقصان نہ پونہچے۔

مثلاً ایک تلوار میری ہی - گو مجھے اوسکے استعمال کا کامل اختیار ہے
نہیں اوس سے اپنے ہمسایہ کو یا عامہ خلائق کو نقصان نہیں پہنچا
سکتا تو مجھے یہ اختیار ہونا چاہیے کہ اپنی گردن آپ اوس سے
کاٹ ڈالوں - ان سب حالتوں میں ضرورت ایک حصہ دولت
کے لے لینے کی ایسی صاف و بدیہی ہی کہ کچھ حاجت دلیل کی
نہیں - مگر واضح رہے کہ یہ حالات ہر قسم کی حفاظت سے متعلق
ہیں مثلاً عزت و جسم کی حفاظت ممکن نہیں ہی جبتک کہ قوانین فوجداری
جاری نہ کیے جائیں - قوانین فوجداری جاری نہیں ہو سکتے
جبتک کہ جسم و عزت کی حفاظت میں کچھ فرق نہ آئے - مثلاً جب
قوانین جاری ہونگے تو ضرور ہے کہ جو کسیکو قتل کرے وہ
پھانسی پاجائے جو کسیکو گالی دے اوسکو کچھ سزا دیجاے -

فصل ۱۴

بعض حالات قابل بحث

یہ امر غور طلب ہے کہ آیا پرورش غربا - ترقی امور مذہبی - ترقی
صنعت و علم - ایسے امور ہیں کہ جنکے لیے بجبر لوگوں سے کچھ
لیا جاے اور ان امور کا شمار ضروریات و حوائج سلطنت
میں ہے یا نہیں -

قطع اول خیرات

سے اعلے سے اعلے درجہ کی ترقی یافتہ قوموں میں صدہا ایسے لوگ
ہوتے ہین کہ جنکی بسر اوقات صرف روزانہ محنت پر رہتی ہے
اور اسوجہ سے ہر وقت اونکے لیے تباہی مین پہنس جانے کا
اندیشہ رہتا ہے ذرا سا سبب مثلاً نقصان تجارت خرابی فصل
خصوصاً بیماری اونکو تباہ کر سکتی ہے۔ کم عمر لڑکے اپنی پرورش
نہین کر سکتے، اور یہی حالت ضعیف اور پیر اشخاص کی ہے۔ گو فطرتی
عقل حیوانی انسانیت اور شرم اور احکام قانونی لوگون کو مجبور کرتے
کہ وہ کم عمر اطفال یا اپنے ضعیف و ناتوان اعزا کے خبر گیر ہین تاہم
یہ ایک غیر معین امر ہوگا اور ممکن ہے کہ وہ خود ایسے غریب ہو جائین
کہ اون بیچارون کی پرورش نہ کر سکین۔ صدہا لوگ ایسے ہونگے
کہ اچھی حالت فصل مین اونکے مان باپ دونون محنت کرکے
بخوبی اونکی پرورش کرتے ہونگے۔
لیکن ممکن ہے کہ انمین سے ایک اگر مر جاے تو اونکی آمدنی
آدہی جاتی رہے اور اگر دونون مر جائین تو کل جاتی رہے۔
بوڑہاپا اور بھی خراب چیز ہے۔
جو محبت مان باپ کو اولاد سے ہوتی ہے وہ محبت
اولاد کو مان باپ سے نہین ہوتی۔
جو ضعیف و ناقابل محنت کہ اپنی عمر کی
ابتدائی حالت مین ہین اون کو لو

امید ہے کہ اونکی جوانی آتی جاتی ہے مگر وہ ضعیف و ناقابل محنت جو شدہ ہین اونکو کوئی امید باقی نہین ہے - لیکن فرض کیا جائے کہ اِن بوڑہون کی خبر گیری اور پرورش وہ اُنکے اولاد اور اعزا رکھین مگر تاہم اِن لوگون کا دل بسبب پیری و ضعف کے چھوٹا ہو گیا ہمیشہ اِس خیال سے رنجیدہ رہے گا کہ کل جن لوگون کی وہ پرورش کرتے تھے آج خود اونکے محتاج ہین -

یہ حالت انسانی درحقیقت بہت اندوہگین ہوتی ہے اِس سے بہت خرابیان پیدا ہوتی ہین مفلسی و تباہی یہانتک کہ موت - مگر یہ وہ حالت ہے جسپر ہر شخص کو ایک دن پونہچنا ہے -

صرف دو ہی صورتین ہین جو بلا اعانت قوانین اِن مصیبتون کا مقابلہ کر سکتی ہین - ایک روپیہ جمع کرنا - دوسرے اپنی قوم سے دوسرے کی اعانت کرنا - اگر یہ دونون امور کافی ہون تو ہمکو لازم ہے کہ پھر غربا کی مدد کے لیے قانون کو کچھ دخل نہ دین کیونکہ جو قانون کہ بلا محنت غربا کو کچھ مدد پونہچاتا ہو وہ گویا محنت کا دشمن ہے یا کفایت شعاری کا عدو ہے - کیونکہ جو چیزین محنت و اکانمی (کفایت شعاری) پر انسان کو راغب کرتی ہے وہ موجودہ ضرورت اور آیندہ کا خوف ہے - جو قانون کہ ضرورت اور اوس خوف کو رفع کر دیتا ہے وہ گویا کاہلی اور فضول خرچی کا بڑہانے والا ہے - یہ اعتراضات ہین جو اون انتظامات پر

ہو سکتے ہین جو عزت ہوان سکے لیے اکثر کیے جاتے ہین ۔ لیکن غور سے معلوم ہوگا کہ یہ دونون امور بلا اعانت قانون کافی نہین ہین ۔ بہ نسبت روپیہ جمع کرنے سکے انسان تین قسم کے ہین ۔ ایک وہ لوگ کہ جنکی روزانہ محنت اونکے لیے اوسقدر بھی مہیا نہین کر سکتی جو اونکی روزانہ زندگی سکے لیے ضروری ہے ظاہر ہے کہ یہ لوگ کیا جمع کر سکتے ہین ۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو اپنی محنت سے صرف روزانہ خوراک اپنی حیات کی ضرورت سکے موافق پیدا کر لیتے ہین ۔ یہ بھی کچھ جمع نہین کر سکتے اب باقی رہا تیسرا گروہ جو اپنی روزانہ ضرورت سے زیادہ پیدا کرتے ہین ۔ یہی لوگ ہین جو اپنی محنت کرنے کے زمانہ مین ایک سرمایہ ایسا جمع کر سکتے ہین جو اوسوقت کام آوے جبکہ وہ ناچار وضعیف ہون ۔ یہ لوگ اگر نہ جمع کرین تو بیشک مجرم ہین انپر فرض ہے کہ کچھ جمع کرین اگر اونکی فضول خرچی سے ان پر کوئی مصیبت آئے تو اسکا الزام خود اون ہی پر ہے ان کی مصیبت سے ایک فائدہ ہے یعنے کہ دوسرون کو نصیحت ہو انکی مصیبت گویا قدرتی سزا انکی ناعاقبت اندیشی کی ہے ۔ مگر یہ سب باتین اوسوقت صحیح ہوتین جبکہ قانون کے معنی یہ ہوتے کہ وہ عوض لیا کرے لوگون سے اونکے افعال کا ۔ مگر اصول یوٹلٹی کے بموجب عوض لینا کوئی عمدہ امر نہین ہے ۔

پس ان مصیبتون سے جنکو کہ تم فضول خرچی کی سزا کہتے ہو کیا فائدہ مترتب ہو سکتا ہے کچھ ضروری نہین ہے کہ ان کی حالت سے اور لوگون کو تنبیہ ہو - ان لوگون کی مصیبت جنھون نے اپنے عیش و آرام کے لیے بہت کچھ صرف کیا اور کبھی آیندہ حالت کا خیال نہین کیا اور ان لوگون کی موت تک کوئی بات اون لوگون کو نہین سکھا سکتی جو محنت کرتے ہین - انکی یہ خراب حالت مصیبت وغیرہ کی ایسی نہین ہے جیسی کہ قانونی سزا جرایم کی ہے جو سب کو معلوم ہو - ہر شخص جو امیر سے غریب ہو گیا ہے اپنی حالت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے - اور اسوجہ سے عوام الناس کو کچھ معلوم بھی نہین ہوتا - اونکی ادہر توجہ بھی نہین ہوتی کہ یہ خراب حالت کیونکر پیدا ہوئی اور اسکا کیا سبب ہے - وہ لوگ اکثر اسکو اتفاق پر محمول کرتے ہین جسکا پیشتر سے علم نتھا اور نہ ممکن تھا کہ علم ہو - بجاے اسکے کہ کسی شخص مصیبت زدہ کو کوئی کہے کہ اسکی تباہی اسکی وجہ سے ہے اور لوگون کو اس سے عبرت و تنبیہ ہو تب لوگ یہ کہتے ہین کہ یہ دیکھیے اس شخص نے کتنی محنت کی اور کیا کچھ کیا مگر کچھ حاصل نہوا اسی حصول معاش مین محنت و فکر کرنا بالکل لغو ہے - گو دلیل ان لوگون کی غلط ہو مگر اس غلطی کا کیا علاج ہو سکتا ہے - خصوصًا اون لوگون کا کیا

علاج ہو سکتا ہے جنکے دماغ مین اتنی قوت نہین ہے جتنی کہ
اونکے اعضا مین ہے اور وہ سمجھ نہین سکتے کہ مصیبت کیونکر
آئی۔ اور علاوہ اسکے اس سزا کا جوکہ آخر عمر مین دیجاتی ہے
کیا فائدہ مرتب ہو سکتا ہے۔ انسان کی ابتداے عمر مین
اوسکو کوئی تجربہ نہین ہوتا اور جب اوسکو تجربہ ہوتا ہے
اور اوسکو اپنی فضول خرچی کی سزا ملتی ہے تو اوسوقت
اوسکی عمر کا آخری حصہ ہوتا ہے جبکہ وہ کچھ کر نہین سکتا۔
جوانی کی حالت مین انسان کو بہت کم آئندہ کا خیال ہوتا ہے
اوسوقت مین صرف موجودہ بھلائی و برائی پر نظر جاتی ہے
اس عمر مین تو صرف اوسیوقت انسان کو تنبیہ ہو جبکہ اوسکو
اوسکے افعال کے نتایج قریب دکھا دیے جائین۔
تم اون لوگون کا درست کرنا چاہتے ہو جو بہت کم غور کرتے
ہین اور اونکو غیر لوگون کی حالت دکھا کر عبرت دلاتے ہو
اور پولٹیکل وسائل اون لوگون کی درستی کے لیے مہیا
کرتے ہو حالانکہ یہ لوگ بالکل ناعاقبت اندیش ہین اور
جو وسایل انکی درستی کے تم مہیا کرتے ہو وہ صرف حکیمانہ
خیال و دماغ کے لوگون کے لیے مفید ہو سکتے ہین۔
پس ان امور سے کیا فایدہ مترتب ہو سکتا ہے۔
خلاصہ اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ روپیہ جمع کرنا نہایت غیر کافی

ذریعہ غربا کی مدد کا ہے۔ کیونکہ جو لوگ روزانہ خوراک کو محتاج ہین وہ جمع نہین کرسکتے یہی حال اون لوگون کا ہی جنکی روزانہ محنت صرف اونکے لیے روزمرہ کی ضروریات مہیا کرسکتی ہی اور انہین دو اقسام کے لوگ زیادہ ہین۔

تیسرے قسم کے لوگ جو کچھ بچا سکتے ہین۔ انمین عاقبت اندیشی نہین ہے جو اِن امور کو سوچین۔ اب ہم دوسرے طریقہ خیرات پر یعنی اپنی خوشی سے دوسرون کی مدد کرنا۔ غور کرنا چاہیے۔ اسمین بھی بہت خرابیان ہین۔

(۱) اوسکا غیر معین ہونا۔ کیونکہ خیرات بالکل لوگونکی دولت اور اونکی طبائع پر منحصر ہے۔ جیسا کہ لوگون کی حالت اور اونکی طبائع مین انقلاب ہوتا ہے ویسا ہی خیرات کی حالت مبدل ہوجاتی ہے اگر خیرات دینے کی رسم بہت کم ہوگی تو اسکا نتیجہ مصیبت اور موت ہی۔ اگر خیرات کی رسم کثرت سے ہوئی اور لوگ بہت خیرات دینے لگے تو اس سے کاہلی اور سستی کی عادت زیادہ بڑھے گی، ہر شخص کی خواہش یہی ہوگی کہ خیرات پر بسر کرے۔

(۲) دوسری خرابی یہ ہی کہ لوگون پر بار اِس خیرات کا مساوی نہوگا کیونکہ محتاجون کے لیے خیرات زیادہ تر اونھین لوگون سے حاصل ہوگی جو زیادہ رحم دل اور غریب نواز ہین بلا لحاظ خیال آمدنی کے۔ اور جو لوگ طامع و بخیل ہین وہ کچھ بھی کسیکو نہ دینگے پس اس

صورت مین جو لوگ خیرات دیتے ہین اونکے لیے خرابی ہے اور جو
لوگ سخت دل اور بخیل ہین اونکے نزدیک زیادہ تر خیرات کی
کی خرابی اسوجہ سے ہے کہ جب کوئی مخصوص بات دینے پر مجبور
نہین ہے تو کیا چیز ہے جو انسان سے خیرات دلوانی ہے رحم و ہمدردی
ہے - مذہبی یا پولٹیکل خیالات نکالکر اگر دیکھا جائے تو کوئی شخص
کسی شرط کی امید پر خیرات نہین دیتا بلکہ نہایت ہمدردی و رحم کی وجہ سے کسی
کے لیے انسان خیرات دیتا ہے تو گویا چھوڑ کر آدمی کے لیے ایک سزا ہے جبکہ وہ کسی کو بہت بری
حالت مین دیکھیگا اور سکی نا ... تنفر و کریگا اسکا نتیجہ ... یہ ہے کہ
لوگ اکثر غریب ہین وہانکے محتاجون کی بسر اوقات یعنی لوگون کے
ذریعہ سے ہوتی ہے جو خود قریب قریب محتاج کے ہین -
(۳) تقسیم خیرات کی بدانتظامی - اگر خیرات کیواسطے کوئی شخص
خاص نہ معین کیا جاے کہ وہ لوگون سے لیکر اون لوگون تک
پونہچاے جنکو ضرورت ہے - بلکہ خیرات کا طریقہ بالکل اتفاق پر چھوڑ
دیا جاے جیسا کہ وہ لوگ جو سڑکون پر بھیک مانگتے ہین جو کچھ
ملجاے وہ اونکی قسمت ہے - تو یہ ایک اور بھی غیر معین چیز ہے اور
اسوجہ سے اور بھی خراب ہے کیونکر انسان دریافت کر سکتا ہے
کہ ان بھیک مانگنے والون مین کون درحقیقت محتاج ہے اور کون
فریب کرتا ہے سر فلپ سڈنی کے سے سب سخی نہین ہو سکتے
کہ جسنے ایسی سخت حالت مین ایک سپاہی کی پیاس کو اپنی تشنگی

سے زیادہ سمجھا ہے ہر شخص اس امر کو بخوبی جانتا ہے کہ شہر مین اندھا
نہ دیا پیشہ ہوگا محتاجون کو خیرات بہت کم ملتی ہے بہ نسبت اون
لوگون کی جنکا پیشہ خوشامد کرنے والی ستانیوالی کمینہ اور جھوٹے
اور دغاباز ہین سبب تقسیم خیرات عام مین ان بے شرم اچھے
والے فقرا کو بہت زیادہ کی امید ہے بہ نسبت اصلی غریبون کے
جو شرم کی وجہ سے فی الواقعہ فاقہ کشی مین بسر کرتے ہین —
اب فرض کرو کہ یہ خیرات لوگون سے لیکر ایک جگہ جمع کیجاے
اور ایک شخص خاص کی معرفت تقسیم ہوا کرے جیسا کہ خیرات خانونکا
انتظام ہے در اصل یہ نہایت مناسب طریقہ ہے اور اس سے ہر
شخص کی اصلی ضرورتون اور حالت کی تفتیش ہوسکتی ہے لیکن
اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خیرات دینے کا رسم کم ہو جائیگا کیونکہ جو خیرات
کہ ایک شخص غیر کے ذریعہ سے دیجاے جس سے کہ دینے والے کی
فوراً تعریف نہین ہوتی نہ اوسکو معلوم ہوتا ہے کہ کسکو دیگئی تو
اوس سے خواہش خیرات دینے کی کم ہو جاتی ہے کیونکہ ہم جو خود
کسیکو خیرات دیتے ہین تو جب ہی دیتے ہین جب اپنی آنکھون
سے کسی شخص کی مصیبت کو معاینہ کرتے ہین یا اپنے کان سے
اوسکی درد کی بھری ہوئی آواز سنتے ہین جس سے ہمارے
دلمین ایک رحم پیدا ہوتا ہے یہ حالت اوسوقت نہین ہوتی جب
ہم کسی سرمایہ خیرات مین تھوڑا سا دیدیتے ہین جب ہم خیال

کرتے ہین کہ ہماری اس مقدار قلیل کے بمقابلہ اوس سرمایہ کثیر کے جسمین ہم شرکت کرنا چاہتے ہین کیا حقیقت ہی اوسوقت یہی خیال آتا ہے کہ خیرات مین اعانت کرنا امرا پر چھوڑ دیا جائے مقدار قلیل ہمنے اگر دی تو کیا اور اگر ندی تو کیا ۔ یہ ہی خیالات ہین جنکو اکثر لوگ سوچتے ہین اور یہ ہی وجہ ہے کہ اگر کسی خاص گروہ کے لیے چندہ کیا جاسے تو بہت جمع ہوجاتا ہے بہ نسبت اسکے کہ کسی عام کام کے لیے اگر عموما غربا کی پرورش کے لیے چندہ جمع کرنا چاہو تو کبھی کامیابی نہوگی حالانکہ اصل ضرورت یہی ہے

ان حالات پر خیال کرنے کے بعد اب مجھے اس امر کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ایک عام اصول یہ قرار دیا جائے کہ قوم کو چاہیے کہ غربا کی پرورش کے لیے ایک معمولی اور معین چندہ کی تحصیل قائم کرے ۔ غربا سے مراد صرف وہ لوگ ہین جنکو ضروری حوائج روزمرہ مین بھی محتاجی ہے ۔ کیونکہ اگر یہ لوگ بھوکون مرگئے تو انکی موت سے جو نقصان مترتب ہوگا وہ بہت زیادہ ہے اوس علم مایوسی سے جو ان لوگون پر مترتب ہو جنکی زائد دولت مین سے ایک قلیل حصہ لیا جاسے ۔+

+ شلاً ایک ٹیکس قائم کیا جاسے جو ہمیشہ معمولی طور سے وصول کیا جاتا ہے اور ہر دولتمند جانتا ہے کہ یہ ٹیکس دسکو دینا ہے تو الم مایوسی کم ہوجاتا ہے ۔

اس نقد خیرات کی حالت مین ہمکو او سیقدر لوگون کو دینا چاہیے جو بے انتہا ضروری ہے اور اوس سے زیادہ دینا گویا محنت کو نقصان پونہچانا اور کاہلی او سستی کو بڑہانا ہے - وہ انتظام جسمین لوگون کو ضرورت سے زیادہ خیرات ملے بالکل خراب ہین ہان اگر ایسا انتظام کوئی شخص جاری کرے تو مضایقہ نہین ہے کیونکہ وہ خود کوئی ایسا اہتمام کریگا کہ کسی خاص گروہ کو خاص کسی قسم کی اعانت مدد کرے گی -

اس امر کی تفصیل کہ یہ خیرات کا چندہ لوگون سے کیونکر وصول کیا جاسے اور کیونکر تقسیم کیا جاسے اور کیونکر سوسیاٹی سے نیچے درجون کو پیش بینی اور کفایت شعاری یعنی اکانمی سکہائی جاسے - یہ علم پولٹیکل اکانمی کے متعلق ہے - گو اس مفید مضمون کی نسبت ہمارے پاس مختصر یاد داشتین ہین اگر کوئی مفصل شرح مین ہے جس سے کہ یہ بحث کامل طور سے طے ہو جاسے ایسی تصنیف کی ابتدا افلاس و مصیبت کے بیان سے ہونی چاہیے کہ افلاس کے کتنے اقسام ہین اور کیا سبب افلاس کے ہوتے ہین اور پہر ان اسباب کے دفعیہ بیان کیے جائین -

قطع ۲
عام عبادتون کے اخراجات

مذہب بہی ایک درستی اخلاق کا سبب ہے اگر یہ سمجہا جاے کہ مذہب کی

نگرانی اور اسکا قایم رکھنا یہ بھی ایک کام اور فرض ان علماے مذہبی کا ہے تو ان لوگون کی اعانت مین جو کچھ صرف ہو وہ بھی ایک شاخ ان اخراجات کی ہوگی جو انصاف کے قایم رکھنے اور پولیس وغیرہ کے انتظام مین پڑتے ہین۔

کیونکہ عدالتون اور پولیس سے ظاہری حفاظت ہوتی ہے اور مذہب کے قیام سے باطنی حفاظت ہوگی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ مولوی صاحبان تعلیم اور ترقی دینے والے اخلاقی حالت کے ہین لہذا انکا وجود قانون کے لیے گویا ایک پیش خیمہ ہے۔ قانون جرایم کو مسدود نہین کرسکتے مگر اوس چیز کی بیخ کنی کرتے ہین جس سے تمام جرائم کا وجود ہوتا ہے یعنی خرابی اخلاق اگر ادنے درجہ عوام الناس کی تعلیم اور روزمرہ کے کامون مین قانون کا رواج دینا انکے سپرد ہو جاتا تو اس سے نہایت عمدہ فائدہ ظاہر ہوتا۔ جسقدر سلطنت کے کام انکے سپرد کیے جاتے اوتنا ہی انمین زیادہ بحث کرنیکی عادت ہو جاتی کیونکہ یہ لوگ صرف اپنے نتین پڑھانے اور نام آوری کے لیے مباحثہ کیا کرتے ہین اگر کوئی تدبیر ایسی ہو کہ انمین جو ایک شوق نام آوری اور ایک ہمت ہے یہ کسی عمدہ کام کرنے کی طرف مائل کردیجاے تو بجاے اسکے کہ یہ لوگ ملک کے خراب کنندہ ہون ایک مفید چیز بنائی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت کے قایم کرنے مین وہ لوگ جو مذہب کو کوئی چیز نہین تصور کرتے وہ بھی اعانت کرنے مین عذر نہ کرینگے کیونکہ اس سے جو

فوائد مترتب ہونگے اور اسمین اونکا بھی ایک حصہ ہے —
لیکن اگر ملک مین مختلف مذاہب اور مختلف طریقہ و عادت کے لوگ ہون
تو ایسی صورت مین اگر اوسوقت کی موجودہ حالت یا کوئی اور وجہ مقننین
کے لیے مانع نہو تو نہایت عمدہ طریقہ جو اصول حفاظت و اصول مساوات
کے موافق ہو وہ یہ ہے کہ ہر مذہب والون سے جو تحصیل کیا جاے
وہ اوسی مذہب کی ترقی مین صرف ہو۔
اسمین شک نہین کہ ایسی صورت مین ہر فرقہ کے علمای دین سا اپنے
مذہب کی ترقی کی کوشش کرینگے اور تبدیل دین کا رسم زیادہ مروج
ہوگا۔ مگر ساتھہ ہی اسکے ان سب فرقون کی باہمی کوشش ایک
حالت معتدلہ پیدا کریگی —
ایک اور نہایت خراب حالت بھی ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ مقنن
لوگون کو اپنے مذہبی امورات بجالانے کی ممانعت کرے اور بعض اون
لوگون کو اسپر بھی مجبور کرے کہ وہ دوسرے مذہب کی ترقی کے لیے
جسکو وہ اپنا دشمن جانتے ہین کچہ دین — اس سے دوگونہ نقصانات
اصول حفاظت پر پہونچیگا — اور اسکی وجہ سے رفتہ رفتہ لوگونکے
دلون مین گورنمنٹ کیطرف سے نفرت اور انقلاب کا شوق اور ایک
خوفناک اشتعال و جرأت اور ایک عام پوشیدگی پیدا ہوگی —
لوگ بجاے اسکے کہ عام مذہب کے فوائد سے مستفید ہون اور
مستمرہ اور معینہ علمای دین کی پیروی کرین جاہل اور متعصب لوگون کے

ہاتھہ پڑجاتینگے۔ اور چونکہ ایسے امور مذہبی کا بجالانا ضرور سمجھین گے
لہذا پوشیدگی اور تقیہ کا رسم نکلے گا۔ اور قسم اور معاہدہ اور
دینداری کا لحاظ بجاے اسکے کہ ملک کو فائدہ پونہچاے اوسکو
مضرت پونہچاسے گا۔ اور اِن لوگون کی بھلائیان ملک کو اوس سے
زیادہ نقصان پونہچائینگی جیسا کہ انکی برائیان پونہچائین۔
یہ خیالی امور نہین ہین بلکہ تاریخ آیرلینڈ کے دیکھنے سے انکی
اصلیت معلوم ہوگی۔

قطع سوم

ترقی ہنر و صنعت کا ذکر

یہان مین اس امر کا ذکر کرنا نہین چاہتا کہ مفید علوم و صنعت کے لیے کیا کرنا چاہیے
کیونکہ کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اس امر سے انکار کرے کہ مفید
عام شی کی ترقی کے لیے عوام سے اعانت کیجاے۔
لیکن سوال یہ ہے کہ فائن آرٹیس یعنی ہنر و صنائع وغیرہ جو
حظ انسانی کے لیے ہین جس سے کہ ملک کی آرایش ہوتی ہے
اور جنکو عیاشی کی عمارتین سمجھنا چاہیے اور جو سجاوٹ اور مسرت کا
سبب ہین یا یون کہو کہ جو کام صرف فضول خرچی پر مبنی ہین ان
کامون کے لیے لوگون کو چندہ دینے پر مجبور کرنا چاہیے یا نہین؟
میری یہ خواہش نہین ہے کہ مین دلچسپ چیز کو نسبت مفید

چیز کے اولویت دون - †

نہ مین یہ پسند کرتا ہون کہ افسرون کے لیے جلسے ہوا کرین اور مسخرون کے واسطے ایسے کامون مین شریک ہونا بیجا نہین - لیکن چندہ بطور نمونہ مین بیان کرتا ہون اور صاف صاف جتاتا ہون اِس امر کو کہ اونکو بطور اصالت نہین بیان کرسکتا -

(۱) اِس قسم کے کامون کے لیے جو چندہ لیا جاتا ہے یا لیا جا سکتا ہے وہ عموماً بہ نسبت اور ضروری چندون کے ایسا قلیل ہوتا ہے کہ معلوم بھی نہین ہوتا اور اِسکی دلیل یہ ہے کہ ایسے کامون کے لیے جو چندہ لیا گیا ہے اگر وہ اون دینے والون کو پھیر دیا جاوے یا معاف بھی کر دیا جاوے تو اونکو نہین کچھ اِسکا زیادہ اثر نہو -

(۲) یہ چندہ دوسرے ضروری چندون مین ایسا شامل ہے کہ اِسکا وصول کرنا کچھ معلوم نہین ہوتا نہ اِسکے وصول سے اون دینے والون پر کوئی خاص جداگانہ اثر پیدا ہوتا ہے بلکہ وہ جہان اور ضروری چندہ دیتے ہین اوسی کے ساتھ یہ مقدار قلیل بھی دیدیتے ہین

اور اِس ضرر درجہ اول سے جو بہت قلیل ہے دوسرے درجہ کا ضرر نہین پہونچتا -

† اِن دونون مین واقعی تناقض نہین ہے بلکہ جس چیز سے مسرت تھہرے وہ شاید بہت لیکن بالعموم بطور مفید کے کام ہے جس سے بطور مستقل فائدہ عام ہو اور دلچسپ سے مراد وہ ہے جس سے فوراً مسرت حاصل ہو بہت امور ایسے ہین جنکو ہم مفید نہین کہتے مگر اون سے فوراً فوائد اور مسرت بہت زیادہ حاصل ہوتی ہے بہ نسبت اون چیزون کے جنکو ہم مفید کہتے ہین -

[illegible] تماشا ہاے مسرت خیز و عیش انگیز امور کا ایک اثر یہ ہوتا ہے
کہ لوگ دور دور سے آکر اوس ملک مین جہان یہ امور ہون زر
صرف کرتے ہین — اور اسطرح سے ہر قوم ایسے ملک کی گویا تھوڑی
بہت خراج گذار ہوجاتی ہے — ایسا طرب انگیز ملک گویا دنیا
مین ایک تماشاگاہ ہوجاتا ہے اور اوسکی اعانت مختلف اقوام
اور مختلف ممالک سے ہوتی ہے جو وہان آجاتی ہین —
اور یہ بھی ہوتا ہے کہ جو ملک علم یا ہنر یا ایسے صنائع مین نامآور
ہوجاتا ہے اوس ملک کا وقار اور اوسکی محبت ہر ملک کے لوگون
مین پیدا ہوجاتی ہے —
ایتھین — جو یونان کی آنکھ کی پتلی کہلاتا تھا کئی بار لوٹ
اور تباہی سے صرف اسوجہ سے محفوظ رہا کہ وہ اپنی ترقی تہذیب
و شایستگی مین اعلے درجہ پر تھا اور اسوجہ سے لوگ اوسکی عزت
کرتے تھے — اور اوس نام و عزت کی وجہ سے جو اس شہر کو
جو مخزن علم و ہنر تھا حاصل تھی اسکا ضعف مدتون چھپا رہا —
اور تمام دنیا کے لوگ بجز جہلا اور وحشیون کے اس شہر کو
محفوظ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ یہ شہر تہذیب کا مرکز اور علمی
مسرتون کا معدن تھا —
مگر ان سب امور کے ساتھ اسکو ضرور تسلیم کرلینا چاہیے کہ ایسے
امور طلب کو جو خود ترغیب دہ ہے اوسکی مرضی پر بلا خوف چھوڑ دینا

چاہیے جو اپنی خوشی سے خود بخود لوگ دین - کم سے کم یہ ہے کہ جو
امور ضروری ہین اونکا انتظام اون اخراجات سے پہلے ہونا چاہیے
جو اون کامون کے لیے ہوتے ہین جو صرف آرایش کے لیے ہین
جب ضروری ملک کے کامون سے فراغت ہو - جبکہ لوگ
جنھون نے جنگ وجدال جرائم یا قحط کی وجہ سے نقصانات
اوٹھائے ہین وہ معاوضہ پاچکین - جب غربا کی پرورش
ہوچکے تب کچھ مضایقہ نہین ہے کہ تماشا کرنے والون مقلودن
اور عمارت بنانے والون کی پرورش کیجاے - اور بدلا اسکے
ایسے اخراجات کرنا گویا شان وشوکت کی چیزون کو ضروری کامون
پر فوقیت دینا ہے ایسے اخراجات کو ایسے حالات مین کرنا بادشاہ
کی اغراض وفوائد کے خلاف ہے - کیونکہ اس سے جو شکایات
پیدا ہوتی ہین اونمین بہت مبالغہ کیا جاتا ہے اسوجہ سے اسکے لیے
کچھ عقل اور لیاقت کی ضرورت نہین ہے صرف غصہ اور طبیعت
سے یہ باتین نکلتی ہین - یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ یہ شکایات
جب عمدہ پسندیدہ اسپیچون مین ڈہالی جاتی ہین اور لوگونکو
گورنمنٹ کے برخلاف افروختہ کرنے کے لیے کام مین لائی جاتی
ہین تو کسقدر موثر ہوتی ہین —

گو یہ صحیح ہے کہ ہر امر مین اس قسم کے الزامات بادشاہون
پر لگائے جاسکتے ہین - عیش وآرام طلبی وعشرت مین بعض

جمہوری سلطنتین ایسی گرفتار ہوگئین کہ خود بادشاہ بھی اونکے
گرفتار ہوتے ہونگے ـ

اتھینین لوگون نے اوس خوفناک زمانہ مین جبکہ دیماستھنیز* کی
اسپیچ ... کیا نہ کبھی **فلپ**† کے حملون سے خوف کیا اور
وہ تماشہ بینی اور تفریح مین مشغول رہے جنکو وہ اپنے ملک کی
حفاظت سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے اور جنکو آزادی کے
قائم رکھنے سے بھی زیادہ دوست رکھتے تھے ـ

بڑا جرم اونکا یہ تھا کہ باوجود ضروریات سلطنت کے اوس
روپیہ کو وہ صرف نہین کرتے تھے جو تماشاگاہون کے لیے
جمع کیا جاتا تھا یہی حال روم کا تھا وہان بھی خزانہ کا روپیہ اونکی
... اسواسطے اوڑا دی جاتی تھی کہ حکام سلطنت کی
شہرت ہو ـ جہان مشہور ہوا کہ پروکانسل‡ کوئی تماشا روم مین
دینے والا ہے لوگون کو ایک خوف ہوجاتا تھا ـ ایک لمحہ
کی مسرت کے لیے لاکھون رعایا کا نقصان ہوتا تھا ـ

فصل ۱۵

مثال اوس مخالفت کی جو اصول حفاظت کے ساتھ کیجاے

* یہ بڑا فصیح اللسان تھا ایتھنس کے ایک لوہار کا لڑکا تھا صرف اپنی محنت سے شہرت پائی اونکا ... تھا

† فلپ مقدونیا کا پادشاہ تھا جسکو فیلقوس کہتے ہین سکندر کا باپ تھا ـ

‡ پروکانسل یعنی روم کا گورنر جنرل ـ

اس مقام پر مناسب ہے کہ اس امر کی مثال دیجاے کہ کیونکر
اصول حفاظت کی مخالفت ہوتی ہے۔

اس مثال سے اول تو یہ اصول اور بھی صاف و صریح ہو جائیگا
ثانیاً یہ امر ثابت ہوگا کہ جو چیز اخلاق کے خلاف ہے ممکن
نہین ہے کہ تمدن کے خلاف نہو عام دستور ہے کہ ایک چیز کو
جو ایک نام سے بشکل ناجائز ہے لوگ دوسرے نام سے اوسکو
جائز قرار دے لیتے ہین۔ مگر ایسا نہین چاہیے۔ یہان پر
مین تواریخ یونان و روم کا ذکر کرتا ہون جسکی تعلیم ہمکو شروع
عمر سے دیجاتی ہے۔ تاریخ روم مین سلطنت کے صدہا انتظام کا
ذکر ہے جو بالکل ناانصافی و ظلم پر مبنی تھی مگر مؤرخین نے اونکو
اور ہی طرز سے بیان کرکے اون سے سلطنت کی عمدگی
و انصاف پسندی ظاہر کی ہے۔

روم مین جو یہ رسم جاری تھا کہ جب غنیم ملک روم کے دروازہ
تک پونہچ جاے اور لوگ کوہ اوٹھائین پر بھاگ جائین تو اس
واقعہ کی تاریخ سے کل قرضون کی ذمہ داریان قرضدارونکی
گردنون سے اوٹھائی جاتی ہین اور کل قرضہ جو اس واقعہ کی
تاریخ سے پیشتر لوگون کے ذمہ واجب الادا ہوتی تھی وہی
کالعدم کردی جاتی تھی۔ یہ خراب رسم ابتدای سلطنت جمہوری
سے ملک روم مین جاری تھا۔

مؤرخین کی ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ ہمکو اون بے ایمان
قرضدارون کا جنھون نے اپنے تئین دوالیہ بنا کر دیون
واجبہ سے بری کیا ہے طرفدار بنائین اور یہ مورخین ہمیشہ اون
لوگون کو برا ظاہر کرتے تھے اسی جبر بیجا کی وجہ سے تباہ ہو گئے
اور نتیجہ اس انتظام کا ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ جب لوگ بعد اوس مصیبت
کے پھر آکر آباد ہوتے تھے تو نرخ سود کا بہت بڑھ جاتا تھا
کیونکہ جو لوگ قرضہ دیتے تھے اونکو خوف رہتا تھا کہ ایسا نہو کہ
پھر کوئی ایسی مصیبت آئے جس سے کل دیون معدوم ہو جائین
گویا بڑھا ہوا نرخ سود کا اون خوفون کا معاوضہ تھا جن خوفونکی
حالت مین کہ مہاجن لوگ قرضہ دیتے تھے۔

اسکے بعد پھر مورخین نے نہایت تعریف سے روم کے اون
اصول تمدن کو بیان کیا ہے جنکی رو سے نو آباد اور نو فتوح ملکونکا
انتظام ہوتا تھا جسکا خاص منشا یہ تھا کہ ایسے نو فتوح ممالک کے
کل تر اسکے زمیندارون کے حقوق معدوم کرکے اونکی جایداد
رومی افسرون اور رومن فوج کے لوگون مین بطور بخشش
تقسیم کردیجاوے۔

اس انتظام مین جو ظلم تھا اوسکے علاوہ نتیجہ بھی نہایت خراب
نکلتا تھا یعنی رومی عادی ہوگئے تھے حقوق قدیمہ کے معدوم
کردینے کے اور اونکو کبھی اس امر کا خیال نہین گزرتا تھا کہ

ان اختیارات کو کس مقام تک محدود کرنا چاہیے کس واسطے سے یہ لوگ متواتر اس امر کے خواہشمند رہتے تھے کہ اختیار انھین دیا جائے اور یہ خواہش انکی روز افزون تھی اور سرائم اوریٹ کے انتظام مین بالآخر ایک عام طریقہ ضبطی کا جاری ہو گیا تھا تاریخ یونان بھی اس قسم کے واقعات سے بھری ہوئی ہے مگر مورخین نے ہمیشہ اونکو ایسے طریقے سے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو بخوبی تحقیقات نہین کرتے غلطی مین پڑ جاتے ہین لائق کرگس+ نے جو اپنے سپاہیون کے لیے زمین تقسیم کر دی تھی ۔ کیسے خلاف عقل دلائل اس انتظام کی خوبیون مین بیان کیے گئے ہین جو کہ نہایت خراب اصول غیر مساوات پر مبنی تھا جیسے کہ ایک گروہ کو بہتر قسم کے حقوق دیے گئے تھے اور دوسرے گروہ کو صرف غلامی کی حالت عطا ہوئی تھی ۔ یہ بے امنی اور عدم تحفظ جبکہ انتظامات سلاطین روم و یونان مین پایا جاتا ہے تو لوگ طرق مختلفہ سے اوسکی تاویل کر کے اون سلاطین کو اس الزام سے بچاتے ہین لیکن یہی امور جبکہ سلاطین مشرقیہ کے انتظام مین پائے جاتے ہین تو انکی ہجو کیجاتی ہے ۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ سلاطین خودمختار کی حالت مین خودمختاری صرف ایک کو حاصل ہوتی ہے اور لکھو کھا جانین صرف ایک شخص

+ یہ تین آدمی ہوا کرتے تھے جنکا انتظام سلطنت روم کا کرتے تھے ۔

++ اسپارٹا کا مقنن تھا اور بہت بڑا بادشاہ ہوا بڑا منصف مزاج تھا ۔

کی سختی کی وجہ سے تکلیف مین رہتی ہین بخلاف سلطنت جمہوری کے لہذا یہ شخصی سلطنت اور بھی زیادہ خراب ہے اسکے جواب مین مین یہ کہتا ہون کہ ایسا نہین ہے کیونکہ جب متعدد اشخاص خود مختار ہو جاتے ہین جیسا کہ جمہوری سلطنت مین ہوتا ہے تو اونکے افعال کی نسبت سمجھا جاتا ہے کہ عام کی بہتری کے لیے ہین حالانکہ یہ دہوکہ ہے۔۔

اور دوسرا دہوکہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی گروہ حکومت کرتا ہے تو اوس زمانہ کے حالات کے لکھنے والے غلط فہمی سے یہ سوچتے ہین کہ اگر اوس زمانے مین ہم ہوتے تو ممکن تھا کہ ہم بھی اوس گروہ حکمران مین ہوتے اور اسوجہ سے اون لکھنے والون کے دلون مین اوس گروہ کی خرابیان کم معلوم ہوتی ہین برخلاف اون لکھنے والون کے جو ایک بادشاہ خودمختار کا حال لکھتے ہین وہ لکھتے وقت یہی سوچتے ہین کہ اگر ہم اوس زمانے مین ہوتے تو اوس گروہ مین ہوتے جو اوس زمانے مین تکلیف مین تھا۔

پس ان سلاطین و وزرا کا ذکر بیکار ہے۔ انکی ناانصافیون کو مورخین اپنی خوشامد کے رنگ و روغن سے نہین چھپا سکینگے انکے نام و شہرت البتہ انکے افعال کے لیے گویا تریاق ہے۔

اسوجہ سے اب مین اون اضرار کا مثل قومی بنک آف لعینے دوالہ نکلنے کے ذکر کرنا نہین چاہتا جو اصول حفاظت پر پہنچتی ہین

میں اوس اعتماد و وفاداری کا ذکر کرونگا جسکا بڑا اثر معاملات گورنمنٹ
پر پہنچا ہے — انگلستان میں بعد رزولیوشن فرانس کے
بھی معاملات پر لوگون کا بڑا اعتماد تھا — یہان تک کہ جو شخص
گورنمنٹ کو قرض دیتا تھا وہ کوئی کفالت گورنمنٹ سے بجز قومی
اعتبار کے نہیں چاہتا تھا اور اوس آمدنی کی تحصیل جو ملک
سے واسطے ادائی سود کے ہوتی تھی صرف بادشاہ کے ہاتھہ
میں رہتی تھی — برخلاف اسکے فرانس میں جبکہ شخصی سلطنت تھی
ملک کا ایسا کم اعتبار تھا کہ جو شخص اوس سلطنت کو قرض دیتا تھا وہ
اوس سلطنت کی آمدنی اپنے ہاتھہ میں لے لیتا تھا تاکہ اپنا قرضہ خود
وصول کرے — لیکن اس انتظام سے عامہ خلائق کو سخت تکلیف
ہوتی تھی کیونکہ ان قرضخواہون کو جو تحصیل ملک کی اپنے ہاتھہ
میں لے لیتے تھے کچھہ آرام خلائق کا خیال نہیں رہتا تھا —
سلاطین کے لیے اس انتظام سے اور بھی خرابی تھی کیونکہ رعایا
کی محبت اون سے باقی نہیں رہتی تھی —
۱۷۸۸ع میں جبکہ اس امر کے اعلان نے کہ آمدنی سلطنت میں
نقصان پہونچا ہے تمام ملک کو خوف میں ڈال دیا تو وہ قرض دینے والے
مہاجن جو قیام و بہبودی سلطنت انگلستان کے لیے خواہشمند
تھے اونکی دلی یہ آرزو ظاہر ہوتی تھی کہ فرانس میں بلوہ ہو جاے —
اور سب نے سوچا تھا کہ بادشاہ سے انتظام خزانہ چھین لیا جاے —

یا قومی جماعت کے سپرد ہو ... سبکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ ... اون لوگون کی خواہش کے بموجب ... چلتے۔

... خوب جاننا چاہیے کہ اوس ملک مین شخصی سلطنت ... ایک قومی سبب یہی ہے اعتباری گورنمنٹ کی تھی۔

لیکن منجملہ اون عملون کے جو حفاظت پر لاعلمی یا نفاست یا غلطی ... ہوتے ہین۔ صرف چند کا بیان کردینا کافی ہوگا۔

(۱) وہ ٹکس جو بلحاظ کسیکی آمدنی کے سب پر بالتساوی تحصیل کیے جائین۔ یعنی وہ غیر مناسب ٹکس جو دولتمندون کو محفوظ رکھین اور غریبون کو تباہ کرین۔ اس انتظام کی خرابی اسوجہ سے بہت زیادہ ہے کہ ایک شخص کو اپنی اوقات سے ٹرہکر ادا کرنا پڑتا ہے جو بالکل ناانصافی ہے۔ بیگار وغیرہ مین لوگونکو پکڑنا یا اس قسم کے اور کام عدم مساوات کی انتہا ہے۔

کیونکہ یہ جبر اونھین لوگون پر ہوتا ہے جو بیچارے بجز اپنے ہاتھ پاؤن کے اور کوئی جایداد نہین رکھتے۔ اسیطرح سے وہ ٹکس ہین جو غیر معین سرمایہ یا آمدنی پر لگائے جائین۔ یا اون لوگون پر لگائے جائین جو کچھ نہین رکھتے۔ ایسی صورت مین ایک دوسری قسم کا ضرر پیدا ہوتا ہے۔ گو مفلسی ہمکو ٹکس دینے سے بچاتی ہے لیکن وہ ہمکو اس سے زیادہ ایک مصیبت مین پھنسا دیتی ہے۔ پہلے تو صرف ٹکس دینے ہی کی تکلیف تھی اب محتاجی اور افلاس

کی مصیبت مین گرفتار ہوئے — اسیوجہ سے آدمیون پر فی نفر
ٹیکس لگانا نہایت ناانصافی ہے —

کیونکہ ممکن ہے کہ تعداد اشخاص کی زیادہ ہو مگر اونکے پاس
کچھ بھی نہو — وہ ٹیکس جو محنت کو محدود کرتا ہے مثلاً ایسا
انتظام کہ ایک خاص کام بجز ایک خاص جماعت کے جسکو لیسنس
دیا گیا ہو اور کوئی دوسرا اوس کام کو نکرے ان ٹیکسون کے تخمینہ کرنے مین
یہ نہ دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ کیا دیتے ہین بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کسقدر
اور آمدنی کو یہ روکتے ہین — یعنی اگر اور لوگ بھی اوس کام کے
کرنے کے مجاز ہوتے تو کسقدر کل آمدنی ہوتی — کیونکہ وہ لوگ
بھی کچھ دیتے تو مقدار آمدنی کی بہت زیادہ ہوتی —

ضروری اشیا پر ٹیکس لگانا — اس سے کیا کیا مصیبتین اور تباہیان
اور ہلاکتین وقوع مین آتی ہین یہ مصیبتین جو گورنمنٹ کی بدانتظامی
سے ہوتی ہین فطرتی مصیبتونکے ساتھ مل جاتی ہین —

ٹیکس خانگی بیع وشرٰی پر — ظاہر ہے کہ جو شخص کسی شے کو
بیچتا ہے وہ کسی نہ کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے —
پس ایسی ضرورت و احتیاج کی حالت مین اہلکار تحصیل کنندہ
ٹیکس جب آکر ایک اور رقم محصول کی طلب کرتا ہے تو کیا ناگوار
گذرتا ہے —

ٹیکس عام بیع وشرٰی یا نیلام پر اسکی بے انتہا خرابیان بالکل ظاہر ہین

ٹکس قانونی کارروائیون پر۔ اس سے بڑی بے امنی پھیلتی ہے کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قانون ادس شخص کی ادسی سے انکار کرتا ہے جو ٹکس نہین دے سکتا

مثلاً وہ شخص جو اسٹامپ ادا نہین کرسکتا اسکی فریاد نہین سنی جاسکتی اور اسی وجہ سے مجرمون کو ایک موقع باتھہ آتا ہے کہ سزا سے بچ جائین اور اونکو صرف اسقدر فکر رہتی ہے کہ ادن لوگون کو نقصان پونہچانا چاہیے جو محتاج ہین ٹکس ادا نہین کرسکتے۔ یا کافی سرمایہ نہین رکھتے کہ پیروی مقدمہ کی کرین۔

(۲) روپیہ کی قیمت کو بہ جبر بڑھانا۔ یعنی مثلاً یہ حکم دیدیا جاوے کہ طعہ کی مقدار ایک سو روپیہ کے برابر ہے یہ ایک قسم کا دیوالہ ہوتا ہے کیونکہ اسکے معنی یہ ہین کہ گورنمنٹ اوسقدر ادا نہین کرسکتی جسقدر کہ اوسکو ذمہ چاہیے ہے اور اس قسم کا دیوالہ جسمین کہ بظاہر گورنمنٹ ادا کرتی ہے ایک فریب کا دیوالہ ہے اور فریب بھی بیوقوفی کا فریب ہے جسکو ہر شخص سمجھہ جاتا ہے۔ اس انتظام کے حقیقت مین یہ معنی نکلتے ہین کہ کل دیون معدوم کردیے گئے یہ سرقہ جو گورنمنٹ اپنے دائنان کے ساتھہ کرتی ہے اور جس سے خزانہ گورنمنٹ کو کچھہ فائدہ نہین ہے دیگر مدیونون کو بھی آمادہ کرتا ہے کہ وہ بھی اپنے دائنان کے ساتھہ یہی کرین۔

اور جبکہ نا انصافی تکمیل کو پونہچ گئی اور اعتماد جاتا رہا دیانت دا

لوگ تباہ ہو گئے بڑی ایکانی دولتمند تنگی تجارت کو نقصان پہونچ گیا ٹکس مین بدانتظامی ہو گئی اور اسیطرح نہایت اور خرابیان پیدا ہو گئین تو ایسی صورتین ہیں کہ کوئی فایدہ اوس گورنمنٹ کو حاصل نہین ہوتا جس نے یہ بڑی ایکانی کی ہے۔ (۳) سود کی نرخ کو جبر گھٹانا پولیٹکل اکانمی یعنی سیاست مدن کے اصول سے نرخ سود کو اسوجہ سے گھٹانا کہ دوسرے ملک کے قرضہ کا سود نہ دینا پڑے دولت کے لیے نہایت مضر ہے کیونکہ اس سے بیا اوقات نئی تجارت کرا ور نیز پرانی تجارتون کو نقصان پہونچتا ہے اور اس نقصان کی وجہ یہ ہے کہ قانونی ... دکانی معاوضہ اوس خوف کا نہین ہوتا جن خوفون کو برداشت کرتے کے داین نے اپنا روپیہ قرضہ پر دیا ہے۔ لیکن اگر اصول حفاظت پر نظر ڈالی جاے تو ایسی صورت مین گویا داین کی حفاظت سے قطع نظر کرکے مدیون کی حفاظت کیجاتی ہے۔

فرض کرو کہ معمولی نرخ سود کا ایک خمس کم کر دیا جاے تو اوسکے معنی یہ ہونگے کہ داین کی آمدنی کا ایک خمس ہر سال لوٹ لیا جاتا اگر کسی مقنن کے نزدیک ایک خمس کسیکی آمدنی کا لے لینا جائز ہے تو وہ اسپر کیون قناعت کریگا ایک خمس اور لیگا اسوجہ سے کہ اگر پہلا خمس لے لینا مفید مطلب ہوا تو ایک خمس اور لینا اور بھی مفید ہوگا۔ کیونکہ ایک امر ایک صورت مین اگر اچھا تھا تو دوسری صورت مین کوئی وجہ نہین ہے کہ خراب ہو کیونکہ جب کسی حد پر ہم اس انتظام کو روکینگے تو غرض نفع

کسی دلیل سے روکین توجس دلیل سے آپ جلد پر غور
ہین وہی دلیل پہلی مرتبہ اور شروع مین روکنے کے لیے بھی
کافی تھی — یہ انتظام بالکل ایسا ہے جیسا کہ اگر کوئی گورنمنٹ
لگان کو محدود کردے اس دلیل سے کہ زمیندار ان فضول خرچ
ہین اور کاشتکار لوگ پیدا کرنے والے محنتی ہین — اگر اصول
حفاظت کو تم ایک گروہ کے لیے توڑو گے تو گویا تمنے سب کیلیے
توڑا — جیسے ایک بندھے بنڈل کی ایک چھڑی کو ہلاؤ تو کل
چھڑیان ہل جائینگی —

(۴) عام ضبطی — اسی مین یہ داخل ہے کہ جب کسی فرقہ کے
گروہ کی جماعت پر غصہ آیا اوسکی جایداد ضبط کرلی اور کسی
پولٹکل جرم کا الزام اوسپر لگا دیا — اور یہ الزام ایسا ہے
کہ ساتھ ہی اسکے گمان ہوتا ہے کہ یہ الزام صرف جایداد
ضبط کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اور پیدا کیا گیا ہے تواریخ
سے ایسے ظلم آمیز لوٹ کا حال مفصل معلوم ہوتا ہے —
یہودی لوگ چونکہ بہت دولتمند تھے وہ اس بلا مین اکثر
گرفتار رہے ہین اور اسیطرح سے اور ملک کے عام دولتمند اور
روپیہ والون کا حال ہے —
جہان قاعدہ حد بندی سلطنت کا درست نہین ہے ممکن ہے کہ
بعد وفات ایک بادشاہ کے ہر شخص مجرم بنا دیا جائے اور

مفتوح کا مال اوس شخص کو ملجاوے جسنے پھر کوشش کرکے سلطنت
حاصل کی۔ مثلاً ایک بادشاہ مرگیا جب قاعدہ وراثت معین
نہین ہے تو ممکن ہے کہ اوسکی اولاد و اقارب مین سے ہر شخص
دعویدار سلطنت ہو لیکن جسنے اپنی طاقت سے سلطنت حاصل
کرلی ممکن ہے کہ وہ اون باقی دعویداران مین سے ہر ایک کو
مجرم قرار دیکر اونکی دولت ضبط کرلی۔ جمہوری سلطنتون
مین بھی ایک گروہ دوسرے گروہ کو ظالم کہا کرتا ہے اگر مغلوبی کا
رسم جاری ہو جاوے تو ایک گروہ دوسرے گروہ کو تباہ کردیا
کرے جیسا کہ روم مین ہوا تھا۔
صاحبان قوت خصوصاً صاحبان حکومت کے ایسے جرائم
کے لیے لوگ اکثر بہت سی تاویلین بنا لیا کرتے ہین۔
یہ کہا جاتا ہے کہ بڑا حصہ دولت کا ناانصافی سے حاصل ہوا ہے
۔ اور جسقدر عام لوگون سے لوٹا گیا وہ پھر اونھین لوگونکو
دیا جاسکتا ہے۔ ایسے دلائل پیش کرنا گویا کہ ظلم کے طریقہ کو
جاری کرتا ہے۔ اس سے اِس امر کی اجازت پیدا ہوتی
ہے کہ جرائم کو بجاے اسکے کہ جرم ثابت کرین اونکا قیاس
کرلیا جاوے اور اونکی تاویل کیجاوے۔ اور اِن دلائل سے بہت
مشکل ہے کہ کوئی دولتمند مجرم ہونے سے باقی رہے۔ یہ امر
ہرگز مناسب نہین ہے کہ ایک ایسی سزا جیسی کہ ضبطی ہے یون

عام طور سے بلا ثبوت بلا تحقیقات دیدیجاوے۔

ایسی ہمار [illegible] داقی جو ظالمانہ کیجاتی ہے ممکن نہیں ہے کہ جب
ایک شخص کے حق مین کیجاوے تو جرم ہو- اور جب ایک
گروہ کے حق مین کیجاوے تو جائز ہو اور یہ کہنا ہے کہ [illegible] گروہ
کا گروہ ایک مصیبت مین ہے اسمین سے کون کون بچایا جاوے
جیسا کہ جب ایک جہاز ڈوبتا ہے اور صدہا آدمی اوسکے ساتھ
ڈوب رہے ہین تو کون کون بچایا جاسکتا ہے — [illegible]
کو اس حیلہ سے لوٹنا کہ اونکے بزرگون نے نا انصافی سے
دولت جمع کی تھی ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شہر مین بم گولے
اوتارے جائین اس حیلہ سے کہ اوسمین چند چور چھپے ہوئے ہین

(۵) خانقاہون اور اوقاف وغیرہ کو جو فقرا و عبادت گذارون کیلیے
مقرر ہین معدوم کر دینا- اس فعل کا جائز رکھنا بالکل خلاف قرین
عقل ہے- لیکن ایسے احکام کو تعصب [illegible] تجربہ مین
ڈالنا چاہیے- پس اسیقدر کافی ہے کہ ایسی جماعتون مین
نئے شرکا کے داخل ہونے کی [illegible] کیجاوے- کیونکہ اس طریقہ
سے وہ جماعتین خود بخود رفتہ رفتہ مفقود ہو جاوینگی-
اشخاص جو داخل جماعت مذکورہ ہین اونکو کوئی اذیت
نہ پہونچے گی- اور جب یہ جماعتین معدوم ہو جائین تو اونکی
آمدنی کسی اور مفید کام مین صرف کیجاوے-

ایسا طریقہ تھا جو عقلاً پسندیدہ اور جسکا اصول اور تعمیل مین نرم
تھا - لیکن طمع ایسے آہستہ رو طریقہ کو پسند نہین کرتی بظاہر
یہ معلوم ہوگا کہ ان جماعتون کے توڑنے سے بادشاہ کے
ملحوظ خاطر یہ تھا کہ ہر ان جماعت کو کسی غلطی کی جو اونسے ہوئی
کی تھی سزا دیجاے اور بجاے اسکے کہ یہ سمجھا جاتا کہ وہ وارث
اور بیگناہ ہین اسی وجہ سے مقنن کو اونپر رحم کرنا چاہیے
وہ دشمن سلطنت سمجھے گئے اور اسی وجہ سے اگر اونکی دولت
چھین لیگئی اور وہ محتاج کر دیے گئے تو یہ بھی کافی سزا
اونکی نہ تھی -

(۶) وظائف و پنشن یا مقامات کا معدوم کردینا بغیر اسکے کہ
اون لوگون کو معاوضہ دیا جاے - اس امر کو بہت تفصیل
سے ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات بجاے اسکے
کہ یہ فعل ناانصافی کا سمجھا جاے کہا جاتا ہے کہ یہ کفایت
شعاری و جزرسی یعنی اکانمی ہے اور عمدہ انتظام ہے
حسد کبھی ایسا مضبوط اور موثر نہین جیسا کہ اوسوقت جبکہ وہ
رفاہ عام کے پردہ مین ہوکر کام کرتا ہے - لیکن رفاہ عام کا
صرف یہ منشا ہے کہ سنکیور یعنی وظیفہ کا رسم جو بیکار لوگونکو
ملتا ہے کم کیا جاے مگر یہ منشا نہین ہے کہ جو لوگ وظیفہ پاتے
ہین وہ تباہ کر دیے جائین -

اصول حفاظت کا مقتضی یہ ہے کہ ترقی عمدگی انتظام ایسے طریقہ
سے کیجاے کہ کسیکو نقصان نہ پونہچے - اس انتظام سے عمدہ
نتیجہ صرف یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ دوامی پنشنین اور وظائف اور اوقات
حین حیاتی ہوجائین -

یہ بحث کہ ایسے مقامات کا ضبط کرلینا جمہور کا فائدہ ہے بالکل خالی
از عقل ہے وہ مقدار جو ایسی ضبطی سے حاصل ہوتی ہے فی نفسہ
اگر تجارت سے حاصل ہوتی یا اور دوسرے مقام سے آتی تو
بیشک ایک منافع تھا نہ اس صورت مین جبکہ وہ اون لوگون
سے لیگئی ہے جو خود ایک جز واسی جمہور کا ہے جنکا فائدہ بیان
کیا جاتا ہے - کیا ایک خاندان اس طریقہ سے دولتمند
کہا جائیگا کہ باپ سنے اپنی ایک اولاد سے دولت چھین کر اپنے
دوسرے لڑکون کو دیدے اور یہ صورت تو پھر بھی کسیقدر اچھی
ہے اور اسمین سراسر برائی نہین ہے بلکہ کچھ حصہ اچھائی کا بھی ہے
کیونکہ جو دولت ایک لڑکے سے چھین لیگئی اوسنے دوسرے لڑکون
کے ترکہ کی مقدار بڑہادی - مگر جبکہ بحث جمہور کی حالت مین ہے
تو جو دولت کہ تمنے چھین لی جس سے چھینی تمام ضرر تو اوسکو پونہچا
اور جب اوس دولت کو تمنے ایک بے انتہا تعداد کے لوگون مین
تقسیم کیا تو جو فائدہ ہر شخص کو پونہچا وہ ایسے قلیل مقدار کا ہے
کہ کسیکو معلوم بھی نہین ہوسکتا تو نتیجہ اس فعل کا یہ نکلا کہ اس دولت نے

اون لوگون کو جنھین یہ تقسیم ہوئی تونگر نہین بنایا لیکن اونکو جس سے یہ چھین لیگئی تباہ کردیا اب فرض کرو کہ بجاے ایک ایسے مقام کے معدوم کردینے کے سیکڑون ایسے مقامات معدوم کردیے جائین - ایسی صورت مین بھی مناسبت نقصان کی وہی رہیگی کیونکہ اِس صورت مین وہ دولت جو ہزار دن سے چھین لیگئی ہے لاکھون مین تقسیم ہوگی ایسے انتظام سے ہزارہا آدمی محتاج ہوجائینگے شرکین اور راہین اِن لوگون سے بھری ہونگی مگر ایک بھی آدمی ایسا نہ دکھائی دیگا جو اِس ظالمانہ انتظام کی وجہ سے تونگر ہوگیا ہو - ہر طرف سے نالہ و فریاد تباہ شدہ لوگون کی سنائی دیگی ایک اور بھی نعرہ خوشی کا سنائی نہ دیگا بجز اِسکے کہ کوئی شخص نے حسد کی وجہ سے شاید ایسے شخص کے تباہ ہونے سے خوش ہوا جس سے اوسکو عداوت ہے -

منتظان سلطنت کو کبھی یہ خیال نکرنا چاہیے کہ ایسے خراب انتظامون سے وہ مسرت عامہ پیدا کرسکتے ہین - اور جیسا کہ خدا کے استحکام دولت پر ایسے وحشیانہ فدیہ و تصدق کی ضرورت نہین ہے ویسا ہی رفاہ عام کا جو آستانہ ہے اوسپر بھی ایسے تصدقات ظالمانہ کی ضرورت نہین ہے -

مین ابھی اِس بحث کو تمام نہین کرسکتا کیونکہ اصول حفاظت ایسا اعلےٰ اصول ہے کہ اِسکی خوب تفتیش کرنا چاہیے اور کوئی گنجائش

نہ چھوڑنا چاہیے کہ اسمین کوئی عیب رہ جاے —
اسکی کیا وجہ ہے کہ ایسے مضمون کی بحث مین جو اسقدر سیدھا سادہ
پر مبنی ہے لوگ خود بھی غلطی مین پڑتے ہین اور دوسرونکو بھی ڈالتے
ہین — اسکی وجہ یہ ہے کہ اونکے خیال مین ایک ایسے ظاہری سوال
نے جگہ پکڑی ہے جو مرکب ہے صحت و غلطی سے اور اس سوال نے
ایسے صاف و صریح مضمون مین ایک پولیٹیکل اغلاق کر دیا ہے
وہ اصول یہ ہے کہ شخصی فائدہ کو جمہوری فائدہ کے تابع ہونا چاہیے
مگر اسکے معنی کیا ہین — کیا ایک شخص جمہور کا ویسا ہی جزو نہین ہے
جیسا کہ دوسرا شخص ہے — یہ عام فائدہ جسکا کہ یہ لوگ ذکر کرتے
ہین اونھین شخصی فوائد کا ایک مجموعہ ہے —
پس ضرور ہے کہ ان سب شخصی فوائد کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے
نہ یہ کہ ایک جزو تو کل کے برابر سمجھا جاے اور ایک جزو کچھ بھی نہ سمجھا جاے
اگر یہ سمجھ لیا جاے کہ ایک شخص کی دولت کا دوسرون کی دولت
بڑہانے کے لیے ضائع کرنا اچھا ہے تو دوسرے کی بہ نسبت تیسرے کی
چوتھے کی سیکڑون کی ہزارون کی اور بے انتہا تعداد کی لوگونکی
دولت ضائع کردینا کچھ برا نہوگا — جسقدر لوگونکی دولت ضائع کردیجاے
وہی دلیل ہر جگہ کام دے گی — خلاصہ یہ کہ یا تو ہر شخص کا فائدہ قابل
لحاظ ہے یا کسیکا بھی نہین — شخصی ہی فائدہ درحقیقت اصلی فائدہ ہے
اگر ہر ہر شخص کے فوائد کا خیال رکھا جاے اور اسکا لحاظ

ہے کہ کسیکو نقصان نہ پونچے نہ ایک دوسرے کو نقصان پونچاسکے
قیود کافی رفاہ عام ہے اور اوسی سے جمہور کا فائدہ ہے
کوئی شخص بجلی یا احمق ہے کہ موجودہ نسل سے زیادہ آئندہ نسل کی
محبت اوسکے دل میں ہوا ور اوس شخص سے جسکا وجود ابھی نہین ہے
زیادہ محبت رکھے بہ نسبت اوس شخص کے جو موجود ہے — اور
زندہ موجود شخص کو تکلیف پونچاسے اس حیلہ سے کہ آئندہ
پیدا ہونے والے لوگون کو جو شاید پیدا بھی نہون فائدہ پونچاتے
صدہا مواقع پر ایسا ہوا ہے کہ صرف اس تاریک اور غلط اصول
کی بنا پر کہ شخصی فائدہ جمہوری فائدہ کے تابع ہے سیکڑون لوگ
مصیبت سہا کیے ہین نہ اونکو شکایت جرأت ہوئی ہے — نہ کسی نے
اونکی تکالیف اور اونکی شکایات کی سماعت کی ہے — اگر کہو کہ یہ
جنراسیٹی یعنی ہمت و توفیق کی بات ہے تو مین یہ پوچھتا ہون
کہ کسکو یہ فیاضی اور ہمت کرنا چاہیے — ایک شخص کا فائدہ جمہور کیلیے
ضائع کردیا جاسے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جو ضرر پونچایا جاسے تو وہ موثر
اور محسوس ہوگا اور جو فائدہ مدنظر رکھا گیا ہے وہ غیر محسوس
اور نامعلوم ہوگا —

اب مین اس مضمون کو مقولہ عامہ پر ختم کرتا ہون — یعنی جسقدر
اصول ملکیت جاعاید پر زیادہ لحاظ کیا جایگا اوسیقدر لوگون کے
دلون پر جمہور کا اثر زیادہ ہوگا — اور ایک حقیقت نقصان اس

اس اصول کا بڑے نقصانون سے راہ کھولنے والا ہے۔
ایک مدت مدید مین جائداد اوس حالت پر پہونچتی ہے جیسا کہ آجکل مہذب ملکون مین ہے۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر جلد یہ عمدگی متزلزل ہوجاتی ہے اور کس آسانی سے وحشیانہ خواہشین اسکو لوٹ لیتی ہین۔
گورنمنٹ اور لوگ مثل پالو شیر کے ہین جہان ایکدفعہ خون انکے منہ کو لگا کہ فطرتی غصہ اور خشم تازہ ہوگیا۔

فصل ۱۶

تبادلہ بالجبر

زینوفن نے جو کتاب سائرز نوٹوپا لکھی ہے اوسمین یہ قصہ مندرج ہے کہ اسٹائجیز نے سائرس پادشاہ سے پوچھا کہ آخری سبق جو اوسنے حاصل کیا وہ کیا تھا۔ سائرس نے جواب دیا کہ ایک روز میرے اسکول مین ایک لڑکے نے اپنا کوٹ جو بہت تنگ تھا دوسرے کو دیدیا اور اوسکا کوٹ جو ڈھیلا تھا چھین لیا لو ستاد نے یہ مقدمہ میرے سپرد کیا مینے یہ فیصلہ کیا کہ اب جو کچھ ہوا وہ صحیح ہے کیونکہ اب ہر شخص فریقین مین سے آرام مین ہے

زینوفن ایک بڑا حکیم اور قدیم مورخ ہے سقراط کا شاگرد تھا اور ایتھنز کا رہنے والا تھا سائرس بڑا پادشاہ ایران کا تھا جسکو اسفندیار کہتے ہین۔ اسٹائجیز آخر پادشاہ مڈیا کا تھا اور سائرس کا دادا تھا۔

ایک کا کوٹ دوسرے کے جسم پر ٹھیک ہے میرے اوستاد نے کہا کہ یہ فیصلہ میرا بالکل غلط تھا کیونکہ میں نے صرف موجودہ آرام کا لحاظ کیا تھا مقدم امر تھا انصاف پر سوال کرنا۔ انصاف کا مقتضی یہ نہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی چیز کو بلا مرضی اوسکے چھین لے۔

یہ پوری عبارت جو میں نے لکھی۔ مارٹین لی اسپنر کی کتاب جلد ۹ فصل ۲ سے نقل کی گئی ہے۔ اس فیصلہ کو کیا خیال کرنا چاہیے سرسری نظر میں معلوم ہوتا ہے کہ مبادلہ بالجبر اگر برابر کی قیمتی اشیاء کا ہے تو کچھ اصول حفاظت کے مخالف نہیں ہے کیونکہ جب ہماری چیز کی مالیت وہی رہتی ہے جو تھی تو کیونکر کہا جاتا ہے کہ ہمارا نقصان ہوا۔ اگر ایک شخص نے کچھ حاصل کیا اور دوسرے نے کچھ نقصان نہیں اوٹھایا تو بظاہر یہ امر اچھا ہے۔ مگر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ ایسا نہیں ہے۔ جسکو تم کہتے ہو کہ اوسنے کچھ نقصان نہیں اوٹھایا درحقیقت اوسنے نقصان اوٹھایا ہے۔ کیونکہ ہر چیز منقولہ یا غیر منقولہ ہر شخص کے حالات وکوائف کے مطابق اوسکے نزدیک ایک خاص قیمت رکھتی ہے۔ ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ اوس چیز کے عمدہ فوائد سے وہ مستفید ہوگا جس سے کہ ایک خاص قیمت اوس چیز کی بڑھ جاتی ہے اگر وہ مکان جسمیں زید رہتا ہے عمر کے لیے زیادہ قیمتی اور قدر کے لائق ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ عمر زید کو مجبور کرسکے

† یہ شخص فن تیخ مضمون نویس تھا ۱۸۲۳ع میں پیدا ہوا اور ۱۸۹۲ع میں مرا۔

کہ زید اپنا مکان اُسکو بعوض اُس قیمت کے دیدے جو بستی کی
رائے میں نزدیک زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ اِس صورت میں نتیجہ یہ
نکلے گا کہ زید اوس فائدہ سے محروم کیا جائے جو فائدہ اونہین
حالات سے مترتب ہوتا ہے جن حالتوں کی وجہ سے وہ مکان کو
زیادہ مرغوب سمجھتا ہے حالانکہ اِس فائدہ سے مستفید ہونیکا زید کو
حق حاصل ہے۔ اور فرض کرو کہ عمرو یہ کہے کہ اچھا جو معمولی قیمت
اُس مکان کی ہے اور بستی کی وہ مالیت ہے اوس سے کبھی
زیادہ نہین دینے پر مستعد ہوں مگر تب بھی یہ جواب دیا جاسکتا ہے
کہ جس مقدار قیمت کو تم معمولی قیمت سے زیادہ سمجھتے ہو وہ صرف
تمہارا خیال خام ہے۔ ہم کہتے ہین کہ وہ معمولی قیمت سے بھی کم
ہے کیونکہ اگر درحقیقت وہ قیمت جو تم ادا کرتے ہو معمولی قیمت
سے زیادہ ہوتے تو زید بخوبی اوسکو قبول کرتا کیونکہ ایسا وقت
مشکل سے ہاتھ آتا ہے اور فوراً مکان تمکو دیدیتا۔ اگر زید نے
تمہاری پیش کردہ قیمت قبول نہین کی تو یہ دلیل کافی اِس امر کی
ہے کہ تمنے اپنے تخمینہ مین غلطی کی ہے۔ اور اگر مکان زید سے
اِس قیمت پر لے لیا جاوے جو تم دیتے ہو تو ضرور زید کی دولت کا
نقصان ہوگو یہ نقصان واقعی اوس چیز کا نہو جو زید کے پاس
موجود ہے مگر تاہم زید کی اوس حق کا نقصان ہے جسکو وہ حاصل
کرسکتا تھا۔ اگر عمرو یہ کہے کہ نہین زید خوب جانتا ہے کہ میری قیمت

معمولی قیمت مکان سے جو معمولی حالتوں مین زید کو مل سکتی تھی بہت
زیادہ ہے اور زید میری ضرورتوں سے بخوبی واقف ہے
کہ مجھے اس مکان کی بہت ضرورت ہے اب زید کا انکار صرف
اسوجہ سے ہے کہ میری ان ضرورتوں وغیرہ سے وہ ناانصافی
کے طور سے اپنے تئین مستفید کرے اور مجھے اس حالت مین پاکر
غیر منصفانہ فائدہ مجھسے حاصل کرے۔

میرے نزدیک ایک بہت عمدہ اصول ہے جس سے کہ یہ بحث
زید و عمر کی بخوبی فیصل ہو سکتی ہے۔ اشیاء کے دو اقسام ہین
ایک وہ چیزین جو صرف معمولی قیمت مروجہ رکھتے ہین۔
دوسری وہ چیزین جو علاوہ قیمت مروجہ کے ایک خاص قیمت
موانست و محبت رکھتے ہین۔

پہلی قسم مین عام نوع کے مکانات معمولی کاشتکاری کی کھیت
اور غلہ و نباتات وغیرہ اور عام قسم کی مصنوعی چیزین داخل ہین۔
دوسری قسم مین آرامگاہین و باغات کتبخانے و تصاویر عکسی او
مجسم تصاویر اور ذخیرہ نیچرل ہسٹری کے داخل ہین۔
اس دوسری قسم کی چیزون کا تبادلہ بالجبر ہرگز جائز نرکھنا چاہیے
کیونکہ وہ محبت جو ایسی چیز کے مالک کو اوس سے ہے
وہ ایک ایسی قیمت خاص ہے جسکا تخمینہ نہین ہو سکتا۔
لیکن پہلی قسم کی اشیاء ایسے ہین کہ اگر معلوم ہو کہ ایک بڑے

نقصان کی روک بجز اسکے کہ اسکا تبادلہ بالجبر کیا جاے نہین
ہوسکتی تو ایسا تبادلہ جائز رکھنا چاہیے — مثلاً میرے پاس
ایک زمین ہے جس سے کہ مجھے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے
اور اوس زمین جانے کی راہ صرف ایک دریا کے کنارہ سے ہے
دریا نے اوس راہ کو بہا دیا — میرا ہمسایہ مجھے اجازت نہین دیتا
کہ مین اوسکی ایک پگ ڈنڈی پر سے اپنے کھیت کو جاؤن —
حالانکہ اوسکی پگ ڈنڈی میرے کھیت کی قیمت کے ایکہزار
حصہ کے برابر بھی نہین ہے — تو ایسی صورت مین مین اپنے
بڑے فائدہ سے اپنے ہمسایہ کی ضد وکینہ کی وجہ سے محروم
نہین کیا جاسکتا —

لیکن ایسے نازک اصول کو غلطی سے محفوظ رکھنے کے لیے چند قواعد کا
تحریر کرنا ضرور ہے — مین کہہ چکا کہ یہ تبادلہ بالجبر صرف اوس صورت
مین جائز ہوگا جب بغیر اسکے ایک بڑے نقصان کی حفاظت
نہین ہوسکتی — جیسا کہ مثال مندرجہ بالا مین اوس کھیت کو جانیکا
کوئی اور راستہ نتھا بجز اسکے کہ دوسرے شخص کی جایداد کی درمیان
سے راہ نکالی جاے —

اس باب خاص مین انگلستان کی پیش بینی دیکھنے کے لیے ہمکو
چاہیے کہ ہم اوس قدر ومنزلت کو دیکھین جو اوس ملک مین جایداد
کی ہے — اوس ملک مین جب ایک سڑک کی نکالنا ہوتی ہے

تو پہلے پارلیمنٹ سے قانون حاصل کیا جاتا ہے ۔ تمام اشخاص
جنپر کچھ اثر پونہچتا ہے انکی شکایات کی سماعت ہوتی ہے ۔
اور مقننین نے اسپر بھی کفایت نہین کی بلکہ ایک خاص قانون
پارلیمنٹ کے ذریعہ سے مکانات و باغات اور دیگر اشیا کو
جو ایک قیمت قدیمی و موانست رکھتے ہین مستثنی کر دیا ہے ۔
ایسی حالت مین بھی تبادلہ بالجبر جائز رکھنا چاہیے جبکہ ایک
شخص یا قلیل تعداد کے اشخاص کا انکار صرف ضد و عداوت
کی وجہ سے ہے اور ایک گروہ کثیر کے فائدہ کا مخل ہے ۔
اسی وجہ سے انگلستان مین قانون احاطہ جات کی رو سے
[illegible] ڈالا جاتا ہے اگر وہ شہر والونکی صحت یا آرام
کے مخل سمجھا جاتا ہے اور چند اشخاص کی عذرات کی سماعت نہین کیجاتی
یہ تمام بحث تبادلہ بالجبر کی تھی ۔ انتقال بالجبر کا ذکر نہین
ہوا ایسا انتقال تبادلہ نہین ہے اور انتقال بالجبر بلا معاوضہ
گو فائدہ سلطنت ہی کے لیے کیون نہو بالکل ظلم اور خلاف
انصاف ہے اور اصول یوٹلٹی کے بالکل مخالف ہے ۔

فصل ۱۷

امیدون پر قوانین کا کیا اثر پیدا ہوتا ہے

مقنن ۔ قلوب و کوائف قلوب انسانی کا مالک نہین ہے ۔

اوسکا کام صرف یہ ہے کہ انسانون کے حالات و کوائف قلبی کے مطابق چلے اور اونکا انتظام کرتا رہے - قانون کی خوبی بالکل اس امر پر منحصر ہے کہ وہ لوگون کی عام امیدون کے موافق ہو - اور مقنن پر لازم ہے کہ وہ آن امیدون کے حالات سے واقف رہے تاکہ اونھین کے موافق کام کرے یہ تو نتیجہ قانون کا ہونا چاہیئے لیکن اب اس امر کا بیان کرنا ضرور ہے کہ اس نتیجہ کے حاصل کرنے کے وسائل کیا ہین -

(۱) نہایت ضرور ہے لیکن نہایت مشکل التعمیل وسیلہ یہ ہے کہ قانون امیدون کے وجود سے بھی قبل بنایا جاوے - اگر فرض کیا جاے کہ یہ امر ممکن ہے کہ ایک نئی خلقت انسانون کی خلق اور اوس وقت تک اونکے دلون مین کوئی امیدین پیدا نہوئی ہون جو قانون بنانے والے کی رای کے خلاف ہون تو ممکن ہے کہ وہ مقنن اونکی امیدون کو جواب پیدا ہون اپنی خوشی اور رای کے مطابق بنا لے - جیسا کہ ایک سنگ تراش ایک سنگ مرمر کے ناتراشیدہ ٹکڑے کو تراش خراش کے اپنے ارادے کے موافق بنا لیتا ہے - لیکن چونکہ قانون بنانے والا جب قانون بنانے لگتا ہے تو دیکھتا ہے کہ تمام لوگون کے دلون مین ہزارون قسم کی امیدین پیشتر سے موجود ہین جو پرانے مراسم و قدیم رواج و پرانے قوانین پر مبنی ہین - تو مقنن کو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہین ہوتا کہ اونھین

مطابق اور اونھین کو کچھ درست کرکے انتظام کرے اور اسوجہ سے مقنن کو بڑی پابندی رہتی ہے سب سے پہلا قانون جب بنا تب بھی کچھ نہ کچھ امیدین پیشتر سے موجود تھین کیونکہ ہمکو معلوم ہی کہ جب قانون کا وجود بھی نتھا تب بھی ایک ضعیف حق ملکیت کا وجود تھا یعنی ایک قسم کی یہ امید کہ حاصل کردہ چیز کی حفاظت کیجا سکتی ہے جو شخص کوئی چیز حاصل کرتا تھا اوسکو ایک امید ہوتی تھی کہ شاید ہم اسکو محفوظ رکھ سکین اور اسیکا نام ملکیت ہی جب قانون بنا تو یہ امید جسکا اوپر ذکر ہوا پیشتر سے موجود تھی اور اسیکے مطابق قانون نے صورت پکڑی اور نئی امیدین قایم کین اور ایک بڑا سلسلہ امیدون وخواہشون کا پیدا کر دیا۔ قانون ملکیت جائداد مین کوئی تبدیل نہین ہوسکتی بغیر اسکے کہ تھوڑی بہت بدانتظامی موجودہ مقررہ حالت مین ہو اور بہت سی مخالفتون کا مقابلہ نکرنا پڑے۔

اگر تم اس امر کو ضرور سمجھتے ہو کہ واقعی موجودہ امیدہاے انسانی کے مخالف قانون جاری کرو تو اگر ممکن ہو تو ایسا انتظام کرو کہ وہ قانون اپنی وضع ہونے کے بہت عرصہ کے بعد نافذ ہو۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ موجودہ نسل کو کچھ تبدیل نہ معلوم ہوگی اور آیندہ نسل کی دلمین امید اس قانون کی پیدا ہوچکی ہوگی اور اسوجہ سے اونکو برا نہ معلوم ہوگا۔

(مثلاً ہمکو یہ قانون جاری کرنا ہے کہ کوئی شخص بلا حصول
علم زبان انگریزی کے سرکاری عہدہ ملازمت نہ پاسکے یہ قانون
امیدوارون کے خلاف ہے اور اوسکے اجراسے ضرور ناراضگی
ہوگی۔ اِلّا اگر انتظام کے لیے یہ امر ضرورت ہو تو ہمکو چاہیے کہ ہم
آج یہ قانون بنائین اور اوسکے نفاذ کی تاریخ کی نسبت تجویز
کرین کہ دس سال بعد یہ جاری ہوگا نتیجہ اسکا یہ ہے کہ موجودہ
امیدوارون مین کچھ فرق نہ آئے گا اور جو نئی امیدین نئے لوگونمین
اِس دس سال کے اندر پیدا ہونگی وہ یہی ہونگی کہ ہمکو بلا حصول علم زبان
انگریزی کے عہدہ نہ ملے گا) تم یہ امر بھی پاؤگے کہ نئے لوگ
ہمیشہ پرانی رایون کے خلاف پر مائل ہوتے ہین۔ کسی کے
واقعی فوائد مین بھی نقصان نہ آئے کیونکہ زمانہ کافی دیا جائیگا
کہ لوگ نئے انتظام کے لیے تیار ہو رہین۔ ایسی صورت مین
پھر ہر چیز تمھارے لیے آسان ہو جائیگی کیونکہ جو امیدین تمھاری
رای کی مخالف تھین جنکی کہ اگر وہ ہوتین تو ہمکو مخالفت کرنا
پڑتی پیدا ہی نہین ہوئین اور اونکی پیدایش کے سلسلہ کو تمنے
قطع کر دیا۔

(۲) دوسرا وسیلہ یہ ہے کہ قانون کا ہر شخص کو علم ہو۔ جو
قانون کہ تاریکی مین پڑا ہے اور جس سے کسیکو علم بھی نہین
ہے وہ کسیکی امیدون پر کچھ بھی اثر نہین کر سکتا اِس قانو

سے یہ کام بھی نہین نکل سکتا کہ مخالف امیدون کو ... روکے - اگر یہ
اعتراض کیا جاے کہ یہ مسئلہ جو بیان ہوا تھا ان کی نوعیت سے
متعلق نہین ہے جنکا یہان ذکر ہے بلکہ اسکا تعلق اوس طریقے
سے ہے جسکی بموجب قانون جاری کیا جاے - مگر یہ اعتراض ظاہری
ہے اسکی کچھ اصلیت نہین ہے - بعض قانون خود ایسے ہوتے
ہین اور اونکی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود بخود مشہور ہو جاتے
ہین اور ہر شخص کو اوس سے بہت جلد علم ہو جاتا ہے بہ نسبت اور
قوانین کے - یہ وہ قوانین ہین جو عام امیدون کے موافق ہین
اور جنکی بنا فطرتی امیدون پر ہے - مثلاً یہ قانون کہ جو شخص
کسیکو قتل کریگا وہ بھی قتل کیا جاےگا یہ قانون عام امیدون کے
موافق ہے اور فطرتی امید پر مبنی ہے اور اسوجہ سے ہر شخص
اس سے واقف ہے - یہ فطرتی امید یعنی وہ امید جو بیشتر کے
رسم و رواج سے پیدا ہوتی ہے چاہیے توہمات و تعصبات مذہبی
جو تکلیف دہ ہین مبنی ہو اور چاہیے اصول یوٹلٹی یعنی رفاہ عام پر
اوسکی بنا ہو اسمین کچھ فرق نہین ہے جو قانون کہ ان امیدون
کے مطابق ہے وہ فوراً دل مین جگہ کر لیتا ہے اور یاد رہتا ہے
اور اصل یہ ہے کہ وہ قانون گویا پہلے ہی سے لوگون کے
دلون مین تھا قبل اسکے کہ مقنن اوسکو نافذ کرے -
لیکن جو قوانین کہ فطرتی امیدون کے خلاف ہین بہت مشکل سے

سمجھ مین آتے ہین اور بہت مشکل سے یاد رہتے ہین۔ اور ایک امر یہ ہے کہ جو قانون ان لوگون کے لیے بالکل ہنے ہین ور اونکی جڑ لوگون کے دلون مین نہین پیدا ہوئی اور صرف گڑھ گڑھا کر جاری کیے گئے بہت جلد معدوم ہوجانے پر مائل رہتے ہین۔ منجملہ اور اِس قسم کے قوانین کے قوانین توریت کا یہی حال ہے اور بہت تکلیف دہ ہین اور نیز چونکہ صرف خیالی اور محض بیقاعدہ اور بے دلیل قواعد بھرے ہین اسوجہ سے کبھی ٹھیک ٹھیک سمجھ مین نہین آتے عقل اور حافظہ کو تھکا دیتے ہین اور اسوجہ سے آدمی ہمیشہ خوف سے اور غلطی کیحالت مین اور ہمیشہ کسی نہ کسی خیالی جرم مین گرفتار رہتا ہے اور کبھی بیجرم زندگی نہین بسر کرسکتا۔ امیدین ہمیشہ اون قوانین کی رہتی ہین جو سوسائٹی وجماعتونکے لیے بہت مفید ہون۔ ایک غیر ملک کا آدمی چوری یا جعلسازی یا قتل کا ارتکاب کرے اوسکا یہ عذر کہ وہ اِس ملک کا قانون نہین جانتا تھا کبھی مسموع نہین ہوسکتا کیونکہ یہ جرائم ایسے صاف تکلیف دہ ہین کہ یہ امر امکان سے باہر ہے کہ وہ شخص اِن افعال کو جو ہر ملک مین جرم ہین جرم نہ سمجھتا ہو۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ قوانین کو باہم ایک دوسرے کے مطابق ہونا چاہیے یہ اصول بھی اصول متذکرہ بالا سے تعلق قریب رکھتا ہے مگر اِس سے ایک بڑی سچائی نئی طرح سے ظاہر ہوگی۔

جبکہ قوانین نے ایک خاص انتظام عام مسلمہ اصول پر قایم کر دیا
تو اوسکے بعد جو وقتاً فوقتاً انتظامات بمطابقت اوسی اصول
کے قایم ہوتے جاتینگے وہ بذریعہ عام امیدون کے مضبوط
ہونگے - ہر ایک قانون جو اوس قسم کا جاری ہوگا وہ سچ
سمجھا جائیگا کہ بیشتر سے موجود تھا - ہر ایک جدید استعمال اوس
اصول کا پہلے قانون کو اور مضبوط کر دیگا - لیکن جو قانون
اس صفت کا نہین ہے وہ دلونمین بلا تاثیر پڑا رہتا ہے اور
جس اصول کے کہ وہ قانون خلاف ہے وہ اصول برابر
اس قانون کو معدوم کر دینے اور بھلا دینے کی کوشش
کیا کرتا ہے -

مثلاً یہ قانون کہ ایک شخص کے مرنے پر اوسکی جایداد اوسکے
رشتہ دار قریب کو ملی ایک مسلمہ قانون ہے اور عام امیدین اوسکے
موافق قایم ہوتی ہین جو قانون کہ طریقہ وراثت کو موافق اسی
اصول کے قایم کرے وہ قانون ہر شخص کی سمجھ مین آئیگا اور
سب اوسکو پسند کرینگے - لیکن جسقدر کہ اس اصول سے قطع نظر
کیجاوے گی اور اوسمین مختلف مستثنیات لگائی جائینگی - اوسیقدر
اوسکے سمجھنے مین مشکلین ہونگی اور اوسکا یاد رکھنا مشکل ہو جائیگا

انگلستان کے کامن لا یعنی قانون عام سے ہمکو
ایک صریح مثال اس امر کی حاصل ہوتی ہے - اوسمین وراثت

جایداد کے قواعد ایسے پیچیدہ ہین اور اسمین ایسے باریک فرقون
کا ذکر ہے اور وہ ایسے قواعد اس قسم کے ہین جس سے یہی امر
صرف ناممکن نہین ہے کہ کوئی شخص اون قواعد کا پہلے سے
خیال کرتا بلکہ یہ امر بہت مشکل ہے کہ کوئی اونکو سمجھے اور اونکا
استعمال کرے — اوسکا جاننا گویا ایک علم کا جاننا ہے اور
ایسا ہی مشکل ہے جیسے کہ مشکل علوم کا حاصل کرنا جو صرف
ذکی الطبع لوگ حاصل کر سکتے ہین — اور اسیوجہ سے اب اوس قانون
کی صحیح شناخت گم کر دی گئی ہین کیونکہ کوئی قانون جاننے والا
اوسکو بالاستیعاب نہین جان سکتا پس یہ نتایج ہوتے ہین اوس
وہمی تعظیم کے جوکہ لوگ پرانی باتون کی کرتے ہین —

جب کوئی ایسا قانون بنایا جاتا ہے جو ایسے اصول کے مخالف ہو
جو پیشتر سے قائم ہے تو جسقدر کہ وہ اصول مضبوط ہو اوسیقدر
یہ مخالفت زیادہ تکلیف دہ ہوگی — اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ عام رائے
مخالف ہوگی اور جن لوگون کی امیدون کے مخالف یہ قانون
بنا ہے وہ مقننین کو ظالم کہین گے —

ٹرکی مین یہ دستور ہے کہ جب کوئی سرکاری افسر مر جاتا ہے تو
کل جایداد اوسکی ضبط کر لیجاتی ہے اور اوسکی اولاد انتہائے
دولتمندی سے فقر و افلاس و فلاکت مین گر جاتی ہے —
یہ رسم شاید ٹرکی نے کسی اور سلطنت سے لیا ہے جہان کہ یہ دستور

ایسا تکلیف دہ اور مضر نہوگا کیونکہ وہان اکثر سرکاری ملازمین
خواجہ سراؤن کو ملتی ہونگی جنکے اولاد ہی نہین ہوتی تھی

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ قوانین اصول یوٹلٹی یعنی

رفاہ عام کے مطابق ہون۔ کیونکہ یوٹلٹی ایک ایسی چیز ہے
جسکی طرف تمام دنیا کی امیدون کا رجحان ہوتا ہے کوئی
امید اسکے خلاف قایم ہی نہین ہوتی۔
یہ صحیح ہے کہ کبھی کبھی ایسا ممکن ہے کہ کوئی قانون اصول یوٹلٹی
کے مطابق ہو لیکن عام آرا کے مخالف ہو مگر یہ امر اتفاق
ہے اور صرف ایک حالت ہے جو طرفۃ العین مین گذر جاتی
ہے۔ جو ہین ایسے قانون کی یوٹلٹی لوگون کو معلوم ہوجائیگی
فوراً اونکا اختلاف جاتا رہیگا اور اوس قانون کو وہ پسند
کرنے لگین گے۔ جو ن ہین وہ حجاب جسنے اوسکی خوبی کو چھپا رکھا
ہے اوٹھا کہ لوگون کی امیدین پوری ہوئین اور رائین
اوس قانون کے مطابق ہوگئین۔ یہ امر بھی بہت صاف ہے
کہ جسقدر قانون مطابق یوٹلٹی کے ہونگے اوسیقدر ممکن ہے
کہ اون قوانین کی یوٹلٹی بہت صاف و صریح ہو۔ اگر ہم ایک
شی کیطرف ایک ایسی عمدگی کو نسبت دین جو فی الواقع اوس
شی مین نہین ہے تو اس ہماری غلط بیانی کا اثر صرف دو روزہ
ہوگا اور جہان کسی نے ذرا غور کیا اصلی امر فوراً ظاہر ہوجائیگا

لیکن اگر اوس شے مین فی الحقیقۃ کوئی خوبی ہے گو اوسکا کسیکو
علم بھی نہو مگر کبھی نہ کبھی وہ لوگون پر ضرور ظاہر ہوجاویگی —
جب کوئی چیز نئی ہوتی ہے تو [illegible]
کہ اوسکی اصلیت تو اون کی نظر مین نہین آتی — جب زمانہ اون
تعصبات و توہمات کو مٹاتا ہے تب پھر سب لوگ اوسکی
خوبیون کو دیکھنے لگتے ہین اور رفتہ رفتہ اصلیت اوس شے کی
ظاہر ہوتی جاتی ہے اگر پہلی کوشش مین اوسکی اصلیت
نہ دریافت ہووے تو دوسری سعی مین دریافت ہوجاتی ہے
چونکہ ہر کہ مفید ہے آخر مین لوگ ضرور اوسکو پسند کرتے ہین
اور مفید ایجاد پر گو پہلی نہیل لوگون کے چلے ہوان لیکن بالآخر
لوگ اوسکو ایسا پسند کرتے ہین کہ ابتدائی حالت کو یاد بھی نہین رکھتے

(۵) پانچوین شرط ترتیب قوانین ہے — مجموعۂ قوانین کی
خراب ترتیب کا جو اثر کہ امیدون پر ہوتا ہے اوس سے
وہی تکالیف مترتب ہوتی ہین جو اون قوانین کی باہمی اختلاف
وضد سے ہوتی ہین اور اس عدم ترتیب مناسب سے وہ قوانین
نہ سمجھنے کے لائق رہتے ہین نہ یاد رکھنے کے — ہر شخص کی مقدار
فہم محدود ہے — جسقدر کہ وہ قوانین پیچیدہ اور غیر مرتب ہونگے
اوسیقدر کم لوگ اونکو سمجھینگے اور اسیوجہ سے اوسکی شہرت بھی
کم ہوگی — اور انسانون پر اسکا اثر کم ہوگا —

اور نہ انسانون کو وقت پر یہ قوانین یاد آئینگی بلکہ ایک بہت خراب نتیجہ اسکا یہ نکلے کہ لوگ ان قوانین کی وجہ سے دہوکہ مین پڑینگے اور غلط امیدین اونکے دلون مین پیدا ہونگے۔

پس ضرور ہی کہ عبارت بھی قوانین کی سہل ہو اور ترتیب بھی اونکی سیدہی سادی ہو کیونکہ قوانین دراصل ہر شخص کے لیے بادی ہین اور ہر شخص کو ضرورت پڑتی ہی کہ جب کسی امر مین شبہہ ہو تو قوانین کو دیکھے لہذا وہ ایسی ہونا چاہین کہ ہر شخص بلا اعانت غیری اونکو پڑھ سکے قوانین جسقدر کہ اصول یوٹلٹی پر مبنی ہونگے اوسیقدر آسان صاف ہونگی کیونکہ جو طریقہ ایک صاف اور سادہ اصول پر مبنی ہوتا ہے وہ ظاہر مین بھی صاف وسادہ ہوتا ہے اور اوسکا مضمون بھی صریح وصاف ہوتا ہے — اور یہی طریقہ ہے جو فطرتی ترتیب کے مطابق ہو سکتا ہے ہر شخص اس سے واقف ہے۔

(۶) یہ بھی ضرور ہے کہ لوگون کے دلون پر اس امر کا یقین ہو کہ اس قانون کی ضرور تعمیل ہوگی اور قانون کی عدم تعمیل کے لیے کوئی وجہ لوگون کے خیال مین نہ آئے۔

جب یہ کیفیت ہوگی تب قانون حقیقتاً امیدون کا پیدا کرنے والا اور نگاہ رکھنے والا سمجھا جائیگا۔

اگر اس امر کے تصور کرنے کے وجوہ ہون کہ قانون کی تعمیل نہوگی تو گویا قانون نے ایک ایسی امید کو دل مین

پیدا کیا جو خود قانون کے خلاف ہے ایسی صورت مین قانون
کا اوس قدر زور نہین ہے - ایسی صورت مین قانون کا اوسکا
اثر نہوگا جسقدر سزا دہی کے اور یہ سزا دہی بھی ایسی
غیر موثر ہوگی کہ بالآخر خود ایک اور نقصان منجملہ نقصانات
قوانین کے شمار ہوگی - ایسے قوانین بسبب اپنے ضعف کے
حقیر سمجھے جاینگے اور طاقت انکی نفرت خیز ہوگی اور یہ قوانین
ہمیشہ خراب سمجھے جاینگے چاہے یہ مجرمون کو گرفتار کرین خواہ
بھاگ جانے دین -

یہ اصول اکثر لوگون کے خیال سے اوتر جاتا ہے -
مثلاً جب فرانس مین کاغذی روپیہ کا طریقہ جاری ہوا تھا
اور گورنمنٹ نے عام حکم دیدیا تھا کہ کوئی شخص شہر فرانس کا ایک
خاص تعداد کے سکہ سے زیادہ اپنے پاس نرکھے ایسی صورت
مین بیشک ممکن تھا کہ لوگ صدہا بد دیانتیون کے ذریعہ سے
حکم قانون سے انحراف کرتے -

اس اصول کی بنا پر صدہا قسم کی ممانعتین جو خاص اقسام تجارت
کی بابت ہوتے ہین بری اور مضر ہین - کیونکہ ایسے احکام کے
جاری ہونے مین جتنے انسان اپنے تئین مختلفہ تدابیر سے
بچا سکتا ہے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رشوت اور بے ایمانیون کا
بازار گرم رہتا ہے - اسی اصول پر یہ امر قرار دیا گیا ہے

مشابہ دارمی کے اختیارات شوہر کے ہاتھ میں رکھے گئے ہیں
اگر یہ اختیارات زوجہ کے ہاتھ میں دیئے جاتے تو یہ
نتیجہ نکلتا کہ ایک میں جسمانی قوت ہوتی یعنی شوہر میں اور ایک میں
قانونی قوت ہوتی یعنی زوجہ میں تو ان دونوں میں ہمیشہ ایک
اختلاف اور ضد قائم رہتی۔ اگر دونوں کے اختیارات برابر
رکھے جاتے تو مساوات کسیطرح قائم نہ رہتی کیونکہ جب دو
مختلف خواہشوں کا مقابلہ ہوتا تو ایک خواہ نخواہ غالب ہوتی
سو موجودہ انتظام نہایت عمدہ ہے کیونکہ جسمانی اور قانونی دونوں
قوتیں ایک کو دی گئی ہیں ـــ
اسیوجہ سے دونوں قوتیں ملکر بہت بڑا اثر پیدا کرتی ہیں جو
ضروری ہے ـــ اس اصول سے اوس مسئلہ کی تشریح میں
بڑی مدد ملتی ہے جسمیں بہت سے قانون دان حیران رہتے
ہیں ـــ مثلاً یہ مسئلہ کہ کن صورتوں میں وہ چیز جو کسی شخص کو
پڑی ملے وہ اوسی شخص کی ملکیت ہونا چاہیے ـــ
جسقدر یہ امر آسان ہو کہ باوجود اس امر کے کہ قانون موجود
ہے کوئی شخص کسی چیز کو اپنی بنا لے اوسیقدر یہ امر ضروری ہے
کہ قانون ہی نہ بنایا جاوے جس سے کہ اسیطرح کا انتفاع ہو
یا یوں کہو کہ جب ایسی صورت ہو کہ قانون سے بچ جانیکے
امکان وسائل ہوں تو ایسی صورت میں بہت ظلم ہے کہ اقبیا

قانون بنایا جاوے —
کیونکہ ایسی حالت مین عام امید بھی ہوگی کہ اس قانون کی تعمیل
غیر ممکن ہے – پس اگر اتفاق سے کسی صورت مین ایسے قانون کی
تعمیل ہو بھی گئی تو اوس سے بجز خرابی کے اور کوئی نتیجہ نہین ہے
اسکی مزید تفصیل کے لیے مین ایک مثال دیتا ہون —
فرض کرو کہ مین نے زمین پر ایک ہیرا پایا پہلا خیال میرا یہ ہوگا
کہ اوسکو مین اپنی ملکیت سمجھون – اور اوسیوقت ایک امید
اس امر کی میرے دل مین پیدا ہوجایگی کہ مین اوس چیز کو
اپنے پاس رکھون یہ امید کچھ صرف اپنی خواہش کی وجہ سے
نہ پیدا ہوگی بلکہ ایک فطرتی طور سے خیالات ملکیت پیدا ہونگے
یعنی (۱) ہم جسمانی قوت سے اوس چیز پر قبضہ کیے ہوئے ہین
اور یہی قبضہ گویا ہمارا حق ہے جبتک کہ اسکے مخالف کوئی حق نہو
(۲) اسکے پانے اور نکالنے کی وجہ سے ایک حق ہمارا یہی ہے
کیونکہ ہم ہی نے اسکو مٹی سے نکالا جان کہ وہ پڑا تھا نہ اوسکی
قدر تھی نہ کسیکو معلوم تھا —
(۳) ہم اپنے تئین اس امر کے خیال سے خوش کرینگے کہ ہم بلا مدد
و اعانت قانون کی اس چیز کو رکھ سکتے ہین بلکہ باوجود ہونے
قانون مخالف کے بھی ہم اوسکو رکھ سکتے ہین کیونکہ ممکن ہے
کہ ہم اوسکو چھپالین اور بعدہ کسی اور نام اور حق سے اوسکو

نکالین - ایسی صورت مین مناسب نہین ہے کہ قانون وہ
ہیرا کسی دوسرے کو دلادے کیونکہ قانون ہماری اوس پہلی
امید کو کہ ہم اوسکو اپنے پاس رکھہ سکینگے مٹا نہین سکتا پس
پھر بھی اگر قانون اوس ہیرے کو لے لے تو گویا اوسنے ہمکو رنج
مایوسی پونہچایا جو ناانصافی اور ظلم کہا ئیگا - پس یہ دلائل اِس
امر کے لیئے کافی ہین کہ وہ ہیرا اوسیکو دیا جاے جسنے پایا جبتک
کہ اِسکے مخالف اور مضبوط دلائل موجود نہون -
یہ قاعدہ بموجب اون فطرتی اتفاقات کے بدلتا جائیگا جیسے کہ
کوئی شخص اوس چیز کو اپنے پاس رکھہ سکتا ہے جو وہ پاوے
- مثلاً اگر ایک جہاز کسی ساحل پر مجھے ملے اور مین اوسکو پہلی
پہل پاؤن - یا ایک معدن مجھے ملے - یا کوئی جزیرہ مین
دریافت کرون اور مین ہی پہلی پہل اوسکو نکالون تو سابق
کے موجودہ قواعد ایسے ہین کہ میرے دلمین کبھی یہ خیال یا یہ
امید پیدا نہین ہوسکتی کہ یہ چیزین میری جائداد ہوجائین اور
اسیوجہ سے ایسی چیزین اگر پانے والے سے لیجائین تو
اوسکو کوئی رنج مایوسی نہین پیدا ہوتا کیونکہ اوسکے دلمین کوئی امید
ہی نہین پیدا ہوئی تھی جسمین مایوسی ہوتی - نہ یہ چیزین ایسی ہین
جنکی نسبت مجھے یہ امید ہوتی کہ مین اونکو چھپا کر اپنے پاس
رکھہ سکونگا پس وہ قانون جسکی رو سے مجھے ممانعت ہے کہ مین

ایسی چیزون کو اپنا نہیں بنا سکتا پورا اثر میرے دلپر رکھتا ہے — کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ اون قانونون کی تعمیل نہایت آسانی سے ہوسکتی ہے — اور اس قانون کا ایسا پورا اثر دلپر ہونا بوجہ کہ اگر اس امر کی بحث ہو تو مقنن کو کامل اختیار حاصل ہے کہ وہ اوس شے دستیاب شدہ کو جاہے اوس پانے والے کو دے یا نہ دے جیسا مناسب سمجھے — لیکن ایک خاص وجہ ایسی ہے کہ جس سے ضرور ہے کہ کچھ خاص رعایت یابندہ شے کے ساتھ کیجائے — وہ وجہ یہ ہے کہ محنت کا جب معاوضہ دیا جاتا ہے تو عام دولت کو ترقی ہوتی ہے — جب[1] کل منافع شے اشیاے دستیاب شدہ کا سرکار ہی خزانہ مین جائیگا تو وہ کل مجموعہ منافع کا اکثر اوسقدر کثیر نہوگا —

ساتوین اور آخری شرط جو اس امر کے لیے ضروری ہے کہ قوانین اور امید وغیرہ مین توافق ہو وہ یہ ہے کہ قوانین کی فی الحقیقت تعمیل کیجائے یہ شرط کسیقدر قوانین پر منحصر ہے اور کسیقدر ججون پر قوانین کا اس شرط کا انحصار اس طور سے ہے کہ اگر قوانین

---

[1] مثلاً اگر اوس شخص کو جو کوئی دفینہ نکالے اوسکی محنت کا عوض سرکار سے ملے تو اور لوگ بھی اس امر کے لیے رغبت کرینگے کہ کوئی دفینہ دریافت کرین پس پہلی صورت مین جبکہ سرکار کل لے لیتی تھی اور دفینہ نکالنے والے کو کچھ نہین دیتی تھی اگر دس دفینہ نکلتے تھے تو اب ۵۰ دفینہ نکلین گے اور اس صورت مین کل مجموعی منافع سرکار کا زیادہ ہوگا — مترجم

اوسوقت کے آدمیون کے خیالات سے موافق نہونگے یا
اگر وہی پرانے وحشیانہ زمانہ کے قوانین اس زمانہ شائستگی
مین بدستور جاری رہینگے تو عدالتین خواہ مخواہ اون پرانے
اصول کو ترک کرتی جائینگی اور اوسکے مقام پہ بے سمجھے نئی اصول
قایم کرینگی نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ اون قوانین مین جو متروک اور غیر مستقل
ہوگئے اور اون رواسم مین جو اونکی جگہ قائم ہوئین ایک
تخالف ہوگا اور اس عدم تعین و پابندی قوانین سے اون
قوانین کا جو اثر امید اون پر پڑتا ہے وہ ضعیف ہوجائیگا۔

انٹرپریٹیشن یعنے تعبیر یہ لفظ جب قانون مین استعمال کیجاتی
ہے تو اسکے اور ہی معنی ہوتے ہین برخلاف اسکے جبکہ
یہ لفظ اور لوگ استعمال کرتے ہین کسی فقرہ کتاب کی تعبیر کرنا
اسکے معنی یہ ہین کہ اوس فقرہ سے وہ مطلب نکالنا جو اصل
مصنف کی مراد تھی۔

لیکن کسی قانون کی تعبیر کرنا اسکے معنی اول درجہ رومن قانون دان
لوگون کے نزدیک یہ ہین۔ کہ جو مطلب و مقصد کہ صاف صاف
اوس جملہ قانون سے پایا جاتا ہو اوس سے انحراف کرکے
ایک جدید مطلب اوس مقام پہ پیدا کرنا اور یہ قیاس کرلینا
کہ یہی اصل مطلب مقنن کا تھا سبحان اللہ کیا معنی ہین۔
جہان یہ طریقہ کارروائی ہو وہان کچھ حفاظت کی امید نہین ہے

جہان کہ قوانین معین ہین گو مشکل و غامض و مختلف بھی ہون تب بھی اہل شہر کو موقع رہتا ہے کہ اون قوانین کو سمجھین اور جانین اور گو ان قوانین کے مطالب پیچیدہ ہون اور گو جسقدر کہ وہ قوانین موثر ہو سکتے تھے اوسقدر موثر نہون تاہم ہمیشہ مفید ہونگے۔ کم سے کم یہ تو ہوگا کہ ہمکو ایک حد اون خرابیون کی معلوم ہے گی جو ان قوانین سے مترتب ہون۔

لیکن اگر یہ کام ججون کے ہاتھہ مین دیا جاے کہ وہ قوانین کے مطالب کی تعبیر کرین۔ یا یون کہیے کہ وہ بجاے اصل مطالب قانون کے اپنی خواہشون کے موافق مطلب پیدا کر لیا کرین تو ایسی صورت مین ہر چیز اختیاری اور مطلق العنان ہوجایگی کوئی شخص نہ جان سکیگا کہ طمع و ہوس کیا صورت پیدا کرے گی۔ اب ضرر واقعی کی کوئی بحث نہین رہی۔

کتنا ہی بڑا وہ ضرر ہو مگر بمقابلہ اوس بہت بڑے ضرر ممکن الوقوع کے پھر بھی وہ کم ہوگا۔ مشہور ہے کہ سانپ نے جہان کسی سوراخ مین سر ڈالا پھر اپنے تمام جسم کو وہ اوس سوراخ مین لیجاتا ہے۔ بہ لحاظ قانونی ظلم کے یہی سر ہے جس سے ہمکو ہوشیار رہنا چاہیے ایسا نہو کہ اس سر کے ساتھہ پھر تمام خرابیان بھر جائین۔ ایسی صورت مین جبکہ قوانین کا یہ حال ہو اور اونکی تعبیر ججون کے ہاتھہ مین ہو تو صرف یہی امر نہوگا کہ خرابیون پر

ہمارا اعتبار و اطمینان نہو بلکہ جو خوبیان کہ اون وسائل سے پیدا ہونگے اونپر بھی ہمارا اطمینان نہوگا۔ جو اختیارات کہ قانون کے بھی اوپر اور اوس سے بڑھکر استعمال کیے جاتے توگو اون سے ایک فوری فائدہ ہوتا ہم آیندہ کے لیے وہ بہت خوفناک ہونگے ۔۔ اس خودمختاری کی کارروائی سے جو خوبی نکلی ہے وہ تو محدود اور بہت ہی قلیل ہوگی لیکن جن خرابیونکا وقوع کہ ممکن ہوگا اونکی کوئی حد نہین ہے نہ اون خوفون کی کوئی حد ہے جو ایسی صورت مین ہونگے ایکسا غیر ممیز خوف ہر شخص کے سرپر کھڑا رہیگا۔

جہالت وتلون مزاجی کا کچھ ذکر نہین ہے مگر طرفداری کرنیکے لیے اس خودمختارانہ طریقہ سے سیکڑون سہولتین ہوجائینگی — جج کبھی قانون کے مطابق معنی لگاکر کبھی اوسکی تعبیر دوسری کرکے ہمیشہ مقدمہ کو اپنی راے کے موافق فیصلہ کریگا۔ اور ہمیشہ خواہ لفظی معنون سے یا تعبیری مضمون کے ذریعہ سے اپنے تئین الزام سے محفوظ رکھیگا۔ ایسی صورت مین جج گویا ایک بازیگر ہے کہ ایک ہی پیالہ سے تلخ اور شیرین دونون قسم کا پانی نکالتا ہے۔

انگریزی عدالتون کی ایک عمدہ عادت یہ ہے کہ وہ نہایت دقیق تنبیہی کے ساتھ قوانین کے اصلی معنی اور مقنین کے اصل مطلب

کی پیروی کرتی ہین اور اوس کا کامل حصہ انگریزی حصہ قوانین
جو رسم و رواج پر مبنی ہے پچھلے فیصلہ جات و نظائر کی پیروی
کرتی ہین — یہ سخت تعمیل احکام قانون کی گو نہ کامل طریقہ ہین
تکلیف دہ ہو لیکن یہ اصل ولولہ آزادی کا ہے جسنے انگریزون کے
دلمین اوس قانون کا ایک خوف ڈالدیا ہے جو ایکس پوسٹ فیکٹو لا
کہلاتے ہین —

یہ شرائط عمدگی قانون کے جنکا ذکر ہوا باہم ایک دوسرے سے
ایسے متعلق ہین کہ ایک کی تعمیل دوسرے کی تعمیل کو فرض کر لیتی ہے
واقعی یوٹیلٹی اور ظاہری یوٹیلٹی اور توافق باہمی قوانین کا
اور اونکا صاف و سہل ہونا اور اونکا سریع الفہم ہونا اور ایسا ہونا
کہ جنکی تعمیل ممکن ہو یہ سب صفات باہم ایک دوسرے کا سبب
و نتیجہ سمجھی جا سکتی ہین —

اگر وہ غیر صحیح طریقہ جاری نرہتا جسکا نام ہے رسم و رواج اور
ہر چیز بقید تحریر ہو کر قانون کی شکل مین لائے جاتے اور وہ امور
جو ہر ایک ممیز جماعت سے متعلق ہین ایکجا جمع کر کے ایک کتاب
بنائی جاتی اور جو قوانین جدا جدا درجون سے متعلق ہین اونکی
دوسری جدا کتابین بنائی جاتین اور اگر عام مجموعہ قوانین کا تمام مشتہر
کر دیا جاتا اور جیسا کہ ہر روز ہین ہے قانون ایک حصہ عبادات کا
اور ایک ٹکڑا سلسلہ تعلیم کا کر دیا جاتا اور اگر پولیٹیکل حقوق سے مستفید

ہونے کے پیشتر قوانین کا علم ایک ضروری علم سمجھا جاتا تو بیشک ہر شخص کو قانون سے آگاہی ہوتی اور جب کبھی کوئی انحراف قانونی ہوتا تو سبکو معلوم ہوجاتا۔ شہر کا ہر ایک آدمی گویا قانون کا نگران رہتا۔ اور قانون کا توڑ ڈالنا پوشیدہ نرہتا نہ یہ اختیار رہوتا کہ جو معنی چاہے قانون کے لگالے اور کوئی فریب یا جعل ایسا نہوتا جو قانون کی تعمیل سے محفوظ رہے۔

یہ بہت ضروری ہے کہ عبارت قانون ایسی صاف و سہل ہو جیسے کہ مطالب قانون اور ہمیشہ اوسمیں استعمال عام مروجہ زبان کا ہونا چاہیے اور اوسکے طرز میں مصنوعی پیچیدگیاں نہونا چاہئین۔ اگر طرز بیان قانون عام کتب کے طرز بیان سے جدا گانہ ہو تو ضرور ہے کہ وہ اور بھی زیادہ صاف اور مشرح اور مفصل اور سریع الفہم ہو کیونکہ قانون عام عقل اور فہم کے آدمیون کے لیے بنایا جاتا ہے خصوصاً اون لوگون کے لیے جو زیادہ روشن دماغ نہین ہین۔

ہم بیان کر چکے کہ قوانین کس قسم اور کس طریقہ کے ہونا چاہئین اب اگر اسکا موجودہ قوانین سے مقابلہ کیا جائے کہ وہ اوس قسم اور طریقہ کے ہین یا نہین تو بہت کم قوانین اوسکے موافق پائے جاوینگے۔ لیکن قوانین موجودہ ایسے نہین ہین جنسے اسقدر تکلیف پونہچے اور جنکی شکایات مین

اسقدر مبالغہ کیا جاے جس شخص کے خیالات کہ اسلیے محدود ہین اور جو رفاہ عام اور ترقی مین اسقدر مجہول ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ موجودہ جاری طریقہ کی بالکل تردید و تذلیل کرے اوس شخص کے خیالات مہذب و عاقل جماعتون کی سماعت کے لائق نہین ہین —

میرا تو یہ قول ہے کہ عمدہ گورمنٹ کا کچہ ذکر نہین خراب گورمنٹ مین جو قوانین جاری ہین اونکے فوائد کا شمار بہی نہین ہوسکتا — قانون موجودہ کی بدولت جو حفاظت جائداد و محنت و افراط معیشت حاصل ہے اسکیلیے ہم بہت مشکور ہین اسکے علاوہ ہم قانون کے اس امر مین بہی مشکور ہین کہ شہر کے آدمیون مین باہم امن و امان ہے نکاح و عقد کا ایک وقار و استحکام قائم ہے خاندان و نسل مین ترقی ہوتی جاتی ہے — بہترائیان جو قانون سے پیدا ہوتے ہین وہ عام ہین انسان اون سے شب و روز ہر لمحہ مستفید ہوتا ہے — اور خرابیان اوسکی ناپایدار و جلد گذرنے والے اتفاقات ہین — لیکن قانون کی بہترائیان محسوس نہین ہوتین اور ہم سب آدمی مستفید ہوتے ہین مگر کبھی اسکا ذکر نہین کرتے کہ اسکا سبب کیا ہے — ہم سمجھتے ہین کہ گویا یہ سب بہترائیان معمولی و فطرتی ہین لیکن خرابیان جو ہین وہ فوراً معلوم ہوتی ہین

اور سالہا سال مین جو تکلیف اون سے پونہچی ہے تصور
اون سب تکالیف کو ایک لمحہ مین جمع کر لیتا ہے۔ غرضکہ
بے انتہا وجوہ ایسے ہین کہ ہمکو اس ناکامل قانون سے بھی
محبت رکھنا چاہیے۔

حصہ دوم
تقسیم جایداد
فصل اول
حقوق جنسے جائداد کا وجود قائم ہی

ہمنے اون دلائل کو اوپر بیان کر دیا جنسے مقننین کو ضرور ہے کہ
جائداد کے وجود کو قائم رکھے۔ لیکن ابھی تک دولت کا ذکر من
حیث الکل کیا ہے اب ضرور ہے کہ اوسکی تفصیل اور ان اشیا کا
من حیث الافراد ذکر کیا جاوے جو اوس دولت من حیث الکل
کے اجزا ہین اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اصول دریافت کیے جاوین
جنکے بموجب تقسیم جایداد ہوتی ہے جبکہ جایداد قانون کے ہاتھ
مین پڑ جاتی ہے تا کہ فلان فلان شخص کو دیجاوے۔
یہ اصول وہی ہین جنکا ذکر ہو چکا یعنی معاش و افراط معیشت و مساوات
و حفاظت۔ جہان کہ یہ اصول ایک دوسرے کے موافق
ہین وہان فیصلہ کرنا نہایت آسان ہے لیکن جہان انمین

باہمی اختلاف ہو وہان اِس امر کا دریافت کرنا پر ضرور ہے کہ کس اصول کا لحاظ زیادہ مقدم ہے۔

(۱) قبضہ حقیقی۔ قبضہ حقیقی ایک حقیت جائداد ہے جو تمام دیگر حقوق سے مقدم ہے اور یہ حق اون تمام دیگر حقوق کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ یہ حق ایسے ہر شخص کے مقابلہ مین قائم رہتا ہے جو کوئی دوسرا حق مقابل نرکھتا ہو۔

خود مختارانہ طریقہ سے ایک شخص سے جسکے پاس جائداد ہے اوس جائداد کو لیکر دوسرے شخص کو جسکے پاس نہین ہے دیدینا ایک فریق کو نقصان اور دوسرے کو فائدہ پونہچائیگا۔ لیکن اس طریقہ سے اولاً جو فائدہ پونہچتا ہے وہ اوسقدر نہوگا جسقدر کہ وہ ضرر ہوگا جو اس سے پونہچا ہے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ اس طریقہ سے حفاظت کو نقصان پونہچا یعنی مالک جائداد سے جائداد چھین لیگئی اسوجہ سے عموماً ہر ایک صاحب جائداد حالت خوف و خطر مین پڑجائیگا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبضہ حقیقی مبنی ہے نفع درجہ اول اور نفع درجہ ثانی پر۔

حق قبضہ ابتدائی یا وہ حق جو اوس شخص کو حاصل ہے جسکو ابتدائً کوئی چیز دستیاب ہوئی ہے دونون ایک ہی چیز ہین۔ جب کہ اوس شخص کو جسنے ابتداءً کسی شی کا قبضہ حاصل کیا ایک حق ملکیت اوس شی مین دیا جاوے تو اوسکے حسب ذیل نتائج پیدا ہوتے ہین

(۱) وہ شخص رنج مایوسی سے محفوظ رہا کیونکہ اوسکو نہایت ملال ہوتا اگر وہ اوس شی کے قبضہ سے محروم رکھا جاتا جسپر ابتدائً اوسنے قبضہ کیا تھا—

(۲) وہ نزاعین بند ہوگئین جو قابض ابتدائی اور دعویداران مابعد مین پیہم ہوا کرتین—

(۳) ایسی صورت مین اوس جایداد سے قابض کو ایک تمتع معقول حاصل ہوگا جو کہ اور صورت مین نہوتا- کیونکہ اگر اس قابض ابتدائی کو کوئی حق اس جائداد مین نہ دیا جاتا تو وہ ہمیشہ اس خوف مین رہتا کہ ایسا نہو اوس سے وہ جائداد جو اوسنے پائی ہے چھین لیجاے اور اسوجہ سے وہ کبھی بالاعلان اوس جائداد سے متمتع نہوتا- اور اسیوجہ سے جو جائداد کہ فوراً وہ صرف نہ کرڈالسکتا وہ اوسکے لیے بیکار ہوتی—

(۴) اب اس تمتع سے جو ایک دستیاب کنندہ کو جائداد دستیاب شدہ مین حاصل ہوا اس سے اور محنت کرنے والون کو ترغیب ہوگی کہ وہ بھی اس قسم کا تمتع حاصل کرین اور اسطرح سے فرداً فرداً جو لوگ حاصل کرتے جائینگے اس سے عام دولت بڑھیگی—

(۵) اگر ایک ایسی شی جو کسی کی ملکیت نہین ہے اوس شخص کی ملکیت نہ قرار دیجاے جو اوسکو ابتداً پیدا کرے یا لگاے

تو نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ اسکی ملکیت کی نسبت نزاعین ہونگی اور ہمیشہ زبردست اور طاقتور آدمی غالب رہیگا اور کمزور ہمیشہ مغلوب رہیگا۔

یہ سب دلائل صاف اور صریح طور سے انسان کے ذہن مین نہین آتے بلکہ ایک پیچیدہ طور سے ذہن مین گذرتے ہین ۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ عقلی دلائل نہین ہین بلکہ خود بخود ذہن مین آگئے ہین ۔ اور وہ لوگ اسیکو انصاف اور عدل کہتے ہین ۔ یہ الفاظ انصاف اور عدل کے ہر شخص کی زبان سے سُنے جاتے ہین لیکن کوئی شخص انکی تفصیل و تشریح نہین کرتا ۔ صرف یہ البتہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اِس خیال انصاف اور عدل کو پسند کرتے ہین ۔ یہ پسند گو دلائل تو یہ پر مبنی ہے الّا جبکہ یہ پسند صریحاً اصول یوٹیلٹی سے ثابت کیجاتی ہو تو اسمین اور بھی قوت اور استحکام آجاتا ہے ۔

حق قبضہ ابتدائی ایک ایسا حق ہے جسپر بالکل ابتدائی وجود جائداد کا اِس دنیا مین قائم رکھا گیا تھا ۔ یہ حق اب بھی ایسی صورت مین استعمال کیا جاتا ہے جبکہ سمندر مین کوئی نیا جزیرہ برآمد ہو یا کوئی نئی زمین کہین دستیاب ہو البتہ سلطنت کے حقوق کا جو ایک خاص شاہی حقوق ہین ضرور لحاظ کیا جاتا ہے

(۲) قبضہ قدیم جو نیک نیتی سے ہو ۔ یہ امر ضرور ہے

کہ قبضہ جائداد بعد ایک خاص مدت کے جو قانون نے مقرر کردی ہو ایسا مستحکم کردیا جاوے کہ وہ کل دیگر حقوق پر غالب ہو۔ اوس مدت کو اگر کوئی شخص یونہین گذرجانے دے اور اوسمین ارنادعوے نسبت اوس جائداد کے پیش نکرے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اوس شخص کو اطلاع نتھی کہ اوسکا کوئی حق اوس جائداد مین ہے یا اوسکا ارادہ تھا کہ اپنے تئین اوس جائداد سے مستفید کرے۔ ان دونون صورتون مین اوس شخص کے دل مین کوئی امید پیدا نہین ہوئی تھی نہ کوئی خواہش اوس جائداد کی حاصل کرنے کی اوسکے دل مین تھی بلکہ جس شخص کے قبضہ مین کہ وہ جائداد تھی اوسکے دل مین البتہ ایک امید اور خواہش اوس جائداد کو اپنے پاس رکھنے کی پیدا ہوتی تھی پس اگر وہ جائداد اوسی کے قبضہ مین چھوڑی جاوے جسکے پاس وہ ہے تو اصول حفاظت کے مخالف نہوگا۔ ہان اگر وہ جائداد اوس سے لیکر دوسرے کو دیجاوے تو ضرور اصول حفاظت کے خلاف ہے کیونکہ اس سے تمام اون لوگون کو جو جائداد پر نیک نیتی سے قابض ہین اور جو اپنے قدیم قبضہ کی بنا پر اطمینان رکھتے ہین تردد پیدا ہوگا اور وہ سب غیر مطمئن ہوجاوینگے۔ لیکن یہ امر کہ مقدار اوس مدت کی کیا ہے کہ جسکے بعد کل دوسرے اشخاص کی امیدین جاتی رہین یا یہ کہ اوس جائداد مین قابض کا ایک ایسا حق مستقل

پیدا ہوجاوے کہ جسمین [illegible] اور [illegible]
[illegible] نہین [illegible] کی بابت [illegible]
[illegible] جاتا ہے کہ [illegible]
اور اس حد کی [illegible]
جسکی [illegible]
کی حفاظت [illegible]
جاتا [illegible] مین تھا تاہم کم سے کم اس قدر فائدہ ضرور ہوگا کہ [illegible]
درجہ کے ضرر کی حفاظت ہوگی -

قانون ہمکو اطلاع دیتا ہے کہ اگر ایک سال یا دس سال یا بیس سال غرضکہ جو مدت معین ہے اوسمین اگر ہم غفلتاً اپنا دعوے پیش نکرینگے تو نتیجہ اس غفلت کا یہ ہوگا کہ یہ کل حقوق ہمارے زائل ہوجاتینگے - یہ خوف کہ جسکے اثر سے ہم اپنے تئین محفوظ رکھ سکتے ہین یہ ایسی چیز نہین ہے جو ہمارے حفاظت کرنے پر ضرر پہونچاوے -

ہم فرض کرتے ہین کہ یہ قبضہ جائداد کا نیک نیتی سے تھا یعنی کہ قابض کو یقین تھا کہ اوسکا حق اوس جائداد مین ہے -

اور اگر ایسا نہین ہے یعنی اوسکا قبضہ نیک نیتی سے نہین ہے تو اوس قبضہ کو قائم رکھنا اصول حفاظت کے مطابق نہین ہے بلکہ جرم کی اعانت کرنا اور مجرم کو انعام دینا ہے -

تا بالیسی سٹر کافی وجہ ہونا چاہیے اس امر کی کہ فریقون کو
[illegible] شمہ اونکی فریب اور ناانصافی کا سے کیون ایسا وقت
[illegible] میں کہ بے ایمان قابض کو اطمینان ہو جاے اور کیون
[illegible] وہ ابھی سے بے ایمانی کے ثمرہ سے مستفید ہو اور کیون وہ قانون
اوس امر کی حفاظت کرے کہ جس قانون کو اوس بے ایمان نے
توڑا ہے —

دو [illegible] لوگون کے معاملہ مین کسقدر فرق ہونا چاہیے — اگرچہ
[illegible] بدنیتی سے قابض ہین اور اپنے تئین مستحق
سمجھتے ہین تو انکے حق مین [illegible] دلائل پیش ہوسکین گے جو
قابضان سابق یعنی اوسکے مورثان کے حق مین تھے بلکہ قبضہ
سے اونکے حق مین اور بھی استحکام ہوتا ہے — اور اگر یہہ
بدنیتی سے قابض ہین جیسے کہ انکے مورثین تھے تو اس صورت
مین یہہ بھی شریک جرم ہین اور انکے فریب و دغا سے ہرگز اغماض
کرنا نہین چاہیے —

یہہ دوسرا حق عموماً پریسکرپشن کہلاتا ہے یعنی دستور قدیم یا رواج —
وہ دلائل جس پر یہہ مبنی ہے یہہ ہین کہ انسان رنج یا یوسی سے محفوظ
رہین اور عام حفاظت قابضان جائداد کی قائم رہے —
(۳) قبضہ اوس چیز کا جو زمین مین شامل ہے اور اوس
زمین کی پیداوار کا قبضہ

ملکیت قطعہ اراضی اوس کل چیز کو شامل ہے جو اوس اراضی پر ہے اور جو اوس اراضی سے پیدا ہوتی ہے۔ ثانیاً اوس لفظ سے کہ جو اوس اراضی میں ہے یہ ہے کہ جو چیز زیر زمین ہو مثلاً معدن یا پتھر وغیرہ کے بجائے جو اوس اراضی میں ہوا ور پیداوار سے مراد نباتات ہیں جو اوس اراضی پر پیدا ہوں۔ حق ملکیت اراضی کو اس حد تک توسیع دینے کے لیے بہت سے دلائل ہیں جو بیان ہوسکتے ہیں مثلاً حفاظت ملکیت و معاش یا ترقی دولت عامہ اور امن و امان۔

(۴) اوس چیز کا قبضہ جو اوس زمین سے پرورش پاتی ہے یا جو چیز کہ اوس اراضی کو پہنچی ہے مثلاً حیوان جو میری زمین پر رہتے ہیں اور چرتے ہیں تو ضرور ہے کہ یہ امر سمجھا جائے کہ میں اونکی حیات کا سبب ہوں اگر اون حیوانات کی ملکیت مجھے نہ حاصل ہو تو اونکا وجود میرے لیے مضر ہے کیونکہ وہ بہر کیف میری اراضی کی پیداوار کو چرتے ہیں اور چند لینے سے جو نقصان ہوتا ہے اوسکا اسیقدر صرف معاوضہ ہے کہ میں اون حیوانات کو اپنی ملکیت سمجھتا ہوں اور نکو کوئی شخص بلا میری اجازت کے شکار نہیں کرسکتا نہ پکڑ سکتا ہے۔ اگر ملکیت اون حیوانات کی کسی دوسرے کو دیدیجائے تو میرا بالکل نقصان ہوگا اور اوس دوسرے شخص کا برابر فائدہ اور اسوجہ سے امر

مساوات اور حفاظت دونون کے قائم رہنے کیلیے ضروری ہے
لیے اس صورت مین واجب آئیگا کہ مین ان جانورون کی
مقدار کو کم کرون اور انکو بڑھنے ندون کہ عام دولت
مین نقصان ہو۔
اگر کسی شخص کی زمین پر اتفاق سے ایسی چیز جا پڑے جو کسیکی
ملکیت نہین ہے یا یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ وہ کسکی ملکیت تھی۔
مثلاً سو بل مچھلی اگر کسی طوفان وغیرہ کی وجہ سے کنارہ پر جا پڑے
یا کوئی ٹوٹا ہوا جہاز بہکر کنارے پر جا لگے تو ضرور ہے کہ وہ
اوسیکو دیا جاوے جسکی زمین پر اتفاق سے وہ جا پڑا ہے۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ قابض اراضی ایسی حالت مین ہے کہ وہ
ان اشیاء کو جو اوسکی زمین پر اتفاقاً جا پڑی ہین بغیر کسیکو
کچھ نقصان پونہچائے استعمال کر سکتا ہے۔ اور علاوہ اسکے اگر
یہ اشیاء اس شخص سے بغیر اسکے نہین لیجا سکتین کہ اوسکو کچھ رنج یا دکھ
پونہچایا جاوے اور نہ کوئی اور شخص ان اشیاء کو لے سکتا ہے
بغیر اسکے کہ اوس قابض اراضی کی زمین پر مداخلت بیجا کرے اور
اوسمین داخل ہو۔ پس وہ قابض اراضی تمام وہ دلائل اپنے
حق مین رکھتا ہے جو کسی شئی کا قابض ابتدائی رکھہ سکتا ہے۔
(۵) قبضہ اراضی ملحقہ کا۔ اگر کچھ اراضی جو کسی کی ملکیت نہین
ہے دریا برآمد ہو تو وہ کسکو دیجانے۔ اس امر کے بہت سے

وجوہ ہین کہ وہ مالک اراضی ملحقہ کو ملنا چاہیے - کیونکہ (۱) وہی شخص
جو اوس اراضی برآمد شدہ کے ملحقہ اراضی کا وارث ہے، اوس اراضی
پر بلا اسکے کہ دوسرے شخص کی جائداد پر مداخلت بیجا کرے قبضہ
رکھ سکتا ہے - (۲) ایسی شخص نے اوس اراضی برآمد شدہ کے
پانیکی ایک امید قائم کی تھی اور وہی اپنے تئین عوید اوس اراضی کا سمجھ سکتا ہے -
(۳) یہ کہ اس شخص کو بھی اپنی اراضی کے دریا برد ہوجانیکا خوف لگا رہتا ہے
تو یہ امید کہ اراضی دریا برآمد ہو وہ مستفید ہوگا ایک نوع کا نعم البدل اوس خوف
کا ہے جو اوسکو اپنی اراضی کے دریا برد ہونیکا لگا رہتا ہے - (۴) ملکیت اوس اراضی
کی جو پانی سے برآمد ہوجاے ایک نوع کا انعام ہے جو اور لوگون کو ترغیب دیگا کہ
وہ بھی ایسی محنت کرین کہ جس سے اس قسم کا فائدہ حاصل ہوسکے -
(۵) اپنی جائداد مین اصلاحات و ترقی کرنا - اگر مین ایک ایسی چیز مین
جو پیشتر سے میری ملکیت ہے کچھ اصلاح و ترقی کرون تو میری
ملکیت مین ایک نوع کا اور استحکام پیدا ہوتا ہے -
مثلاً اگر مینے کوئی چیز بوئی اور جمع کی جو میری زمین پر پیدا ہوئی تھی
مینے جانورون سے اوسکو بچایا - مینے جڑون کو کھود کر
زمین صاف کردی - مینے درختون کو کاٹکر اونکو خرادا -
اگر یہ چیزین قبل اسکے کہ مین کچھ محنت اونپر کرون مجھسے لیجاوین
تب بھی رنج ہوگا الا بعد اسکے کہ مینے محنت سے ان چیزون کو درست
کیا اور اسوجہ سے انکی ایک نئی قیمت پیدا ہوئی اور میری محبت

ان چیزون سے اور زیادہ ہوگئی اور میرے امیدین اور بھی زیادہ قائم ہوئین۔ اگر یہ چیزین مجھسے لیجائین تو میرا رنج بہت زیادہ ہوگا محنت سے جو آیندہ ثمر تو انکے لیے ذخیرہ جمع ہوتا ہوا اوسکا وجود قائم نہیں رہ سکتا جبتک کہ حفاظت نہو۔

(۶) دوسرے شخص کی جائداد پر اصلاح و ترقی کیساتھ قبضہ کرنا۔ مگر نیک نیتی کے ساتھہ کسی دوسرے کی جائداد پر اگر مین اپنی محنت و صنعت کو صرف کرون اور اوس جائداد کے ساتھہ ایسا برتاؤ کرون جیسا کہ مین اپنی جائداد کے ساتھہ کرتا۔ مثلاً کسی شخص کی اوُن ہے اور مین اوسکو درست کرکے اوسکا کپڑا تیار کرون تو سوال یہ ہے کہ وہ تیار شدہ کپڑا کسکی ملکیت ہونا چاہیے۔

اس سوال کے جواب دینے سے قبل ہمکو اوسکے حالات پر غور کرنا چاہیے یعنی آیا یہ فعل مالکانہ میرا اوس اوُن پر نیک نیتی سے تھا یا بدنیتی سے۔ اگر بدنیتی سے تھا تو اوس کپڑے کی ملکیت مجھے دینا گویا جرم کی ترغیب دینا ہے۔ اگر یہ فعل میرا نیک نیتی سے تھا تو امور تفتیش طلب یہ ہین کہ آیا وہ قیمت مقدار مین زیادہ ہے جو ابتداءً اوس اوُن کی تھی یا اب اس محنت وغیرہ سے جو قیمت کپڑے کی پیدا ہوتی یہ زیادہ ہے اور کسقدر عرصہ گذرا کہ قابض ابتدائی کے قبضہ سے وہ اوُن نکل گئی تھی اور میرے قبضہ مین کب سے ہے۔ اب وہ شی متدعو یہ بروقت دعوے

جس جگہ پر رکھی ہے وہ جگہ کسکی مقبوضہ ہے میری یا تمہاری یا قابض ابتدائی کی یا کسی شخص غیر کی۔

اصول تلوّن و خودمختاری کے بموجب تو اس مقدمہ کا یون فیصلہ ہوگا کہ بلا لحاظ مقدار رنج و مسرت کے وہ شی متدعویہ منجملہ فریقین کے ایکو دیدی جائیگی۔ اور دوسرے فریق کا کچھ خیال نہ کیا جائیگا۔ لیکن اصول یوٹلٹی جو ہمیشہ اس امر کا ناظر رہتا ہے کہ تکلیف و رنج حتے الامکان گھٹایا جاوے وہ فریقین کی بہتری اور اونکے فوائد پر لحاظ کریگا اور کوشش کریگا کہ ایسے وسائل پیدا کرے جس سے دونون کو ایک اعتدال کی حالت پر لائے اور ملا دے اور اسوجہ سے اصول یوٹلٹی یہ فیصلہ کرے گا کہ ایک کو چیز دلائی جاوے اور دوسرے کو ہرجہ مناسب۔ پس اس اصول کے بموجب جو شخص ایسی حالت مین ہو کہ اگر شی متدعویہ اوسکو نہ دیجاوے تو اوسکا بہ نسبت دوسرے دعویدار کے بہت نقصان ہے تو اوس شخص کو وہ چیز اس شرط سے دلائی جائے گی کہ دوسرے شخص کو کچھ معاوضہ کافی دیا جاوے۔

یہی اصول ہین کہ جنکے بموجب ہم اون سوالات کا جواب دینگے جو متعلق امتزاج اشیاء سے ہون مثلاً زید اور عمر کی مملوکہ چاندی یا اور کوئی دہات پگھلانے کے وقت ایک مین ممتزج ہوگئین یا زید کی شراب ایک ظرف مین تھی اور سہواً اوسی ظرف مین عمر کی شراب ڈالدیگئی

تو سوال یہ ہے کہ اس طرح کی ممزوجہ اشیار کی ملکیت منجملہ عمر وزید کے کسکو ملنا چاہیے۔ مقنین روم مین باہمی بڑے مباحث اس امر مین ہین کہ یہ کل ممزوجہ شی کسکو ملنا چاہیے عمر کو یا زید کو سبنیین کل شی زید کو دلاتے ہین اور پرو کیولین کل شی عمر کو دلاتے ہین۔ اب انمین کون امر صحیح ہے۔ میرے دیکھے دونون غلطی مین ہین۔ کیونکہ دونون فیصلونکی حالت مین ایک فریق کا ضرور نقصان ہے۔ پس ایک سوال ان دونون مباحثون کو ختم کردیگا وہ سوال یہ ہے کہ ان دونون مین جبکہ ایک کی چیز دوسرے کو دیدی جاے سب سے زیادہ نقصان کسکو اوٹھانا ہوگا جسکا زیادہ نقصان ہوتا ہو اوسکو کل شی دلادو اور دوسرے فریق کو صرف معاوضہ دلاؤ۔

انگریزی قانون والون نے عجب طرح سے اس عقدۂ لاینحل کو حل کیا ہے اونھون نے نہ تو یہ تکلیف گوارا کی کہ اس امر کی تفتیش کرین کہ کسکو ان فریقین مین سے زیادہ نقصان پونہچتا ہے نہ اونھون نے نیک نیتی و بدنیتی کی حقیقتاً تکلیف اونہون نے زیادتی قیمت یا امید دن کا کچھ لحاظ کیا۔ اونھون نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ جائداد منقولہ ہمیشہ اوس شخص کو دیجاے جسکا اوسوقت اوسپر قبضہ ہو اور فریق ثانی کو صرف کچھ معاوضہ دلایا جاے۔

(۸) کسی شخص غیر کی زمین سے معدن کا دریافت کرنا۔

سبنیین ایک فرقہ روم والونکا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روم کے قدیم باشندے یہی ہین۔ اور پرو کیولین بھی ایک فرقہ وہین کا ہے۔

مثلاً تمھاری اراضی مین ایک خزانہ مدفون تھا لیکن یا تو تمکو اوسکا علم نتھا یا تمھارے پاس اوسکے وسائل نتھے یا تمکو اپنی کامیابی کی کچھ امید نتھی اسوجہ سے تمنے جرأت اوس خزانہ کی نکالنے کی نکی - اب اگر مین جو بالکل ایک شخص غیر ہون اور کوئی حق تمھاری اراضی مین نہین رکھتا مگر میرے پاس وسائل اوس خزانہ کے نکالنے کے جو تمھارے پاس نہین ہین موجود ہین خواہش کرون کہ اس کام کو اپنے ذمہ لون تو آیا بغیر تمھاری رضامندی کے یہ حق مجھے دیا جاسکتا ہے یا نہین - یہ سوال ہے - ہم کہتے ہین کہ کیون نہین دیا جاسکتا ہے تمھارے ہاتھ مین یہ مدفون خزانہ کسیکے کام کا نہین ہے میرے ہاتھ مین یہ بڑی قیمتی شی ہوجائیگا کیونکہ جب یہ خزانہ نکلے گا اور مشتہر ہوگا تو اورونکو محنت کرنے کی ترغیب ہوگی اور محنت کا بازار گرم ہوگا - تمھارا کیا ہرج ہوگا - تمکو کوئی نقصان نہین پونہچے گا -

سطح زمین وہی ایک چیز تمھارے استعمال مین تھی پہلی اسیطرح رہے گی - لیکن جو قانون کہ سبکے فوائد کے مدنظر رکھتا ہے اوسکو لازم ہے کہ اس خزانہ برآمد شدہ مین تھوڑا بہت کچھ نہ کچھ تمھارا حصہ ضرور قائم کرے کیونکہ گو یہ خزانہ مدفونہ تمھارے ہاتھ مین کچھ قیمت نہ رکھتا ہو لیکن تمکو اسکی وجہ سے ایک امید ہوسکتی تھی کہ تم کبھی نہ کبھی اس سے مستفید ہوسکتے - اس امر اتفاقی کی امید سے

بلا کسی معاوضہ کے تمکو محروم کرنا چاہیے ــ یہ قانون انگریزی ہے ــ بعض حالات مین یہ امر جائز رکھا گیا ہے کہ اگر کسی اراضی مین کوئی چشمہ برآمد ہو تو دوسرا شخص جو اس کام کو اپنے ذمہ لینا چاہے اوسکو دوسری اراضی مین کاٹ لیجا سکتا ہے ــ

(۹) بڑے بڑے دریاؤن وغیرہ مین مچھلی کے شکار کھیلنے کی آزادی ــ بڑی بڑی جھیلین بڑے بڑے دریا بڑی بڑی خلیجین خصوصاً سمندر کسی خاص شے کی ملکیت نہین ہے ــ یہ امر فرض کر لیا گیا ہے کہ یہ کسی خاص شخص کی نہین ہین ــ یا یون کہو کہ ہر شخص کو انمین استحقاق حاصل ہے ــ

کوئی سبب نہین ہے کہ سمندر مین شکار ماہی کے حق کی کوئی حد قائم کیجاے ــ بے انتہا اقسام کی مچھلیان جو ان مقامون مین ہین وہ گویا ایک خزانہ ہے کہ کبھی خالی نہین ہو سکتا ــ ایسی صورت مین کتنا ہی شکار کھیلا جاے مگر انکی پیدائش اسقدر کثرت سے ہوتی ہے کہ انسان اوسکا تصور نہین کر سکتا ــ لوئی وان ہک نے تخمینہ کیا ہے کہ کاڈ جو ایک قسم کی مچھلی ہوتی ہے ایک کاڈ کے انڈون سے ساٹھ لاکھ کاڈ کے بچے پیدا ہو سکتے ہین ــ پس اس بے انتہا ذخیرہ کو جو نقصان کہ اسباب طبعی سے

+ لوئی وان ہک ایک بڑا نامی گرامی آدمی تھا اسنے خوردبین کے ذریعہ سے لکھو کھا چیزین دریافت کی ہین ہالینڈ مین ۱۶۳۲ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۲۳ء مین مرا ــ

پونہچتا ہے اوسکے مقابل مین وہ نقصان جو اس ذخیرہ کو بے[illegible]
شکار وغیرہ سے پونہچی ایک غیر محسوس نقصان ہے اور اوس
طبعی نقصان کو ہم روک سکتے ہین نہ گھٹا سکتے ہین بھیڑیا بگھیرہ
وغیرہ سے انسان جو آہنی کانٹا اور جال لیے ہوئے کنارہ آب
پر شکار کھیلتا پھرتا ہے ایک ضعیف البنیان حریف ہے —
لیکن دریاؤن اور تالابون اور چھوٹی چھوٹی ندیون کی مچھلیون
کی حفاظت کے لیے البتہ قانون پیش بینی کرتا ہے — ایسے
قوانین کی بیشک ضرورت بھی ہے اور یہ فوراً موثر بھی ہوتے ہین
جبکہ کوئی موقع باہمی حسد کا نہین ہے نہ یہ خیال ہے کہ کثیر
تعداد کے خواہشمند ذخیرۂ دولت کو گھٹا سکین پس ایسی صورت
مین بہتر ہے کہ ہر شخص کو حق قبضہ ابتدائی کا دیا جاے یعنی جو
شخص مچھلی سمندر سے نکالے وہ اوسیکی ملکیت ہے اور اس طرح
سے ہر قسم کی محنت کی ترغیب دیجاے جس سے عام افراد
کی ترقی ہو۔

(۱۰) افتادہ اور غیر مملوکہ اراضی مین شکار کھیلنے کی آزادی

غیر مملوکہ اراضی غیر مزروعہ افتادہ زمین اور خوفناک جنگل ان سب سے
یہ امر متعلق ہے۔ اون وسیع ممالک مین جو اوسقدر آباد نہین ہین
جسقدر اونکی وسعت ہے ایسے غیر مملوکہ ٹکڑے اکثر بڑی بڑی مقدار کے
ہوتے ہین اور اونمین حق شکار کا استعمال بغیر کسی حد کے ہو سکتا ہے

ان مقامات پر انسان صرف ایک فریق مخالف اور رقیب شکاری جانوروں کا ہوتا ہے اور شکار سے ذخیرہ معاش کا بھرتا ہے بلا اسکے کہ کسیکا نقصان ہو - لیکن شایستہ جماعتون اور ملکون مین جہان زراعت و کاشتکاری بہت ترقی پر ہے اور جہان ایسے غیر مملوکہ قطعات اراضی بہ نسبت مملوکہ اراضی کے بہت کم ہین وہان اس حق شکار کی اجازت دینے کے مخالف بہت سی وجوہ ہین

(۱) پہلی تکلیف - جن ممالک مین آبادی زیادہ ہے ان جنگلی جانورونکی تخریب بہ نسبت اونکی پیدایش جدید کے زیادہ جلد ہو سکتی ہے - اگر شکار عام طور سے جائز کر دیا جاے تو جانوران صحرائی جنکے لیے شکار جائز کیا گیا ہے کم ہونا شروع ہونگے بلکہ معدوم بھی ہو جائینگے - اور پھر تھوڑے دنون مین نوبت یہ ہوگی کہ شکاری کو ایک تیتر کے لیے اوسقدر تکلیف اوٹھانا پڑے گی جسقدر کہ اب وہ سنو تیترون کے لیے اوٹھاتا ہے اور اسوجہ سے گویا کہ قیمت سنو گونہ بڑھ جاے گی - شکاری خود کوئی نقصان نہ اوٹھائیگا لیکن جماعتون کو وہ صرف ایک سوان حصہ اوس قیمت کا پونہچا سکے گا جواب پونہچاتا ہے - یا صاف طور سے یون کہو کہ تیتر کھانے کی مسرت ۹۹ حصہ گھٹ جاے گی یعنی اگر سو حصہ مسرت تھی تو ایسی صورت مین صرف ایک حصہ رہجائیگی -

(۲) دوسری تکلیف - گو شکار سے اسقدر منافع حاصل نہین ہوتا

جیسا کہ اور محنتوں سے ہوتا ہے مگر تاہم اوسکی طرف لوگوں کو بہت توجہ ہوتی ہے۔ شکار میں عجب خصائل مختلفہ جمع ہوں سستی ہے مگر مشقت کے ساتھ اور کامیابی اور شہرت ہے مگر خوف کے ساتھ۔ پس اس پیشہ کی عمدگی چونکہ انسان کے ہر ایک فطرتی مذاق کے مطابق ہے اسوجہ سے بہت کثرت سے لوگ اسکی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اس باہمی مقابلہ اور دیکھا دیکھی سے اس کام یعنی شکار کا منافع گھٹ کر ایک صرف قوت لایموت کی حد تک باقی رہجاتا ہے اور عام طور سے اس پیشہ کے لوگ اکثر غریب ہوتے ہیں۔

(۳) تکلیف ثالث۔ چونکہ شکار کے لیے ایام خاص ہوتے ہیں تو جبتک یہ ایام آئین درمیانی وقت ایسا ہوگا کہ جسمیں یہ شکاری لوگ بیکار ہونگے۔ یہ لوگ ہرگز ایک سیاحانہ زندگی کو چھوڑکر گوشہ نشینی کی زندگی کو بآسانی نہ پسند کرینگے اور خود دنیا کی زندگی سے مطیعانہ زندگی اور کاہلی سے محنتی زندگانی پر پلٹنا اونکو ناگوار ہوگا۔ اور چونکہ وہ مثل جواریوں کے اتفاق و امید پر بسر کرنے کے عادی ہوگئے ہیں اونکو ایک خاص مقدار کی مقررہ آمدنی مطبوع نہوگی۔ ضرورتیں اور اس قسم کی سستی خواہ مخواہ جرموں کی طرف انسان کو کھینچ لیجاتی ہے۔

(۴) چوتھی تکلیف۔ اس قسم کا پیشہ اختیار کرنا خواہ مخواہ

انسان سے جرم کا ارتکاب کراتا ہے ـ لڑائیان مقدمات قانونی نالشین ثبوت جرم قید او دیگر سزائین جو اس سے نتیج ہوتے ہین اونکی مقدار بمقابلہ اوس مضرت کے جو اوس سے پیدا ہو بہت زیادہ ہے مثلاً شکاری جب راہ مین بانتظار شکار بیٹھے بیٹھے تھک گیا اور شکار نہ ملا تو اب وہ پوشیدہ اور لوگو کے مملوکہ شکارگاہون کو جو اوس قرب مین ہین شکار کے لیے تکنے لگا اگر اوسنے دیکھا کہ کوئی دیکھ لیگا تو وہ پھر ادہر اودہر ہو گیا اور تھوڑی دیر صبر کیا اگر اوسنے دیکھا کہ اوسوقت کوئی نہین دیکھتا ہے تب اوسکو کچھ خیال نہین رہتا کہ یہ دوسرے کی حد ہے وہ فوراً خندقین پھاند کر اور جھاڑیون کو طے کرکے اوس شکارگاہ مین گھس گیا اور شکارگاہ کو تباہ کرنے لگا اور اب طمع نے اوسکو ایک ایسی بے عاقبت اندیشی مین ڈالا اور ایسی جگہ پونہچایا کہ جہانسے وہ بلا مصیبت اوٹھائے اور بلا مجرم بنے بھاگ نہین سکتا ـ

اگر شکار صرف عام راہون پر جائز رکھا جاے تب بھی ضرور ہے کہ لشکر کے لیے شکار متعین کیے جائین کہ وہ ان پہرنے والے شکاریون کو دیکھتے رہین کہ عام راہون مین شکار کھیلتے کھیلتے کسی دوسرے شکارگاہ مین چھپکر نہ گھس جائین ـ

(۵) پانچوین تکلیف ـ یہ حق شکار جو کہ محدود ہونے کی حالت مین کم نفع بخش ہو جاتا ہے اگر تاہم جائز رکھا جاے

تو بول اور فوجداری ملک کے لیے ضرور ہے کہ بہت سے قوانین
مرتب ہون جو کہ شکار کھیلنے کے حقوق کو محدود کرین اور
زیادتی کے سزائین مقرر کرین - بہ کثرت قوانین کی ہمیشہ
مضر ہوتی ہے کیونکہ جسقدر قوانین کثرت سے ہوتے ہین
اوتنی ہی وہ ضعیف ہوتی جاتی ہین - علاوہ اسکے ایسے جرمون
کی روک کے لیے جو اسقدر آسان و ترغیب دہ ہین جو سختی کہ
ضرور ہے اوسی سختی سے جائز ایک نفرت خیز چیز ہو جاتی
ہے - اور دولت ایک ایسی حالت مین ہوتی ہے جو ہمسایو
کے ساتھ جنگ وجدال قائم کرے - پس ان سب امور کو
مختصر اور خفیف کردینے کا طریقہ اس سے بہتر نہین ہے کہ اس حق
کے اجرا کا کوئی انتظام نکرے بلکہ اسکو معدوم کردے - اور
جبکہ قانون ممانعت شکار ایک دفعہ لوگون کو معلوم ہوگیا تب
اس حق سے مستفید ہونے کی کوئی امید لوگون کے دلو نمین
نہ پیدا ہوگی تیتر دان کی خواہش کچھ بھی خانگی مرغیون کی خواہش
سے زیادہ نہوگی اور بہت لوگ دوسرے کے شکارگاہ کی سرحد
پر شکار کھیلنا بھی چوری سے کم نہ سمجھین گے -

اسمین کوئی شک نہین ہے کہ بالفعل لوگون کے عام خیالات
اس حق شکار کی طرفداری پر ہین - لیکن عام خیالات کی متابعت
کرنا گو وہ کیسے ہی واہیات ہون اوسیوقت ضرور ہے جبکہ وہ خیالات

بہت مستحکم ہون اور بہت کم امید اس امر کی ہو کہ وہ خیالات بدلے جا سکتے ہین - الا اس حالت مین اگر محنت کیجاے کہ لوگ روشن دماغ بنائے جائین اور مقاصد قانونی ظاہر اور واضح کیے جائین اور یہ معلوم کرا دیا جاے کہ یہی قانون وسیلہ امن وامان اور حفاظت کا ہے اور یہ ثابت کیا جاے کہ اس حق شکار کا استعمال خود اوس حق کو معدوم کر دیتا ہے اور یہ کہ ایک شکاری کی زندگی نہایت مصیبت کی ہوتی ہے اور یہ کہ پیشہ ہمیشہ اوس شخص کو جو اوسکو کرتا ہے ارتکاب جرائم و تباہی خاندان اور شرمندگی مین پھنسا دیتا ہے - اگر یہ سب امور کیے جائین تو یقین ہے کہ عام خیالات ایسے نرم اور عقلی دلائل وجہ سے ایکدوسرے مشکل پکڑین اور بدل جائین - +

+ یہ کہا جا سکتا ہے کہ منجملہ ان تکالیف خمسہ کے جو بیان ہوئین اور جو اوس وقت پیدا ہون جبکہ حق شکار عام کر دیا جاے - انمین سے دوسری اور تیسری اور چوتھی کا خلاصہ یہ ہو کہ شایستہ جماعتونکا شکار کھیلنے کے پیشہ مین اپنا نقصان اور عام تکلیف ہی - اگر یہ تسلیم کر لیا جاے اور فی الواقع ایسا ہی ہے تو اگر عام شکار کی اجازت دیجایگی اور اسکی وجہ سے جانور جنکا شکار کھیلا جاتا ہے معدوم ہو جائین - جس الزام کو کہ مصنف نے تکلیف اول مین ذکر کیا ہے اس سے تو بڑا فائدہ ہو اور جبکہ بسبب نہ ملنے جانورون کے شکار کھیلنا موقوف ہو جایگا تو وہ سب برائیان جو شکار کھیلنے مین ہین معدوم ہو جائیگی - معلوم ہوتا ہے کہ اسطرف مصنف نے لحاظ نہین کیا - عام حق شکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اسکا ثبوت میاحبٹ کے حال سے جو ایک خلیج یونائیٹ اسٹیٹ کے کنارے پر ہے بخوبی ہو سکتا ہے جہانتک شکار اور شکاری دو نو بہت کم ہین -

سے بڑے اون جانور ایسے ہین کہ جنکی قیمت سے ہرگز معاوضہ اون نقصانات
کا نہین ہو سکتا ہے جو اون سے پونہچتے ہین - جیسے کہ گیدڑ بھیڑیے
خرگوش اور دیگر ایسے جانوران شکاری جو اون جانورون کے
دشمن ہین جنکو آدمی پالتے ہین - پس ایسے جانورون کو بجائے اسکے
کہ انکی حفاظت کیجاوے مقصود یہ ہوتا ہے کہ تمام مار ڈالے جاوین -
اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے یہی طریقہ بہتر ہے کہ ہر شخص
کو ان جانورون کے مارنے اور انکو جبکہ مار ڈالے جاوین لیجانیکا
حق دیا جاوے بلا اس لحاظ کے کہ زمین کا مالک کون ہے - اور
جو شخص ایسے جانور کو مارے اوسکو ایسا سمجھنا چاہیے گویا کہ وہ اس
کام کے لیے پولیس کیطرف سے معین ہوا تھا - لیکن یہ استثنا جو
بیان کیا گیا یہ صرف اون جانورون کی حالت سے متعلق ہے جو
بہت نقصان پونہچاتے ہین -

فصل دوم

حق جو رضا و رغبت سے حاصل ہو

یہ امر ممکن الوقوع ہے کہ جو شخص ایک چیز مین حق جائز رکھتا ہو
وہ اوس حق سے اپنے تئین محروم کرکے اور اپنا قبضہ دوسرے
شخص کو دیدے - بیشک اس انتظام کو قانون جائز و نافذ
رکھیگا جسقدر دلائل عقلی کہ اصل مالک کی حقیقت کی نسبت تھی

وہی سب دلائل اب اس پتے مالک کے مفید ہوجائینگے۔
اور علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی مطلب اوس پرانے مالک کے ذہن
مین ضرور ہوگا کہ جسکے سبب اوسنے اپنی جایداد جدا کردی کے شاید
اوسکا مطلب اس سے حصول مسرت ہو یا اسی کے مثل اور
کوئی مطلب ہو اگر وہ چیز بلامعاوضہ اوسنے دیدی تو شایداوسکا
مطلب حصول مسرت دوستی یا مسرت سخاوت ہے اور اگر
اوسکی عوض مین کچھ مبادلہ اور معاوضہ اوسنے پایا ہے تو
اوسکا مطلب یہ تھا کہ کچھ حاصل کرے اگر اوسنے اسواسطے اوس
شی کو جدا کردیا کہ کسی خرابی سے وہ محفوظ رہے جسکا اوسکو خوف
تھا تو اوسکا مطلب حصول حفاظت تھا اگر اوسنے اسواسطے
دیدیا کہ لوگون کی نظرون مین اوسکا وقار اور اوسکی عزت
ہو تو اوسکا مطلب حصول مسرت ہے پس اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ اس انتقال حقوق مین فریقین کا فائدہ ہوتا ہے
اور کچھ نہ کچھ ترقی ہوتی ہے۔ حاصل کنندہ اوس حق کا بلحاظ
فوائد موجودہ سابق کے قائم مقام منتقل کنندہ کا ہوجاتا ہے
اور منتقل کنندہ ایک جدید فائدہ حاصل کرتا ہے۔
مثلاً زید نے ایک گھوڑا عمر کے ہاتھہ فروخت کیا عمر کو تو یہ فائدہ
ہوا کہ اوس گھوڑے سے جو فوائد زید کو حاصل ہوتے تھے یعنی
سواری وغیرہ وہ فوائد عمر کو ملگئے یعنی عمر فوائد موجودہ سابق کا

ایسا مالک ہو گیا جیسا کہ زید تھا اور زید کو یہ بیفائدہ حاصل ہوا کہ اوسکو مثلاً سو روپیہ کی ضرورت تھی وہ روپئے ملگئے یا اوسکی خواہش تھی کہ وہ سخی مشہور ہو چنانچہ اوسنے بلا قیمت گھوڑا عمر کو دیدیا اسوجہ سے وہ سخی مشہور ہو گیا وعلی القیاس کوئی نہ کوئی فائدہ اوسکو ضرور حاصل ہوا۔ پس تو یہ عام کلیہ قرار دینا چاہیے کہ ہر ایک انتقال ملکیت مین کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے

تبادلہ باہمی کی صورت مین دو انتقال ہوا کرتے ہین جسمین سے ہر ایک انتقال بطور خود ایک فائدہ مترتب کرتا ہے۔ ہر ایک انتقال کنندہ جو چیز دیتا ہے اور جو حاصل کرتا ہے اوسکے نزدیک جو اِن دونون چیزونکی قیمتون مین فرق ہے وہی فرق اوسکا فائدہ ہے۔

یہ فقرہ کسیقدر پیچیدہ اور تشریح طلب ہے مثلاً زید نے عمر کو ایک کتاب دی جسکی بازاری قیمت دس روپیہ ہے اور اوس سے ایک کتاب بعوض اِس کتاب کے لے جسکی قیمت پانچ روپیہ ہے یہ امر طے ہو چکا ہے کہ ہر چیز ہر شخص کی نگاہ مین حسب حالات وضروریات دنیوی علاوہ قیمت بازاری کے ایک خاص قیمت رکھتی ہے پس زید کو کچھ نہ کچھ ضرورت اوس کتاب کے لینے کی تھی جو اوسنے عمر سے لی اور اسوجہ سے اوس کتاب کی قیمت اوسکے نزدیک دس روپیہ سے بھی زیادہ تھی پس عمر کی کتاب کی قیمت

سمجھنا چاہیے کہ پانچ روپیہ ہین اور وہ ضرورتین ہین جو زید کو اوس کتاب کی ہین کہ جنکی تشخیص قیمت ہو ہی نہین سکتی۔ پس اِس مجموعی قیمت مین سے دس روپیہ قیمت اوس کتاب کی جو زید نے اوسکو دی مجرا دیکر جو باقی رہے وہی زید کا فائدہ سمجھنا چاہیے علی ہذا القیاس عمر نے پانچ روپیہ کی کتاب دی اور دس روپیہ کی کتاب پائی اگر اون ضرورتون وغیرہ کا خیال نہ بھی کیا جاے جو عمر کو اس کتاب کی بقصین جو اوسنے لی تب بھی یہ پانچ روپیہ قیمت کتاب جو عمر نے دی ہے مجرا دیکر پانچ روپیہ باقی رہے وہی عمر کا فائدہ سمجھنا چاہیے۔ ہر ایک قسم کے معاملات مین دو نئے ذخیرے یا مجموعی مسرت کے ہوتے ہین۔ اور یہ ہی تجارت کے فوائد ہین۔ ہر ایک صنعت وکاریگری کے کامون مین بہت چیزین ایسی ہین جو بلا اسکے پیدا نہین کی جا سکتین کہ کثیر التعداد کام کرنے والے ملکر اوس کام کو کرین۔ پس ایسی صورتون مین اون سے ایک شخص کی محنت اگر وہ محنت ایسی ہے کہ تبادلہ اوسکا کسی چیز سے نہین ہو سکتا جداگانہ کوئی قیمت فی نفسہ نہین رکھتے نہ اوس شخص کے لیے نہ دوسرون کے لیے۔

---

(۲) بعض صورتین ایسی ہونگی جسمین تبادلہ ناجائز رکھا جاے گا بہت سی صورتین ایسی ہین جسمین قانون کو تبادلہ کا جائز رکھنا ہرگز نہین چاہیے۔ اور جسمین قانون کو فریقین کے حقوق دیئے

قائم رکھنا چاہیے گویا کہ تبادلہ ہوا ہی نہ تھا۔ کیونکہ ان صورتوں میں
تبادلہ سے کسی نہ کسی فریق کو یا عوام الناس کو ضرور نقصان پہونچتا ہے
ہم اون اسباب کی جنسے تبادلہ ناجائز قرار پاتا ہے نو اقسام کرتے ہیں
اخفا[۱] فریب[۲] جبر[۳] ارتشا[۴] غلط فہمی حقوق قانون[۵]
غلط فہمی نسبت قیمت[۶] ناقابلیت[۷] امکان تکلیف عام[۸] عدم
استحقاق منتقل کنندہ[۹]—

(۱) اخفا۔ اگر شی حاصل شدہ بہ نسبت اوس قیمت کے جو حاصل
کنندہ سمجھا تھا کم قیمت کی نکلے تو حاصل کنندہ کو ضرور ہے کہ رنج ہو
اور ایک الم ناکامی پیدا ہو۔ اگر اوس شی کی قیمت اوسقدر نہیں ہے
جسقدر کہ اس حاصل کنندہ نے اوسکے معاوضہ میں ادا کی ہے تو
لازم ہے کہ حاصل کنندہ کو بجائے نفع کے نقصان پہونچے یہ صحیح
ہے کہ دوسرے فریق کو ضرور نفع ہوا لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ حصول
شی سے جو فائدہ مترتب ہوتا ہے ہمنے ایک سو روپیہ ایک گھوڑے
کی قیمت ادا کی اور وہ گھوڑا اگر صحیح وسالم ہوتا تو ضرور اس قیمت
کا تھا لیکن چونکہ اوس گھوڑے میں مثلاً دم نہیں ہے یا طاقت
نہیں ہے اسوجہ سے وہ صرف عسہ کا ہے۔ پس بائع نے اتنی
روپیہ نفع حاصل کیا جسکو درحقیقت ہم اپنے نقصان میں شمار کرتے
ہیں یعنی اتنی روپے ہمنے کھوئے اور بائع نے پائے لیکن اگر فریقین
کے فوائد کا مجموعہ وزن کیا جائے تو یہ معاملہ بحیثیت مجموعی صورت

مشتری نہین ہوا بلکہ صورت بیع ہوا ۔
لیکن اب بحث یہ ہے ۔ فرض کیا جاسے کہ مالک سابق کو یہ کمی قیمت خود معلوم نتھی تو ایسی صورت مین کیا وجہ ہے کہ یہ تبادلہ کالعدم کردیا جاسے اور کیون بائع اس امر پر مجبور کیا جاسے کہ اس تبادلہ کو واپس کرے جس سے کہ اوسکا نقصان ہے ۔
نقصان بہر کیف کسی نہ کسی کو پونہچے گا تو کیا وجہ ہے کہ بائع ہی کو نقصان پونہچے اور دوسرے کو نہ پونہچے ۔ اور بو فرضا اگر بائع کو کمی قیمت کا حال معلوم بھی تھا تو کیا اوسپر واجب تھا کہ وہ بلا استفسار اوسکا حال بیان کردے ۔
ہر ایک صورت مین جسمین تبادلہ بسبب اخفا کے کالعدم کیا جاسے دو سوال پیدا ہوسے ہین ۔ اولاً یہ کہ بائع کو اوس نقصان کا حال معلوم تھا یا نہین ۔ دوسرے یہ کہ آیا وہ صورت ایسی تھی جسمین کہ بائع کو لازم تھا کہ اوسکو بیان کردیتا ۔ ان سوالات کا اسقدر طویل ہے کہ اس مختصر کتاب مین اوسکی گنجائش نہین ہوسکتی خصوصاً اسوجہ سے کہ کوئی ایسا جواب کافی نہین دیا جاسکتا جو ہر صورت سے متعلق ہو بلکہ مختلف اقسام کی چیزون کے موافق مختلف حالات کا ذکر ضرور ہے اور بلا اسکے جواب تام نہین دیا جاسکتا ۔
(۲) فریب ۔ یہ صورت بہ نسبت صورت اولے کے صاف ہی فریب ہے جو شی حاصل کی گئی اوسکو ہرگز جائز نہ رکھنا چاہیے جبکہ اوسکی روک

ہوسکتی ہے۔ فریب ایک ایسا جرم ہے جو قریب قریب سرقہ کے ہے۔ تمنے ایک گھوڑا لیا اور بائع سے پوچھا کہ یہہ دوڑنے مین بہت ہانپتا تو نہین ہے بائع نے جواب دیا کہ نہین حالانکہ ایسا نہ تھا اور وہ جانتا تھا کہ ہانپتا ہے ایسے معاملہ کو جائز رکھنا گویا جرم کے لیے انعام دینا ہے۔

اور وہ دلیل بھی یہان چسپان ہوسکتی ہے جو پہلی صورت مین تھی یعنی یہ کہ مشتری کا نقصان زیادہ ہے بہ نسبت اوس نفع کے جو بائع کو پہونچے اور اس سے معلوم ہوگا کہ ایسے معاملات کا معدوم کردینا مبنی بر دلائل عقل ہے۔

(۳) یہی حال جبر کا ہے۔ یک بائع نے جسکا گھوڑا صرف بیس روپیہ کا ہے خوف دہی اور دہمکی اور زبردستی سے تمکو مجبور کیا کہ اوس گھوڑے کی قیمت ایک سو روپیہ دو۔ فرض کرو کہ تم بیس روپیہ دینے پر راضی تھے تو اَسّی روپیے اوسنے بذریعہ ارتکاب جرم حاصل کیے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ نقصان بلحاظ اوس ضرر کے جسکا کہ خوف تمکو درصورت انکار دلایا گیا تھا ایک نوع کا فائدہ ہے۔ لیکن یہ فائدہ اضافی یا وہ نفع جو مجرم نے حاصل کیا کوئی انمین سے اوس نقصان اور ضرر کے برابر نہین ہوسکتا جو ارتکاب جرم سے مترتب ہوا۔

(۴) یہی حال ارتشا کا ہے۔ رشوت سے میری مراد وہ معاوضہ ہے

جو کسی شخص کو بابت اوس کام کے دیا ہو ۔۔۔ یا زیادہ روپیہ کسی شخص کو اس مطلب سے دیا ہو ۔۔۔ شہادت ادا کرے اس صورت میں دو فائدے ہیں ایک تو وہ جو راشی کو ہو دوسرا وہ فائدہ جو مرتشی کو پہونچے لیکن یہ دونون فائدے ہرگز مقدار مین اوس ضرر کی برابر نہین ہین جو ارتکاب جرم سے مترتب ہوتا ہے —

یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ایسے حالات مین جبکہ ارتکاب فریب یا جبر ناجائز یا ارتشا کا کیا جاوے تو قانون صرف اسی پر قناعت نہین کرتا کہ اوس معاملہ کو جسمین ارتکاب اُن جرائم کا ہوا ہے معدوم کردے بلکہ اون جرائم کے لیے سزائین بھی دیتا ہے —

(۵) غلط فہمی حقوق قانونی — تمنے ایک گھوڑا زید کو اس غلط فہمی مین دیدیا کہ تمھارے کارندہ مجاز نے اوسکو زید کے ہاتھ فروخت کرڈالا تھا — یا تمنے اپنا گھوڑا ایک شخص کو اس غلطی مین دیدیا کہ وہ شخص گورنمنٹ کیطرف سے مجاز تھا کہ اوس گھوڑے کو تمسے کسی ضرورت سرکاری کے لیے لے — خلاصہ یہ کہ تم یہ سمجھی کہ تم اوس گھوڑے کے بیع کرنے پر مجبور ہو حالانکہ کوئی مجبوری نتھی اگر بعد اسکے کہ یہ غلط فہمی ظاہر ہو جاوے وہ بیع جائز و نافذ رکھی جاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ مشتری ایسا فائدہ حاصل کریگا جسکی کہ اوسکو امید نتھی اور بائع ایک ایسا نقصان اوٹھائیگا جسکی کہ اوسکو امید نتھی — اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ حصول شی کا نفع نقصان شی کی ضرر کے برابر

نہیں ہو سکتا غلط [illegible] ویسی ہی ناکافی ہے جیسی کہ جبر

ناجائز کی صورت میں [illegible]

(۶) غلط فہمی نسبت قیمت - اگر ہمکو بوقت خرید کرنے ایک شی کے
اون حالات سے اطلاع نہیں تھی جنسے کہ اوس شی کی قیمت بڑھ
جاتی ہے تو جب ہمکو اون حالات سے اطلاع ہوگی تو
ہمکو اس امر کا رنج ضرور ہوگا کہ ہم نے نقصان اوٹھایا - لیکن
کیا یہ کافی سبب [illegible]
اگر بلا کسی شرط [illegible] انفساخ معاملات
کے جائز رکھے جاتے تو [illegible] کہ لوگ باہمی کرنے کی
ہمت ٹوٹ جاوے - اگر بائع صرف اس حیلہ سے معاملہ بیع کو
فسخ کر سکتا ہے کہ بوقت معاملہ کے وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ
کیا کرتا ہے تو لوگوں [illegible] لوگوں کو اطمینان ہو کہ
وہ کوئی چیز حاصل کر سکیں ایسکے ساتھہ ہی پھر یہ امر بھی ہے
کہ اگر ہم ایک ہیرا اس غلطی میں پڑ کر لیں کہ وہ شیشہ کا ٹکڑا
ہے اور جب ہمکو اس غلطی پر اطلاع ہو اور ہم اوسکو واپس
نہ لے سکیں تو ایک بہت بڑا صدمہ رنج ہمکو پہونچے گا پس فریقین کی
حالت میں برابری قائم رکھنے کے لیے ضرور ہے کہ مختلف حالات
میں اور مختلف اشیاء کی نسبت مختلف رائے قائم کریں -
یعنی جیسے کہ اوس مقدمہ کے حالات ہوں اور جیسے حالات

فریقین کے ہوں اور جس قدر و منزلت کی وہ شئے ہو ویسا
فیصلہ کیا جائیگا - ہمکو دیکھنا چاہیے کہ یہ ناواقفیت بائع کی
اوسکی غفلت کی وجہ سے تو نہتھی - اور اگر وہ صورت
ایسی بھی ہو کہ اوسمین ضرورت انفساخ بیع کی نہ ہو تاہم
ہمیشہ اسکی ضرورت ہوگی کہ اوس نقصان سے حفاظت کی کچھ
فکر رہے جسکا فایدہ اسمین ہے کہ وہ معاملہ نافذ رکھا جاے -
یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی معاملہ تجارت بہ ارادہ وقت یا ناسمجھ
میں ادا ہو غیر مفید ہو جاے - مثلاً تمنے ایک گھوڑا لیا اس
مطلب سے کہ تم اوسپر سفر کرو لیکن ضرورت نہین ہی یا جب
تمنے سفر کی تیاری کی وہ گھوڑا بیمار پڑا اور مرگیا - یا جب
تم اوسپر سوار ہو کر نکلے اوس گھوڑے نے تمکو گرادیا اور
تمھاری ٹانگ ٹوٹ گئی - یا تم گھوڑے پر سوار ہوئے مگر
مطلب یہ تھا کہ کسی راہ عام پر مسافرون کو لوٹیں وہ خیال
جس سے تمنے وہ گھوڑا خریدا تھا ایک فوری کا خیال تھا
اور گذر گیا اور اب اوس گھوڑے کے لینے سے صرف نقصان
ہی نقصان تمکو پہنچا اور دیگر ایسے واقعات اتفاقی بہت ہو سکتے
ہین جسمین کہ وہ شئ جو حاصل کی گئی تھی بلحاظ اپنی قیمت کے غیر
مفید ہو جاے یا صرف ایک بار گران بنجاے یا حاصل کنندہ
یا دوسرے کے لیے ایک شئ مقرر ہو جاے لیس وہ جو اول تھا

کہ ہر ایک تبادلہ اشیا میں کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے یا یہ حالتیں
اس اصول سے مستثنیٰ نہیں ہیں؟ اور کیا یہ دلائل کافی نہیں ہیں
کہ وہ معاملہ فسخ کردیا جاوے؟

نہیں ہرگز نہیں — یہ سب امور مخالف جنکا ذکر ہوا واقعات
اتفاقی ہیں اور بعد وقوع معاملہ بیع کے انکا وجود ہوتا ہے
عام قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز مول لیجاتی ہے وہ اوس قیمت کی عوض
ہے جو اوسکے لیے ادا کی گئی — مجموعہ اون منافعہ کا جو مفید
تبادلہ اشیار سے ہوتی ہیں مقدار میں بہت بڑا ہے نسبت
اوس مجموعہ اضرار کے جو مخالف ومضر حالات سے پیدا ہوں
— اب جبکہ دنیا بہ نسبت اوس پرانے وحشیانہ زمانہ کے
زیادہ دولتمند ہو رہی ہے تجارت کے فوائد بہ نسبت نقصان
کے بہت زیادہ ہیں — پس عام طور سے ضرور ہے کہ انتقال
اشیار قائم ونافذ رکھا جاوے — لیکن ایسے نقصانات اتفاقی
سے معاملات انتقال کو فسخ کردینا گویا کہ ایسے انتقالات کو
جو عموماً ہوا کرتے ہیں روکنا اور بند کردینا ہے کیونکہ اگر ایسے
معاملات ہر وقت بسبب اون وجوہ اور حالات کے جنکی
بنا رد ہو سکتی تھی اور نہ پیشتر سے ممکن تھا کہ معلوم ہوں
فسخ ہوسکیں تو کوئی شخص خرید کی خواہش کریگا اور نہ فروخت کی

(۲) بہت سے حالات ایسے ہیں جنمیں کہ مفلس بوجہ خرابیان

مترتب ہو سکتی ہین اونکو بیشتر سے خیال کرتا ہے اور بیشتر ہی اون معاملات کی ممانعت کرتا ہے - مثلاً بعض ممالک مین کل فضول خرچ لوگ قانوناً ناقابل انعقاد معاملات قرار دیے گئے ہین یعنی جو معاملہ وہ کرین وہ کالعدم ہی

لیکن ایسے معاملات کا خوف یعنی وہ حالات جنکی وجہ سے یہ فضول خرچ لوگ اپنے ذاتی معاملات کے انتظام مین ناقابل قرار دیے گئے ہین اسکو بیشتر سے معلوم کر دیے جاتے ہین - ہر شخص کو معلوم رہتا ہے یا معلوم ہو سکتا ہے کہ انصاف و معدلت نے جو ہر شخص کا محافظ ہے اون فضول خرچ لوگون کو ناقابل انعقاد معاملات کر دیا ہے

ہر ملک مین دو قسم کے لوگ

جنکے حالات باہم مشابہ ہوتے ہین ناقابل انعقاد معاہدات قرار دیے گئے ہین یعنی نابالغ و مجنون - دونون مشابہ اسوجہ سے ہین کہ جو ایک بچہ کی کیفیت اوس زمانہ مین ہے جو محدود کیا جا سکتا ہے گو اوسکی حد قائم کرنا محض اختیاری اور اپنی رای ہے وہی حال مجنون کا ایک زمانہ غیر معین یا ہمیشہ کے لیے ہے -

مثلاً ہندوستان مین اطفال کے عمر کی حد جسمین وہ ناقابل معاہدہ سمجھی جاتی ہین ۱۸ برس قرار دی گئی ہے -

اسی صورت سے وہی دلائل متعلق ہین جو صورت ملحقہ بالا

کے لیے بیان کیے گئے ہین - کیونکہ اشخاص نابالغ یا فاطر العقل اس نابالغی یا فاطر العقلی کی حالت مین ناواقف یا جلدباز یا فضول خرچ ہوتے ہین یہ امر عام تجربہ اور قیاس سے ثابت ہوا ہے کچھ ضرور نہین ہے کہ خاص دلائل سے ثابت کیا جاے -

یہ امر صاف ہے کہ ان تینون صورتون مین یہ ناقابلیت صرف بڑے اور اہم معاملات مین نافذ ہونا چاہیے - چھوٹے چھوٹے روزمرہ کے صرف کی چیزون مین اگر یہ ناقابلیت قائم رکھی جاے تو یہ لوگ بھوکون مرجائین -

(۸) بعض اوقات قانون معاہدات کو اس وجہ سے ناقابل نفاذ کر دیتا ہے کہ ان معاہدات سے بعض تکالیف عام کے پیدا ہونے کا گمان ہے - فرض کرو کہ میرے پاس کچھ زمین ہے جو سرحد ملک پر واقع ہے اگر وہ زمین سلطنت ملحقہ کے قبضہ مین آجاے تو گمان ہے کہ وہان پر دشمنانہ تدابیر کے کرنے کا زیادہ موقع ہو یا اوس زمین سے اون تیاریون اور سامانون کو مدد ملے جو میرے ملک کی مضر ہین -

میرا ارادہ ہو یا نہو مگر قانون کو لازم ہے کہ فائدہ سلطنت کے لیے اس امر کا انتظام رکھے -

پہلے ہی سے ایسے معاملہ کو ناجائز قرار دے تاکہ خرابیون کی روک ہو ۔+

اون عروق وغیرہ کے بیع کی نسبت جو زہر کا کام دیتے ہین جو ممانعت مناسب سمجھی گئی ہے وہ بھی اس مد مین داخل ہے ۔ یہ امر بھی اسی مین داخل ہے کہ اسلحہ مہلکہ کے بیع کی ممانعت کیجاے جیسے کہ اسٹیٹوز جو ایک قسم کا ہتھیار ہے اور جسکا ملک اٹلی مین معمولی لڑائیون مین استعمال ہوتا تھا ۔

جو ممانعت کہ بعض اشیاء تجارتی کے فروخت و رواج کی نسبت ہی وہ بھی اسی ارادہ اور مطلب سے ہے اوس ممانعت کی بناء چاہیے عمدہ امور پر ہو یا برے پر ۔+

+ بعض قومون نے شاید بغیر سوچے سمجھے اس خوف سی بچانے کے لیے عام قانون یہ قرار دیا ہے کہ کوئی آدمی غیر ملک کا اوس ملک مین زمین نہین حاصل کر سکتا لیکن یہ افراط کی حد تک پہونچ جاتی ہے ۔ اس ممانعت کی حد ہرگز اوس سی زیادہ نہ ٹھہرنا چاہیے جیسے خاص معاملہ کا ذکر اوپر ہوا جو غیر ملک کا آدمی کہ جائداد غیر منقولہ اس ملک مین لیا چاہتا ہی وہ گویا ثابت کرتا ہی کہ اوسکو اس ملک سی بلا شبہہ محبت ہی اور اپنی نیک چلنی کی تصدیق کرتا ہی اور اوسکی گویا ضمانت دیتا ہی ۔ اور اگر ہم اور کچھ نہ دیکھین صرف آمدنی ملک کا خیال کرین تب ہی اسکی وجہ سے ملک کو فائدہ ہوتا ہے

+ اسی مد مین وہ ممانعت بھی داخل ہے جو بھبک سے اڑ جانے والے عروق و اشیاء کی نسبت ہی ۔

اکثر ایسے اوقات مین عادتاً یہ امر کہا جاتا ہے کہ معاہدہ خود
غیر نافذ ہے تاوقتیکہ اون کو ... ہو تو اوسمین کبھی اسی مضمون کے
اسی قسم کے ... فقرات بڑہا کر لکھے گئے ہین جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ کسقدر حماقت مین پھنسے پڑے ہین کہ اونھون نے
اوس اصول کو نہ دریافت کیا جسکی وجہ سے وہ معاہدات
جو اون حالات مین کیے جائین غیر نافذ ہین —
وہ اصول یہ ہے کہ اون سے اضرار بہ نسبت فوائد کے زیادہ
منتج ہوتے ہین — اس فقرہ سے کہ یہ معاہدہ خود کالعدم ہے
اگر یہ فقرہ واقعی ہے تو اسکے معنی یہ معلوم ہوتے ہین کہ
ان معاہدات کا کچھ اثر نہونا چاہیے اور اونکو بالکل معدوم
کر دینا چاہیے کہ انکا نشان بھی باقی نرہے —
حالانکہ بہت سے معاملات ایسے ہونگے جنمین ایسے معاہدات
کے لیے صرف اسیقدر کافی ہوگا کہ اونکی تکمیل نکیجاے
اور اوسمین جو عدم مساوات پیدا ہوتی ہے یعنی ایک
فریق کو نقصان اور ایک کو فائدہ پہونچا ہے یہ عدم مساوات
بغیر اسکے کہ اصل معاہدہ اولٹ دیا جاے معاوضہ ہی کے
ذریعہ سے مٹا دی جاے گو کوئی معاہدہ بجاے خود غیر نافذ
و کالعدم نہین ہے — یہ قانون کا کام ہے کہ کسی معاہدہ کو جائز
و نافذ و کسیکو کالعدم کر دیتا ہے لیکن اوس معاہدہ کو جائز
رکھنے یا کالعدم کر دینے کے لیے دلائل ضروری ہین —

جس طرح سے مشتبہہ الخلقت کے جانوروں کا اب وجود محققہ علم فزیالوجی میں باقی نہیں رہا اسیطرح ایکدن ایسا ہوگا کہ علم تمدن میں بھی وجود اسکا باقی نہ رہیگا۔ یہ لفظ کالعدم فی نفسہ درحقیقت ایک مشتبہہ الخلقت چیز ہے اسکے کچھ معنی نہیں کوئی معاہدہ فی نفسہ کالعدم نہیں ہے۔

(۳) وہ موانع جو حیثیت اراضی کے انتقال کی نسبت ہیں۔ یہ امر کہنا کہ اختیار انتقال مفید چیز ہے گویا یہ کہنا ہے کہ ایسے انتظامات جنسے اس اختیار کی روک ہو عام طور سے مضر ہیں جایداد غیر منقولہ کی نسبت یہ اجتماع ضدین خاص کر ظاہر ہو گیا ہے خواہ نسبت قواعد وراثت کے یا بسبب اون انتظامات کے قائم کرینگے جن میں جایداد منتقل نہیں ہوسکتی جنکو انگلستان کے مقننین نے گرانٹ ان مارٹمن کرکے بیان کیا ہے یعنی ایک جماعت کو کسی جایداد کا حق منتقل کردینا کہ وہ جماعت پھر اوس حق کو منتقل نہ کرسکے۔

تاہم علاوہ ان عام دلائل کے جنکا ذکر ہوا بہت سے خاص دلائل ایسے ہیں کہ جنکی رو سے اختیار کلی انتقال ملکیت اراضی کا حاصل رہنا چاہیے۔

(۱) جو شخص کہ اپنی اراضی منتقل کرنا چاہتا ہے وہ کافی طور سے ثابت کرتا ہے کہ اوسکے حق میں اوس اراضی کا رکھنا کچھ مفید نہیں ہے وہ شخص کچھ اوس اراضی کی ترقی میں صرف نہیں کرسکتا

اور نہ صرف کریگا اور فی الواقع اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ سلسلۂ
تئین اس امر سے روک نہین سکتا کہ اپنی موجود خواہش کے
پورا کرنے کے لیے وہ اوس اراضی کی آیندہ قیمت کو تباہ کرے
برخلاف اسکے جو شخص کہ اوس اراضی کو حاصل کرنا چاہتا ہے
اوسکا ہرگز یہ ارادہ نہین ہے کہ اسکی آیندہ قیمت کو گھٹاوے
بلکہ غالباً اوسکا منشا یہی ہے کہ اوسمین ترقی کرے۔
یہ ٹھیک صحیح ہے کہ جو رقم کہ اس غیر منقولہ جائداد کی ترقی مین صرف
کی جاتی ممکن ہے کہ اگر یہ جائداد نہ لی جاے تو وہی رقم تجارت
مین لگائی جاے۔ لیکن گو چاہے ان دونون کامون کے
روپیہ لگانے کے فوائد اوس شخص کے لیے مساوی ہون
مگر جائداد کے حق مین مساوی نہین ہین۔ جو دولت کا حصہ کہ
زراعتون کے کام مین لگایا جاتا ہے وہ بہت معین ہوتا ہے
اور جو حصہ کہ تجارت مین لگایا جاتا ہے وہ گریزپا اور ناپایدار
ہے۔ پہلا غیر منقولہ ہے اور دوسرا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ
لیجایا سکتا ہے جہان مالک چاہے۔
(۲) جائداد غیر منقولہ کے رہن کرنے سے ایک مایہ ترقی قائم کیا جاسکتا ہے
اور اس طرح سے ایک حصہ جائداد غیر منقولہ کی قیمت اوسکے دوسرے
حصہ کی ترقی مین صرف ہوسکتی ہے یہ ترقی جو ایک بڑا کام ہے
بغیر اس سرمایہ کے ممکن نہوتی۔ اس اختیار انتقال بلکیت
اراضی کی آزادی کو روکنا گویا اوس سرمایۂ ترقی کو گھٹانا ہے

جو اس اراضی کی اصلاحات اور ترقی مین صرف کیا جا سکتا ہے
اور جو مقدار مین اوس قیمت کی برابر ہے جس قیمت پر کہ کچھہ اراضی
بیع ہو سکتی ہے - کیونکہ کوئی شئی رہن نہین ہو سکتی جبتک
کہ وہ منتقل نہ کیجا سکے - یہ صحیح ہے کہ اس جگہہ ہم صرف قرضہ
کا ذکر کرتے ہین اور قرضہ سے کوئی نیا وجدید سرمایہ پیدا
نہین ہوتا تاہم بھی سرمایہ وہ مردان کے ہاتھہ مین بھی کچھہ فایدہ حاصل
نہ کرتا - لیکن واضح ہو کہ جسقدر اس امر کے وسایل زیادہ ہون گے
کہ سرمایہ کام مین لگایا جاوے اوسیقدر زیادہ مقدار اوس سرمایہ
کے ملک مین آئیگی - جسقدر کہ غیر ممالک سے آوے وہ گویا مزید منافعہ
خالص ہے اندرونی آمدنی ملک پر - اس اختیار انتقال کے کچھہ موانع
گو مضبوط و مسلم اصول سیاست مدن کے مخالف ہین تاہم ہر جگہہ پائے
جاتے ہین - یہہ صحیح ہے کہ یہہ موانع اب جون جون سلطنتین فواید زراعت
و تجارت سے واقف ہوتی جاتی ہین - اوسیقدر گھٹتے جاتے
ہین تاہم تین اسباب ایسے ہین جو ان موانع کو قایم رکھنے کی
کوشش کرتے ہین -

(۱) اولاً اس امر کی خواہش کہ فضول خرچی کم ہو - لیکن اس خرابی کے روکنے
کے لئے کچھہ ضرور نہین ہے کہ اراضی کی بیع بصورت مختلف بالکل روک
دیجاوے بلکہ اراضی کی حیثیت قایم رکھنے کے لئے صرف اسیقدر کافی
ہوگا کہ اراضی فضول خرچون کے اختیار مین نہ دیجاوے -

(۲) دوسرے خاندانی شان و شوکت اسکے ساتھہ کچھہ وہم پیدا ہوتا ہے

کہ جبتک ہماری اولاد ایک کے بعد ایک قایم ہے تو گویا خود زندہ ہین
یہہ خیال صرف اس امر پر کفایت نہین کرتا کہ ہم کو یہی اولاد کے لیے
یہی قیمت چھوڑ جائین جو ہماری جایداد کی ہے بلکہ یہہ ضرور سمجہا جاتا ہی
کہ وہی اراضی وہی مکانات اور اپنی فطرتی اشیاء ہماری اولاد کے
قبضہ مین رہین جو ہمارے پاس ہین اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ جبتک ان
اشیاء کا قبضہ ہی ہر گویا سلسلہ مسرت کا اور وہ وہمی خیال یعنی شان
وشوکت قایم ہے ۔

(۳) تیسرے قوت وغلبہ کا شوق اور اس بات کی تمنا کہ موت کے
بعد بھی حکومت ہو یہ بیہودہ خیالات ہین اولاد کا ہونا بھی ضروری ہے
مگر اس تیسرے سبب کے لیئے کچہہ ضرورت اولاد کی بھی نہین ہے اس
سبب مین وہ تمام جاگیرات وغیرہ داخل ہین جو لوگ کسی خاص کام کے
لیے چھوڑ جاتے ہین اور اوقاف وغیرہ ۔ وہ جاگیرات واوقاف جنین کو منظور
رفاہی ہے خواہ وہ اچھی طرح سے سمجہا گیا ہو یا نہین ۔ یا وہ جاگیرات وغیرہ
جو صرف وہمی خیالات سے قائم کی گئی ہین ۔ اگر وہ جاگیرات صرف اسلیئے
ہین کہ اونکا منافع تقسیم کیا جاوے بلا لگانے کسی شرط یا لینے کسی خدمت
کے تو بظاہر ایسی جاگیرات کافی طور سے بلا ضرر ہین اور انکا جاری رکھنا
کچھہ مضر نہین ہے مگر وہ جاگیرات واوقاف بہی مستثنی ہین جنمین بلا امتیاز
تقسیم ہوتی ہے اور اونکا نتیجہ صرف یہہ ہوتا ہے کہ محتاجی اور کاہلی کی
ترقی ہوتی ہے ایسے انتظامات مین سب سے عمدہ وہ ہین جنمین صرف
اون لوگون کو دیا جاتا ہے جو خوش وخرم تھی اور اب محتاج

اور تباہی کی حالت پر پونہچ گئے - ان لوگون کو اِس انتظام سے بہت زیادہ کافی مدد ملتی ہے بہ نسبت اوس مدد کے جو سرکاری خیرات قانون سے مل سکتی -

وہ جاگیرین اور اوقاف جنکے فوائد سے کوئی مستفید نہین ہو سکتا جبتک کہ وہ بعض خاص فرائض و کامون کو پورا نکرے جیسے کہ خانقاہین کالج اور چرچ وغیرہ ہین بلحاظ اون کامون کے جو اون سے لیے جاتے ہین مفید ہین یا غیر مفید ہین غیر مضر ہین یا مضر ہین - یعنی جیسا کہ وہ کام ہو جو اون سے لیا جاے اگر وہ کام مفید ہے تو وہ جاگیرین وغیرہ بھی مفید ہین اگر وہ مضر ہے تو وہ بھی مضر ہین قس علے ہذا - یہ عجیب بات لائق لحاظ ہے کہ عموماً یہ جاگیرات و اوقاف اور یہ خاص قواعد جنکو برضامندی بادشاہ کے اشخاص نے خود قائم کیا ہے انکی بہت زیادہ عزت کیجاتی ہے بہ نسبت اون قواعد کے جو خود بادشاہ جاری کرے - جب کبھی کسی قانون بنانے والے نے چاہا کہ آئندہ نسل کے اختیارات محدود کرے تو یہ کارروائی ہمیشہ حماقت آمیز اور قابل تردید ظاہر ہوئی - لیکن جب کسی گمنام سے گمنام شخص نے بھی یہ کارروائی کی تو کسی نے اوسپر اعتراض نہین کیا - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو اراضی کسی جماعت یا خانقاہ یا چرچ کو دیجاے تو اوسکی قیمت و قدر ضرور گھٹ جاتی ہے - کیونکہ ہر ایک چندروزہ قابض جسکو کچھ

پرواہ اوس آئندہ قابض کی نہین ہوتی ہے جس سے کہ اوسکو
نہ کچھ قرابت ہے نہ خون ملا ہے جسقدر اپنی حین حیاتی قبضہ کے
ایام مین وہ صرف کر سکتا ہے صرف کرتا ہے اور پیرانہ سالی مین
خصوصاً پھر وہ اوسکے اصلاحات یا مرمت کی فکر بھی نہین کرتا
بسا اوقات ایسا ہوتا ہے لیکن تاہم ہمکو مذہبی جماعتون کے
ساتھ انصاف کرنا چاہیے۔ یہ لوگ اکثر بہ نسبت خراب انتظام کے
عمدہ کفایت شعاری کے انتظام کے لیے مشہور ہین۔ اگر اونکی
حالت موجودہ اونکی طمع وہوس کو اشتعال دیتی ہے تو اونکی
غرور اور فضول خرچی کو کم کرتی ہے۔ اگرچہ اسباب ایسے ہین
جنسے اونمین خودغرضی پیدا ہو تو اور اسباب ایسے ہین جو اس عادت
کا مقابلہ کرتے ہین اور اوسمین ایک جوش محبت اوس پیشہ کا
پیدا کرتے ہین جس پیشہ مین وہ ہین۔
اون چیزون کے ذکر کی کچھ بھی ضرورت نہین ہے جو عام کے
استعمال کے لیے ہین مثلاً سڑک خرچ بازار وغیرہ۔ ایسے مطالب ہین
اونکو پورا کرنے کے لیے ضرور ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رکھی جائین
اور کچھ قواعد ایسے ہون جنسے بوقت ضرورت انمین تبدیلات وتغیرات
ہو سکین

فصل سوم

حق جو وراثت سے حاصل ہو

کسی شخص کے مرنے کے بعد اوسکی جائداد کیا کی جاوے گی۔

قانون وراثت کے بنانے کے وقت مقنن کو تین امور ملحوظ
خاطر رکھنا چاہیے۔

(۱) کوئی انتظام ایسا ہو جس سے آیندہ نسل کی بسراوقات کے لیے
کچھ مہیا کیا جائے۔

(۲) کسیکو ناامیدی وناکامی نہو۔

(۳) دولت کی مساوات۔

انسان کوئی تنہا چیز نہیں ہے۔ باستثنای چند کے ہر ایک
شخص اپنے ساتہ ایک حلقہ ہمراہیون کا رکھتا ہی وہ حلقہ وسیع
ہو یا تنگ ہو اونکو اوس شخص کے ساتھہ یا تو تعلق قرابت ہے
یا تعلق نکاح ہے یا تعلق دوستی وملازمت ہے اور یہ لوگ
اوسکی جایداد سے ایک حصہ پاتے ہین اقل درجہ یہ ہے کہ
جو چیز اوس شخص کی خاص ملکیت ہی اوس سے کچہ نہ کچہ مستفید
ہوتے ہین۔ بہت لوگ ایسے ہین کہ جنکی بسر صرف اوس سرمایہ
سے ہوتی ہے جو اوس شخص کا ہے۔ جب موت نے ان
لوگون سے اونکی دوست کو لے لیا اگر اوسکے ساتہ وہ معاش
بہی لے لیجاے جو اوسکی جایداد سے اونکو ملتی تھی تو یہ لوگ
سخت مصیبت مین گرفتار ہونگے۔ اس مصیبت کے روکنے
کے لیے اس امر کا دریافت ہونا ضرور ہے کہ کون اشخاص
مستمرا اس معاش سے مستفید ہوتے تھے اور کس مقدار تک
۔ چونکہ یہ واقعات ایسے ہین کہ بلا تکلیف اور کارروائیون اور بلا ایسکے

کہ غیر محدود نزاعون سے مقابلہ کیا جاے انکا دریافت کرنا ثبوت بلا واسطہ کے ذریعہ سے محال ہے اسوجہ سے ضرور ہے کہ عام قیاسات سے کام لیا جاے کہ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ حصہ جو ہر ایک وارث جائداد متوفی سے پاتا تھا صرف اوس درجہ محبت سے کے اوپر قیاس کیا جا سکتا ہے جو اوس وارث اور شخص متوفی مین ہونا چاہیے تھی۔

اور ... باپ مین محبت بہت زیادہ ہوتی ہے اور زید عمر کا بیٹا ہے ... دونون مین محبت نہو مگر فطرتاً ہونا چاہیے لہذا ہم قیاس کرینگے کہ زید بہت زیادہ حصہ عمر کی جائداد سے پاتا تھا بہ نسبت بکر کے جو عمر کا بھتیجا ہے) اور اس درجہ محبت کا قیاس ب وبعد رشتہ داری پر ہوگا۔

اگر صرف قرابت کا لحاظ کیا جاتا تو قانون وراثت بہت ہی سہل وصاف ہوتا۔ قرابت کے طبقۂ اولے مین وہ لوگ ہین جو تمھارے ساتھ بلا توسط کسی شخص کے تعلق رکھتے ہین جیسی تمھاری زوجہ تمھارا شوہر تمھاری مان تمھارا باپ تمھاری اولاد۔

طبقۂ ثانیہ مین وہ لوگ ہین جو تمسے بتوسط ایک شخص کے یا دو اشخاص کے جو مثل ایک کے ہین جیسے مان باپ تعلق رکھتے ہین مثلاً تمھارا دادا۔ دادی۔ بھائی۔ بہن۔ پوتی۔

طبقۂ ثالثہ مین وہ لوگ ہین جنمین دو نسلون کا فرق ہے۔ مثلاً پر دادا۔ پر دادی۔ چچا۔ خالہ۔ بھتیجے۔ بھتیجیان۔

یہہ انتظام گو بلحاظ معین ہونے اور صاف و آسان ہونے کے کامل ہے
تاہم اس سے وہ تمدنی اور اخلاقی مطالب جو مقنن کے ملحوظ خاطر ہین حاصل
نہین ہوتے کیونکہ یہہ انتظام اگرچہ صرف ایک قیاسی دلیل اوس محبت کی ہے جو
وارث و موروث مین تھی یہہ انتظام طبقات بالکل مطابق اوس محبت کے
نہوگا جو واقعی تھی - (ممکن ہے کہ بیٹے و باپ مین بجائے محبت کے
عداوت ہو) اور دوسرے یہہ کہ اس سے اصل مطلب حاصل نہ ہوگا
یعنی آیندہ نسل کی معاشت کا انتظام کرنا - لہذا اس طبقات قرابت کے
انتظام سے قطع نظر کرنا چاہیئے اور اس انتظام کو کرنا چاہیئے جو اصول اوٹلٹی
پر مبنی ہو - وہ یہہ انتظام ہے کہ ہمیشہ طبقات تنزلہ کو - (یعنی بیٹے
پوتے پرپوتے وغیرہ کو) کتنا ہی نیچے وہ جاوین زیادہ الویت دیجاے
طبقات مرفوعہ سے یعنی باپ دادا پردادا سے یا اوس طبقہ سے جو برابر
کے ہون یعنی بھائی چچازاد بھائی بھتیجے وغیرہ سے - لیکن اسصورت مین
بھی اوس محبت باہمی کے قیاس کرنے مین جو ان تمام قواعد کی بنا ہے
غلطی ہوگی اور اسوجہ سے ان قواعد سے وہ فایدہ جو مطلوب ہے کامل
طور سے حاصل نہ ہوگا - مگر اس عام قاعدہ کے نقص کا علاج بخوبی
اون اختیارات سے ہوسکتا ہے جو ہر شخص کو وصیت کرنے کی بابت
دیے گئے ہین اور یہی وجہ خاص ہے کہ یہہ اختیارات جایز
رکھے گئے ہین - اگر عمر مرجاے تو ہم ضرور قیاس کرینگے
کہ اوسکو اپنے بیٹے زید کے ساتھہ محبت تھی اور اس قیاس پر اوسکو
بڑا حصہ عمر کی جایداد سے دلاینگے - اگر فی الواقع عمر کو محبت اوس

سے نکھین ہے اور کوئی وجہ ترجیح کی ہے تو اوسکو اختیار ہے کہ دوسرے کے نام وصیت لکھ جاے۔ یہ تو عام اصول تھے اب یہہ کہ جب کئی دعویدار ان وراثت ہون تو کیونکر بالتفصیل ان اصول سے کام لیا جاے اسکو لکھا جاے بانتہا مباحث کی ایک نمونہ قانون کا یہان بیان دینا ہے وہ زیادہ مفید ہوگا۔

(دفعہ ۱) مذکور وارثان مین کچھہ فرق نہ ہونا چاہیے جو ایک کے حق مین کہا جائیگا وہی دوسرے سے بھی متعلق ہونگے ایک کا حصہ اسیقدر ہونا چاہیے جسقدر دوسرے کا حصہ ہو۔

(دلیل) خوبی مساوات اگر ان دونون مین کسیقدر فرق رکھا جائی تو چاہیے کہ وہ اوس کے حق مین بہتر ہو جو ضعیف ہے یعنے عورت کے حق مین جسکی حاجتین اور ضرورتین بہت زیادہ ہین اور وسائل حصول دولت کے کم ہین اور اس امر کے بھی وسائل کم ہین کہ جو چیز اوسکے پاس ہے وہ فایدہ مند کام مین لگائی جاے مگر اصل یہہ ہے کہ جسکی قوت زیادہ ہے اوسیکو اولویت ہے کیونکہ قوانین اوسی نے بناے ہین جو ان دونون مین زیادہ طاقتور تھا یعنے مردنے اور اسوجہ سے عورت کا حصہ مرد سے زیادہ نہین رکھا گیا۔

دفعہ (۲) جب کوئی شخص مرجاے اوسکی بیوہ کو اوسکی نصف جایداد پانا چاہیے بجز اسکے کہ معاہدہ عقد مین کوئی شرط برخلاف اسکے ہوئے

دفعہ (۳) باقی نصف جایداد متوفے کی اولاد مین برابر تقسیم ہونا چاہیے۔

(دلیل) اولاً اسوجہ سے کہ باپ کو اون سب کے ساتھ برابر محبت تھی۔ ثانیاً اس اولاد کا قبضہ اپنے باپ کی جایداد پر مساوی تھا ثالثاً یہہ کہ حاجتین وضرورتین ان سب کے مساوی ہین۔ رابعاً یہہ کہ جتنی دلائل ایک کی حقمین خیال کئے جا سکتے وہ سب دوسرے کی حقمین عاید ہوسکتی ہین۔ اختلاف عمر اختلاف طبایع اختلاف عقول اختلاف قومی نسے ان لوگون کی حاجتون مین باہم اختلاف ہو مگر قانون کے لئے یہہ امر محال ہے کہ ان امور کو تسلیم کرے باپ کو چاہیے کہ اون کے لئے اون کے اختلاف کے موجب بذریعہ وصیت وغیرہ کے انتظام کردے۔

دفعہ (۴) اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کے سامنے مرجاے اور اپنی اولاد چھوڑ جاے تو چاہیے کہ اوسکا ذاتی حصہ اوسکی اولاد مین تقسیم ہو اور اسیطرح اولاد کے مرنے کی صورت مین ہونا چاہیے۔ یہہ تقسیم اوس کے ذاتی حصہ کے بجاے اسکے کہ اصل جایداد اوس کے باپ کی جو ہے اوسکا ثبات بھی کچھہ اثر ہو بھی دو دلائل سے اچھی ہے۔ اولاً اس مین کسی کی امید کے خلاف مایوسی نہین ہوتی۔ یعنے مثلاً متوفی کے باپ کی جو اولاد تھی اور اوسکو اپنے باپ کی جایداد سے ایک خاص حصہ پانے کی امید تھی اوسمین کوئی فرق نہین آیا۔ یہہ امر جب کہ ایک شخص کے ایک لڑکا ہوتا ہے وہ تو کل کا مالک سمجھا جاتا ہے پھر جب اوس شخص کے دوسرا لڑکا ہوا تو اوس پہلے لڑکے کا حصہ گھٹ گیا کیونکہ اور ایک حصہ دار پیدا ہوا۔ پھر اگر تیسرا لڑکا پیدا ہوا

تو اون دونون کے حصے اور بھی گھٹ گئے علی ہذا القیاس یہہ ایک
فطرتی واقعہ ہے جسکی کہ اون لڑکون کو پہلے ہی سے امید ہونی
اور اسوجہ سے کہ اسمین کوئی امر خلاف امید نہین ہونا چاہیے - لیکن
عام طور سے یہہ امر ہے کہ جب وہ زمانہ آتا ہے کہ اولاد کے
بھی اولاد ہونا شروع ہو تو وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے اور
اولاد ہونیکا سلسلہ بند ہوجاتا ہے اور کبھی زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ
اوس باپ کی اولادین مستقل ہوجاتی ہین کہ اونکا ہر ایک کا حصہ نہ نقصان
پذیر نہ ہوگا کیونکہ اون کو اب اپنے باپ کی اور اولاد کے پیدا ہونے
کی امید منقطع ہوجاتی ہے - پس اگر اوس باپ کے پوتے و نواسے
بھی اوسکی جائداد کے حصہ دار قرار پا گئے اور وہ بھی ایک سبب
ہون کہ اوسکی بیٹون کے حصہ کے گھٹا لینے کے جیسا کہ اوسکی
لڑکی اور لڑکیان گھٹا لی گئین تو ان حصص کے گھٹنے و کم ہونے
کی کوئی انتہا نہ رہیگی اور اون کو کبھی معلوم نہ ہوگا کہ ہمارا حصہ کسقدر
تک گھٹیگا کہ جیسا اوس کے وہ اپنی زندگی و بسر کرنے کا انتظام کر
ثانیاً یہہ کہ وہ پوتے اور پوتیان ایک بلا واسطہ سرمایہ اپنے متوفی باپ
کا رکھتے ہین اور اونہون نے اپنے دادا سے علیحدہ اپنے باپ کی آمدنی
اور پیدا کی ہوئی دولت پر بہ نسبت اوروں کے زیادہ قبضہ رکھنے
کی عادت رکھی ہوگی چاہے یہہ امر نہ ہو کہ بجز ان کے اور کوئی شخص
ان کے باپ کی آمدنی سے مستفید نہ ہوتا ہو اور اسکے ساتھ دوسری
بات یہہ ہے کہ یہہ لوگ اپنی مان اور اوسکے اعزا و اقارب کی

جایداد مین بھی کوئی حق شاید رکھتی ہون جسمین کہ انکو دادا کی
اولاد کا کوئی حق نہین ہے ۔

دفعہ ۵ اگر اس متوفی کے کوئی اولاد نہین ہے تو یہہ جایداد
اوسکے باپ و مان کو مشترکاً ملنا چاہیئے ۔

یہہ امر کہ اولاد کے نہونیکی صورت مین کیون مان باپ کو ملنی
چاہیئے اسکی کئی وجوہ ہین ۔ اولاً یہہ کہ اس متوفی کو اپنی اولاد سے
جو محبت ہوگی وہ کبھی اپنے مان باپ سے نہ ہوگی اور اسوجہ سے کوئی
اور انتظام بجز اسکے کہ متوفی کی جایداد اسکے اولاد کو ملے اس متوفی
کی مرضی کے خلاف ہوتا ۔ یہہ امر فطرتی ہے کہ جو لوگ ہمارے
محتاج ہین اون کو ہم زیادہ چاہتے ہین بہ نسبت اون کے جنکے
ہم محتاج ہین ہمکو حکومت کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اطاعت
کرنے کے ثانیاً زیادتی ضرورت ۔ یہہ ضرور ہے کہ ہماری اولاد
بلا ہمارے یا اوس شخص کے جو ہمارا قایم مقام ہو نہین رہ سکتی مگر ہمارے
والدین ممکن ہے کہ بلا ہمارے رہ سکین جسطرح وہ ہم سے پیشتر رہتے
تھے ۔ یہہ امر کہ وراثت کیون مان باپ کی طرف رجوع کرے اور
بھائی بہنون کو کیون نہ ملے اسکی بھی کئی وجوہ ہین اولاً چونکہ مان
باپ سے بہت زیادہ رشتہ قریب ہے اسوجہ سے قیاس ہوسکتا
ہے کہ محبت بھی زیادہ ہوتا ثانیاً یہہ ایک قسم کا معاوضہ اون خدمات
کا ہے جو مان باپ نے کی ہین یا مرجع ہے اون تکالیف و خرچ
کا جو اولاد کی تعلیم مین اون کے مان باپ نے اوٹھائین ۔ ہمارا

رشتہ اپنے بھائی بہنون سے اونہین مان باپ کی وجہ سے ہے اور کچھ امر کہ جسکے ہم اپنے بھائی کو کیون اپنے اور ساتھیون سے جنکے ساتھہ ہم نے عمر بسر کی ہے زیادہ چاہتے ہین کچھ سے کہ وہ اون کی محبوب ہین جو ہمارے پہلے محبوب ہین یعنی مان باپ اور کچھ کچھہ ضرور نہین ہے کہ مین اپنے بھائی کا ممنون احسان ہون مگر البتہ ضرور ہے کہ مین اپنے مان باپ کا ممنون احسان ہر چیز مین ہون پس ان وجوہ سے ضرور ہے کہ اگر اولاد کا حق جو زیادہ اولی اور مستحکم ہے درمیان مین نہ ہو تو ہمکو ہر چیز اپنے مان باپ کو پہونچانا چاہئے اور اونکا حق ہے اور اوسمین ہمارے بھائیون کا کچھہ دعوے نہین ہے

دفعہ ۶۔ اگر مان باپ مین سے ایک مر گیا ہو تو اوسکا حصہ اوسکی اولاد کو اوسیطرح ملیگا جسطرح کہ اگر اس متوفی لڑکے کی کوئی اولاد ہوتی اور اوسکو ملتا۔

محتاج اور غریب خاندانون مین جہان کہ مال متروکہ صرف کاٹ کباڑ کی قسم سے ہے مان یا باپ جو زندہ رہگیا ہو اوسکو تنہا اس شرط سے ملنا چاہئے کہ وہ بچون کی پرورش کرے۔ کیونکہ اگر کچھہ جایداد قلیل فروخت کیجاوے یا تقسیم کیجاوے تو اوس کے اخراجات باقیماندہ وارث کی تباہی کا سبب ہونگے اور جو حصہ قلیل کہ بطور سرمایہ ہوگا وہ جلد معدوم ہو جائیگا۔

دفعہ ۷۔ اگر اوس کی بھی اولاد نہو تو جو ایک شخص مان یا باپ مین سے زندہ ہے اوسکو کل مال متروکہ ملنا چاہئے۔

دفعہ - اگر ماں باپ میں سے کوئی زندہ نہیں ہے تو چچا اور پھوپھی ہوا اون کی اولاد میں یہہ جایداد تقسیم ہوگی -

دفعہ ۹ - لیکن اعیانی کا حصہ بہ نسبت اخیافی کے دونا ہوگا یعنی حقیقی اولاد کو سوتیلی اولاد سے زیادہ ملیگا -

(دلیل) زیادتی محبت حقیقی سے بہ نسبت سوتیلے کے محبت زیادہ ہے کیونکہ یہہ میں اور میرے اعیانی بھائی میں دو طرح کے رشتہ محبت ہیں اور اخیافی سے صرف ایک رشتہ محبت ہے -

دفعہ ۱۰ - اگر ان طبقات کا کوئی عزیز نہ ہو تو جایداد ملکیت سرکار ہونا چاہیے -

دفعہ ۱۱ - لیکن یہہ شرط ہونا چاہیے کہ اون رشتہ دارون کو جو نیچے کی نسل میں ہوں یہہ سالانہ عین حیاتی بحصہ مساوی ملا کرے -

دفعات ۱۰ و ۱۱ کی تعمیل اختیاری ہے چاہے کیجاے یا نہیں جیسی کہ خزانہ سرکاری کی حالت ہو لیکن کوئی مانع نہیں ہے کہ یہہ آمدنی گورنمنٹ کو ملے -

یہہ کہا جا سکتا ہے کہ دور کے رشتہ داران جو اس انتظام کی وجہہ سے محروم رہینگے ممکن ہے کہ تکلیف میں ہوں - لیکن ایسے واقعات الیسہ شاذ ہیں کہ اون کے اوپر کوئی قانون مبنی نہیں کیا جا سکتا - یہہ رشتہ داران بعید معمولی طور سے ایک اور سرمایہ اپنے ماں باپ کا رکھتے ہیں - اور کوئی انتظام اپنی زندگانی کا اس مال کے پانیکی امید پر نہیں قائم کرتے - چچا کی صورت میں بھی بہت ضعیف امید اون کو

ہوئی ہے کہ بھتیجے کے مال پر بھی اون کو وراثتاً ملیگا اور بعینہ قانون
اور بھی اس امید کو توڑ دیگا اور ایسی امید پیدا ہونے نہ دیگا
چچا کو کوئی حق ایسا حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ باپ یا دادا کو ہوتا ہے
اس امر کا بیشک امکان ہے کہ باپ دادا کے مرنے پر چچا نے
وہی پرورش و پرداخت کی ہو جو وہ لوگ کرتے تھے یہہ ایک واقعہ
ہے جسکی طرف مقننین کو توجہ کرنا چاہیے کہ وصیت کرنے کے اختیار سے
ایسے واقعات کا علاج ہوسکتا ہے - لیکن یہہ علاج وہ ذریعہ جس سے
کہ قانون عام کی تکالیف کا علاج ہو سکے ایسا ہے کہ جس سے ایسی صورت
مین بہت کم استفادہ ہوگا جبکہ بھتیجا ایسی کم عمری و کمسنی مین ہے
کہ وہ اس اختیار وصیت کے نفاذ کے ناقابل ہو - پس تو اگر یہہ امر
طے ہوجاے کہ اس قاعدہ کے جو جایداد سے متعلق ہے کچھہ تسہیل
ہو تو بھلا استثنا اس قاعدہ عام سے بہ نسبت اس حق چچا کے ہونا چاہئے
خواہ بلحاظ اصل جایداد کے یا اوسکے منافع کے یعنی چچا کا حق
بھی قایم ہونا چاہیے -

دفعہ ۱۲ - جایداد کو وارثون مین تقسیم کرنے کے لئے اوسکو نیلام
کرنا چاہیے مگر یہہ اختیار بھی اون ورثار کو ملنا چاہیے کہ اگر وہ چاہین
تو کوئی دوسرا انتظام مناسب کرین -

یہی ایک طریقہ ہے جس سے کہ جایداد کے پرزہ نہ اوڑین جو ایک
ایسا امر ہے جسکی تکلیف دہ و مضر نتایج کا عنقریب بیان ہوگا ایسی
جایداد جو ایک قیمتی محبت رکھتی ہوگی (مثلاً ایک متوفی کے

خاص ہاتھہ کی لکھی ہوی کوئی کتاب ہی جس سے اوس کے عزیز کو ایک محبت ہی) نیلام مین اوس کے لینے کے لئے ہر ایک وارث کوشش کریگا اور اسوجہ سے اوسکی قیمت بڑہے گی اور وہی قیمت پھر اون کو عام فایدہ کی ہوگی۔ اور وہ جھگڑے اور لڑائیان اور دشمنیان جو ہمیشہ خاندان مین رہتین نہونے پائینگی۔

دفعہ ۱۳۔ جبتک کہ کچھہ تقسیم و نیلام جایداد عمل مین آئے وہ جایداد اوس وارث کی سپرد ہونا چاہیے جو سب مین بڑا اور بالغ من قبیل ذکور ہو لیکن عدالت کی ہاتھہ مین یہ اختیار چھوڑ دیا جاے کہ اگر وہ بروقت سماعت مقدمہ سمجھے کہ اوس سے کوئی خرابی پیدا ہوگی تو دوسرا انتظام کرے۔

عموماً مستورات روپیہ اور معاملات کی کرنے کی بہ نسبت مردون کے ناقابل ہوتے ہین۔ مگر کوئی خاص عورت ممکن ہے کہ اعلی درجہ کی لیاقت رکھتی ہو پس اگر اعزا کی عام راے سے وہی عورت مقرر کیجاے تو اوسیکو منتظم جایداد رہنا چاہیے۔

دفعہ ۱۴۔ اگر کوئی ایسا وارث من قبیل ذکور بالغ نہو۔ تو جایداد اوس ولی کے سپرد ہونا چاہیے جو اوس وارث من قبیل ذکور کا ہو جو سب سی زیادہ عمر کا ہے۔ لیکن وہی اختیارات جو دفعہ مستذکرہ بالا مین ہین یہان بھی قایم رہنا چاہیے۔

دفعہ ۱۵۔ جو جایداد کہ بہ سبب نہ موجود ہونے کسی وارث کے سرکار کو ملے وہ بھی نیلام ہونا چاہیے۔

گورنمنٹ کسی خاص جایداد کا انتظام معین طور سے نہین کر سکتی
ایسی جایداد کا انتظام جو متعلق گورنمنٹ ہو اسمین خرچ زیادہ اور آمدنی
قلیل ہوتی ہے اور یقیناً اسمین بہت [illegible] نقصان آجاتا ہے یہہ کچھہ
ایک واقعہ ہے جسکو آدم اسمتھ نے ثابت کر دیا ہے +

یہہ نمونہ قانون کا نظام صاف اور اسمین [illegible] آسان ہے
اسمین جعل و فریب و معذورن ہین [illegible] کم [illegible] ہے اور زیادہ
اسکی یہہ امر ہے کہ یہہ قانون انسان کی [illegible] طبیعتون [illegible] کی اور ان جبلی
خواہشون کی جو لیلین باہمی تعلقات سے پیدا ہوتی ہین موافق
ہے - اور اسوجہ سے غالباً یہہ قانون اون لوگون کو جو [illegible]
کو دیکھکر اسے قایم کرتے ہین اور اون لوگون کو جو [illegible] کو
کرتے ہین دونون کو پسند آویگا اور دونون اسکی قدر کرینگے
جو لوگ کہ اس تدبیر و قاعدہ کو اسوجہ سے ناپسند کرتے ہین کہ
یہہ بالکل آسان ہے اور کہتے ہین کہ اس قسم کا قانون ایک علم کے
درجہ تک نہین پہونچ سکتا ہے یہہ لوگ انگلستان کے قانون عام
وراثت کو پسند کرینگے اور اوسمین اونکا اطمینان ہوگا اور تعجب و مسرت
ہوگی - اس کتاب کے پڑھنے والون کے دلمین انگلستان کے
قانون عام وراثت کا خیال اٹھنے کیلیئے کہ وہ کیا چیز ہے ضرور ہے
کہ ایک ڈکشنری یعنی ایک کتاب معنی الفاظ و لغات کی بنالی جاوے
اور جبکہ یہہ لوگ اون حماقتون اور باریکیون اور ظلمون اور فریبون کو

+ یہہ بڑا عالم سیاست مدن کا تھا اسکاٹلینڈ کا رہنے والا تھا سنہ ۱۷۲۳ع مین پیدا ہوا
اور سنہ ۱۷۹۰ع مین مرا -

جان جائینگے جنسے کہ وہ قانون عمل ہوتے ہین تب کچھ لوگ سمجھینگے کہ یہ
قانون ان قانون کی جو لکھی ہے اسوجہ سے ایک ایسی قوم کی توہین
کی ہے جو اور دیگر امور مین اپنی عقل و فراست کی نسبت مشہور ہے
کیونکہ یہ ظاہر ہو جائیگا جو اظہر رہتا ہے کہ اختیار تحریر وصیت نے کسیقدر ان
پیچیدگیون کو جو دور کیا ہے صرف وراثت اور ان لوگون کے مال کی جو
وصیت نہین کر سکتے اور ان تمام پیچیدگیون مین پڑی ہے جو قانون
عام وراثت مین ہین ملک انگلستان مین وصیت گویا ایسی ہے
جیسا کہ اختیار معافی جو قانون فوجداری کی سختی کو کم کر دیتا ہے

فصل چہارم

وصیت

(۱) قانون جو ہر شخص سے فرداً فرداً واقف نہین ہے وہ اپنی
تئین ہر مختلف خواہش کے موافق نہین بنا سکتا - جو کچھ کہ اس قانون
سے مطلب نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ قانون عمدہ سے عمدہ
ممکن الوقوع اتفاقات اور خواہشون کے پورا کرنے کی بہم پہونچا
دیتا ہے کچھ ہر ایک مالک جایداد کا کام ہے جو اون خاص حالات
کو جان سکتا ہے جن حالات مین کہ بعد اسکے مرنے کے وہ لوگ
پڑینگے جو اوس کے محتاج ہین اور جسکو کہ اُن حالات سے
واقف ہونا چاہئے کہ قانون سے اون نقایص کی درستی کرے جو اون

حالات مین واقع ہوتی ہین جن حالات کی پیش بینی وہ نہین کرسکتا ہو یہہ اختیار وصیت جو ہر ایک شخص کو دیا گیا ایسا وسیلہ ہے جس سے کہ وہ لوگ اپنی مصیبتون کو روک سکتے ہین -

(۲) ثانیاً یہہ ہو کہ یہہ اختیار ایسا ایک ذریعہ ہے جس سے کہ ہر شخص اپنے خاندان مین خصائل عمدہ اور اچھی عادات کے سیکھنے کی ہمت بڑہاتا ہو اور خراب خصائل کا اندفاع کرتا ہے - یہہ صحیح ہو کہ یہی ذریعہ اسکے خلاف مطالب کے لئے بھی استعمال ہوسکتا ہے مگر الحمد اللہ کہ ایسے حالات شاذ و نادر ہین - خاندان کے ہر ایک شخص کا فائدہ ہے اسمین کہ اوس خاندان کے اور اشخاص کی چال و چلن نیکی و صلاحیت کے ہون یعنی اصول یوٹلٹی کے مطابق ہون - گو غلبہ نفس امارہ کی سبب سے کوئی واقعہ ایسا بھی ہو جو اوس معمول کے خلاف ہے مگر قانون اونہین امور کے مطابق بنایا جائیگا جو معمولی طریقہ دنیوی کے مطابق ہین - نیکی و صلاحیت سوسایٹی و جماعتون کے عام انتظام کرنے والی ہےئے بدکردار مان باپ بھی اپنی اولاد کے لئے عزت اور نام چاہتے ہین - ایک شخص جو اپنی چال و چلن مین کچھ پیش بینی نہین کرتا مگر اس امر سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ اوس کے پوشیدہ افعال اوسکے خاندان پر نہ کھل جائین اپنے گھر مین وہ بھی بڑا متدین اور راست باز ہے اگرچہ اپنی چال و چلن مین وہ اسکا خیال نہ کرے مگر اپنے اور لوگون کو جو اوس کے اردگرد ہین وہ ایسا ہی متدین و راست باز ہونا چاہتا ہے -

اپنے امر انتظام سے ہر ایک مالک جایداد حق رکھتا ہے کہ اوسپر قانون امتیاز اگر ایسے اختیارات وصیت جو کہ انتظام سزادہی و انعام بخشی کی ایک شاخ ہے کسی شخص کو دیجاتی ہین تو گویا وہ شخص اپنی چھوٹی ریاست مین جسکا نام ہے خاندان عمدہ انتظام قایم رکھنے کے لئے بجاے مجسٹریٹ کے سمجھا جاتا ہے۔ یہ مجسٹریٹ چاہے سزادہی اور نا انصافی کا مجرم ہو اور چاہے بظاہر یہ خوف ہے کہ وہ ان اختیارات کو خراب طرح سے کام مین لائیگا کیونکہ اوسکے نفاذ اختیار کی کچھ روک نہین ہے نہ اوسکو شہرت سے کچھ خوف ہے نہ اوسپر کوئی ذمہ داری ہے۔

لیکن اس خوف کے مقابل مین ایک محبت و بہی خواہی اوس کے دل مین ایسی ہوتی ہے جو ہمیشہ اوس کی رغبت کو اوس کے فرض کے مطابق کردیتی ہے۔ اوسکی قدرتی محبت اپنی اولاد اور اسکے ساتھہ ایک عمدہ سے عمدہ محفوظ ضمانت نیک چلنی کی ہے جو کسی پولیٹکل مجسٹریٹ کے لئے حاصل کیجا سکتی ہے انتہا یہ ہے کہ کل امور کا لحاظ کرکے اس غیر متعہد مجسٹریٹ کے اختیارات علاوہ اس کے کہ اوسکی اولاد کم عمر کے لئے ضروری ہین اکثر مواقع پر اولاد بالغ و جوان کے لئے بھی بجاے مضر ہونے کے مفید پائے جاتے ہین۔

(۳) یہ اختیارات وصیت کرنے کی ایک اور نظر سے بھی مفید ہین یعنی ایک وسیلہ مین حکومت کا اور اوہی کے لئے مفید کچھ ہے

اپنی حفاظت کر [illegible] جیسا کہ [illegible]
کو [illegible]
کر اختیار [illegible] آ [illegible]
سے مالک [illegible] دولت [illegible] ہو جاتی [illegible]
[illegible]
ایسا ایسا نہیں [illegible] حاصل کرتا [illegible]
کر سکتا ہے اور جیسا اختیارات کی [illegible]
سے [illegible] سو بہت سے ان خدمات کا جو ماں باپ [illegible]
کی [illegible] عارضہ [illegible] جاتا ہے اور مزید برآں باپ کو ایک [illegible]
اور [illegible] اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ اولاد اوسکی ناشکر [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اور اس قسم کی بیش بینیاں فضول [illegible]
جب ہم [illegible] کی ناطاقتیاں اور ناقابلیتیں یاد آتی ہیں تو اس امر
کا احتمال [illegible] ہو جاتا ہے کہ جیسا امر لازمی ہے کہ اوس وقت میں [illegible]
ظاہری [illegible] محبتیں کیسی ہوں تو [illegible] محروم رہنا چاہئے
[illegible] غنیمت ہیں (یعنے ان اختیارات وصیت کی وجہ سے [illegible]
[illegible] کوئی ظاہری محبت بھی کرے وہ بھی اوسکی لئے غنیمت
ہوگی اور ایسا [illegible] کرنا چاہئے کہ وہ ایسی محبت سے محروم کیا جاوے
یعنی [illegible] کے اختیارات سے لیتے جاتے ہیں) اس انحطاط کے زمانہ میں ہر
ایک [illegible] کو جیسے آدمی [illegible] کر سکتا ہو بلا دست اندازی حفاظت
چاہئے اور یہ صحیح ہے کہ غرض وہ چیز ہے جو ان کو اپنے کام پہ

اگر نہ ہو تب بھی ایسے شخص ضعیف کے پاس کچھ جایداد ہوگی اور اوسکو
اختیارات وصیت کے بھی ہون گی تو بہت اہل غرض اوسکی خوشامد مین اوسکی
بہت مدارات کرینگے اگر یہ بات نہ ہوگی تو تھوڑی بہی محبت ظاہر
کرینگے اوسکے بہت پیارے ہونگے کیونکہ غنیمت ہے یا شکر گذاری اولاد اور
تمام رشتہ دارون اور انسانی عمدہ برتاو ایسی شایستہ جماعتون مین عام نہین ہین
کو بطور قاعدہ کہا جاسکے کہ اسکی وجہ یہی نہین ہے کہ ان جماعتون مین کچھہ
نہ کچھہ اختیارات وصیت کا رواج ضرور ہے - اب سوال یہہ ہے کہ آیا کچھہ ایسی
ایسی جماعتین موجود ہین یا نہین ہین کہ اختیارات وصیت زیادہ محدود ہان
اس سوال کا فیصلہ اسطرح سے بخوبی ہو جائیگا کہ ہم دیکھین کہ
ادنی جماعتون مین کیا گذرتی ہے جنکے پاس کچھہ نہین ہے جو وراثت مین دیا
جاسکے لیکن یہہ طریقہ دریافت کرنیکا بھی خالی از خطا نہین ہے
کیونکہ ان اختیارات کے غلبے نے جو جماعتون مین بذریعہ قانون
قایم ہو گئے ہین رفتہ رفتہ ایک عام طریقہ بنایا ہے اور عام طریقہ
جب اسطرح سے بن جاتے ہین تو اونھین سے اشخاص خاص کے
طریقہ بھی معین ہوتے ہین - مثلاً یہہ اختیارات وصیت جو بزرگون کو
دئے گئے تو اسلئے اقتدارات پدری کی توقیر زیادہ ہونے
لگی اور اسوجہ سے نتیجہ یہہ ہوا کہ عام عادت ہو گئی کہ اولاد باپ
کی اطاعت کرے - ایسے باپ جنکی محتاجی اون کو اختیارات کے نافذ
کرنے کی اجازت نہین بہی دیتی ہے وہ بھی اس عام عادت
سے مستفید ہوتے ہین - لیکن باپ کو مجسٹریٹ بنانے کے وقت کچھہ

نہیں رکھنا چاہیے کہ اسکو فائدہ نہ پہونچنے دین۔ اولاد مین اگر
بچے ایسے ہیں [illegible] اور [illegible] ہیں کہ ہم اونکو بیجا اختیار
دین کہ وہ ان [illegible] سے نتیجہ
نکالنا چاہیے کہ اونکو [illegible] اختیار دیا جائے کہ وہ اون اولاد
سزا دے اور جو لوگ ان درجات [illegible] ۔ فرانس مین جو ایک قانون
قایم ہے جسکا نام ہے [illegible] جو اولاد کو اس امر سے محفوظ رکھتا
ہے کہ وہ وراثت سے بالکل محروم کر دی جائے بیجا اور متوسط
ہے درمیان خانگی جھگڑون اور [illegible] ظلمون کے۔ لیکن بہت سے
دلائل ہین جو قوانین مین مندرج ہین اور بخوبی ثابت ہو چکی ہین
کہ اسقدر بات جو اولاد کے لئے رکھی گئی ہے اسکو بھی باپ
مٹا سکتا ہے۔

ابھی یہان ایک اور سوال ہے۔ آیا جس صورت مین کوی وارث نہ ہو تو
بیجا اختیار ہے کہ وہ شخص اپنی جایداد کو دور کے عزیز یا شخص غیر
کو دیدے۔ اسصورت مین وہ عدالت سرکاری جسکا اوپر کی فصل مین
ذکر ہوا گھٹ جائیگی اور صرف انھین حالتون مین ہوگی جب کوی
ایسا شخص مرے جو وصیت بھی نہین کرسکتا تھا۔ یہان دلیل ٹھیک
دونون طرف ہے یعنی ایسے اختیارات ہونے کی نسبت اور نہ ہونے
کی نسبت۔ پس ہمکو کوشش کرنا چاہیے کہ کوی متوسط طریقہ نکالین
کہا جاسکتا ہے کہ ایسیصورت مین جبکہ کوی عزیز نہ ہو تو
غیر شخص کی خدمات کی آدمی کو ضرورت ہوتی ہے اور اوس

غیر شخص کے لیے ساتھہ ایسی ہی محبت ہو جاتی ہے جیسی کہ اعزا کے
ساتھہ ہوتی ہے ایسی آدمی کے پاس ایسے وسائل ہونا چاہیں کہ وہ اپنے
وفادار نوکر کی خدمات کا معاوضہ دیسکے اور اوسکے دل مین امید پیدا
کر سکے اور اپنے اوس دوست کے رنج کو کم کر سکے جو اوسکے بیٹھے کے پاس سے کبھی نہین
ہٹا اوس عورتکا تو ذکر ہی نہین اوسکا تو اور بھی زیادہ حق ہے جس نے تمام خدمات
متوفی کے لئے اور اوسکی خبرگیری رکھے مگر صرف بسبب نہ پورا ہونے
ظاہری دستورات کے وہ اوسکی بیوہ نہین کہلاتی اور اسیطرح سے
وہ پسر یتیم جسکو تمام دنیا اوس متوفی کا بیٹا سمجھتی ہے - پھر اگر سرکاری
خزانہ کے پر کرنے کے لئے تم لوگون کو اس اختیار سے محروم
کرو کہ وہ اپنی جایداد اپنے دوست و احباب کو دے سکین تو گویا تم اون
لوگون کو مجبور کرتے ہو کہ وہ اپنی ذات کے لئے اوس جایداد
کو اوڑادین جب کوئی شخص دیکھیگا کہ اوسکو اپنی جایداد پر کوئی اختیار
اوس زمانہ کے لئے نہین ہے جبکہ وہ مرجاے چلے یعنی اوس جایداد کے
لئے وہ کوئی ایسا فعل نہین کر سکتا جسکا اثر اوس شخص کی حیات کے بعد
ہو تو اوسکو اس امر کی طرف رغبت ہوگی کہ وہ اپنی کل جایداد کو حین حیات
وظیفہ بناوے تو یہہ انتظام گویا اوسکو رغبت دلاتا ہے
کہ وہ فضول خرچ ہو اور ایک ایسا قانون بنایا ہے جو کفایت شعاری
کے بالکل خلاف ہے - یہہ دلائل بیشک بہ نسبت اس خیال کے کہ سرکاری
خزانہ کا فایدہ ہو زیادہ قوی ہین پس ہمکو لازم ہے کہ ہم مالکان جایداد

ہا بجز مستثنی کے -

کو اختیار دین کہ جب اون کی کوئی عزیز نہ ہو تو کم سے کم وہ نصف
اپنی جایداد جسکو چاہین وصیت کر سکین اور نصف خزانہ سرکاری کے
لئے باقی رکھین - اور اگر سرکار اسطرح مقدار قلیل پر قناعت کرے گی
تو یہہ وسیلہ ہوگا زیادہ ملنے کا علاوہ اس کے یہہ ایک امر ضروری ہے
کہ اون اختیارات پر نہ حملہ کیا جاوے جو ہر شخص کو حاصل ہین کہ وہ اپنے
مرنے کے بعد کے زمانہ کے لئے جسطرح چاہے اپنی جایداد کا انتظام
کرے - اور کوئی گروہ ایسے لوگون کا نہ پیدا کرنا چاہیے جو اپنے تئین
دوسرون سے ادنی درجہ مین سمجھین کم سے کم اس بابت کہ اونکو
اپنی نصف جایداد مین ایک ناقابلیت قانونی عارض ہے جو دوسرے
کو نہین ہے اشخاص زندہ کے انتقالات اشیاء کی نسبت جسقدر بیان
ہوا ہے وہ سب اون وصیتون اور انتقالات سے بھی متعلق ہے
جو مرنے کے بعد کسی زمانہ کے لئے کئے جایئن - وہی اسباب جو
اون انتقالات کو معدوم کر دیتے ہین جو اشخاص زندہ مین ہون اون
وصیات سے بھی متعلق ہین صرف اسقدر استثنار ہے کہ جہان یہ
سبب مندرج ہے کہ جب پانے والے سے کوئی امر مخفی رکھا جاوے
وہان ان الفاظ کو بدل کر یہہ الفاظ رکھنا چاہیئے کہ جب وصیت کرنے
والا کسی غلط خیال مین ہو مثلاً زید و عمر دونون عیسائی ہین زید عمر کو
جسکی شادی زید کی لڑکی سے ہوئی ہے کچھ جایداد وصیت کرے
اس یقین مین کہ وہ شادی جایز ہے حالانکہ قبل اس شادی کے
عمر ایک شادی کر چکا تھا اور اوسکی زوجہ موجود تھی اور یہہ شادی

ناجایز عمر دہوکہ دہی فریب سے کی تھی لیں اس سبب سے یہہ وصیت ناجایز ہونا چاہیے، وصیت کرنے کے اختیارات دینے مین دو مشکلین ہین، اگر ہم موت کے وقت کی وصیت کو یعنی جو مرنے کے وقت کی گئی ہو جایز و نافذ رکھین تو اس امر کا امکان ہے کہ وصیت کرنے والے کے ساتھہ جبر یا فریب کیا جاے، اور اگر ہم اوس کے باضابطہ مرتب ہونیکو ضروری سمجہین جو اوس شفقت و کرم کرنیکی وجہ ہو وہ کی خیال سے خلاف ہے تو اسصورت مین ہم اوس شخص مبتلاے مرض الموت کو ایسے وقت مین اوس اختیار و اقتدار سے محروم رکھتے ہین جو اوسکو دوسرون کے چال و چلن پر ہے اور جسوقت مین کہ اوسکو ایسے اختیارات کی بہت ضرورت ہے نہ ناشایستہ و وحشی وارثان اس امر کی عجلت کرینگے کہ جو وصیت باضابطہ لکھی گئی ہے اوس کا فایدہ مانون محفوظ رہجاے اوس مورث کو تکلیف دینگے - اور اوس بیچارہ شخص کا جو قریب موت ہے جسکو اب نہ اختیار کچھہ دینے کا ہے نہ چھین لینے کا اوسکا کوئی شخص خوف بھی نہ کرے گا - اوس نکے لیے بڑی تفصیل اور تشریح ضرور ہے کہ دونون متضاد خوفون کو گھٹا دے -

فصل پنجم

حقوق اطاعت خدمت و تابعداری اور طرق اونکو حصول کے

بعد اشیا کے پہر اطاعتون اور خدمت گذاریون کی تقسیم باقی ہے

ہر سچو ایک قسم کی جایداد ہے کہ کبھی تو اشیا کے ساتھہ مخلوط
ہو جاتی ہے اور کبھی ایک جداگانہ شکل مین ظاہر ہوتی ہے۔
اطاعتون اور خدمتگذاریون کے اوتنی ہی اقسام ہین جسقدر
کہ اوس طریقہ کی قسام ہین جنمین ایک آدمی دوسری آدمی کے کام
آسکتا ہے خواہ اوس دوسرے آدمی کے لئے فایدہ حاصل
کرتے ہین یا اوسکو کسی خرابی سے بچاتے ہین - اوس تبادلہ خدمت
ہین جنسے کہ معاشرات وتعلقات باہمی انسان کو مرکب ہین بعض خدمات
آزادانہ واختیاری ہین اور بعض ضروری ومجبورانہ ہین (یعنی بعض خدمات
تو ایسی ہین جسکو چاہے کرے یا نہ کرے بعض ایسی ہین کہ جنکے کرنے
کے لئے انسان مجبور کیا جاسکتا ہے) وہ خدمات جو بزور قانون
لیجاتی ہین اون سے حق اور ذمہ داری پیدا ہوتی ہے - اگر مجھے حق
حاصل ہے کہ کسی دوسرے سے خدمت لون تو وہ دوسرا شخص
بلحاظ میرے تعلق کے ذمہ دار ہے کہ میری خدمت کرے - اور
اسطرح سے یہہ دونون اصطلاح **حق و ذمہ داری** گویا
باہمی تعلق تقابل تضایف رکھتی ہین کہ ایک دوسرے کے بغیر سمجھہ مین
نہین آسکتا - ابتدا ہر کل خدمات آزادانہ تھین - یہہ امر رفتہ رفتہ
ہوتا گیا کہ قانون سے درمیان مین پڑکر بعض ضروری خدمات کو بطور
حق کے قایم کردیا" اور یہی وجہ تھی کہ طریقہ شادی کا ایک ایسی ذمہ
داری کا ساتھہ مبدل ہوگیا جس سے کہ وہ تعلق جو ابھی تک صرف
خود اختیارانہ درمیان زوجہ وشوہر و باپ و اولاد کے تھا عقد

قانونی ہو گیا اسیطرح سے بعض حالات مین غربا کی پرورش کو قانون
نے ایک ذمہ داری قرار دیدیا ہے جو کہ ابھی تک تمام قوام کے بڑے
حصہ مین صرف ایک اختیاری فعل ہے ان پولیٹکل خدمات کو اگر
اون خدمات کے ساتھہ مقابلہ کیا جاے جو صرف سوشیل ہین تو یہہ
مثل ایک اور حصہ اراضی کے معلوم ہوتی ہین جو ایک وسیع زمین
مین سے کسی خاص قسم کے زراعت کے لئے لیا جائے
اور اوسکی نگرانی کیجاے جس سے کہ کامیابی کی امید ہو۔ گو وہی
درخت یا زراعت اوس عام زمین مین بھی پیدا ہو تی اور کسی نہ کسی
طریقہ سے اوسکی بھی حفاظت ہوتی لیکن اوسمین ہمیشہ خوف رہتا نسبت
اس حصہ اراضی خاص کے جسکو قانون نے معین کر دیا ہے اور جسکی حفاظت
پبلک فورس یعنی گورنمنٹ سے ہوتی ہے۔ تاہم گو مقننہ
کچھہ ہی کیون نہ کرے مگر بہت خدمات ایسے ہین جنپر کچھہ اختیار
مقنن کا نہین پہونچتا ہے اور یہہ ممکن نہین ہے کہ اون کی نسبت
حکم دیا جاے کیونکہ اوسکا تعین نہین ہو سکتا یا اسوجہ سے کہ مشخص
و معین کرنا اون کو ایک خرابی کی شکل مین لے آئیگا۔ اگر اسکی کوشش
کیجاے کہ اون کا اجرا بزور قانون ہو تو ضرور ہے کہ پولیس
قایم کیا جائے سزائین رکھی جائین جنکی وجہ سے ایک خوف جماعتون
مین پیلے جو بری چیز ہے اور اصول امن کے خلاف ہے اور علاوہ
اسکے قانون بمقابلہ اون مبالغ کی جو فی الواقع قانون کو روکتی ہین کچھہ
نہین کر سکتا، وہ سوتے ہوئی طاقتون کو تیز و چالاک

نہین کرسکتا قانون اور ریفارمیشن اور اسی لیے انتہا سے زیادہ آدمی کو جو تمام
مصیبتون کو تجویز خیالی سے اور بدنیتی حکم کے ہزار گونہ زیادہ
خیالی سے پیدا ہوتی ہین کرسکتا ہے یعنی اجتماعی و انفرادی جو قانون مین
ہے اسکا سعادت و شدہ اور اسکی صحت ایک قسم کے ضمیمہ قانون
سے سوجا لی ہے او وہ ضمیمہ کیا ہے کہ اخلاقی اور سوشیل قواعد
قوانین جو تحریری نہین ہین صرف خیالات یا آرا یا اور طریقون اور
خصائل مین ہین اور جنکا اثر اس جگہ شروع ہوتا ہے جہان کہ یہہ
پولیٹکل قانون سب ختم ہو جاتے ہین یہ سوشیل قوانین جن خدمات
کو کہ مقرر کرتے ہین اور جن اطاعتون کو لوگون کے لئے فرض
کرتے ہین وہی خدمات اور اطاعات الضائع ہمدردی و جرأت
و انسانیت و سخاوت و عزت و بے غرضی کی نام سے کہی جاتی
ہین اور یہ خدمات و اطاعات مقرر کردہ سوشیل قوانین براہ
راست کوئی مدد اس پولیٹکل قانون سے نہین لیتے بلکہ ان
خدمات کو ایک اور محرک اور ترغیب دہشتی سے طاقت ملتی ہے
جو سزا اور انعام پر مبنی ہے (مثلاً ہر شخص خیال کرتا ہے کہ اگر
مین غریبون کے ساتھ سلوک کرونگا لوگ اچھا کہین گے
یہی انعام ہے اگر کسی پر ظلم کرونگا لوگ برا کہین گے یہی
سزا ہے لیکن غریبون کے ساتھ سلوک کرنے کی لئے
کسی پولیٹکل قانون کی حاجت نہین ہے بلکہ یہی سوشیل
قوانین ہین جنکی رو سے وہ شخص جو غریبون کے ساتھ

سلوک کرتا ہے اچھا سمجھا جاتا ہے جو ظلم کرتا ہے بُرا سمجھا جاتا ہے اوس سے لوگ نفرت کرتے ہین)۔
چونکہ ان قوانین ثانی الذکر کی خدمات قانونی اثر نہین رکھتی لہٰذا ان خدمات کی بجا آوری ایک ادر ہی شہرت اور دہوم رکھتی ہے اور بہت زیادہ لایق تعریف ہے اور بڑی خوش نصیبی کچھ ہے کہ اسمین چونکہ اصلی قوت کی کمی ہے تو ان خدمات کی بجا آوری کے ساتھ ایک بڑے درجہ کی عزت ملی ہوی ہے جس سے کہ وہ نقص جاتا رہتا ہے مثلاً چونکہ غریب کے ساتھ سلوک کرانے کو کوئی پولیٹکل قوت نہین ملتی پس جو شخص کے ساتھ سلوک کرتا ہے اوسکی بڑی شہرت و دہوم اور لوگون مین عزت ہوتی ہے
اب اس جملہ معترضہ کے بعد جو اخلاقی حالات کی بابت تھا اب پھر مین تمدن کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔
خدمت کی وہ قسم جو نہایت قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے حق مین کوئی سلوک کر دینا وہ قسم سلوک جو مہذب اقوام مین کثرت سے مستعمل ہے روپیہ ہے روپیہ ایک شی قایم مقام قیمت کا ہے جو تقریباً بالعموم مروج ہے اسوجہ سے یہ اتفاق ہوتا ہے کہ معاوضہ خدمات کا اکثر معاوضہ اشیاء کے ساتھ مشتبہ ہو جاتا ہے۔

بعض حالات ایسے ہین جنمین حکم دہندہ کے فایدہ کے واسطے خدمات لیجاتی ہین کیھہ حالات مالک کی بمقابلہ اوسکے نوکر کے ہین بعض حالات ایسے ہین جنمین واسطے فایدہ مطیع کے خدمات لیجاتی ہین کیھہ حالت نابالغ کے بلحاظ اوسکے ولی کے ہے۔

کیھہ دونون متقابلین ومتضالقین تمام دیگر حالات کی بنا ہین۔

وہ حقوق جوان سے متعلق ہین تمام دیگر حقوق کی اصل ہین جنسے اور حالات مرکب ہین۔

باپ کو بعض نوع سے اپنی اولاد کا ولی ہونا چاہیے اور بعض نوع سے مالک۔

شوہر کو بعض نوع سے اپنی زوجہ کا ولی ہونا چاہیے اور بعض نوع سے مالک۔

کیھہ حالات ہمیشہ اور زمانہ غیر محدود تک قایم رہ سکتی ہین اوران سے جماعت خانگی قایم ہوتی ہے وہ حقوق جوان حالات سے متعلق ہونا چاہین اون کا ذکر دوسری فصل مین آئیگا۔

سرکاری مجسٹریٹ اور رعایا کی خدمات ایک دوسری قسم کی ذمہ داری قایم کرتی ہین جنکا انتظام کانسٹی ٹیوشنل لوڈ

یعنی توانائی قوت سے متعلق ہے۔ لیکن علاوہ ان دوامی
[illegible] کی [illegible] اتفاقیہ تعلقات بھی [illegible]
جن میں ایک [illegible] ان شخص کے فائدہ کے لئے
[illegible] ہو سکتا ہے حصول
استحقاق [illegible] یعنی وہ اسباب جو
[illegible] تامل کرکے ترجیح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۱) ضرورت [illegible] خدمت
سے مستفید ہونے کی [illegible] خدمت کرنے کی تکلیف سے
زیادہ ہو۔
ہر ایک شخص کا شغل دوامی یہ ہے کہ وہ اپنی ذاتی مسرت
کا خیال رکھے۔
یہ شغل جیسا کہ جائز ہے اسیقدر ضروری بھی ہے
کیونکہ فرض کرو کہ یہ اصول الٹ جاوے اور دوسروں
کی محبت اپنے ذات کی محبت سے بڑھ جاوے
توکسقدر [illegible] کے [illegible] اور کس قدر عجیب کیفیات
نتیج ہونگی۔ لیکن تاہم بہت سے اوقات

ایسی ہون گے کہ ہم ایک تھوڑا سا ناقابل دریافت نقصان اوٹھا کر ایک معتد بہ ازدیاد دوسرون کی بھلائی مین کر سکتے ہین -

ایسے حالات مین وہ کام کرنا جو ہم پر منحصر ہے یعنے اوس ضرر کو روکنا جو عنقریب کسی دوسرے کو پہونچنے والا ہے ایک خدمت ہے جو قانون لے سکتا ہے اور ایسی حالت مین جبکہ قانون ایسی خدمات کا لینا مناسب سمجھے اون کو ترک کرنا یا نہ بجالانا ایک قسم کا جرم ہوگا جسکو منفیہ جرم کہنا چاہیے تاکہ مثبتہ جرایم سے فرق رہے مثبتہ جرایم وہ ہین جو کسی فعل کے ارتکاب سے سبب کسی ضرر کا ہون - †

† قوانین فوجداری مین اگرچہ بہت قسم کے جرایم ہین لیکن وہ شی جسکے ذریعہ سے وہ واقع ہوتے ہین دو نوع مین منقسم ہوسکتی ہے -
ایک فعل کا کرنا -
دوسرے کسی واجب فعل کا ترک کرنا -

اسیکو کسی کی خدمت گذاری مین کوشش کرنا
سکھتی ہو تو وہ کوشش قبیل کیون نہو مگر ایک تکلیف
وضرر ہے اور اسپر تکلیف اوٹھانے پر کسیکو
مجبور کرنا آزادی کے خلاف ہے اور اس وجہ
سے کچھہ بھی ضرر و خرابی ہے اسوجہ سے اس
امر کے جواز کے لئے کہ تم سے ایک خدمت
میرے حق مین اور میرے فایدہ کے لیتے جبرًا
لیجاے ضرور ہے کہ اوس خدمت کے نہ
لینے کی صورت مین جو خرابیان ہین وہ اسقدر
زیادہ ہون اور خدمت کے لئے جانے
کی حالت مین جو خرابیان ہین وہ اسقدر کم ہون
کہ اس امر مین کچھہ تامل کرنے کی گنجایش
نہ ہو کہ ایک خرابی دوسری خرابی سے حفاظت
کرنے کے لئے پیدا کی جاین۔
کوی وسیلا ایسا نہین ہے جس سے ایک

خاص حد مقف کیا ہے ۔ کچھ سے [illegible] ون [illegible]
پر موقوف ہین جن بہت کچھ شخص سے [illegible]
خدمات سے تعلق ہے اور خاص خاص [illegible]
جو واقع ہون اون کے فیصلہ کرنے کے
اختیارات کو ہم تجویز کرنے والے کی راے
پر چھوڑ دینگے ۔
ایک سمرٹا کے رہنے والے نے جو اپنے
دل کا تھا ایک زخمی مسافر کو سبکدوش کر کے
اوسکی جان بچالی † یہہ بڑی عزت کے لائق فعل
تھا ایک خداترسی کا کام تھا اور ایک [illegible] فرض
تھا ۔ مگر کیا ایسے افعال ایک قانونی فرایض گردانے
جا سکتے ہین ۔ ؟

† تاریخ کے لکھنے والون نے اسی فعل کو بہت تحسین و آفرین
کا کام لکھا ہے اور درحقیقت ہے بھی ! ۔

کیا ہم ان بہبودیون کو عام قانون کے ذریعہ سے حاصل کرسکتے ہین؟
ہرگز نہین - جبتک کسی نہ کسی قدر کم و زائد ہم مستثنیات کے ذریعہ سے
اوس قانون کو محدود نہ کرین - مثلاً یہہ امر نہایت ضروری ہوگا کہ ایسے
قانون اوس ڈاکٹر کے ساتھہ ایک رعایت قایم کیجاے جسکے پاس بہت سے
زخمی آدمی کھڑے ہون اور اون سب کو اوسکی خدمت کی ضرورت ہو یا
مثلاً اوس افسر کے ساتھہ جو عجلت مین جاتا ہو کہ دشمن کو دور کرے
یا اوس باپ کے ساتھہ جو اپنے بچے کے لئے مدد کو دوڑا جاتا ہو -
لیکن کیا یہہ لوگ مجبور نہین کئے جاتے کہ آئندہ شدید ضرورتہاے
متذکرہ بالا کو چھوڑ کر ایک زخمی کی جان بچائین - یہہ اصول ضرورت
متعلقی کا بہت سے ذمہ داریون کی بنا ہے مثلاً وہ فرایض خدمت
باپ کے جو اولاد کے لئے ضروری ہین گو بارگران ہون لیکن کچھہ خرابی بہ
مقابلہ اوس خرابی کے جبکہ اولاد بلا خدمت چھوڑ دیجاے کچھہ حقیقت
نہین رکھتی - یا ملک کی حفاظت کرنے کا فرض گو بارگران ہے لیکن
جبتک کہ اوسکی حفاظت نہ کیجاے اوسکا قیام اور وجود نہین رہ سکتا
اگر ٹکس نہ دیجاوین گورنمنٹ غارت ہو جاے - اگر سرکاری خدمات نہ بجالا
جائین تو تمام بدانتظامیون اور جرایم کے لئے راہ کھل جاے - ذمہ
داری کسی خدمت کرنے کی کسی خاص شخص پر اس دلیل سے
عاید ہونا چاہئے کہ اوس شخص کی کوی حالت خاص ایسی ہو کہ جس
سے اوس کو بہ نسبت اور اشخاص کی زیادہ طاقت یا رغبت اوس خدمت

[illegible] ہو سکتی [illegible] کی [illegible] لئے جب کسی شخص [illegible]
تجویز ہوئی ہے تو [illegible] زیادہ درست ایسے کام کے لئے [illegible]
[illegible] کیونکہ اون [illegible] کام ایسا بار گران نہین ہوتا ہے
کہ شخص [illegible] ہوتا —

(۲) خدمات سابقہ [illegible] گئی جس خدمت کی تھی اور [illegible]
اوس شخص [illegible] ایک معاوضہ اوس شخص [illegible] سے
حاصل کرتا ہے جس کے لئے وہ خدمت کی —

یہہ حالت ایک بہت سیدھی سادی حالت ہے۔ اسکو لئے صرف اسقدر
ضرورت ہے کہ اوس خدمت سابقہ سے تشخیص قیمت کیجائے اور اوسکا معاوضہ
معین کیا جائے نہج کے لئے اسقدر توسیع تجویز کی ضرورت نہین ہے۔
مثلاً ڈاکٹر نے کسی بیمار کے خدمتگذاری کی جسنے اپنے ہوش وحواس
گم کر دیئے تھے اور وہ اس لائق نہ تھا کہ کسی کے اعانت کو طلب کرتا۔ کسی امین نے
ایسا کیا کہ اوس سے اس امر کی خواہش کی جالی ایک امانت کی حفاظت
کے لئے اپنی محنت صرف کی یا نقد روپیہ پیشگی صرف کیا یا کسی شخص نے
اپنے تئین آگ کی مصیبتون مین ڈالدیا تاکہ کسی قیمتی جایداد یا کسی
آدمی کو خطرناک حالت سے بچالے - یا کسی مسافر کا اسباب جہاز
پر سے دریا مین پھینک دیا گیا تاکہ جہاز ہلکا ہوجاوے اور مابقی قافلہ
مسافرون کا بچ جاوے۔ ایسی حالات مین اور ایسی ہی بہت سی دوسری
حالتون مین جنکا ذکر ہوسکتا ہے قانون کے لئے لازم ہے کہ بموجب

قیمت ان کی خدمات کی اوسکو ہر ایک معاوضہ کا تعین کرے (تا کہ لوگون
کو یقین رہے کہ اون کی ایسے خدمات کا معاوضہ ملیگا) یہہ حق معاوضہ
پانیکا بہت عمدہ دلائل پر مبنی ہے - اگر یہہ امر تسلیم کیا جاے تو جو
شخص کہ معاوضہ دیتا ہے وہ باوجود اس دینے کے یہہ بھی منتفع
ہوتا ہے اور اگر یہہ امر تسلیم نہ کیا جاوے تو وہ شخص جو خدمت کرتا ہے
صرف ایک نقصان اوٹھاتا ہے - ایسے احکام اوس شخص کے لیے جو
معاوضہ پاتا ہے کم نفع بخش ہین بہ نسبت اون شخص کے جو اون خدمات
کی ضرورت رکھتا ہے اس امر کے لئے کہ اپنی ذاتی فوائد کے پیش
بینی سخاوت وفیاضی کے ہارج نہو جائے یہہ وعدہ معاوضہ دہی پہلے
ہی سے ہر ایک ایسے شخص کے ساتھہ ضمناً کرلیا گیا ہے جو کسی امداد
بیجا لانیکے لائق ہے - کون کہہ سکتا ہے کہ کسقدر خرابیان اوس دور
اندیشی سے روکی جاسکتی ہین - اور کتنی اوقات مین یہہ پیش بینی فیاضی
کی خواہشون کو روک دیتی ہے کیا یہہ امر مقنن کے لئے عاقلانہ نہین ہے
کہ جسقدر ممکن ہو ان خیالات کو درستی پر لاوے -

منقول ہو کہ ایتھنز مین ناشکر گذاری کی اس لحاظ سے سزا دیجاتی تھی
کہ وہ ایک کفران نعمت ہو جس سے کہ فایدہ رسانی کی رسم کو نقصان
پہونچتا ہے مین یہہ نہین کہتا کہ ناشکر گذاری کی سزا مقرر ہو مگر جہانتک
ممکن ہو یہہ ناشکر گذاری روکی جائے اگر وہ شخص جسکی خدمت تم نے
کی ناشکر گذار ہے تو کچھہ ہرج نہین قانون کو نیک کرنے سے

غرض تحسین ہے بلکہ وہ تم کو یقین دلاتا ہے کہ تم معاوضہ پاؤ گے
اور اکثر قابل لحاظ صورتوں مین وہ اوس معاوضہ کو اسقدر بڑھا دیتا ہے
کہ وہ انعام کی حد تک پہونچ جاتا ہے - انعام ہی عمدہ وسیلہ خدمت
کے حاصل کرنے کا ہے - بمقابلہ اس کے سزا انتہایت ضعیف وسیلہ ہے
کسی ترک خدمت کی سزا دینے کے لئے اولاً تو ہم کو اس امر کا یقین
ضرور ہے کہ وہ شخص اس خدمت کو کرسکتا ہے اور اوس شخص کے امکان
مین تھا کہ اوس خدمت کو کرے اور دوسرے یہہ کہ اوس خدمت کے
نہ کرنے کے لئے اوس شخص کیواسطے کوئی عذر معقول نہ تھا - ان تمام امور
کے لیے ایک محققانہ کارروائی ضرور ہے جو مشکل و مشتبہ ہے - علاوہ
اس کے اگر لوگ صرف بخوف سزا کچھہ کام کرینگے تو کوئی کام نہ کیا جائیگا
بجز اوس کے کہ جسکا کرنا جو اوس سزا سے بچنے کے لئے ضرور ہے
لیکن انعام کی امید ایک نامعلوم طاقت کو پیدا کرتی ہے اور حقیقی سوا
پر غالب آتی ہے اور اون حالات مین جنمین کہ خوف صرف ایک نامطبوع
اطاعت کو پیدا کرتا ہے امید بڑی سرگرمی اور گرمجوشی کو پیدا کرتی
ہے - فریقین کے فوائد کے انتظام کے لیے تین پیش بینیان زیر لحاظ
خاطر رہنا چاہئین - اولاً ذوالوجہین اور قرض کی فیاضی کو ظلم کے
ساتھہ مبدل ہونے سے روکنا یعنی ایسے خدمات کا معاوضہ نہ حاصل کیا
جاوے جو کہ ایسی ہین کہ اگر وہ بے غرض نہ سمجھی جاتین تو وہ قبول نہ
کی جاتین ثانیاً یہہ کہ ایسی طمع زر کے بھرے ہوئے گرمجوشی

کراختیارات نہ قایم رہین جوکہ ایسے کام کا معاوضہ حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہین کہ وہ شخص جو ممنون کیا گیا ہے خود کر سکتا تھا یا دوسرے سے کم خرچ مین لے سکتا تھا۔ ثالثاً یہ امر نہ ہونے دینا چاہئے کہ کسی شخص کو بے انتہا اعانت کرنے والے گھیر لین کہ اون اعانت کرنے والون کی خدمات کا کامل معاوضہ نہ ہو سکے بغیر اسکے کہ اوسکو جسقدر فایدہ پہونچا ہو اوسیقدر اوسکا نقصان ہو۔ خدمت سابقہ کئی قسم کے امتنان کا مستحق کر دیتی ہے۔ باپ کا حق جو اولاد پر ہے وہ اس پر مبنی ہے۔ خلقت کی معمولی حالت مین جبکہ بعد ضعف کم سنی کے پختگی عمر کی طاقت آتی ہے تو خدمات لینے کی ضرورت بند ہو جاتی ہے اور اون خدمات کے معاوضہ کا زمانہ شروع ہوتا ہے زوجہ کا حق اثبات کا کہ اوسکے ساتھ اتحاد بعد اسکے کہ امتداد زمانہ نے اون محبتون کو جو اولا اوس اتحاد کا باعث تھین مٹا دیا ہو تب بھی قایم رکھا جاسکے کچھ بھی اسی پر مبنی ہے۔

اون لوگون کے لئے سرکاری خرچ سے انتظام کرنا جنھون نے سلطنت کی خدمات کی ہین اسی اصول پر مبنی ہے پچھلی خدمات کا انعام دینا وسیلہ ہے آیندہ خدمات کے پیدا کرنے کا۔

(۴) **معاہدہ** ۔ کسی اقرار کا دو آدمیون مین ہو جانا اس امر کو سمجھکر کہ ایک قانونی ذمہ داری اوس کے ساتھ ہے۔ جسقدر کہ اوس قبول کی نسبت بیان کیا گیا ہے جو تقسیم ملکیت کی بابت ہے وہ سب اس قبول

سے بھی متعلق ہے جو تبادلہ خدمات کی نسبت ہو۔ جو دلائل کہ تبادلہ
ملکیت کو جائز رکھنے کے لئے ثابت ہوئی ہیں سب دلائل اس تبادلہ خدمات
کو جائز رکھنے کے لئے بھی ہیں۔ دونوں انہی اصول پر مبنی ہیں کہ ہر
تبادلہ ایک بہترائی کا نتیجہ ہے۔ معاملات بھی نہیں کئے جاتے ہیں
مگر بغرض جلب منفعت۔ یہی سب دلائل جو ایک صورت میں قبول معاملہ
کو کالعدم کر دیتی ہے دوسری صورت میں بھی یہی اثر کرتے ہیں۔
اخفا[1]۔ فریب[2] جبر[3]۔ ارتشا[4]۔ قانونی ذمہ داری کی نااہلیت[5]۔
قیمت کی غلط فہمی[6]۔ ناقابلیت[7]۔ معاملہ کا کسی خرابی و ضرر کے ساتھ ملحق
ہونا گو معاہدین میں کسی قسم کا نقص نہ ہو۔ بعد معاملہ کے جو ادر اسباب
پیدا ہوں جن سے وہ معاملہ کالعدم ہو جائے اون کا ذکر بہ تفصیل کرنے
سے کچھ فائدہ نہیں ہے مثلاً۔ اولاً تکمیل[1]۔ ثانیاً معاوضہ[2]۔ ثالثاً
صریحاً یا معناً برات معاہدہ سے[3]۔ رابعاً امتداد زمانہ[4]۔ خامساً عدم
امکان طبعی[5]۔ سادساً کسی اور تکلیف عظیم کا حائل ہو جانا[6]۔ ان سب
حالات میں وہ سبب جسکی وجہ سے وہ معاملہ منظور ہوا تھا قائم نہیں رہتا

---

[1] جب معاہدہ پورا ہو گیا تو وہ کالعدم ہے [2] جب معاوضہ ادا ہو گیا تو معاہدہ کالعدم
ہے [3] جب خود کسی فریق معاہدہ نے صریحاً یا معناً دوسرے کو بری کر دیا تو معاہدہ کالعدم ہے
[4] جب معاہدہ کو ایک زمانہ مدید گذر گیا اور اوسکی تکمیل نہ ہوئی اور مدت سماعت عارض ہو گئی
تو بھی معاہدہ کالعدم ہے [5] معاہدہ کا پورا کرنا محال ہو گیا مثلاً کسی نے تصویر دستی کھینچنے کا وعدہ کیا
تھا مگر وہ شخص یعنی مصور اندھا ہو گیا [6] کوئی اور بڑی عظیم مصیبت یا تکلیف حائل ہو گئی جو معاہدہ کو پورا کرنے
کی تکلیف سے بھی زیادہ ہے تب بھی معاہدہ کالعدم ہے۔

لیکن وہ آخری اسباب چونکہ معاملہ کے تکمیل معنوی یا ظاہری سے متعلق ہین اور اسوجہ سے اونہین تاہم گنجایش معاوضہ کی ہے اگر کسی باہمی معاملہ مین سرف ایک نے منجملہ متعاہدین کے اپنے ذمہ کی عہد کو پورا کیا یا اوسکا عہد قریب پورا ہونے کے ہے اور دوسرے نے نکیا تو دوسرے سے معاوضہ ادا کرایا جانا ضرور ہے تاکہ مساوات قایم رہے لیکن کافی ہے کہ اصول کیطرف اشارہ کر دیا جائے یا اسکے کہ اوسکی تفصیل بیان ہو خاص انتظام مطابق حالات وقت کے ضروری بنا لینا پڑے گا لیکن اگر ہم استحکام کے ساتھ چند قواعد قایم کرین تو یہ خاص انتظامات ایک دوسرے کے معارض ہونگے اور سب برابر قوت کے ہونگے ایسے قواعد صاف اور آسان ہین انکی تفصیل کے کچھ ضرورت نہین ہے۔

(۱) ناامیدی و مایوسی کو پیدا کرنے سے بچتے رہو۔

(۲) اگر اس خرابیکے کسی جزو کا آنا ضروری ہے تو حتے الامکان اوسکو اسطرح گھٹا دو کہ نقصان کو اشخاص متعلقہ مین بمناسبت اونکی وسائل کے تقسیم کر دو۔

(۳) اس تقسیم مین خیال رکھو کہ بڑا حصہ اس نقصان کا اوس شخص پر عاید ہو جو شخص کہ اگر توجہ کرتا تو اس نقصان کو روک سکتا تھا کہ اوس شخص کے غفلت کی سزا اوسکو ملے۔

(۴) اس امر کا خوب خیال رہے کہ کوئی خرابی اتفاقی خرابی مایوسی پیدا

بڑھ کر شہ پیدا ہوجائے - ...
رائی عامہ یہ بات نہین ہے جس سے تمام مسئلہ ذمہ داری و اتفاق کا
وصول جب تک حصہ پورا تم ہو سکتا ہے - نے اس تمام مسئلہ
عمارت کو صرف تین اصول پر قائم کیا ہے - ضرورت عظمی - خدمات سابقہ
معاہدہ - کون شخص اس امر کو یقین کرتا کہ ایسے صاف و سادہ اصول
تک پہنچنے کے لئے ایک نئی راہ کھولتا ہوگی ان بڑے بڑے
ماہران فن کے کتب کو دیکھو یعنے - گرد لیٹس - سیفین ڈارف
پرلیباک - ڈیٹل - مان ٹسکیو - لاک - ریسو
اور بہت سے ان فن کے کتب والون کی کتابون کو جب یہ لوگ جاتے
ہین کہ ابتدا اور اصل ذمہ داری کو ظاہر کرین تو یہ لوگ فطرتی حق
کا اور اس قانون کا جو پیدایش انسان سے بھی پیشتر تھا یعنے
خدا کے قانون کا اور کانشنس کا - معاہدہ باہمی کا - معاہدہ باطنی کا
اور معاہدات متشابہ وغیرہ کا ذکر کرتے ہین - یہ امر مین جانتا ہون
کہ یہ اصطلاحات سچی اصول کے مخالف نہین ہین کیونکہ ان اصطلاحات
کی جب تفصیل کیجائے گو وہ تفصیل کم یا زیادہ مصنوعی ہو مگر اچھائی
یا برائی کو ظاہر کریگی لیکن اس تاریک اور گول طریقے مین غیر تعین امر
تکلیف ہوتی ہے اور یہ طریقہ غیر متناہی تنازعات و اختلافات کی
طرف انسان کو لیجاتا ہے - ان لوگون کو یہ نہ معلوم ہوا کہ معاہدہ
یعنی عہد جسکا کہ وہ ہم سے ذکر کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے

تو بجاے خود کوئی دلیل نہین ہے بلکہ اوسکے لئے خود ایک بنا اور ایک ابتدائی اور مستقل دلیل کی حاجت ہے جسپر کہ وہ قایم ہو - عہد یہہ ثابت کرتا ہے کہ متعاہدین کے لئے ایک باہمی فایدہ کا وجود ہے - مگر وہ دلیل یوٹلٹی ہے جو معاہدہ کو وہ قوتین بخشتی ہے جو اوسمین ہین اور ایسی دلیل سے اون حالات مین امتیاز ہوتا ہے جنمین معاہدہ ہات کو مستحکم کرنا چاہئے اور جنمین اون کو معدوم کرنا چاہیئے - اگر معاہدہ بجاے خود دلیل ہوتا تو اوسکا اثر ہر صورت مین برابر ہوتا - اگر اوسکے رجحان الی الشر اوسکو معدوم کر دیتا ہے تو اوسکا رجحان الی الخیر ایک چیز ہوگی جو اوسکو جایز و مستحکم بنا لیتی ہے -

فصل ششم

اشیا کا مشترک ہونا یعنی قبضہ مشترکہ اور اوسکی تکالیف

کوئی انتظام اسقدر اصول جلب منفعت کے خلاف نہین ہے جسقدر کہ اشتراک شی سے خصوصًا وہ غیر معین اشتراک جسمین ہر ایک حصہ دار اوس کل شی کا مالک ہوتا ہے -

(۱) یہہ مبدا ہے ایک غیر منتہی نزاعات - بجاے اسکے کہ ہر شخص جسکا اوس شی مین کچہہ حق ہے حالت اطمینان

و مسرت مین رہے ہمیشہ وہ ایک حالت نااطمینانی و مایوسی مین رہتا ہے ۔

(۲) اس غیر منقسم پیداوار کی نسبت ہر ایک حصہ دار کی ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے کیونکہ ایک طرف تو جایداد ہر ایک تباہی مین رہتی ہے کیونکہ کسی ایک شخص کی حفاظت مین نہین ہے جسکا اوسمین زیادہ ہو دوسری طرف یہہ ہے کہ نہ اوسکی کچھہ مرمت ہوتی ہے نہ کچھہ ترقی کی جاتی ہے، کیونکہ کوئی شخص اون اخراجات کا نقصان نہین اوٹھا سکتا کہ جنکا بار تو صرف اوسپر تنہا پڑے اور واقعی بار ہو مگر فایدہ اوسکا اول تو صرف موہوم ہو دوسرے یہہ کہ اوسمین سب شرکا حصہ لگائین ۔

(۳) ظاہری مساوات اس انتظام کی صرف اسکام آتی ہے کہ اوسکی اصلی غیر مساوات کو چھپائے اس انتظامات مین صاحبان قوت اپنی قوتون بری طور سے استعمال مین لاتے ہین اور اون کو کوئی اچھہ نہین کہتا، اور دولتمند غریبون کے مال سے اور بھی دولتمند ہوتے جاتے ہین ۔

اشیاء کا مشترکہ ہونا خیال مین اوس عجیب الخلقت بہائم کی تصویر پیدا کردیتا ہے جو بعض اوقات دیکھا گیا ہے یعنے دو جانور جو ایسے پیدا ہوئے ہون کہ ایک کی پشت دوسرے کی پشت سے ملی ہوئی ہو۔ ایسی صورت مین جو قوی ہے وہ ضعیف کو ضرور ہی گھسیٹ لے جائیگا، مگر یہان اوس مشارکت کا ذکر

نھین ہے جو شوہر و زوجہ مین ہوتا ہے، کچھ لوگ تو اسی
لیے پیدا ہوے ہین کہ باہم زندگی بسر کرین اپنے اپنے فوائد
کو مشترکا پیدا کرین اور اپنی اولاد کے فائدہ کے لیے
ایک تعلقہ مشترکہ رکھین اون کو لازم ہے کہ اس دولت سے
مشترکا مستفید ہون جو اکثر اوقات مشترکا حاصل کی گئی
اور علی العموم مشترکا دونون اوسکے حفاظت کرتے ہین -
علاوہ اسکے اگر اون کی خواہشین مختلف ہون تو وہ نزاع بہت
دنون تک قایم نہ رہیگی کیونکہ قانون نے اسکا فیصلہ کرنا
شوہر کے ہاتھ مین دیدیا ہے - اسجگہ اوس مشارکت کا
بھی ذکر نھین ہے جو حصہ داران تجارت مین ہوتی ہے
کچھ مشارکت صرف حصول منفعت مین محدود ہے اوسکو
کچھ تعلق اون منافع کی استفادہ سے نھین ہے، جہانتک
کہ حصول منفعت سے تعلق ہے ہر ایک حصہ دار کو برابر تعلق
خاطر رہتا ہے، اور جب اون منافع سے استفادہ حاصل کرنا
ہوتا ہے وہ منافع تقسیم ہو جاتے ہین اور ہر ایک حصہ دار
دوسرے سے مستغنی رہتا ہے ایک سے دوسرے کو
کچھ تعلق نھین رہتا، علاوہ اسکے شرکا ر تجارت اکثر اعداد
مین کم ہوتے ہین ایکدوسریکو شرکت کے لیے تجویز کرتا
ہے اور اپنی خواہش سے وہ لوگ جب چاہتے ہین جدا
ہو جاتے ہین، کچھ حالت بالکل اوس حالت مختلف ہے جبکہ

قبضہ اراضی مین شرکت ہو۔
انگلستان مین منجملہ ایک عظیم اور عمدہ ترین ترقیات موجودہ کے تقسیم اراضی ہے جب اوس اراضی پر گذر ہو جسمین عمدہ انتظام ہوا ہی تو اوسکو دیکھکر ایسی تعجبانہ مسرت ہوتی ہے جیسے کہ ایک نوآباد بستی کے دیکھنے سے فصل گل اور شگفتہ آبادی نے اون غیر روئیدہ جنگلون کی جگہہ لے لی ہے کیا عمدہ فتحیابی امن انگیز محنت کی ہے کیا عمدہ کار نمایان ہے جسمین نہ کچھہ خوف سے اور نہ اوس سے عداوتین پیدا ہوتی ہین مگر کون یقین کرے گا کہ اوس ملک مین جسمین کاشتکاری کی اسقدر قدر و منزلت ہے سیکڑون ایکڑ اراضی قابل پیداوار ابتک جنگلی حالت ملکیت مشترکہ مین پڑی ہوی ہے ابھی تھوڑا زمانہ ہوا ہے جب گورنمنٹ کو خواہش ہوی کہ اپنی ملک کی اصلی حالت کو دریافت کرے اوسنے ہر ایک کونسل مین تحقیقات کرائی جس سے کہ اصلیت وحقیقت حال ظاہر ہوی جو بہت فائدہ کی ہے اور جس سے عمدہ نتایج نکلنے کی امید ہو۔ قبضہ مشترکہ کی تکالیف مین تجویز اوس قبضہ کے جو حالات اتفاقی مین ہو سروی ٹیوڈ کی حالت داخل تخفین ہے یعنی وہ حالت جنسے حقوق خاص جایداد کی مراد ہین جنکا استعمال جایداد غیر منقولہ پر کیا جاتا ہے مثلاً حق راہ یا حق آب کشی، یہہ حقوق اکثر محدود ہوتے ہین اس قسم کا اشیاء کا نقصان بوجہ

استعمال اشخاص متعددہ کو اوس کے فوائد استعمال کی برابر نہین ہے انگلستان مین ایک جنس کی اراضی بطور سیر ہوتی ہے تو اوس کی قیمت تیس گونہ اوس سے زاید ہوتی ہے کہ جب وہ ہی زمین پٹہ پر دی جاوے اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بقدر برخیر ملکیت مالکان اصلی یعنے کاشتکاران کی ادر نام کے مالک کی ہے یعنے جسکے نام سے وہ زمین مشہور ہو مشترک ہوتی ہے لیکن ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے کہ جتنا نقصان کہ پٹہ دار کو ہوتا ہے اوتنا ہی فایدہ تعلقدار کو ہوتا ہے کیونکہ بہت کچھہ مختاروں اور محرروں کے ہاتھہ لگتا ہے اور بہت کچھہ رسوم بے فائدہ مین تلف ہوجاتا ہے اور کسیکے بکار آمد نہین ہوتا یہہ ایک زمانہ قدیم کی طرق زمینداری کا بقیہ ہے (پہلی قسم کے زمین کو **فری ہولڈ** اور دوسری قسم کو **کاپی ہولڈ** کہتے ہین ہندوستان مین اسکے مقابل کوئی الفاظ نہین ہین کیونکہ یہان اس قسم کی کوئی ملکیتین قایم نہین ہین سیر اور پٹہ داری کے الفاظ جو ترجمہ مین مستعمل ہوئے یہہ صرف اعتباری ہین ہندوستان کا کوئی شخص صحیح طور سے ان اقسام ملکیت کو نہین سمجہہ سکتا جبتک انگلستان کی **کانسٹی ٹیوشنل تاریخ** سے نہ واقف ہو) **مان ٹسکیو** لکہتا ہے کہ یہہ ایک عمدہ نمونہ ہے فیوڈل قوانین کا اور بعدہ وہ اوسکو تشبیہہ دیتا ہے ایک پرانے اور بڑے درخت

شاہ بلوط کے ساتھ۔ بلکہ اوسکو تشبیہ دینا چاہئے اوس مفر درخت کے ساتھ جسکا عرق زہردار ہے اور جسکا سایہ مہلک ہے اوس کمبخت طریقہ فیوڈل لا نے ایک ایسی پریشانی اور پیچیدگی قوانین زمانہ حال مین پیدا کی ہے کہ اون کو بنانا مشکل ہے کیونکہ ہر جگہہ جایداد کا تعلق ہے لہذا بغیر اصول حفاظت کی نقصان پہونچائی ہوی اس فیوڈل حماقتون سے نجات پانے کے لئے بڑے انتظامات درکار ہین۔

فصل ہفتم

تقسیم نقصان

حصول شی جو ایک چیز ہے جسکو بسا دفعہ یا حاصلات یا حصول مقاصد کہنا چاہئے اوسکی دو شاخین ہین۔ ایک اشیاء یعنی وہ حصول جو اشیار سے متعلق ہو اور دوسری خدمات یعنی وہ حصول جو خدمات سے متعلق ہو۔ جب ان دونون چیزونکو حاصل کرنے اور جدا کرنے کی مختلف طریقون کا ذکر ہوچکا تو اب دوسرا مطلب تفتیش طلب یہ ہے کہ نفع و نقصان کے باہمی تعلقات کا ذکر کیا جائے جس سے کہ مختلف طریقہ نقصان کے معلوم ہون جو قبضہ اشیار کے لئے ایک ضروری

شئی ہے - اس کام مین کچھ بہت دیر نہ لگیگی۔ فرض کرو کہ
کوئی چیز تباہ کر دی گئی یا خراب کر دی گئی یا کھو گئی - اسصورت
مین اگر اوس کا مالک ہو تو نقصان اوسپر ہوگا اور اگر یہہ امر
معلوم نہین کہ اوسکا مالک کون ہے تو در اصل نقصان
کسیکا نہ ہوگا - بلکہ اصل یہ ہے کہ نقصان ہی نہین ہے -
یہہ سوال کہ آیا کوئی نقصان اصل مالک سے کسی دوسرے
شخص کیطرف منتقل ہو جائیگا یا نہین یعنی کوئی ایسی صورت
ہو کہ اصل مالک کا نقصان پورا کر دیا جاوے؟ یہہ ایک
مضمون ہے جسکی بحث اس کتاب کے اوس حصہ مین آئیگی
جسمین قوانین فوجداریکا ذکر ہے یہان پر مین صرف
ایک آسان مثال پر کفایت کرتا ہون جس سے کسیقدر تصریح اس
اصول کی ہو جائیگی -

جبکہ بائع و مشتری کسی مال تجارتی کے باہم ایک دوسرے سے
بڑے فاصلہ پر رہتے ہین تو وہ مال خواہ قلیل یا کثیر
تعداد کے درمیانی متوسطین کے ہاتھون مین سے ہوکر
گذرتا ہے - مال کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو لیجانا زمین
یا سمندر یا باہمی جہازرانی کے ذریعہ سے ہوتا ہے پس ممکن ہے
کہ مال تجارتی تباہ ہو جاوے نقصان پذیر ہو جاوے یا کھو جاوے
شاید اپنے مقام مقصود تک پہونچے ہی نہین یا اوس حیثیت اور
حالت سے نہ پہونچے جس حیثیت و حالت سے پہونچنا چاہیے تھا

ایسی صورتون پر کسپر نقصان پڑنا چاہیے بائع پر یا مشتری پر؟ میری رائے ہی کہ بائع پر اس شرط سے کہ اوسکا یہہ حق قائم رکھا جاسے کہ وہ متوسطین پر نالش کر سکے - کیونکہ بائع اگر زیادہ لحاظ اور پیش بینی کرے تو وہ اوس مال کی حفاظت کر سکتا ہی یہ اوسکے اختیار مین رہتا ہی کہ اوس مال کے بھیجنے کیلیئے خاص طریقہ اور خاص وقت اختیار اور تجویز کرے کہ کس طریقہ سے وہ مال زیادہ حفاظت سے بھیجا جا سکتا ہی اور وہ پیشتر ہی سے ایسا انتظام کر سکتا ہی کہ اگر وہ مال گم ہو جاسے یا نقصان پذیر ہو جاسے تو ضروری شہادت ممکن الحصول ہو - یہہ سب امور بائع کے لیے جو تجارت کرتا ہی زیادہ آسان ہین بنسبت اوس شخص کے جو خرید کرتا ہی - بہت کم ایسا ہوتا ہی کہ مشتری کی کوئی فکر اوس جایداد کے محفوظ پہونچنے مین کسی قسم کی مدد دے سکے - اس فیصلہ کی دلائل بہت قوی ہین اور اصول حفاظت پر مبنی ہین -

خاص حالات مین شاید اس قاعدہ عام کے چند مستثنیات قایم کرنے کی ضرورت ہو - اس کیلئے بھی زیادہ قوی دلیل اس امر کے لئے ہے کہ اشخاص اس قاعدہ عام سے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے لئے وہ خاص معاہدہ کرین - مین نے صرف اصول کیطرف اشارہ کر دیا اوسکی تفصیل کا موقع نہین ہے -

حصہ سوم

حقوق ذمہ داریان جو مختلف ذاتی حالات سے متعلق ہین

تمہید

اب ہم کسیقدر زیادہ تفصیل سے اون حقوق و ذمہ داریون کا ذکر شروع کرتے ہین کہ جنکو قانون مختلف حالات سے متعلق کرتا ہے وہ حالات کہ جن سے شخصی اور خانگی حالتین مرکب ہین - یہہ حالات چار قسمون پر منقسم ہوسکتے ہین -

(۱) تابع و متبوع کے حالات - (۲) ولی اور مولی یعنے جسکی ولایت کی جاے اوسکی حالات - (۳) باپ اور اولاد کے حالات (۴) شوہر و زوجہ کی حالات -

اگر ہم تاریخی اور فطرتی سلسلہ تعلقات مذاکی پیروی کرین تو جو ان سب سے آخر ہے یعنے تعلق شوہر و زوجہ کا وہ سب سے اول ہونا چاہیے لیکن اس لحاظ سے کہ کسی بیان مین تکرار نہ ہو بہتر ہے کہ اوس تعلق کے ذکر سے شروع کرین جو سب مین صاف و آسان ہے - باپ اور شوہر کے حقوق و ذمہ داریون مین مالک اور ولی کے حقوق و ذمہ داریان شامل ہین کہ وہ پہلی حالتین ان دو اخری حالتون کی بنیاد ہین

فصل اول

آقا و نوکر یعنی تابع و متبوع

غلامی کا ذکر اگر نکال ڈالا جاے تو متبوع کی حالت مین زیادہ
کسی بیان کی ضرورت نہین رہتی اور نہ اوس حالت متقابلہ کی
بیان کی ضرورت رہتی ہے جو مختلف اقسام تابعین کی ہے
یہہ سب حالتین ایک قسم کا معاہدہ ہین یہہ امر فریقین معاہدہ
سے متعلق ہے کہ اپنے اپنے آرام کے مطابق اوسکا انتظام کرین
متبوع کی حالت جو مطابق حالت اوستاد کے ہے جو کوی کام
سکہاتا ہے ایک مرکب حالت ہے ایک اپرنٹس+ (شاگرد) کا مالک
یعنے اوستاد ایک ہی حالت مین متبوع بھی ہے اور ولی بھی

+ ہندوستان مین نہین مگر ولایت مین اپرنٹس کا بڑا رواج ہے۔ یعنے
جو لوگ کوی کام یا پیشہ کرنا چاہتے ہین تو اولاً کسی دوکان یا اوس پیشہ کے
کرنے والے کے یہان منفعت یا کسی قلیل مقدار پر مثلاً صرف کہانا یا کپڑے
پر کام کرنا شروع کرتے ہین اور اسطرح اوسمین مہارت حاصل کرتے
ہین تب بجاے خود اوس کام کو کرتے ہین اسکو اپرنٹس
کہتے ہین۔

بلحاظ اس امر کے وہ اوسکو ایک کام سکھاتا ہے وہ ولی ہے
اور بلحاظ اس امر کے وہ اوس شاگرد سے کچھ فایدہ اوٹھاتا ہے
وہ مالک یا متبوع ہے۔ جب وہ زمانہ آتا ہے کہ اوس
یعنی شاگرد کا کام جو وہ سیکھتا تھا اور اوسکی محنت بہ نسبت اون
اخراجات کے جو اوسکی لبر اور تعلیم مین صرف ہوئے ہین زیادہ
تر بیش قیمت ہو جاتی ہے یعنی جب وہ بخوبی کام سیکھ کر
اوستاد ہو جاتا ہے تو اوس وقت جو کام وہ کرتا ہے
وہ معاوضہ ہوتا ہے اوسکی متبوع یا اوستاد کی پہلی خدمتون
یا اخراجات کا جو اوسکے اوستاد نے اوس کے لیے کی تھین
یہہ معاوضہ خواہ مخواہ ضرور ہے کہ کم یا زیادہ مطابق اشکال
اوس کام کے ہو یعنے وہ کام اگر زیادہ مشکل تھا تو معاوضہ
بھی زیادہ ہونا چاہیے اور اگر وہ کام سہل تھا تو معاوضہ
بھی کم ہونا چاہیے۔ بعض کام سات دن مین آجاتے ہین
اور یہہ بھی ممکن ہے کہ بعض کام سات برس مین آئین۔ امید
دار دل کی زیادتی اور کمی پر قیمت اس باہمی خدمت کی موقوف
ہونا چاہیے جیسے کہ اور اشیاء تجارتی مین ہوتا ہے
اور اسجگہہ جیسا کہ اور مواقع پر ہے محنت کا معقول معاوضہ
ملیگا۔ لیکن بہت سی سلطنتون نے اس طریقہ آزادی کو نہین
اختیار کیا بلکہ اونہون نے یہہ خواہش کی کہ ایک طریقہ
جاری کرین جسکو وہ انتظام ملازمت کہتے ہین یعنے چونکہ

اون کو انتظام کرنے کا ایک شوق و جوش تھا کہ ہر بابت
کا انتظام کرنے کا تو انہون نے فطرتی انتظام کی جگہہ ایک
مصنوعی انتظام قایم کیا ۔ ایسے کامون مین دخل در معقولات
کرنے سے جنکو وہ سمجھہ بھی نھین سکتے تھے وہ ایسے غلط خیال
مساوات مین پڑ گئے کہ ہر امر مین مساوات ہو اور ہر ایک چیز کا
انتظام ایک قسم کا ہو کہ انہون نے ایک قسم کے قواعد سب چیزون سے
متعلق کئے بعض چیزین اون مین سے ایسی ہین جو بالکل مغایر
تھین اور اون سے وہ قواعد متعلق نہین ہو سکتے تھے مثلاً
منتظمان سلطنت ملکہ الزبتھ نے سات سال کی میعاد ہر ایک
اپرنٹس یعنے شاگردی کے لئے معین کی خواہ وہ کام سہل ہو یا
مشکل ہو۔ ایسے انتظامات کے لئے حیلہ یہہ کیا گیا کہ صنعت
کی تکمیل ہو اور صناع ناقص العقل نہ رہنے پائین اور قومی صنعتون
کی عزت اور وقار کی حفاظت ہو لیکن ان مقاصد کے پورا کرنے
کے لئے بہت سیدہی سادی وسائل تھے۔ یعنی ہر شخص کو
کامل آزادی دیجاتی کہ اچھے کو چننے اور برے کو نکالدے
اور ہر شخص کا انتخاب اوسکی لیاقت کی بنا پر ہوتا اور ہر شخص کو
اختیار رہتا کہ وہ امیدواری کرے تا کہ اون لوگون مین
اس امر کا جوش پیدا ہو کہ ایک دوسرے سے بڑہجائین
لیکن اونہون نے ایسا نھین کیا بلکہ اس امر کو ضروری
تصور کیا کہ یہہ سمجہہ لیا جاوے کہ عوام کو اس امر کی جانچ

کی لیاقت نہین ہے اور وہی کام اچھا ہے جسکو کرنے
والے نے کسی کارخانہ مین چند معین سالون تک کام
کیا ہے ان لوگون کے نزدیک کبھی کسی صناع سے
یہہ نہ پوچھنا چاہئے کہ وہ اوس کام کو بھی سمجھتا بھی ہے
یا نہین بلکہ یہہ پوچھنا چاہیئے کہ اوس نے حسب ضابطہ
اپرنٹس یعنے شاگردی کی ہے یا نہین کیون کہ اگر کام
کی جانچ اوس کی لیاقت اور حیثیت سے ہوا کرے تو ہم ہر
شخص کو اجازت کام کرنے کی دیا کرین وہ ذمہ دار ہے اگر
اچھا نہ ہوگا نکال دیا جائے گا - اس انتظام کے بموجب بہت
سے اوستاد ایسے ہون گے جنہون نے کبھی شاگردی نہین
کی اور بہت لوگ ایسے ہون گے جو تمام عمر شاگردی کی
حالت پر رہینگے -

فصل دوم - غلامی

جبکہ اطاعت کی شرط لگا دیجاتی ہے اور جبکہ اس شرط
خدمتگزاری و اطاعت کی ذمہ داری بلحاظ خاص مالک کے
یا اوس شخص کے جسکو اوس مالک سے کوئی حق تسلسل قایم رہتے ہین اور اسطرح
سے اوس شخص مطیع کی تمام عمر پابند و غیر آزاد ہو جاتی
ہے تو ایسی شرط کا نام ہے غلامی - بہ لحاظ اوس محدود

مقدار ملازمت کی (کم و محدود ہونا زیادہ) جو مطلوب ہوتی ہے
اور بموجب اون وسائل جبریہ کے جنکا استعمال جائز کہا جاتا ہے
غلامی بہت سے ترمیمون کے لایق ہے - غلامان ایتھن اور
لیسڈ من کے حالات مین بڑا فرق تھا اور اب بھی غلامان روس
مین جنکو رشین سرف کہتے ہین اور حبشیان سواحل آفریقیہ
مین فرق ہے، اختیارات کیسی ہی محدود ہون الا اگر ذمہ داری
اطاعت بلحاظ وقت کی غیر محدود ہے تو مین تاہم اوسکو
غلامی کہون گا (یعنی اگر یہہ امر ہے کہ کوئی شخص تمام عمر اپنی
دوسرے کی اطاعت کرنے پر مجبور ہے گو وہ اطاعت کتنی
ہی خفیف ہو اور مالک کے اختیارات بہت ہی محدود ہون مگر تاہم وہ
غلامی ہے) حریت و عبدیت مین حد قایم کرنے کے لئے ہم کو
ایک مقام معین سے چلنا چاہئے اور جسکا ہم نے ذکر کیا
وہ ایک عمدہ اور آسان مقام حد کے قایم کرنے کے لئے ہے
دوام و تسلسل ایام اطاعت کی رو سے حد درمیان حریت و عبدیت
کو قایم کرنا نہایت ضروری ہے یہہ تک جہان کہین یہہ تسلسل پایا جاتا
ہے وہان استعمال اختیارات کی ترمیم و تخفیف کرنے کے لئے
کیسی ہی عاقلانہ پیش بینی کیجاے مگر یہہ تسلسل اوسکو ضعیف و نا طاقت
عہد معین کر دیتا ہے - جو اختیارات کہ بلحاظ زمانہ کے غیر محدود
بہت مشکل سے بلحاظ اور امور کے محدود ہو سکتے ہین
ہم اوس آسانی کو خیال کرین جس سے کہ مالک رفتہ رفتہ خدمات

کی بوجھ بڑہا سکتا ہے تو معلوم ہوگا کہ وہ مالک کس سختی سے
اون خدمات کو کرا سکتا ہے جو واجب الادا ہین اور مختلف حیلون
سے اپنی غدرات کو توسیع دلیکتا ہے اور اپنے گستاخ غلام
کو تکلیف دہی کے لئے جسنے خدمت غیر واجبی کو کرنے سے انکار
کیا ہو کتنی مواقع ڈہونڈہ سکتا ہے اگر ہم دوسری طرف دیکہین
تو معلوم ہوگا کہ کسقدر غلامون کے لئے مشکل ہے کہ کسی کی سر
پرستی و پرورش کی خواہش کرین یا اوسکو حاصل کرین اور کسقدر اون
کی حالت افسوسناک اور ابتر ہو جاتی ہے جبکہ اون کو اون کا
مالک اون کی نافرمانی وغیرہ کی وجہ سے نکال دیتا ہے اور اسوجہ سے
کسقدر وہ لوگ مجبور ہین کہ اپنے مالکون کو غیر معین المقدار اتباع
و فرمان برداری سے خوش کرکے اون کے دل لبہا لیوین بجاے
اسکے کہ وہ اون مالکون کو اپنی نافرمان برداری سے ناراض کرین
ان امور پر خیال کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہہ انتظام کہ قوانین
کے ذریعہ سے خدمات غلامون کی محدود کردی جاوین صرف
دیکہنے مین آسان ہے مگر تعمیل کرنے مین بہت مشکل ہے اور
مقدار خدمت و اطاعت کو محدود کر دینا غلامی کی سختی کو گہٹانے
کے لئے بہت ضعیف وسیلہ ہے ان مطالب کے لئے جو بہت عمدہ
قوانین ہین اون مین یہی صرف کوئی ایسا ہی سخت جرم کرے تو وہ
پکڑا جاے اور اوسکو سزا ہو والا روزمرہ کے خانگی سختیون کو کوئی
نہ گرفتار کر سکتا نہ سزا دلا سکتا ہے اس سے یہہ میری مراد نہین

ہے کہ جون ارتقا لوز فیلم حفاظت نا کا [illegible] ہے کہ [illegible] غلامان لوگ مالکون کے
ہاتھون مین نا لکان چھوڑ دینا چاہیے اور قانونی حفاظت اون کو پہونچانا چاہیے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو خرابی
اصل فطرت شی مین ہے اوسکو ہم دفع کر دین یعنے اس امر کو
ثابت کر دین کہ جو اختیارات مالک کو غلامون پر ہین اون کو
قانونی قیود سے اسواسطے محدود کر دینا کہ وہ مالکان اگر چاہین
بھی تو اون اختیارات کو خراب طور سے نہ استعمال کر سکین حالات
سے بیشک اسمین تو کوئی شک نہین ہے کہ مالکون کو غلامی پسند
ہے کیونکہ اگر ناپسند ہوتے تو کوئی چیز اس امر کی مانع نہین ہے
کہ وہ سب کو آزاد کر دین اور اس غلامی کی وجود کو ختم کر دین
اسمین بھی کوئی شک نہین ہے کہ غلامون کو یہہ حالت نہایت
ناپسندیدہ ہے کیونکہ وہ جب ہی تک اس حالت مین رہتے
ہین جبتک کہ وہ مجبور ہین، کوئی ایسا حر نہین ہے جو اپنے
تئین رق ہونا پسند کرتا ہے اور کوئی ایسا رق نہین ہے جو
حر ہونا نہ چاہتا ہو، یہہ امر نہایت حماقت آمیز ہے کہ مسرت
انسانی پر کوئی دلیل لائی جاے جو انسان کی خواہشون اور جذبات
کے علاوہ ہو (یعنے اس امر پر دلیل لائی جاے کہ فلان امر مین مسرت
انسانی ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ نہو کہ انسان کے دل کو
دیکھو کہ وہ مسرور ہے بلکہ اور بیرونی دلیل ہو) اور جبکہ انسان
واقعی رنجیدہ ہے تو دلائل سے اس امر کا دکھلانا کہ اوس کو
خوش رہنا چاہیے یہہ بھی ایک حماقت ہے اور ایک

ایسی حالت کو جسمین داخل ہونا کوی پسند نہین کرتا اور اوس سے نکلنے کی سب خواہش کرتے ہین یہہ ثابت کرنا کہ وہ فی نفسہ ایک اچھی حالت ہی اور فطرت انسانی کے موافق ہے یہہ بھی حماقت ہی یہ مین اچھی طرح سے یقین کر سکتا ہون کہ آزادی اور غلامی مین جو فرق ہے اوہ اسقدر بڑا نہین ہے جتنا کہ متعصب اور جوش و خروش والون کو معلوم ہوتا ہے - کسی تکلیف کو برداشت کرنے کا عادی ہوجانا یا کسی عمدہ اور بہت عادت سے بے علمی کا ہونا جس کو متعصبین ایک نہایت مضبوط دلیل سمجھتے ہین البتہ ان دو حالتون کی فرق و بعد کو نظر اجمالی سے معتد بہ چہپا دیتا ہے لیکن ایسی تقریرین ارتقار کی خوشنودی کی ثبوت مین بار و محض ہین کیون کہ ہم یہہ بات کامل طور سے سمجہتے ہین ہے کہ کوی شخص اس حالت یعنی غلامی کو بخوشی نہین پسند کرتا بلکہ اسکو ہر شخص نہایت ناپسند کرتا ہے - غلامی کی حالت کو طالب علمی کی حالت سے تشبیہ دی ہے یعنی کہ غلامی کی حالت ایک حالت دائمی طالب علمی کی ہے اور اوس کے ساتھہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو زمانہ اسکول مین گذرتا ہے اوسکو بہت لوگ اپنی عمر کا نہایت مسرت آمیز حصہ سمجھتے ہین - ان دونون حالات کا مقابلہ صرف ایک ہی صورت مین ہوسکتا ہے ان دو صورتون مین یعنے غلامی اور طالب علمی مین جو حالت مشترکہ ہے وہ اتباع ہے

یعنی غلام تابع مالک کا ہو شاگرد تابع پڑھانے والے کا
مگر یہہ امر سمجھنے کے لایق ہے کہ طالب علم کا مسرت کا سبب یہہ
اتباع نہین ہے کہ یعنے متبع ہونا جو حالت مشترکہ ان دو
صورتون مین ہے یہ طالبعلم کے اوس مسرت کا سبب نہین
ہو جسکا اوپر ذکر ہوا وہ اسباب جنکے سبب سے طالب
علمون کی زندگی مسرت سے گذرتی ہے وہ یہہ ہین یعنے
تازگی دل جس سے ہر خیال مین ایک تجدید پیدا ہوتی ہے
ایک شگفتگی اور زندہ دلی کی مسرت جو اپنے ہم عمر ساتھیون
کے ساتھ ملتی ہے نسبت والدین کے گھر کی جسمین تنہائی
اور افسردگی رہا کرتی تھی۔ اور علاوہ اس کے یہ امر بھی قابل
لحاظ ہے کہ کتنے اسکول کے طالب علم مین جو اس امر کے
مشتاق نہین کہ کسیطرح اون کی یہ حالت طالب علمی ختم
ہو اور کون اون مین سے ہے جو یہہ چاہتا ہے کہ وہ تمام
عمر طالب علم ہی کی حالت مین رہیگا۔ اور یہہ حالات جو کچھہ سوال
الا اگر غلامی اس مناسبت سے قایم کیجاتی کہ ایک مالک
کے لئے ایک غلام ہوتا تو ممکن تھا کہ مین ایک کے فواید اور
دوسرے کی نقصانات کا موازنہ کرنے مین کچھہ تامل کرتا
یہ بھی ممکن تھا کہ سب امور کا خیال کر کے اس انتظام مین
مجموعی فواید مجموعہ نقصانات کے برابر ہوتے لیکن اسطرح
کا انتظام ممکن نہین ہے جہان غلامی ایکدفعہ قایم کیگئی

کہ بے انتہا غلام ہوگئے، ہر ایک مالک اپنی غلاموں کو مثل گلہ گوسفند کے سو سو اور ہزار ہزار و دس دس ہزار کرکے گننے لگتا ہے، اس صورت مین جتنے فواید ہین وہ تو ایک شخص کے لئے ہین یعنی مالک کی اور نقصانات ہزاروں آدمیون کے ہین یعنے غلامون کی۔ گو ضرر غلامی خود اسقدر عظیم نہ تھا مگر اس برائی کے توسیع نے اسکو عظیم کردیا۔ عام طور سے دیکھتے ہین اور دیگر خیالات سے جدا کرکے اگر دیکھا جاوے تو اگر غلام آزاد ہوجائین اس صورت مین جو نقصان مالکون کا ہوگا اور جو فوائد غلامون کے ہون گے انمین تامل کرنیکا ذرا موقع نہین ہے۔

دوسری بحث غلامی کے خلاف اور ہے، وہ ان آثار اختیار پر مبنی ہے جو دولت اور قوت قومی پر اس غلامی کی وجہ سے پہونچتے ہین۔ ایک آزاد آدمی بہ نسبت غلام کے زیادہ پیدا کرسکتا ہے، ایک مالک کی غلامون کو اگر آزادی دیجاے تو اسمین شک نہین کہ مالک کی ایک حصہ دولت کا نقصان ہو لیکن اگر وہ سب غلام یکجا خیال کیے جائین تو ان لوگونکا صرف یہی نفع نہین ہے کہ آزادی ملی یعنی جسقدر مالک کا نقصان ہوا اوسیقدر بدلہ انکو فایدہ نہین ہوا بلکہ کچھہ زیادہ بھی ملا۔ یعنے اب یہہ بہ نسبت حالت غلامی کی اس حالت آزادی مین زیادہ پیدا کرینگے اور اس صورت مین

ضرور ہے کہ سستی کی زیادہ افراط ہو اور جمہور یعنے سلطنت
کی قوت اسی تناسبت سے زیادہ بڑھ جائے، دو وجوہ ہین
جو ملکر کچھ اثر ظاہر کرتی ہین کہ غلام زیادہ نہین پیدا کر سکتے
اولاً یہہ کہ اون کو کچھ معاوضہ ملنے کی امید نہین ہوتی اور ثانیاً
یہہ کہ اون کی حالت غیر محفوظ ہوتی ہے۔ یہ امر بہت آسانی سے
معلوم ہو سکتا ہے کہ خوف سزا کوئی چیز نہین ہے جس سے
کہ محنت کرنے والے سے اوسقدر پوری محنت لی جا سکے
جسقدر وہ کر سکتا ہے اور اوسقدر قیمت اوس سے مل سکے
جسقدر کہ وہ مہیا کر سکتا ہے بلکہ خوف سزا سے وہ اپنی طاقت
کو اور چھپائے گا بجائے اسکے کہ اوسکو وہ ظاہر کرے۔ اور
اپنی سیہی مقدار سطح سے اور نیچے ڈوب جائیگا در کہ اوسکے اوپر
آنے۔ یہ بہت زیادہ کام کرتے ہین اوسکو سزا کا خوف ہوگا
کیونکہ اگر وہ اپنی لیاقت کو ظاہر کرے گا تو اوس کے
معمولی کام اور بڑھا دئیے جاینگے، صرف یہی بات نہین ہے
کہ غلام کم پیدا کرتا ہے بلکہ یہ بھی کہ خرچ زیادہ کرتا ہے
اس طریقہ سے زیادہ خرچ نہین کرتا کہ وہ کچھ ذاتی استفادہ
اوٹھاتا ہے بلکہ یہ اخراجات بسبب ضایع کرنے اور
چھوٹی چھوٹی چیزون کے چرانے اور خراب انتظام
خرچ کی وجہ سے ہوتے ہین، اوس کو اون فواید کی کیا
پرواہ ہے جو اوسکی ذاتی نہین ہین اوسکو کیا غرض ہے

نہ زیاد کام کرنے کے لئے وسائل نکالی یا زیادہ بہتر کام کرنے
ترقی کرنے کے لئے ہر شخص سوچتا ہے مگر سوچنا ایک ایسی تکلیف
ہے جسکو کوئی شخص بجز کسی منفعت کے اختیار نہین کرتا ۔
آدمی جو صرف ایک محنتی جانور کی طرح ہے کبھی اپنے روزانہ
مقررہ کام سے زیادہ نہین بڑھتا اور نسلین کی نسلین ایک
کے بعد دوسری آتی ہین مگر کچھ ترقی نہین ہوتی، یہہ صحیح ہے
کہ وہ لوگ جو اپنے فایدہ کو سمجھتے ہین اوس تھوڑے سے
منافع کے لئے کبھی جو اون کے غلامون کی محنت سے
پیدا ہو نزاع نہ کرینگے وہ جانتے ہین کہ اون کے غلامون کی
بہتری مین اون کا فایدہ ہے، اور یہہ کہ اون کے غلامون
کو فوری فایدہ کی ترغیب دینا ایک یقینی وسیلہ ہے اونکو
محنت کیطرف مائل کرنے کا، لیکن یہ پیش بینی اور دوراندیشی
کی مہربانی جو مالکونکی غیر معین اور مختلف طبیعتون پر منحصر
ہے وہ اطمینان اور بہروسہ نہین پیدا کرتی جس سے آیندہ
کی امیدین قایم ہوسکین، اور جو روزانہ کفایت شعاری
مین دولت آیندہ کے لئے بنا قایم کرتا ہے اور جس سے
کہ آیندہ نسل کے لئے جایداد بچا رکھنے کا خیال پیدا ہوتا
ہے - غلامون پر یہہ امر ظاہر ہے کہ اگر اون کے پاس دولت
ہوگی تو وہ اون سے چھین جائیگی - اگر مالک اون سے نہ بھی
چھینیگا تب بہی اوس کے اور ماتحت اور کارندے چھینینگے

جو مالک کہ زیادہ طماع اور خوفناک ہین - صرف وہی خوشی اونکو
کام کی طرف راغب کر سکتی ہے جو فوراً حاصل ہو جاے
علاوہ اور برائیون کے جو ان غلامون مین اون کی حالت
کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یہہ لوگ بہت کھانیوالے
اور کاہل اور خراب ہوتے ہین، جنمین کسیقدر ریشہ بینی ہے
اور وہ اپنے سرمایہ کو پوشیدہ کرتے ہین اون لوگون کا یہہ
رنج آمیز خیال کہ یہہ لوگ بے امنی اور غیر محفوظ حالت مین
ہین اور فے الواقع یہ خیال ان کی حالت سے ایک غیر منفک
شئی ہے اسی خیال سے ان مین اور بہت خرابیان پیدا ہوتی
ہین جو محنت کے لئے نہایت مضر ہین اور وہ عادات اونمین
پیدا ہوتی ہین جو جماعت اور سوسائیٹی کے لئے زہر ہین اور
وہ خود خیال بھی ایسا ہے کہ جسکا نہ کچھہ معاوضہ ہے نہ علاج
پھر یہہ جو کچھہ ہمنے بیان کیا یہ صرف فرضی اور خیالی امور نہین
ہین یہہ واقعی نتیجہ ہین جو ہر جگہہ اور ہر زمانہ مین پیدا ہوتے ہین
لیکن بعض لوگون کا یہہ اعتراض کہ بلحاظ محنت کے یورپ
مین جو آزاد اور روزانہ محنت کرنے والے مزدور ہین اونکی بھی
قریب قریب وہی کیفیت ہے جو غلامون کی ہے جس مزدور
کی مزدوری بلحاظ اوس کے مقدار کام کے ملتی ہے اوسکو
تو البتہ ایک معاوضہ ملتا ہے جس سے اوسکو ترغیب
ہو اور اوسکی ہر کوشش کا ایک عوض ... ... لیکن جنکی

مزدوری کام پر منحصر نہین ہے بلکہ روز کے حساب سے
ملتی ہے اون کے لیے بجز تکلیف کے اور کوی معاوضہ
نہین ہے وہ زیادہ کام کرین یا کم کرین اوسیقدر مزدوری
پاینگے جو ایک دن کے لئے مقرر ہئے تو اصل یہ ہے
کہ اسصورت مین محنت کے لئے کوی انعام نہین ہے جیسا
کہ غلام معمولی کام کرنے والون کے برابر کام نہ کرنے پر
مارا جاتا ہے اوسیطرح یہہ لوگ اگر معمولی کام کرنے والون
کی بہ نسبت کم کرینگے تو موقوف کئے جاینگے پس یہہ دونون
قسم کے لوگ صرف خوف سے محنت کرتے ہین اور اپنی محنت
کا کچھہ نتیجہ نہین پاتے۔

ان اعتراضات کے تین جواب ہین ۔

(۱) یہہ امر صحیح نہین ہے کہ روزانہ مزدورونکو انعام اور
معاوضہ کی امید نہین ہے کیون کہ جو زیادہ کاریگر اور
زیادہ محنتی مزدور ہے اوسکو بہ نسبت اور ون کے زیادہ
مزدوری ملتی ہے اور جو بہ نسبت اورون کے ممیز ہو جاتے
ہین اکثر لوگ اونہین کو مزدوری مین رکھتے ہین اور وہ ہمیشہ
رہتے ہین اور ہمیشہ اون کو بہت فایدہ اور نفع کی مزدوریان
ملا کرتی ہین۔ یہہ واقعی انعام اون کی محنت کا ہے۔

(۲) اگر آزاد کام کرنے والا واقعی بھی صرف بسبب خوف کے
کام کرتا تاہم ہمکو چاہیے کہ بہ نسبت غلام کے اوسکو ترجیح دین ۔

کیون کہ ایک آزاد آدمی مثل ہم لوگون کے اپنی عزت رکھتا ہے اور آزاد ممالک مین یہ امر شرم کا سمجھا جاتا ہے کہ کوئی شخص سست یا ناقابل سمجھا جاے اس لحاظ سے اوس آزاد کام کرنے والے کے ساتھیون کی آنکھین اور تیز اوس کے ملازم رکھنے والے کی آنکھین اوسپر پڑی ہین اور بہت سے مواقع پر اون لوگون کے ہاتھ نے جنکو کچھہ تعلق نہین ہے اسلیے سست آزاد آدمی کو شرم کی سزا دیجاتی ہے اس طریقہ سے آزاد کام کرنے والے ایک دوسرے کی نگرانی رکھتے ہین اور ہر ایک کی خواہش رہتی ہے کہ دوسرے سے نکل جاوے - غلامون مین یہ ترغیب وغیرہ نہین ہوتی، غلامون کے ساتھہ جو برتاو رہتا ہے اوسکی وجہ سے اونہین شرم وغیرہ نہین رہتی ہے اور اس قسم کی سزا یعنی شرم کی اون پر موثر نہین ہوتی اور چونکہ اون کو بھی معلوم ہے کہ بلا معاوضہ کے صرف دوسرے کے فایدہ کے لئے محنت کا لیا جانا ناانصافی ہے لہذا اون کو ایک دوسرے سے یہ امر کہنے ہین کہ محنت سے نفرت کرو کچھہ شرم نہین آتی اور وہ سب لوگ اس امر مین متفق الراے رہتے ہین -

(۳) روزمرہ کی مزدوری کرنے والیکو جو حاصل ہوتا ہے وہ ایک یقینی منافع ہے کیون کہ جو کچھہ وہ حاصل کرسکتا ہے

وہ اوسکا ہے لیکن یہ مجال حاصل نہیں ہے کہ اوسکو چھو سکے لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہوا غلام کے لیے یہ حقیقی حفاظت حاصل نہیں ہے گو اسمین بعض مستثنیات ہون مثلاً روس مین لوگون کے پاس ایسے محنتی غلام ہوتے ہین جو خود ہزارون روپیہ رکھتے ہین اور اپنے مال سے ویسے ہی فائدہ مند ہوتے ہین اور اوسپر وہی اقتدار اونکو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اونکے مالکون کو اپنے مال پر لیکن یہ خاص حالات ہین اون سے کوئی عام قاعدہ تبدیل نہین ہوسکتا اس خاص اور غیر معمولی اتفاق سے اس انتظام کے معمولی اثر کی جانچ نہین ہوسکتی — یہ مختصر بیان جو اون تکالیف کا ہو جو غلامی مین ہوتے ہین اسمین ابھی تک کوئی ایسا ذکر نہین ہوا جس سے دل دکھے اور جس سے قلوب مین رحم پیدا ہو اور جسمین یہ ذکر ہو کہ مالکان کسقدر خراب طور سے اپنے اقتدارات کو استعمال مین لاتے ہین —

اون ظالمانہ وسائل سختی وظلم کا ذکر ترک کردیا گیا جو اس خانگی سلطنت یعنی اپنے اپنے منازل کے انتظام مین استعمال کیے جاتے ہین یہ ایک ایسی سلطنت ہی جسکے لیے نہ کوئی قانون ہے نہ کوئی ضابطہ ہے جسمین نہ کوئی اپیل ہے نہ مشہور ہونے کا خوف ہے اور تقریباً غیر محدود اور بغیر کسی روک کے ہے کیونکہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ مالک بجز خاص حالت کے او

کبھی کسی امر کا جواب وہ نہیں ہے۔ جو چیز کہ دلپر چھلنی اوسکی نسبت بہت آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ اسمین مبالغہ کیا گیا ہے اور اوسمین ایک سیدہی سادی دلیل ایسی مضبوط ہوتی کہ پھر زیادہ باتین رنگنے کی ضرورت نہین رہتی۔

خود صاحبان غلام اگر خود غرضی نے اونمین سے انصاف و آدمیت کو خارج نہین کر دیا ہے آزادی کے فوائد کو بہ نسبت غلامی کے تسلیم کرینگے اور خود خواہش کرینگے کہ غلامی موقوف کر دیجاے بشرطیکہ اس اونکی مراتب و دولت اور ذاتی حفاظت کو نقصان نہ پہونچے۔ چونکہ فوراً تمام غلامون کی آزاد کر دینے سے ایک ناانصافی اور نیز تباہی پیدا ہوتی ہے اسوجہ سے ابھی اوسکا رسم نہین ہوا کیونکہ فرض کرو کہ ایک شخص سو غلام رکھتا ہے اگر وہ فوراً آزاد کر دیے جائین تو دیکھنا چاہیے کہ وہ سو آدمی فوراً کسکے بھروسہ پر زندگی بسر کرینگے اور اونکو کون کھانے کو دیگا بجز اسکے کہ تباہ ہون۔ مالک کے سو آدمی اگر فوراً چلے جائینگے تو دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کسقدر تکلیف ہوگی یہ انتظام فوراً نہین ہو سکتا اور اگر دفعتاً کیا جاے تو ایک نہایت سخت انقلاب وقوع مین آئیگا اور تمام آدمی اپنی حالت سے دوسری حالت مین ہو جائینگے تمام خاندان تباہ ہو جاے اور تمام آدمی ایک ایسی حالت مین ڈال دیے جائین جسکے وہ عادی نہ تھے اور اسوجہ سے جو خرابیان اسمین

پیدا ہون وہ ہزارون درجہ اون فوری بہترائی سے زیادہ ہون جنکی امید کی گئی تھی —

عمدہ بات یہ ہے کہ بجاے اِس امر کے کہ یہ آزادی غلامون کی اونکے مالکون کو ناگوار ہو ایسا انتظام کیا جاے کہ حتی الامکان اونکو فائدہ ہو —

اِس امر کے لیے پہلا وسیلہ جس سے یہ مطلوب حاصل ہو یہ ہے کہ ایک قیمت مقرر کیجاے جس پر ہر ایک غلام کو حق حاصل ہو کہ وہ اپنی آزادی کو خرید کر سکے مگر شامت یہ ہے کہ اِس وسیلہ مین بھی بہت اعتراضات ہین اول تو یہ ہے کہ ایسی صورت مین مالک اِس امر کی کوشش کرینگے کہ غلامون کے پاس اسقدر روپیہ جس سے وہ اپنی آزادی کو خرید کر سکے جمع ہونے پاے اور مالکان ہمیشہ غلامون کو جہالت اور تباہی کی حالت مین رکھینگے اور ہمیشہ بے پر و بال رکھینگے پس ایسے انتظام کا یہ نتیجہ نکلیگا۔ لیکن یہ سب مضار قیمت کے مقرر ہونے کی وجہ سے ہین اگر ایسا انتظام ہو کہ ہر غلام صرف اوس بہا پر اپنی آزادی کو خرید کر سکے جو کہ درمیان اوسکے اور اوسکے مالک کے قرار پاے تو ایسی صورت مین کوئی خرابی نہین ہے — غلام کو رغبت ہوگی کہ ایسی کوشش کرے کہ وہ زیادہ قیمت اپنی آزادی کے لیے ادا کر سکے — مالک کا فائدہ اوسکو اِس طرف ترغیب دیگا کہ غلام کو جسقدر جلد ہوسکے دولتمند

ہو جانے دے تاکہ اوس سے ایک بڑی قیمت اوسکی آزادی کی حاصل ہو —
دوسرا انتظام یہ ہے کہ اس امر مین مالکون کے اختیارات سے دو دیے جائین کہ وہ غلامون کو بذریعۂ وصیت کے منتقل نکر سکین تاکہ جب کبھی کوئی سید ہی نسل کا وارث نہو تو غلامونکو آزادی کا حق ملجانے اور اسمین کسیکا کچھ نقصان نہین ہے کیونکہ دور کے وارثون کو وراثت کی بہت ضعیف امید ہوتی ہے اور جبکہ ایک دفعہ ایسا قانون متذکرۂ بالا قائم ہو جائیگا تو غلامون کے پانے کی امید دور کے رشتہ دارون کے دلون مین پیدا ہی نہوگی اور اسوجہ سے غلامون کے نہ ملنے سے اونکو کوئی رنج مایوسی نہ پیدا ہوگا —
اور جب کسی قسم کی مایوسی نہ ہوگی تو کچھ ناانصافی نہین ہے اگر ایسا انتظام کیا جاوے —
بلکہ اور کچھ زیادہ اس سے بڑھنا چاہیے — یعنی جب کبھی تبدیل ملکیت ہو یہان تک کہ جب کسی عزیز قریب کو بھی ورثہ پہنچے تو ایسے وقت مین ایک حصہ غلامون کا مثلاً دسوان حصہ آزاد کردیا جاوے — یہ نقصان اوس وارث کا جسکے پاس جائداد پہنچی ہے ایک واقعی اور معین نقصان کی طرح نہوگا —
اور یہ خفیف نقصان ایک دسوین حصہ کا معلوم نہین ہوگا بلکہ ایسے وقت مین جبکہ وراثت اور ملکیت حاصل ہوتی ہے اس

حصہ خفیف کا نہ ملنا نقصان نہ سمجھا جائیگا بلکہ یہ سمجھا جائیگا کہ ایک
منافع سے وہ شخص کسیقدر محروم رہا - بلکہ ایسی صورت مین
ورثہ بھتیجی کو ہونیچے جسکو علاوہ اس جائداد کے جو وراثتاً
ملے اپنے باپ کی جائداد کے ملنکی امید ہے چاہیے کہ اور
بھی زیادہ حصہ غلامون کا آزاد کیا جاے -

یہ آزادی بذریعۂ قرعہ اندازی کے ہونا چاہیے کیونکہ اگر
پسند پر یہ امر چھوڑا جائیگا تو اس حیلہ سے کہ اچھے اور زیادہ
لائق جو غلام ہون وہ حق مین جائین یہ انتظام غریب اور
برائیون کا مخرج ہو جائیگا - اور بجاے مسرت کے
اسکا نتیجہ حسد اور بے اطمینانی ہوگا - قرعہ اندازی مین
کوئی طرفداری نہین ہو سکتی بلکہ ہر ایک شخص کو مساوی موقع
مسرت کا حاصل رہتا ہے یہانتک کہ وہ لوگ جو اتفاقاً نہ بھی
آزاد ہون وہ بھی امید کی مسرت سے مستفید ہو جاتے
ہین - اور یہ امر بھی ہونا چاہیے کہ بعض جرائم کی وجہ سے
غلام اس حق سے محروم رہین ایسی صورت مین غلام وفادار
اور خیرخواہ رہین گے -

اور یہ آزادی بلحاظ خاندان کے ہونا چاہیے نہ بلحاظ خاص
خاص اشخاص کے مثلاً ایک غلام آزاد ہوا تو اور غلامان
جو آزاد ہونے والے ہین حتی الامکان اوس سے پہلے

غلام کے خاندان کی ہونا چاہیے - کیونکہ یہ نہایت
بڑا اور افسوسناک معلوم ہوتا ہے کہ باپ تو غلام ہے اور
بیٹا آزاد ہے اور اسوجہ سے خانگی ملالات پیدا ہوتے
ہین - اسکے علاوہ اور بھی وسائل ہین جنکے ذریعہ سے
بہت جلد یہ عمدہ مطلب یعنی غلامون کی آزادی کا حاصل
ہوسکتا ہے لیکن اونکے دریافت کرنے کے لیے ضرور ہے
کہ ہر ملک کے خاص خاص حالات معلوم ہون -
یہ غلامی کے سلسلے ایسے نہین جنکو مقنن فوراً کاٹ دے
مگر وقت اور زمانہ اسکو رفتہ رفتہ کاٹتا ہے اور آزادگو بہت
آہستہ آہستہ آتی ہے مگر اوسکا آنا یقینی ہے (مسلمانون
کے مذہب پر بڑا الزام اس غلامی کے مسائل کا لگایا
جاتا ہے الا اگر انصافاً دیکھا جاے تو مسلمانون کے مسائل
غلامی کے بھی عقل و مصلحت پر مبنی ہین - جس زمانہ مین
اسلام شائع ہوا ہے ملک عرب اور دیگر ممالک مین رسم
غلامی اسقدر جاری تھی کہ شارع اوسکو یون دفعتہً مفقود نہین
کرسکتا تھا اور اگر کرتا تو وہی نقصانات عظیم پیدا ہوتے جنکا
ذکر مہتمم نے اس فصل مین بیان کیا ہے مگر غلامون کی
آزادی کے لیے کسقدر عمدہ طریقہ اسلام نے رکھا ہے
کسقدر ہر امر مین مسلمانون کو غلام آزاد کرنیکی ترغیب دیگئی

سے ذرا ذرا سے گناہوں کا کفارہ آزادی غلام رکھا گیا ہے اسکی کیسے ثواب ظاہر کیے گئے ہین۔

پس اس سے اور کوئی عمدہ طریقہ غلامی کے انسداد کا اوس وقت یعنی نہین ہو سکتا تھا۔ (مترجم)

تمام ترقی قلت انسانی کی اور تمام ترقی شائستگی و اخلاق و دولت عامہ و تجارت کی رفتہ رفتہ آزادی کو قائم کرتی جاتی ہے دیکھو کہ انگلستان و فرانس کی وہی حالت تھی جو حالت کہ آجکل روس اور پولینڈ اور ایک حصہ جرمنی کی ہے مگر ترقی شائستگی و تہذیب و تجارت نے اس خراب رسم غلامی کو ان دونوں ملکوں سے بالکل اوٹھا دیا۔

مالکان زمین کو اس تبدیلی سے کچھ خوف نکرنا چاہیے کیونکہ جو لوگ مالک زمین ہین اونکو ایک فطرتی اقتدار ان لوگونپر حاصل ہے جو صرف محنت و مزدوری پر بسر کرتے ہین۔

یہ خوف کہ آزاد آدمی جنکو اختیار ہے کہ جہان چاہین چلے جائین اپنی زمین کو جسپر وہ پیدا ہوئے اور رہے چھوڑ کر چلے جائینگے یہ بالکل وہم ہے خصوصاً جبکہ آزادی رفتہ رفتہ دیجاتی ہے کیونکہ یہ امر دیکھا گیا کہ جب غلام بھاگ سکتا ہے وہ بھاگ جاتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اگر وہ آزاد ہوتا

تب بھی وہ بھاگ جاتا۔ لیکن اسکا مقتضا و نتیجہ اور بھی زیادہ منفعت بخش
ہے کیونکہ جب آدمی آزاد ہوجاتا ہے تو اوسکو پھر کوئی وجہ
بھاگنے کی باقی نہین رہتی بلکہ اوسکو قیام کرنے اور رہنے
کے اسباب زیادہ قوی ہوتے ہین۔
پولینڈ مین اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر مالکان زمین نے جو تعلیم یافتہ
ہین اور اپنے فوائد کو پہچانتے ہین اور جنکو اپنے نام و شہرت
کا شوق ہے اونھون نے اپنے وسیع ملکون مین نعمتہ اور عام
آزادی کا رواج دیدیا ہے کیا اس سخاوت نے اونکو تباہ
کردیا؟ نہین بلکہ اسکے خلاف اونکو آسودہ کردیا کیونکہ ہر ایک
کاشتکار جو اپنی محنت مین خود دل لگانے لگا اوسنے جلد
اپنے تئین ایسی حالت تک پونہچا دیا کہ وہ بہ نسبت غلام کے
زیادہ لگان مالک کو دینے لگا اور علاقہ کی جو آزاد آدمیونکی
کاشت مین آگیا بہت زیادہ قیمت بڑھ گئی۔

فصل ۴

ولی و نابالغ

طفولیت کی ناقابلیت اس امر کی مقتضی ہے کہ اطفال کی
نگرانی و حفاظت اونکے ایام بلوغ تک قائم رکھی جاوے۔
کیونکہ ہر ایک امر اوس ناکامل مخلوق کے لیے کرنا چاہیے

جو خود اپنے واسطے کچھ نہین کرسکتا - اوسکی جسمانی قوت تو سا لہا سال مین تکمیل کو پہونچی ہے مگر اوسکی عقل اور بہی بہت مدت مین پختہ ہوتی ہے کیونکہ ایک خاص عمر تک پونہچکر اوسمین کافی قوت اور جذبات کا مادہ ہوجاتا ہے مگر اس امر کا کافی تجربہ نہین ہوتا کہ اوس قوت اور اون استعمال جذبات کو بجالائے کیونکہ کہا جاے اوسپر موجودہ خواہشون کا تو سخت اثر ہوتا ہے آیندہ کا کچہ خیال نہین رہتا پس ایسے مخلوق کو اون اختیارات کے ماتحت رکھنا چاہیے جو قوانین سے بہی زیادہ قریب الاثر ہون اور اوسکو ایسی سزاؤن اور انعامون کا مطیع رکھنا چاہیے جنکا اثر برابر بلا توقف ہوا کرے اور جو اوس چال چلن کے مطابق ہون جو وہ نابالغ اپنے ایام تعلیم مین رکھتا ہو - (یعنی اچہی چال وچلن ہون تو انعام دیا جاے بری ہون تو سزا دیجاے لڑکون کا انعام یہی ہے کہ کوئی امر اونکی خوشی کے موافق یا اون سے اظہار مسرت کا کردیا جاے) -

اسوجہ سے اور بہی چاہیے کہ اطفال کسی شخص کے قبضہ اقتدار مین رکھے جائین کہ اونکے لیے اونکی زندگی کا طریقہ یا اونکا پیشہ تجویز کیا جاے - یہ تجویز ذاتی حالات اور امیدون اور مذاق اطفال پر مبنی ہے اور اس امر پر منحصر ہے کہ وہ کس پیشہ کو بہ نسبت دوسرے پیشون کے آسانی سے کرسکین گے غرضکہ جس پیشہ مین اونکی کامیابی کی امید ہو وہ

اوسکے لیے تجویز ہونا چاہیے - اِس امر کا فیصلہ کرنا سرکاری
مجسٹریٹ کے لیے مشکل ہے اسکا فیصلہ ہر موقع اور حالت کے
بموجب ہونا چاہیئے اور اسکے فیصلہ کے ہر ایک امر کا علم بالتفصیل
ضروری ہے جو سرکاری مجسٹریٹ کو حاصل نہین ہو سکتا -
یہ اختیارات اون لوگون کو حفاظت اور انتظام مین رکھنے کی
جو اپنی حفاظت اور اپنا انتظام نہین کرسکتے دارڈنشپ یعنی ولایت
کہلاتا ہے یہ ایک قسم کی خانگی مجسٹریٹی ہے جو اوس شخص کی ضروریات
پر مبنی ہے جو اِس انتظام کے ماتحت رکھا جائے اور اِس
مجسٹریٹی مین وہ تمام اختیارات ہونا چاہئین جو اِس مطلب کے
لیے ضروری ہون نہ اوس سے زیادہ -
تعلیم کے لیے جو اختیارات ضروری ہین وہ وہی اختیارات ہین
جس سے اطفال کا طریقہ زندگی و پیشہ معین کیا جاتا ہے مع
اون وسائل ترمیم و تبدیل کے جنکے بغیر یہ اختیارات موثر نہین
ہو سکتے - اور چونکہ خانگی سلطنت یعنی انتظام مین سرمایۂ انعام
کافی جمع رہتا ہے تو جسقدر اِن اختیارات کی تکمیل فوراً اور
تعین اور تبدیلات کے ساتھ ہوتی رہیگی اوسیقدر اُن
اختیارات کی سختی آسانی سے محدود ہو سکے گی -
خانگی انتظام اطفال مین سرمایۂ انعام افراط سے اِسوجہ سے
جمع رہتا ہے کہ اِس عمر مین ہر ایک امر جو اونکی خوشی کے موافق
منظور کر لیا جاسے وہی اونکا انعام ہے -

ان نابالغون کی بسر اوقات کا سرمایہ صرف تین وسائل سے حاصل کیا جاسکتا ہے ایک تو اونھین کی جائداد سے اگر کچھ ہو یا اوس سرمایہ سے جو کوئی شخص اس کام کے لیے بطور خیرات دیدے یا اوس نابالغ کی ذاتی محنت سے —

اگر اوس نابالغ کی ذاتی جائداد ہے تو چاہیے کہ اوسکا ولی اوسکے نام سے اور اوسکے فائدہ کے لیے اوسکا انتظام کرے اور جو کچھ کہ بموجب قاعدۂ مقررہ کے اس امر کی بابت وہ ولی کریگا وہ سب قانوناً جائز ہوگا —

اگر اوس نابالغ کی کوئی جائداد نہین ہے تو یا تو اوسکی پرورش اوسکے ولی کے خرچ سے ہوگی جیسا کہ اوس حالت مین ہوتی ہے جو عام ہے یعنی جبکہ نابالغ کی مان یا باپ ولایت کا کام کرتے ہین یا کسی خیراتی سرمایہ سے اوسکی پرورش ہوگی یا اوسکی ذاتی محنت سے جیسا کہ اگر وہ کسی کارخانہ مین اپرنٹس مقرر کیا جاوے اس شرط سے کہ جب وہ کام کرنے لگیگا جسکی اجرت کامل اوسکو ملے اوسوقت جو کچھ وہ پیدا کرے گا وہ اوسکا ولی بمعاوضہ اون اخراجات کے لیگا جو اوس ولی نے اوسکے لیے اوس زمانہ مین کیے ہین جبکہ اونکا کام کچھ قیمت نہین رکھتا تھا

ولایت کا کام ایک تکلیف دہ بار ہے اور اسوجہ سے یہ کام اونھین کے سپرد ہونا چاہیے جنکو سب سے زیادہ اس کام کے کرنے کی طرف رغبت ہو اور جنکو سب سے زیادہ اوسکے

کرنے مین آسانی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ بات ماں باپ مین ہوتی ہے اونکو اپنی اولاد کے ولایت اپنے ذمہ لینے مین خوشی بھی ہے اور آسانی بھی گو بہ نسبت قانون کے فطرتی محبت اونکی اونکو اور بھی زیادہ اس بوجہ کے اوٹھانے کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ تاہم قانون جو اس بوجہ کو اونپر ڈالتا ہے بالکل بیفائدہ نہین ہے کیونکہ بہت حالتین ایسی ہوتی ہین کہ ماں باپ اولاد کو چھوڑ دیتے ہین پس قانون اس فعل کو جرم بنا دیتا ہے۔

اگر مرتے وقت باپ کسی شخص کو اپنی اولاد کے لیے ولی نامزد کرے تو قیاس کر لینا چاہیے کہ بہ نسبت اور اشخاص کے اوسکو بخوبی واقفیت تھی کہ کون شخص عمدہ طرح سے بطور ولی کے اوسکی اولاد کے لیے قائم مقام اوسکا ہو سکتا ہے لہذا اوسکی خواہش کی ضرور تعمیل کرنا چاہیے بشرطیکہ اِسکے خلاف کافی وجوہ نہوں۔

اگر باپ کسیکو نامزد نکرے تو یہ کام اوس عزیز یا رشتہ دار کی سپرد ہونا چاہیے جسکا فائدہ اسمین ہو کہ خاندانی جائداد محفوظ رکھی جائے جسکی عزت اور محبت اس امر کی ضمانت ہو کہ لڑکے کی مسرت اور تعلیم مین کوشش ہوگی۔ یعنی وہ شخص اس درجہ کا ہو اور اوسمین ایسی محبت اوس لڑکے کی پائی جائے جس سے یقین ہوتا ہو کہ وہ اوس لڑکے کے فوائد اور تعلیم کے لیے کوشش کرے گا۔

اگر کوئی ایسا رشتہ دار نہو تو اوس یتیم کا کوئی دوست مقرر ہونا چاہیے جو اِس کام کو بخوشی منظور کرے یا کوئی سرکاری ملازم اِس خاص کام کے لیے متعین کیا جاوے۔

اون حالات کی طرف بھی توجہ کرنا چاہیے جنسے خاص شخص نا قابل ولایت ہو جانا یا اوس سے ولایت لے لینا ضروری ہوتا ہے مثلاً پیرانہ سالی کثیر العیالی ضعف یا کوئی اور وجوہ پیش بینی کی جنسے کوئی شخص نا قابل ولایت متصور ہو مثلاً یہ امر کہ اوس ولی اور اوس نابالغ کے ذاتی فوائد پیچیدہ ہوں۔

اُن اختیارات ولایت کو بُری طور سے استعمال کرنیکی روک کے لیے اور جو امور ہیں اونکا ذکر قانون فوجداری کے بیان میں آئیگا۔

جسم نابالغ کی نسبت جو اِن اختیارات کا استعمال نہ کیا جاوے وہ جسمانی ضرر میں شامل ہے اور فائدہ ناجائز جو نابالغ کی جائداد کو نقصان پہونچا کر حاصل کیا جاوے ناجائز میں داخل ہے صرف وہ چیز جو لائق غور ہے وہ وہ حالات ہیں جنمیں یہ جرم سرزد ہو یعنی اپنے اختیار کے خلاف کوئی کام کرنا۔ گو اِس سے جرم زیادہ سخت ہو جاتا ہے مگر سزا کو بڑہا نے کے لیے یہی کافی وجہ نہیں ہے بلکہ برخلاف اِسکے جیسا کہ اگر معلوم ہوگا اکثر مواقع پر یہ امر

تخفیف سزا کی وجہ ہوجاتا ہے مثلاً مجرم کی وہ حالت جسمین افتا سی جرم آسان ہو اور جسمین کہ اوسکی درستی آسانی سے ہوسکے اور جسمین کہ خوف اسقدر زیادہ نہو —

پھسلا لینے کی صورت مین جرم زیادہ سخت ہے —

بلحاظ عام نگرانی اور پیش بینی کے اکثر ولایت کی کئی اقسام کی گئی ہین — انتظام جائداد عزیز قریب کے سپرد ہوجاتا ہے جو بہ حیثیت وارث انتظام جائداد مین زیادہ دل لگاتا ہے اور حفاظت ذات نابالغ اوسکے دوسرے رشتہ دار کو سپرد کی گئی ہے جسکا فائدہ اوس نابالغ کی ذات کی حفاظت مین ہے — بعض مقننین نے اور بھی زیادہ پیش بینی کی ہے مثلاً یہ امر ممنوع قرار دیا ہے کہ کوئی ولی اپنے نابالغ کی چیز کو خرید نکرے یا مثلاً اس امر کی اجازت دی ہے کہ نابالغ جب بلوغ کو پہونچے تو اوسوقت سے اسقدر عرصہ کے اندر وہ اوس جائداد کو پھیر لے سکتا ہے جو اوسکے ولی نے بیع کی ہو — پہلا امر تو اسقدر زیادہ تکلیف دہ معلوم نہین ہوتا مگر دوسرے مین خود اوس نابالغ کا نقصان ہے کیونکہ بہ نسبت اس امر کے کہ جو شخص اوس جائداد کو خریدے اوسکو اپنا قبضہ رکھنے کی نسبت بخوبی اطمینان نہین ہے لہذا اوس جائداد کی قیمت گھٹ

جاویگی کیونکہ خریدار اوس جائداد کی ترقی و درستی کیطرف توجہ
نکرے گا اسوجہ سے کہ اوسکو اس امر کا خوف ہوگا کہ اگر اوس
جائداد مین ترقی کیجاوے اور وہ عمدہ حالت مین ہوجاوے تو
اسوجہ سے نابالغ کو اوسکی ترغیب اس امر کی ہوگی کہ اوس جائداد
کو واپس لے بلکہ اگر یہ قاعدہ ہو کہ جائداد نابالغ ہمیشہ نیلام
عام مین بنگرانی مجسٹریٹ کے فروخت ہوا کرے تو ان وزن
امور مذکرہ بالا مین سے کسیکی بھی ضرورت نہین ہے —
بہت ہی صاف و سادہ ذریعہ حفاظت کا یہ ہے کہ کسی شخص
کو اس امر کی اجازت دیجاوے کہ وہ قانونی کارروائیون
مین بمقابلہ ولی کے بطور رفیق نابالغ کام کرے وہ کارروائیان
بمقابلہ ولی کے خواہ بابت کسی بدانتظامی جائداد کے ہون
یا کسی اور غفلت و خلاف ورزی کے ہون جو اوس ولی
نے کی ہو پس اس طرح سے قانون اون لوگون کی حفاظت
جو اپنی خود حفاظت نہین کرسکتے اون لوگون کے ہاتھ مین دیتا ہے
جو اپنی نیکی و خوبی سے اس کام کا انتظام اپنے ہاتھ لیا پسند
کرتے ہین —
یہ نابالغی بہ نسبت ایک حالت محتاجی ہونے کے تبری چیز ہے
اور جب معلوم ہو کہ اوسکو موقوف کردینے سے کوئی زیادہ

خرابی نہ پیدا ہوگی تو اس حالت کو فوراً موقوف اور تمام کر دینا چاہیے —
لیکن سوال یہ ہے کہ ختم نابالغی کے لیے کس عمر کی قید ہے اس امر مین ہمکو عام قیاسات پر عمل کرنا لازم ہے —
انگریزی قانون جسمین بلوغ کی حد ۲۱ سال قایم کی گئی ہے ہمارے نزدیک بہ نسبت رومن قانون جسمین ۲۵ سال حد بلوغ قائم کی گئی ہے اور تقریباً تمام یورپ مین مروج ہے بہتر ہے —
اکیسوین سال مین انسان کے سب قوائے کامل ہو جاتے ہین اور اوسکو اپنی طاقت معلوم ہونے لگتی ہے اور جس امر کو کہ وہ حکومت کے ذریعہ سے نہ مانے صلاح کے ذریعہ سے تسلیم کر لیتا ہے اور اس امر کی برداشت نہین کر سکتا کہ اوسکے گلے ڈوری باندھکر جدھر چاہو لیجاؤ — اور یہ حالت ایسی قوی الاثر ہوتی ہے کہ بجبر خانگی حکومت قائم رکھنے سے اوسمین غصہ پیدا ہوتا ہے اور ایک بدمزاجی آجاتی ہے جس سے سب اوسکے متعلقین کو تکلیف پہونچتی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہین جو کہ حالت بلوغ کو پہونچتے معلوم ہی نہین ہوتی یا کہ بہ نسبت اورون کے بہت دیر کو ایسی حالت پر پہونچتے ہین —
ایسی حالت مین ممکن ہے کہ ایام نابالغی کو اور توسیع دیجاے اور

جیسی ضرورت ہو اوسکے موافق انتظام کیا جاوے

فصل ۴

پدر و اولاد

یہ امر بیان ہو چکا کہ باپ بعض لحاظ سے مالک اور بعض لحاظ سے
ولی اپنی اولاد کا ہے۔ بحیثیت مالک ہونے کی اوسکو حق ہے
کہ اپنی اولاد کے لیے خدمتین متعلق کرے جو اونکو کرنا ہونگی
اور جبتک کہ قانوناً وہ لوگ خود مختار نہو جائین اونکی محنت
کو اپنے فوائد کے لیے کام مین لائے اور اون سے خدمت
لے۔ یہ حق جو باپ کو دیا گیا ہے گویا اون تکالیف اور
اخراجات کا معاوضہ ہے جو اوسنے اپنی اولاد کی تعلیم مین
صرف کیا۔ اور یہ امر اسلیے بہت عمدہ ہے کہ اسکی وجہ سے
باپ اپنی اولاد کی تعلیم مین خوشی سے دل لگائے گا اور
چونکہ باپ اسمین اپنا فائدہ دیکھتا ہے کہ اولاد کو بخوبی تعلیم
دے لہذا یہ امر دونون کے لیے مفید ہے۔

اور بحیثیت ولی ہونے کی باپ پر تمام وہ ذمہ داریان اور
حقوق ہین جنکا ذکر ولایت و نابالغی کے بیان مین آتا ہے
پہلی حیثیت سے یعنی مالکانہ حیثیت تو باپ کا فائدہ ہے اور

دوسری حیثیت یعنی ولایت کی حیثیت سے اولاد کا فائدہ ہی یہ دونون حیثیتین بہ نسبت اور کسی شخص کے باپ مین بہت آسانی سے جمع ہو جاتی ہین کیونکہ باپ کو ایک فطرتی محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے جسکی وجہ سے باپ بجاے اسکے کہ اپنے فائدہ کے واسطے اپنے حقوق کو استعمال کرے اپنے صدہا فوائد کو اپنی اولاد کے لیے ضائع کر سکتا ہے

ابتدائی سرسری نظر مین یہ معلوم ہوگا کہ باپ اور اولاد کے درمیان مین مقنن کو کچھ دخل دینے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اونمین تو فطرتی محبت ہے اور مقنن کو صرف اوس فطرتی محبت پر جو باپ مین ہے اور فطرتی شکرگزاری پر جو اولاد مین ہوتی ہے بھروسہ کرنا چاہیے۔ مگر صرف اس ظاہری خیال سے غلط فہمی واقع ہوتی ہے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ بذریعہ قانون کے باپ کے پدرانہ اختیارات محدود کیے جائین اور اولاد مین ایک رشد اور محبت والدین قائم کیجاے۔

بطور قاعدہ عام ہمکو یہ لازم ہے کہ کوئی ایسے اختیارات نہ قائم کرین جنسے اولاد زیادہ تر نقصان اوٹھاے بہ نسبت اوس فائدہ کے جو باپ کو پہونچے۔

پہلے دنیا مین اس قاعدہ کی پابندی نہین ہوئی کیونکہ وہان بعض ممالک مین باپ کو اس امر کا اختیار دیا گیا کہ وہ بلا لحاظ کسی حد کے

اولاد کو شادی کرنے سے منع کر سکتا ہے۔
اِن پدری اختیارات کی بابت پولٹیکل مصنفین افراط و تفریط مین پڑھ گئے۔ بعضون کی تو یہ رای ہوئی کہ یہ اختیارات ہر شخص کو دیے جائین جیسا کہ رومن نے کیا بعض کی یہ رای ہوئی کہ باپکو کوئی اختیار ہی نہ ملنا چاہیے۔ بعض حکما کی یہ رای ہے کہ اولاد کو اونکے والدین کی جہالت اور تلون مزاجی کے ہاتھ مین نہ چھوڑنا چاہیئے بلکہ اونکی پرورش و پرداخت گورنمنٹ کو اپنے انتظام مین لینا چاہیے اور اپنی رای کی دلیل مین وہ بیان کرتے ہین کہ اسپارٹا اور کریٹ اور قدیم ایران مین بھی یہی رسم تھا۔ مگر اِن حکما کو یہ خیال نہ رہا کہ بسبب اس امر کے کہ اِن ممالک مین زیادہ حصہ آبادی کا غلام لوگ تھے اسوجہ سے یہ انتظام صرف ایک تھوڑے سے لوگون کے لیے تھا جو شہر مین رہتے تھے اور آزاد تھے۔
اِس انتظام مین ایک بڑی مشکل یہ ہوگی کہ لوگون کو اپنے اخراجات کو تقسیم کرنا پڑیگا یعنی ایک حصہ اپنے لیے اور ایک حصہ اپنی اولاد کی تعلیم کے لیے گورنمنٹ کو دینا ہوگا حالانکہ اوس سے اونکا کوئی فائدہ نہین ہے اور یہ حصہ اونپر محض بارگران ہوگا کیونکہ وہ اولاد جو اون سے چھین لیگئی وہ اونکو بالکل ایک شی غیر معلوم ہوگی اور

اسوجہ سے اوس سے اونکو کچہ محبت بہی نرہےگی جسکی وجہ سے یہ خرچ اونکو گران نہ گذرتا — دوسری خرابی یہ ہوگی کہ اونکی اولاد ٹہیک طور سے اوس پیشہ اور کام کے لیے طیار نہ کیجاویگی جسکے لیے اوسکو طیار رہونا چاہیے کیونکہ اس امر کا تجویز کرنا کہ کس پیشہ اور کام کے لیے ان لڑکون کو طیار کرنا چاہیے ایسے مختلف حالات پر موقوف ہے کہ اسکی تجویز صرف والدین ہی کرسکتے ہین کوئی دوسرا صحیح طور سے اس امر کو تجویز نہین کرسکتا کہ کون طریقہ و پیشہ زیادہ مناسب حال اون لڑکون کے ہے اور کسکی اونکو امید ہے اور کسکی طرف اونکی توجہ ہے اور کس پیشہ سے اونکو مناسبت ہی — علاوہ اسکے اس انتظام مین جس سے کوئی فائدہ والدین و اولاد کی باہمی محبت کو نہین پہونچتا خاندانی شگفتگی اور جوش کو نقصان عظیم پہونچے گا کیونکہ ماں باپ کو وہ مسرت جو حاصل رہتی نہوگی جو اوسوقت ہوتی جبکہ وہ ایک نئی نسل کو اپنے گرد پہلتے پہولتے دیکہتے لہذا زوج اور زوجہ کا باہمی تعلق بہی ضعیف ہوجاویگا — کیا اب بہی وہ اپنی اوس اولاد کی آیندہ مسرت کے لیے سرگرمی کرینگے جو اون سے لے لیگئی اور جسکا کچہ تعلق اون سے نرہا؟ — اور کیا اونکو اس صورت مین بہی وہی محبت قائم رہےگی جبکے معاوضہ کی اونکو کچہ امید نہین ہے؟ اور کیا محبت اوس سرگرمی سے ہوگی جیسی کہ اوسوقت مین ہوتی جبکہ

محبت پدری اوسکو ہلا دیگی اور کیا خانگی اور غیر خانگی محبتیں ہنوی عام عام کے لیے کم فائدہ مند نہو جائینگی۔ اور آخری دلیل یہ ہے کہ فطرتی انتظام جسمیں تجویز طریقہ و بار تعلیم سب والدین پر ڈالا جاتا ہے یہ ایک نوع کا سلسلہ امتحانات کا ہے جس سے طریقہ عائمہ کی تکمیل ہو۔ ہر چیز کی ترقی اور اوسکی تکمیل اس طرحسے ہوتی ہے کہ ہر ایک کی خواہش ہو کہ دوسرے نسے بڑھ جاسے اور اوسمین مختلف رای ظاہر کیجائیں اور مختلف طبع آزمائیان ہوں خلاصہ یہ کہ مختلف قسم کی خواہش ہوں۔ پس اگر ہر جگہ تعلیم اطفال ایک قانونی اختیارات کی شکل میں ہو جاے تو غلطیاں اور نقصانات دائمی ہو جائیں اور کچھ ترقی نہو۔

ایک وہمی خیال اور رای کی نسبت میرا اسقدر بھی لکھنا فضول تھا لیکن یہ وہمی راے افلاطون کی ہے جس رای سے ہمارے زمانے کے بڑے بڑے لائق مصنفین غلطی میں پڑ گئے ہیں اور جسنے رسوئیس اور ہوبس کو غلطی میں ڈالا ہے اور ممکن ہے کہ اور بھی بہت لوگ اس رای کے طرفدار ہیں۔

فصل پنجم

عقد نکاح

کسی لحاظ سے اس عقد نکاح کو دیکھیے لیکن اس عمدہ اور اعلے ترین معاہدہ کی خوبی سے زیادہ اور کوئی خوبی دلپر اثر کرنیوالی

نہیں ہے۔ معاہدہ نکاح جماعتوں کا شیرازہ اور تہذیب کی بنا ہے
نکاح سے بلحاظ معاہدہ ہونے کے عورت کو نہایت سخت
اور ذلیل حالت غلامی سے نکالا ہے۔ اسی نے کثیر التعداد جماعتوں کو
جدا جدا خاندانوں میں تقسیم کردیا اسنے ایک خانگی مجسٹریٹی قائم
کردی اسنے تمدن کی بنا ڈالی اسنے بذریعہ اوس محبت کے جو انسانکو
اپنی آیندہ نسل سے ہوتی ہے لوگوں میں پیش بینی کی عادت ڈالی
اور اپنے سوشیل یعنی باہمی محنتوں کو ترقی دی۔ اگر ایک لمحہ بھر
اس امر کا خیال کیا جاوے کہ اگر یہ طریقہ نکاح نہوتا تو کیا حالت ہوتی
تو معلوم ہوگا کہ اسکے کسقدر فوائد ہیں۔

اس عقد نکاح کے متعلق سات سوال ہوسکتے ہیں۔

۱۔ کن لوگوں کے ساتھہ نکاح جائز ہونا چاہیے۔
۲۔ اور نکاح کے قیام کے لیے کیا مدت قائم کرنا چاہیے
۳۔ اور اوسکے شرائط کیا ہونا چاہیے۔
۴۔ کس عمر میں اسکا انعقاد ہونا چاہیے
۵۔ اور کسکی خوشی اور تجویز پر۔
۶۔ اور کس تعداد کے لوگوں میں۔
۷۔ اور کن دستورات کے ساتھہ۔

دفعہ اول

کن لوگوں کے ساتھہ نکاح جائز ہوگا۔

امعین اگر ہم تاریخی حالات کی پیروی کریں تو ہم نہایت دقت
مین پڑینگے بلکہ اون مختلف اور متضاد رواسم سے یہ امر محال
ہے کہ کوئی خاص اور معین قاعدہ نکالا جاسکے — اور انعقادات
کے لیے جنکو ہم نہایت ناجائز سمجھتے ہین بہت عمدہ اعلے مثالین
تاریخ مین مل سکتی ہین جنسے وہ جائز ہوجائیں اور ایسی ہی مثالین
اون انعقادات کی ممانعت ثابت کرنے کے لیے مل سکتی ہین جنکو
ہم بالکل جائز تصور کرتے ہین — ہر ایک شخص بطور خود اسکا دعوے
کرتا ہے کہ اس امر مین وہ قانون فطرت کا تابع ہے اور ہر چیز کو
جو اوسکے ملکی قانون نکاح کے خلاف ہے نہایت نفرت سے
دیکھتا ہے — اب فرض کرو کہ ہم بالکل ان مضامین اور کل
قوانین سے ناواقف ہین اور اصول یوٹلٹی کے لحاظ سے دیکھو
کہ کن لوگون مین نکاح ہونا مناسب ہے اور کن مین ممنوع ہونا
چاہیے — اگر ہم اندرونی حالت پر ایک خاندان کی غور کرین
جو مختلف اشخاص پر مشتمل ہے اوسمین مختلف عمر کے لوگ ہین
کوئی عورت کوئی مرد ہے اونکی مختلف طبائع اور ذمہ داریان
ہین مثلاً کوئی کسیکا بیٹا ہے اور اسوجہ سے اوسکا تابع ہے کوئی
کسیکا باپ ہے اور اسوجہ سے اوسکا متبوع ہے تو ہمارے
دلمین فوراً مضبوط دلائل اس امر کے منقش ہوجاینگے کہ اوس
خاندان کے بعض اشخاص کا بعض اشخاص سے چند قسم کے

تعلقات کا ہونا ناجائز ہے - اور ایسی بھی دلیل ہے جو تعلق عقد کو منع کرتی ہے وہ دلیل یہ ہے کہ باپ یا دادا یا چچا جو بجائے باپ کے ہے ممکن ہے کہ اپنے اختیارات کا استعمال بد کرے اور لڑکی کو اس امر پر مجبور کرے کہ وہ اون اشخاص کے ساتھہ عقد کرے جو کہ اوس لڑکی کو نہایت نفرت خیز معلوم ہوگا۔ پس اسوجہ سے ان لوگون کے ساتھہ لڑکی کا عقد جایز بھی نہ رکھنا چاہیے - جسقدر کہ اس امر کی ضرورت ہے کہ ان رشتہ دارونکو لڑکی پر اختیارات دیے جائین اوسیقدر یہ بھی ضرور ہے کہ ان لوگونکے لیے کوئی وجہ ترغیب باقی نہ رہے اس امر کی کہ وہ اپنے اختیارات کو برے طور سے استعمال کرین -

لیکن یہ تکلیف اور خرابی جسکا ذکر ہوا صرف قلیل تعداد کے حالات مین کہی جاسکتی ہے جنکو محرمات کہتے ہین اور بہت مضبوط نہین ہے مگر صحیح دلیل چند خاص تعلقات کے ممنوع ہونیکی یہ ہے کہ اونکے جایز رکھنے کی صورت مین خوف ہے کہ چال چلن عموماً خراب ہوجائین یعنی بلا عقد و نکاح کے یہ فوری معاملات ہوجایا کرین کیونکہ اگر رشتہ داران قریب ہین جو نہایت ہی بے تکلفی سے ساتھہ رہتے ہین کوئی مانع درمیانی نہو تو اونکا ہمیشہ ساتھہ رہنا اور بے انتہا مواقع تنہائی وغیرہ کے اور خود اونکی باہمی محبت اور نیک نیتی کے بوسہ اور پیار اون مین ایک نہایت مضر شہوت نفسانی

پیدا کرتی ہیں اور اسصورتمین گھر و خاندان جو ایک مقام راحت ہوتا ہے
اور جہان امن و آرام قائم رہنا چاہیے اور جہان روح کو بعد
اوٹھانے دنیا کے تکالیف اور مشقتون کے راحت و چین ملنا چاہیے
خود ایک سبب بے امنی اور حسد اور رقابتون اور مشتعل شہوات
نفسانی کا مقام ہوجائیگا —
شبہات کی وجہ سے اعتبار جاتا رہیگا دلکی نرم اور عمدہ جذبات
مٹ جائینگے اور بجای انکے دائمی عداوتین اور کینے قائم ہونگے اور
کدخدا کی پاکدامنی جو ایک بہت قوی شی لوگونکو اوسکے ساتھ عقد
کرنے کے لیئے ترغیب دہ ہی بالکل لاتو یقین نرہے گی — اور جوان
لڑکی جو ایک ہی گھر مین رہتی ہے اگر کوئی مانع نہو تو اونکے لیئے ایک
جال ہوگا جس سے وہ بہت مشکل سے بچ سکتی ہین — یہ
تکالیف چار اقسام مین تقسیم ہوسکتی ہین —
۱ - خرابی رقابت - یعنی وہ خرابی جو اوس واقعی یا خیالی رقابت
سے پیدا ہو جو ایک شخص کدخدا اور اوسکے اعزا و اقارب مین ہوجاے
۲ - عقود نکاح کا رک جانا یعنی اس امر کی خرابی کہ لڑکیان ایسے
مواقع سے محروم رہینگی جسمین وہ بذریعہ عقد کے اپنا ایک دائمی
اور فائدہ مند گھر بنا سکتی ہین کیونکہ ان لوگون کا اعتبار جو شادی
کرنا چاہتی ہین اُن لڑکیون پر نرہے گا —
۳ - خانگی انتظام کا فتور - یعنی وہ تعلقات باہمی جو اُن لوگون مین

جنکو حکمرانی کرنا چاہیے اور ان لوگون مین جنکو اطاعت کرنا چاہیے اوس جانے نمینگے یا کم سے کم یہ ہوگا کہ وہ اختیارات تعلیم و تربیت کے جو بالعنوان اسکے فائدہ کے لیے اونکے افسر خاندانکو یا اونکو جو اس خاندان کے ہوں اون شانون پر نافذ کرنا چاہیے وہ ضعیف ہوجاتے نگے - جب باپ مین اور اوسکی لڑکی مین تعلق خراب پیدا ہوگیا تو کیا حکومت باپ کی اوسپر قائم ہوسکتی ہے - ۶

۴ - نقصانات طبعی صحت و طاقت کے وہ نقصانات جو کم عمری سے ایسے امور مین مشغول ہوجانے سے پیدا ہوتے ہین -

فہرست محرمات

کسی شخص کو ذیل کے اشخاص کے ساتھ عقد نکاح نکرنا چاہیے

۱ - اپنے باپ یا دادا پردادا وغیرہ کی جورو یا بیوہ کے ساتھ تکالیف نمبر ۱ و ۴ و ۱

۲ - اپنی نسل کے ساتھ - تکالیف نمبر ۲ و ۳ و ۴ -

۳ - نسل کے ساتھ - تکالیف نمبر ۲ و ۳ و ۴ -

۴ - اپنے چچا یا ماموں کی زوجہ یا بیوہ کے ساتھ - تکالیف نمبر ۱ و ۳ و ۴ -

۵ - اپنی بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ - تکالیف ۲ و ۳ و ۴ -

۶ - اپنی ہمشیرہ کے ساتھ - تکالیف ۲ و ۴ -

۷ - اپنی زوجہ کی نسل کے ساتھ - تکالیف ۱ و ۲ و ۳ و ۴ -

۸ - اپنی زوجہ کی ماں کے ساتھ - تکالیف ۱ -

۹ - اپنی نسل کی بیوہ یا زوجہ کے ساتھ مثل بہو وغیرہ کے - تکالیف نمبر ۱ -

۱۰- اپنی باپ کی زوجہ کی دختر کے ساتھ جو پہلے شوہر سے ہو یا اپنی مان کی شوہر کی دختر سے جو پہلی زوجہ سے ہو- تکالیف نمبر ۲ و ۴-
مجموعہ قانون کے ساتھہ ایک ایسی ہی فہرست اُن عورات کی ہونا چاہیے جو محرمات سے ہین یہان اوسکا ذکر محض تکرار ہے-
اب سوال یہ ہے کہ آیا اپنی زوجہ متوفی کی بہن کے ساتھہ عقد نکاح جائز ہوگا یا نہین-
اسکے جواز اور عدم جواز دونون کے لیے دلائل موجود ہین-
عدم جواز کی دلیل تو یہ ہے کہ جب کسی عورت شوہر دار کو معلوم ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرے شوہر کا عقد میری بہن کے ساتھہ ہوسکتا ہے تو اون دونون بہنون مین ایک مادہ رقابت کا پیدا ہوجائیگا اور اسکے جواز کی دلیل یہ ہے کہ زوجہ متوفی سے جو بچے ہین اونکا فائدہ ہی کیونکہ جب اونکی مان مرجاے تو کیا عمدہ فائدہ ہی اگر اونکی خالہ اونکی سوتیلی مان ہو جائے اور اس سے زیادہ اور کوئی طریقہ نہین ہی جس سے وہ عداوت فطرتی گھٹائی جاے جو بچون اور اونکی سوتیلی مان مین ہوتی ہی- اور یہ دلیل جواز عقد کے زیادہ قوی ہی بہ نسبت دلیل عدم جواز کے- اور اس خوف رقابت کو کم کرنے کے لیے زوجہ کو اختیار قانونی دینا چاہیے کہ وہ اپنی بہن کو منع کرے کہ وہ گھر مین نہ آیا کرے- اگر زوجہ اپنی بہن کا اپنے گھر مین آنا پسند نہین کرتی تو کوئی وجہ قانونی نہین ہی کہ شوہر اس امر کا

خواہش کرے کہ اوسکی سالی اوسکے گھر مین آوے -
دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا کوئی شخص اپنی بھائی کی بیوہ کے
ساتھہ عقد کرسکتا ہے یا نہین - یہان بھی جواز اور عدم جواز
دونون کے دلائل موجود ہین - عدم جواز کی دلیل وہی خوف
رقابت ہے اور جواز کی دلیل بھی وہی اولاد اور بچون کا فائدہ -
لیکن یہ دونون دلائل ضعیف ہین - کیونکہ مثلاً زید کے بھائی کو جو زید
کے گھر مین ایک شخص غیر ہی زیادہ اختیارات نہین ہین اور وہ زید
کی زوجہ کو بغیر زید کی اجازت کے نہین دیکھہ سکتا - لہذا اوسکی نسبت
رقابت کا خیال ایسا ہی کم ہی جیسا کہ شخص غیر کی نسبت ہی پس یہ دلیل
عدم جواز کی بالکل معدوم ہوگئی - اب دوسری دلیل کا حال سنیے
اولاد کے لیے سوتیلے باپ کا کچہ خوف نہین ہی اگر مان اپنی سوتیلی اولاد
کی دشمن نہو تو تعجب ہی مگر باپ اکثر اپنی سوتیلی اولاد کا دوست
ہوتا ہی اور اوسکا مربی ثانی بنتا ہی - اور وجہ اس اختلاف کی یہ ہی کہ عورت
تو مطیع اپنی شوہر کی ہوتی ہی اور شوہر مالک ہوتا ہی اسوجہ سی عورت ضعیف
ہی لہذا اوسکی دلمین سوتیلی اولاد سی حسد اور عداوت پیدا ہوتی ہی فطرتاً مرد جو
قوی ہی اور مالک ہی اوسکو اپنی زوجہ کی دوسری اولاد سی کوئی وجہ بغض کی
نہین ہے - چچا و ماموان بیشتر ہی سے اپنے بھتیجے اور بھانجون کے ساتھہ دوست
ہین لہذا بھتیجون اور بھانجون کو کوئی فائدہ نہین ہے اگر اونکی
مان اونکے چچا کے ساتھہ عقد کرے کیونکہ اگر اونکی مان کسی

شخص غیر کے ساتھ عقد کرے اور وہ انکا سوتیلا باپ انکا دشمن ہوتا تب بھی بیچاری اپنے چچا کی حفاظت و نگرانی سے بہت اپنے تئین مستفید کر سکتی اور اگر وہ ان کا سوتیلا باپ انکا دوست ہوتا تو ان کے دو ولی اور مربی ہو جاتے یعنی انکا سوتیلا باپ اور ان کا چچا الا اگر ان کی ماں ان کے ساتھ عقد کر لیتی تو صرف ایک ہی ولی انکا ہوتا ہے یعنی وہی شخص جو انکا چچا بھی ہوتا اور سوتیلا باپ بھی پس دلیل جواز اور عدم جواز معاملہ مستذکرہ بالا دونون ضعیف ہین لیس فوائد آزادی اس پر زور دیتے ہین کہ ایسے عقد جائز ہونے چاہین۔ بعض وجہ کہ اقارب کے ساتھ عقد ناجائز ہونے کے جو دلائل ہین نے بیان کئے عام صاحبان اخلاق یعنے علم تہذیب کے عام جاننے والے بجاے ان دلائل کے بلا اس امر کی تکلیف اوٹھائے کہ ماہیت مسائل کی تحقیقات کرین سیاست مدن کے ان مسائل کو سہل اصول طور سے فیصلہ کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ فطرت خود ان اقسام عقود سے نفرت کرتی ہے اور اسوجہ سے یہ عقود ممنوع ہین۔ صرف یہ دلیل کسی امر کے ممنوع ہونے کے لئے کافی نہین ہے اگر درحقیقت کسی فعل سے انسان کو نفرت ہو تو اوس فعل کو ممانعت کے لئے کچھہ قانون بنانے کی ضرورت نہین ہے

کیون کہ جس چیز کے کرنیکی خود انسان خواہش نہین کرتا
تو اوسکی مخالفت کی کیا ضرورت ہے اور اگر درحقیقت انسان
کو اوس فعل سے نفرت نہین ہے تو یہ دلیل ختم ہو گئی اور
عام درجہ سے صاحبان اخلاق اوس فعل متنازعہ کی مخالفت
کی نسبت اور کوئی دلیل پیش نہین کر سکتے کیون کہ اونکی تمام
بحث جو فطرتی نفرت پر مبنی تھی وہ اولٹ گئی اور معلوم ہوا
کہ اوس فعل سے انسان کو نفرت نہین ہے۔ اگر چہ فطرت
پر منحصر ہو یعنی دلکی خواہش پہ تو ہم کو اسیطرح فطرت کے
ہر فیصلہ کی متابعت کرنا چاہیے چاہے وہ کسی قسم کا ہو۔
اگر وہ عقود جنسے فطرت کو نفرت ہے ممنوع کئے جائین
تو ضرور ہے کہ وہ عقود جنسے فطرت کو مسرت ہے جائز
رکھے جائین کیون کہ وہ فطرت جو کسی چیز سے نفرت کرتی
ہے بہ نسبت اوس فطرت کے جو کسی چیز کو پسند کرتی یا اوسکی
خواہش کرتی ہے کچھہ مرجح اور لایق لحاظ نہین جیسے ایک
فطرت ہے ویسی ہی دوسری فطرت ہے۔ ایسا بہت کم
ہوتا ہے کہ شہوت نفسانی اون اشخاص کے ساتھہ پیدا
ہو کہ جنکے ساتھہ عقد ممنوع ہونا چاہیے۔ ایسے لوگون
مین اس قسم کا عشق پیدا ہونے کے لئے ضرور ہے
کہ ایک درجہ کا فوری تعجب ہو اور ایک اثر پیدا ہو جو فوراً

ایک جدید و عجیب چیز دیکھکر ہوتا ہے یہی چیز ہے جسکو
شعرا نے ایک اندیشہ کے ساتھ تشبیہ دیا ہے جنکو
پاس تیر و ترکش ہو اشخاص جو اوس عمر سے ایکدوسرے
کو جانتے ہین اور ایک دوسرے کو دیکھنے کے عادی
ہو رہے ہین جب عمر مین نہ تو وہ کوئی خواہش رکھہ سکتے تہے
نہ اوسکی امید کا خیال کرتے تھے تو وہ لوگ تمام عمر اوسی
نظر سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہینگے اور ایسے میلان
خاطر یا خواہش کی ابتدائی کے لیے کوئی زمانہ معین نہ ہوگا
اور ان کی باہمی محبت جس طریقے پر چلی ہے اوسی طریقہ
پر چلتی رہیگی جیسے کہ دریا کہ جسنے ایک راستہ اپنا کاٹ لیا ہو اور
اوسکو تبدیل نہ کرے ۔ پس تو فطرت کافی طور سے اصول
پولٹکس کے موافق ہے لیکن یہ کافی نہین ہے کہ صرف فطرت
ہی پر بھروسہ کیا جاوے بہت سے حالات ایسے ہونے
ہین جس مین کہ اگر قانونی ممانعت نہو یا جمہوریہ کی نظرین عیب
نہ سمجہا جاوے تو ایسی خواہشین دلمین پیدا ہوجاتی ہین
اور اسی قسم کے یقین کی ہوس کا جوش ہوتا ہے ۔
جب مصریون کی سلطنت یونان مین تھی تو ولیعہد ہمیشہ
اپنی ایک بہن کے ساتھ اپنا عقد کرتا تہا شاید اس رسم
سے مطلب یہ ہو کہ رعایا مین سے کسی کے ساتھ یا خاندان

غیر کے ساتھ تعلق کرنے میں حفاظت کیجاے اس وجہ
مین پچھلے سلاطین مین اس قسم کے عقود شادیان
خرابیون سے محفوظ رہین جو خرابیان کہ ان عقود سے اوسوقت
نتیج ہوتین جبکہ عامہ لوگون مین ایسے عقود ہوتے
ہین۔ شاہی دولت و تونگری ایسی چیز ہے کہ پادشاہ
بالکل تنہا اور بلا تعلق رہ سکتا ہے مگر عامہ رعایا کے لیے
مین ایسا نہین ہوسکتا اور اسوجہ سے اون مین ایسے
عقود جاری ہون تو وہی خرابیان نکلین جنکا ہم ذکر کرچکے
ہین۔ زمانہ حال مین بھی سی حکمت عملی کی وجہ سے ایسے
افعال کیے گئے ہین۔ مثلاً ہمارے ہی زمانہ مین سلطنت
پورچگل نے بھی ایک ایسا ہی قاعدہ نکالا تھا جو مصریون کے
قاعدہ سے کچھ بہت مغایر نہین ہے یعنے ایک پادشاہ زادی
نے جو حکمران تھی اپنے بھتیجے کے ساتھ شادی کی تھی لیکن
پادشاہ اور بڑے بڑے لوگ اگر جب کوئی فعل قبیح کرتے
ہین تو اوس زمانہ کے عقلا و علما رلوگ لیتے ہین تاکہ وہ
لوگ اوس فعل کو کسی اور صورت مین لاکر اوسکی تادیب
کردین لیس تو بر ایسے ڈھنگ لوایسی اجازت نہ دے
سکے کہ پھوپی و بھتیجے مین شادی کرادین مگر لوگ اون
سے کچھ توضیح ہوسکے وہی تکالیف و خرابیان اون

تعلقات کی اون لوگون کے لئے نہین ہین جو ان تعلقات کو
کرین بلکہ خرابی آمین سے کہ اگر ایک شخص ایسا کرے تو وہ نظیر
ہوجاوے اور پھر دوسرے بھی ایسا کرنے لگین اگر ایک شخص
کو اجازت دیجاوے تو پھر وہ لوگ جو ممنوع رہین اون کو یہہ
ممانعت ظلم معلوم ہونے لگی بوجہ جو سب پر برابر نہین ہے
تو جو شخص تنہا کہ اوس بوجھہ کو اٹھائی نے ہے تو اوسکو وہ بوجہہ
بہت بہاری معلوم ہوتا ہے یہہ ہی لوگ کہتے ہین کہ یہہ
شادیان ایک ہی خون سے لوگون مین نسل کو ضعیف کردیتی
ہین اور اسوجہ سے خاندانون کی اول بدل اور مختلف قسمون
کو ملانے کی جیسی جانورون مین ضرورت ہے ویسی
آدمیون مین۔ یہہ دلیل اوس صورت مین قوی ہے جب
کہ اس بات کا گمان ہو کہ اگر باہمی عزیزون مین شادی کا ہونا
ممنوع نہ ہوجاوے تو یہہ رسم عام ہو جائیگا اسیقدر کافی ہے
کہ اس دلیل کی بیہودگی دکہا دیجائے اور زیادہ اس پر بحث
کی ضرورت نہین ہے بلکہ چونکہ یہہ دلیل ہمارے مدعا کے
موافق ہے لہذا اسقدر بھی اوسکی نسبت کہنا بیکار ہے مگر جو
یہہ ہے کہ عمدہ اور ضروری مطلب کے لیئے بہتر ہے کہ جھوٹے
اور ضعیف دلائل اوسکے ثبوت مین ہون اون کو جدا کردے
بعض نیک نیت اشخاص کی یہ رائے ہے کہ سچے اور عمدہ اخلاق
کو ثابت کرنے کے لئے اگر جھوٹے دلیلین بھی ہون تو اونکو

بھی رہنے دے مگر یہہ ویسی ہی غلطی ہے جیسے کہ بعض آدمی
سمجھتے ہین کہ فریب اور جھوٹ سے بھی اگر مذہب کی تائید و مدد
ہو سکے تو کرتے ہے وہ لوگ بجائے اسکے کہ مذہب کو مضبوط کرین اسکو
مخالفین سے ہنسواتے ہین اور توہین کرواتے ہین خراب دلکے
آدمی جب کسی لغو و جھوٹی بحث کو ثابت کر دیتے ہین تو وہ یہہ
دعوے کرتے ہین کہ ہم نے اخلاق پر بہی فتحمندی حاصل کی-

دفعہ ۲. کس مدت کے لیے یہ معاہدہ عقد ہونا چاہیئے اور
طلاق کیا چیز ہے۔ اگر اس معاہدہ عقد کے قیام کے لئے
قانون کوئی مدت نہ معین کرے اور ہر ایک شخص کو اختیار رہے
کہ مثل اور معاہدات کے جس مدت کے لئے چاہے اس معاہدہ
کو کرے قلیل مدت کے لئے یا زیادہ مدت کے لئے تو دیکھنا چاہئے
کہ آزادی کے بدولت یعنی اگر آزادی بہی قایم رہے تو عام رواج
اور عام انتظام کیا ہوگا آیا موجودہ رواج و انتظام کے بالکل
خلاف کوئی انتظام ہوگا یا نہی-

ایسی صورت مین نتیجہ یہہ ہوگا کہ عقد کرنے سے ممکن ہے کہ کسی
شخص کا مطلب یہی ہو کہ شہوت نفسانی کو جو ایک فوراً گذر جانے
والی چیز ہے بجھالے اور جب یہہ شہوت نفسانی دفعہ ہوگئی
تو اوس شخص کو اوس وصال کا فایدہ تو حاصل ہوگیا اور اولکی
تکالیف اوسکو کچھہ نہ اوٹھانا پڑی مین۔ مگر عورت کا حال برخلاف
اسکے ہے اس معاہدہ عقد کے جو نتایج مین وہ اس بیچاری کے

لیے دائمی اور بار گران ہین مثلاً جب وہ حاملہ ہونے کی تکلیف اور
بچہ پیدا ہونے کی تکلیف اوٹھا چکی تب بھی اوسکو اپنے بچہ
کی پرورش اور اوسکی مان بننے کی تکلیف اوٹھانا پڑے گی ؛
پس ایسی صورت مین عورت اگر پہلے سے اپنے لئے اور
اپنے بچون کے لئے جنکی پرورش و پرداخت اوسکو کرنا ہوگی
ایک شوہر جو اوسکی حفاظت و پرداخت کرنے نبا لے تو
اس وصال سے جسکا اوپر ذکر ہوا مرد کو تو مسرت حاصل ہوگی
مگر عورت کے لئے اوسکی تکالیف کی ابتدا ہے اور نتیجہ اوسکا
تباہی و ہلاکت ہے عورت کی جب شادی ہوتی ہے تو وہ
گویا زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ اے میرے شوہر مین
اپنے تئین تجھے دے ڈالتی ہون مگر تو میری ضعیفی کیحالت مین
میرا سرپرست ہوگا اور ہم لوگون کے باہمی وصال کے جو ثمر
ہون گے اون کی تو پرداخت کریگا پس اس مقام سے شوہر
و زوجہ کی شراکت ہوتی ہے اور سالہا سال تک قایم رہتی ہے
گو چاہے ایکہی اولاد کیون نہ ہو اور جون جون اولاد ہوتی جاتی
ہے دونون کے وصال کی گرہ اور مستحکم ہوتی جاتی ہے جون
جون وقت گذر جاتا ہے معاہدہ طویل ہوتا جاتا ہے اور جوحد
کہ اولاد اوسکے لئے مقرر ہوئے تھے وہ آخرالامر معدوم ہوجاتی
اور اہی عرصہ مین ایک نیا سلسلہ باہمی ستر و خدمات کا سوجاتا
ہے بجز جبکہ مان کو اور اولاد کے پیدا ہونے کی امید ہو نیز

رہتی اور باپ اپنے بچون کی پرورش کے لئے انتظام کرتا ہو تب بھی کیون ان دونون مین جدائی کی امید نہین ہوتی ہے اور جب اسقدر مدت تک دونون آدمی ایک ساتھ رہ چکے ہون تو اون کو پھر کبھی کا خیال بھی نہین ہوتا اور رفتار ون رشتون سے اون کے دل باہم بستہ ہو جاتی ہین جو صرف موت ہی سے جدا ہو سکتے ہین اور اولاد اون دونون کی محبت کا مرکز ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے ایک نیا سرمایہ عشرت اور امیدون کا پیدا ہوتا ہے اور اس محبت و التفات کی وجہ سے جو مان و باپ دونون کو مشترکہ اولاد کے ساتھ ہے اور جسمین دوسرا شریک نہین ہے وہ دونون لازم و ملزوم ہو جاتی ہین اور پھر ایک دوسرے سے جدا نہین ہو سکتے - پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معمولی طریقہ دو اشخاص کے باہمی شادی کا یہی ہے کہ تمام عمر کے لئے ہو اور جبکہ ہم عورتون مین اسقدر پیش بینی کا ہونا فرض کر لیتے ہین جس سے کہ وہ اپنی دلی اغراض کی حفاظت کر لیتی ہین تو کیا باپ اور ولی مین جنکا تجربہ بڑھا ہوتا ہے یہ پیش بینی نہ ہوگی - اور اس شادی کے عقد دائمی ہو سکنے مین عورتون کا ایک اور فایدہ بھی ہے قاعدہ ہے کہ عمر اور حمل اور پرورش و پرداخت اولاد اور خود مقاربت سے عورت کا حسن و جمال کم ہو جاتا ہے اور اسوجہ سے عورت کو ہمیشہ اس امر کا خیال رہتا ہے کہ جب اوسکی عمر زیادہ ہوگی تو

اوسکا حسن گھٹ جاییگا مگر مرد کی قوتین اور خواہشین اسوقت ترقی کرتی ہون گی۔ اور اوسکو یہہ امر بھی معلوم رہتا ہے کہ جب اوسکی جوانی ایک مرد کے ساتھہ صرف ہو گئی تو پھر اوسکو دوسرا شوہر مشکل سے ملیگا مگر مرد کے لئے یہ اشکال نہین ہے اور ان وجوہ سے عقل اور بینش بینی عورت نو اس بات کی طرف مائل کریگی کہ وہ اپنی نکاح کی شروط مین حسب ذیل ایک شرط اور بڑھالی (مین اپنے تئین تیرے حوالہ کرتی ہون مگر تجھے یہ اختیار نہ ہوگا کہ تو بلا میری مرضی کے مجھے چھوڑ دے) مرد بھی اسکے بدلہ مین اسی قسم کا معاہدہ کریگا اور اسطرح سے فریقین کیطرف سے کامل معاہدے ہون گے جو فریقین کی مسرت پر مبنی ہین۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ عقد دوامی درحقیقت فطرتی عقد ہی جو خاندان کی حالتون اور ضرورتون کے مناسب ہے اور عام طور سے افراد جماعت کے لئے مفید ہے۔ اور اگر اوسکے لئے کوئی قانون بجز اوس قانون کے جو عموماً شادی کو جائیز رکھتا ہے نہ بھی ہوتا تب بھی طریقہ عقد دوامی کا زیادہ مروج ہوتا کیونکہ فریقین کے باہمی فوائد کے لئے یہہ طریقہ مناسب ہے۔ مرد کی محبت عورت کی محبت اور بینش بینی اور عقل دوربینی و محبت والدین کی سب اسکی مقتضی ہین کہ یہ تعلق نکاح دوامی ہو۔ لیکن اگر عورت یہ دقت بھی ترک

نکاح مین زاید کرے تو کیا سمجھا جائیگا (ہم لوگ کبھی جدا
نہ ہون سگے کہ ایک دوسرے سے جدا ہون گو ہم لوگ
آیندہ ایکدوسرے سے اوسیقدر نفرت کرنے لگین جسقدر کہ
آج محبت کرتے ہین) یہ شرط ایک نہایت احمقانہ فعل ہے
اسمین ایک ایسی مفسد اور خلاف عقل بات ہے کہ جس سے
اس شرط کو دیکھتے ہی ایک خوف پیدا ہوتا ہے ہر شخص
سمجھتا ہے کہ یہ فعل کیسا تعجب کا ہے اور انسانیت کا مقتضی یہی
ہے کہ یہ فقرہ نکال ڈالا جاے - لیکن عورت یا مرد اسکی جرأت
نہین کرتی کہ یہ واہیات اور ظالمانہ فقرہ بڑہا دیا جاے بلکہ
قانون اس بار کو دونون فریق پر ڈالتا ہے اور شرط غیر ممکن الاتحاد
لگاتا ہے، فریقین معاہدہ کی عین حالت جوش وخروش و
مسرت مین قانون یک بیک گر پڑتا ہے اور کہتا ہے کہ تم
شادی تو بامید مسرت کرتے ہو مگر مین تم کو اطلاع دیتا ہون
کہ تم ایسے قید خانے مین داخل ہوے ہو جسکا دروازہ
پھر کبھی نہ کھلے گا اور مین پھر تمہاری آہ وزاری کو نہ سنونگا
اور گو بیڑیون کی رگڑ سے تم ایک دوسرے کو کتنا ہی زخمی کر
کر ڈالو مگر مین تمہاری بیڑیان نہ کھلنے دونگا - یہ یقین کرنا کہ
یہ جوش عشق جسمین کہ پھر شادی ہوتی ہے کامل ہے اور یہ
خروش جو محبت کا اوسوقت ہوتا ہے وہ ہمیشہ رہے گا اون بچون
کا کام ہے جنکو عشق نے اندھا کر دیا ہو - لیکن پرانے

مقننین اور بڑے تجربہ کار قانون بنانے والے ایک وہمی خیال کو کبھی نہیں مانتے - اگر وہ یقین کرتے کہ یہ جوش وخروش عشق ہمیشہ باقی رہیگا تو وہ اختیارات طلاق کے وجود ہی کو کیوں قایم کرتے جبکہ ان اختیارات کو معلوم ہے کہ کوئی استعمال ہے مین نہ لائیگا لیکن ایسا نہین ہے - وہ پیشتر ہی سے خیال کر لیتے ہین کہ ممکن ہے کہ اُن دونون فریق مین کبھی مخالفت ہوجاے باہمی نفرت پیدا ہو اور اس بے انتہا عشق کے بعد شدید عداوت ہوجاے - یہ سب کچھہ وہ جانتے ہین مگر لاپروائی سے صاف یہ حکم لگادیتے ہین کہ گو وہ ابتدائی محبت بالکل جاتی رہی اور اس کی جگہہ عداوت ہوجاے تاہم عقد فسخ نہین ہوسکتا جو عقد کے ہوگیا وہ ہمیشہ قایم رہیگا - اگر کوئی قانون ایسا ہوتا جو (یہ حکم دیتا کہ کوئی شخص شریک نہو کوئی شخص کسی کا ولی نہو کوئی کسیکا کارپرداز نہ ہو کوئی کسیکا ساتھی نہو بجز اسکے کہ دوام کے لئے ہو تو یہ قانون کیسا ظالمانہ اور مجنونانہ کہلاتا - مگر باوجودیکہ شوہر شریک بھی ہے ولی بھی ہے کارپرداز بھی ہے ساتھی بھی ہے بلکہ ان سب سے زیادہ ہے تاہم بعض شایستہ ممالک مین نہین ملسکتا بجز اس شرط کے کہ دوام کے لئے ہو - ایک ایسے شخص کے دائمی اختیار مین رہنا جس سے کہ نفرت ہو خود ایک غلامی کی حالت ہے لیکن اس امر پر مجبور کیا جاتا کہ اوسکے ساتھہ ہم آغوش بھی ہو

خود غلامی کی حالت کے لیے بھی مزید بدنصیبی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین ۔ اگر جبر ہے تو دونون پر ہے مگر اس سے تو بد نصیبی اور دو گونی ہو جاتی ہے۔ جبکہ اکثر لوگون کے لیے آتش عشق کو بخوبی اور اطمینان سے بجہانے کا کوئی اور طریقہ بجز شادی کے نہین ہے تو اون کو اسطرف سے پھیر دینا گویا اون کو شادی سے خطائط اور مسرتون سے محروم رکہنا ہے۔ اور یہ کچھہ کم مقدار کی خرابی نہین ہے۔ اور اون کو اس امر کی طرف سے پھیر دینے کے لیئے اس عقد کا دائمی ہونا کچھہ کم خوف کی چیز نہین ہے جب اون کو معلوم ہوا کہ ہم ہمیشہ کے لئے پابند ہون گے گو کتنی ہی خرابے پیدا ہو تو خواہ مخواہ اون کو شادی کے نام سے خوف پیدا ہوگا۔ قاعدہ کی بات یہ ہے کہ شادی ہو یا کوئی ملازمت ہو یا کوئی شہر ہو یا کسی قسم کی شرط ہو اسمین یہ قید لگانا کہ اوس سے کوئی باہر نہین نکل سکتا گویا اوسمین داخل ہونے کی ممانعت کرنا ہے۔ ایک اور عام کیفیت کا بیان کردینا جو مضبوط بنا پر مبنی ہے کافی ہوگا وہ یہ ہے کہ جسقدر خلعیان کم ہون گی اوسیقدر حرام کاری زیادہ ہوگی یعنے کہ زنان لوگ اپنی ازدواج کے ساتھہ باوفا وصادق المحبت نہون گے کیونکہ جسقدر اسباب اور سامان خراب رہنے کے طرف مائل کرنے والے زیادہ ہوتے ہین اوسی قدر خرابیان بھی زیادہ ہوتے ہین جبکہ شوہر وزوجہ بجز ہونے کے

اور کسی وجہ سے جدا نہین ہوسکتے تو ایسی خراب حالت مین کیا کیا خوفناک رغبتین اور جرایم منتج نہون گی۔ بہ نسبت اون جرایم کے جو کہل جائین اون جرایم کی تعداد جو پوشیدہ رہین بہت زیادہ ہوگی اور وجہ یہ ہے کہ اسصورت مین وہ جرایم کی تکمیل کے لئے کافی ہے اونکا ارتکاب سیدہے دل کے آدمی کے لئے بہی بہت آسان ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی نکاحی جورو جس سے اوسکو نفرت ہے اور ایک غیر نکاحی معشوقہ دونون ایک ہی آفت و خطرہ مین مبتلا ہون تو وہ شخص کبہی اوس وفاداری اور سچائی کے ساتھ اپنی جورو کی حفاظت مین کوشش نہ کرے گا جیسی کوشش کہ وہ اپنی غیر نکاحی معشوقہ کے لئے کریگا پس اس ترک فعل سے جو ہلاکت کہ اوسکی زوجہ کو پہونچے گی یہ کیا کہل سکتی ہے اور اسکا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ اس سے بہی انکار نہین ہوسکتا اور نہ اسکی نسبت تجاہل عارفانہ کرنا چاہیے کہ شادی کے قابل الفسخ ہونے کی نسبت بہی چند عذرات ہین اب مین انکا بیان کرتا ہون اور ہر ایک کا جواب دونگا

پہلا عذر۔ اگر طلاق کا رسم جاری ہو تو کوئی شخص شوہر و زوجہ مین سے اپنے اس تعلق و اتفاق کو غیر منقلب و غیر منفک طور سے معین و مستقل نہ سمجہے گا۔ شوہر ہمیشہ ایسی عورت کی تلاش مین رہیگا جو اس موجودہ زوجہ سے زیادہ اوسکو خوش کر سکے۔ علی ہذا القیاس عورت بہی بہی کرلی

رہیگی کہ کون مرد اوسکی شوہر سے اچھا ہے اور اسکی تلاش کریگی کہ کوئی اور اس سے اور اچھا شوہر ملجاے ۔ پس تو ایسی ضروری حالت مین جبکہ تمام سلسلہ و طریقۂ زندگی کا موقوف ہر ایک بے امنی و دائمی غیر اطمینانی قایم رہے گی۔

جواب ۔ یہی خرابی کسیقدر دوسرے ناموں سے شادی کو غیر قابل الفسخ ہونے مین بہی ہے جبکہ فرض کرلیا جاے کہ محبت باہمی شوہر و زوجہ کے جاتی رہے ۔ صرف فرق یہ ہے کہ اوس صورت مین بجاے دوسری زوجہ کے دوسری آشنا کی تلاش اور بجاے دوسرے شوہر کے دوسرے یار کی جستجو رہتی ہے ۔ شادی کے لیے سخت قواعد اور اوسکی ممانعتین جنسے انسان بہت آسانی سے عدول کرسکتا ہے بجاے اس کے کہ شوہر و زوجہ کی نااتفاقی کی روک کرین اوسکو پیدا کرتی ہین، یہ سب جانتے ہین کہ ممانعت اور روک سے خواہش اور زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ مشہور قول عرب ہے اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ فِیْ مَا مُنِعَ ۔ اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو موانع ہین وہ خود خیال کو اپنی طرف متوجہ رکھتے ہین اور اسوجہ سے دل اوس چیز کی طرف متوجہ رہتا ہے لہذا اس امر کی خواہش بڑہتی ہی جاتی ہے کہ کس تدبیر سے ان موانع کو کب دفع کیجیے ۔ پس آزادی کی قاعدہ مین بہت کم ایسے خراب خیالات پیدا ہوتے ہین

جن سے عقد ایک قید کی مثل ہوجاتا ہے۔ شادی کو قابل الفسخ کردو اور دیکھو کہ اگرچہ درجہ اسکان مین جدائیان ٹرہجاتین مگر حقیقت مین درمیان شوہر و زوجہ کے جدائیان بہت کم وقوع مین آدینگے۔

(۲) ہمکو ایک شی کی طرف خرابیان ہی نہین دیکھنا چاہیے بلکہ اوسکے فوائد پر بھی نظر ڈالنا لازم ہے۔ جبکہ دونون فریق کو معلوم رہیگا کہ اون کی کیا چیز جاتی رہے گی اور اونکا نقصان ہوسکتا ہے تو وہ ہمیشہ اون وسائل مسرت کو جس سے اون کی ابتدائی محبت باہمی پیدا ہوئی تہی پیدا کرتے رہینگے اور وہ اس امر کی۔ اور زیادہ فکر رکھینگے کہ ایکدوسرے کی طبیعت کے موافق بات کرے اور ایکدوسرے کو خوش رکہے اور اون کو معلوم ہوگا کہ اپنی رغبتون اور اپنی شکم پرستیون کو کسیقدر دوسرے کے لئے ترک کرنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے کی فکر اوسکا لحاظ اوسکی اطاعت شادی کے بعد ہی قایم رہیگی اور جو جو امور قبل شادی محبت کے حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہین وہ سب بعد شادی اوس محبت کے قایم رکہنے کے لئے کئے جائینگے۔

(۳) نوجوان لوگ جنکی عنقریب شادی ہونے والی ہے اپنے والدین کی طمع اور لالچ کے ہاتھ سے تباہ نہ ہون گے۔ جو شادی کے قابل الفسخ ہونے سے اون والدین کو اسطرف توجہ کرنا ہوگی

کہ لڑکی اور لڑکے مین جنکی شادی ہونے والی ہے باہمی رغبت بہی ہے یا نہین اور اسوجہ سے صرف دولت یا کسی اور طمع سے ایسی شادی نہ کر دیا کرینگے جو بعدہ باہمی نفرت کے وجہ سے فسخ ہو جاسے اور وہ لوگ اسکا بہی لحاظ رکھینگے کہ ان دونون مین وہ توافق بہی ہے جسپر کہ مسرت باہمی موقوف ہے - یعنے علم اور تعلیم اور مذاق کی موافقت - اور پہر یہ امر ممکن نہوگا کہ دولت کے ساتھہ شادی کیجاسے بلا اسکے کہ دولت کے مالک کے ساتھہ عقد ہو - قبل شادی کے کرنے کی یہ بہی فکر ہوگی کہ اوسکے لیے دوام اور مضبوطی حاصل کیجاسے -

دوسرا غدر - ہر ایک فریق چونکہ اس تعلق عقد کو غیر مستقل اور چندروزہ سمجہیگا لہذا ایک دوسرے کے فواید کا حصول مالی فایدہ کا کچہہ لحاظ نرکہیگا اور بے پرواہی سے اوسکا انتظام کریگا اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ گہر مین فضول خرچی غفلت اور ہر قسم کا خراب انتظام رہیگا

جواب - شراکت تجارت مین بہی خوف ہے مگر بہت کم نقصان وجود مین آتا ہے شادی قابل الفسخ مین ایک ایسی بندش ہے جو شراکت تجارتی مین نہین ہے اور وہ بندش تمام اخلاقی بندشون سے زیادہ مضبوط اور قیام پذیر ہے، یعنی اپنے اولاد کے ساتھہ محبت یہہ محبت ایسی ہوتی ہے کہ اون شوہر و زوجہ کی محبت باہمی کو

اور جوڑ دیتی ہے ہم اس ناقابل الفسخ شادی کی صورت مین
بہت کثرت سے نا کفایت شعاری اور خراب انتظام خانہ داری دیکھتے
ہین بہ نسبت شراکت تجارت کے یہ نتیجہ ہے اوس لیے پرواہی
اور نفرت کا جسکی وجہ سے اون شوہر وزوجہ مین جو ایک دوسرے
سے تھک گئے ہین اس امر کی ضرورت پیدا ہوتی ہے کہ ایک دوسرے
سے جدا ہو جائین اور کوئی امر ایسا ہو جس سے ایک کا دل دوسرے
کیطرف سے ہٹ جائے اور اس ناقابل الانفساخ شادی کی صورت
مین نفرت باہمی اور اس امر کا ہر وقت خیال کہ ہم لوگ کسیطرح ایک
دوسرے سے جدا نہین ہو سکتے اور اسکا رنج ایسا قوی ہوتا ہے
کہ وہ اخلاقی بندش محبت اولاد کی بھی ڈھیلی جاتی ہے اور اون
کی تعلیم اور اون کی آئندہ مسرت کا کچھہ خیال نہین رہتا اور اسوجہ
سے جو خوبی کہ فایدہ شترکہ کی ہوتی ہے وہ بھی جاتی رہتی
ہے اور ہر ایک اپنے مسرت کی تلاش رہتا ہے اور اوسکا کچھہ خیال
نہین کرتا کہ دوسرے پر کیا گذرتی ہے ۔ اس اصول ناتفاقی
کی وجہ سے کامون مین ہزارون قسم کی غفلتین اور بدانتظامیان
ہوتی ہین اور اس باہمی مغایرت کا اکثر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ
اون کی دولت تباہ ہو جاتی ہے لیکن اگر آزادی ہو اور عقد
فسخ ہو سکے تو یہ خرابیان کبھی نہ ہون ۔ کیونکہ قبل اسکے
کہ اون کے فوائد کا بہ سبب مغایرت کے نقصان ہو نفرت

کی وجہ سے وہ خود ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے۔
طلاق کی آسانی کی وجہ سے فضول خرچی اور رک جاتی ہے بجاے اسکے کہ پیدا ہو کیونکہ ہر ایک فریق دوسرے کی قدر کرے گا لہذا اس امر کا خیال رکھیگا کہ کوئی وجہ دوسرے کی رنجش کی پیدا نہ ہو۔ اور چونکہ دونون فریق بیش بینی کرینگے اور اسکی وجہ سے کفایت شعاری کی پوری قدر ہوگی لہذا یہ کفایت شعاری اون دونون کی نظرون مین ایک ایسی بڑی لیاقت کی چیز سمجھی جائیگی کہ اوس کی وجہ سے صدہا غلطیان چھپ جائینگی اور بہت سی غلطیان اسکی بدولت معاف ہو جایا کرینگی علاوہ اس کے یہ امر ظاہر ہے کہ طلاق کی صورت مین اوس فریق کو جو اپنی خراب چال چلن یا فضول خرچی مین بدنام ہو چکا ہی بہت مشکل سے ایسا موقع ملے گا کہ نیا فایدہ مند تعلق پیدا کرے۔

تیسرا غدر۔ شادی کے قابل الفسخ ہونے کی صورت مین فریق زبردست کے دلمین اس امر کی رغبت پیدا ہوگی کہ وہ فریق ضعیف سے بدسلوکیان کرے تاکہ وہ طلاق پر اپنی رضامندی ظاہر کرے۔

جواب۔ یہ غدر مضبوط ہے اور مقنن کو ضرور ہے کہ اسکی طرف زیادہ توجہ کرے۔ لیکن خیریت یہ ہے کہ ایک تھوڑی

سے بیتیں یہی اس خطرہ کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ یعنے
درحالت بدسلوکی یہ انتظام کیا جاوے کہ جس فریق کے ساتھ
بدسلوکی کی گئی ہے وہی فریق تنہا خودمختار کر دیا جاوے،
اس صورت مین شوہر کتنا ہی خواہشمند طلاق کا ہوتا کہ دوسری
کے ساتھ شادی کرے مگر اپنی زوجہ کے ساتھ جس سے
طلاق ہونا چاہتا ہے بدسلوکی کرنے سے ڈرتا رہے گا تاکہ
ایسا نہ ہو کہ یہ سمجھا جاوے کہ وہ طلاق کی نسبت مرضی زوجہ حاصل
کرنے کے لئے جبر کرتا ہے۔ پس یہ خراب اور جنونی وسائل
جب ممنوع ہوے تو وہ شخص بھر صرف خوشامد اور ملایمت ہی سے
اپنی زوجہ کی مرضی جدائی کی نسبت حاصل کرسکیگا۔ اگر اوس کے
پاس وسائل ہین تو اوس عورت کی رضامندی جدائی پر اوسکو
ایک جدا گانہ گذارہ یا تنخواہ دیکر حاصل کرے گا یا خود بطور مرد کے
اوسکے لئے دوسرا شوہر تلاش کر دیگا۔

چوتھا عذر۔ جبکہ قانون نے ان باپ کو باہم ایکدوسرے
سے جدا کر دیا تو اولاد کا کیا حال ہوگا۔

جواب۔ اگر موت اون دونون کو جدا کر دیتی تب اولاد
کا کیا حال ہوتا بلکہ طلاق کی صورت مین وہ خرابیان جو بچون کو
اٹھانا پڑینگی وہ اسقدر نہین ہین جو موت کی حالت مین
ہین کیونکہ طلاق کی صورت مین ممکن ہے کہ اولاد اپنے والدین

مین سے اوس شخص کے پاس رہے جسکی حفاظت اون کے لئے زیادہ ضروری ہے قانون اون بچون کی فوائد کے لحاظ کرکے یہ امر قرار دیگا کہ لڑکے باپ کی سپرد ہون اور لڑکیان مان کی۔ والدین کے مرجانے کی صورت مین بچون کے لئے یہ خوف رہتا ہے کہ وہ سوتیلی باپ یا سوتیلی مان کے اختیار مین پڑتے ہین جو ممکن ہے کہ اون کو دشمنی کی نظر سے دیکھے خصوصًا لڑکیان چون کہ ہر وقت اپنی سوتیلی مان کے ساتھہ رہنے پر مجبور ہین تو اون کا بہت سخت بدسلوکیون کے ساتھہ مقابلہ ہوتا ہے طلاق کی صورت مین یہ خوف نہین ہے کیون کہ لڑکے اپنے باپ کے پاس رہین گے۔ اون کے تعلیم دے اور لڑکیان اپنی مان کے پاس رہیگی۔ اون کی تعلیم کو اوسقدر نقصان نہ پہونچے گا جسقدر کہ خانگی رنجون اور لڑائیون اور نفرتون سے پہونچتا طلاق کی صورت مین اگر اولاد کے فوائد اس امر کے مقتضی ہون کہ نکاح ثانی کی ممانعت کی جاسے تو وفات کی حالت مین بہی فوائد اور بہی زیادہ مضبوط دلائل سے اس نکاح ثانی کی ممانعت کی مقتضی ہون گے۔

یہ فسخ عقد عظیم کام ہے اور ضرور ہے کہ دستورات ورسم کے ساتھہ ہوتا کہ یہ دستورات ورسم کم یا زیادہ کسیقدر اوس طمع وغیرہ کا علاج کرسکین جسکی وجہ سے یہ فسخ وقوع مین

سے آئے اور فریقین کو پھر عذر کرنے کو فرصت ملی مجسٹریٹ کا بھی پڑنا سے درمیان مین ضرور سے وری ہے صرف اسوجہ سے نہین کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ شوہر نے بجبر اپنی عورت کی مرضی اس فسخ کی بابت نہین حاصل کی ہی بلکہ مجسٹریٹ کے درمیان پڑنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ طلاق مانگنے اور طلاق ملنے کے درمیان مین ذرا وقفہ ہوگا اور شاید اس وقفہ مین فریقین باہم رضامند ہوجائین —

یہ ایک ایسا مضمون ہے جسکی نسبت آرا ہمیشہ مختلف رہینگی کیونکہ ہر شخص کو میلان خاطر اسیطرف رہیگا کہ وہ بموجب اون بہترائیون اور خرابیون کے جو اوسنے خود کسی خاص حالات مین اس طلاق سے نتیجہ ہوتے دیکھین یا بموجب اپنے ذاتی فوائد یا نقصان کے طلاق کو اچھا یا برا کہے گا —

انگلستان مین عقد صرف اوسیوقت منسوخ ہوتا ہے جبکہ زوجہ کا زنا کرنا ثابت ہوجاتا ہے مگر اس فسخ کے حاصل کرنے کے لیے بہت سی عدالتون مین جانا پڑتا ہے اور بموجب ایک ایکٹ پارلیمنٹ کے کم سے کم پانچ سو پونڈ اسٹرلنگ صرف پڑتا ہے (ہزار روپیہ) اور اسوجہ سے صرف خاص درجہ کے لوگ حاصل کرسکتے ہین جنکے پاس کافی روپیہ ہے —

اسکاٹ لینڈ میں شوہر کا زنا کرنا کافی وجہ طلاق ہے۔ اس صورت میں قانون کسیقدر ملائم اور آسان ہے تاہم خالی ابسختی نہیں ہے کیونکہ فسخ عقد کی صورت میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ فریق مجرم اوس کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا جس سے کہ اوسنے زنا کیا تھا۔

ملک سوئٹزرلنڈ میں کسی فریق کے زنا سے طلاق جائز ہے جو مشکل اسیکے ہے جیسا کہ رضامندی باہمی سے طلاق حاصل کیجائے کیونکہ جب شوہر عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے تو اپنے تئین عمداً مجرم زنا کا بناتا ہے اور اسوجہ سے عقد فسخ ہوجاتا ہے ۔

ڈنمارک میں بھی ایسا ہی ہے مگر شرط یہ ہے کہ سازش باہمی ثابت نہو قانون فریڈرک کے بموجب فریقین اپنی خوشی و مرضی سے جدا ہوسکتے ہیں اور ایک سال کے بعد دوسری شادی کرسکتے ہیں یہ بہتر ہوتا اگر ان ایام کا ایک ٹکڑا اس امر میں صرف کیا جاتا کہ طلاق ملتوی رہے۔

جنیوا میں زنا سبب طلاق ہوتا ہے لیکن صرف نا اتفاقی عادات شوہر و زوجہ کی وجہ سے بھی طلاق ہوسکتی ہے ۔

عورت جب اپنی شوہر کے گھر سے اپنے اعزا و احباب کے گھر کو جاتی ہے تو شوہر کو طلاق مانگنے کا موقع مل سکتا ہے اور اگر اسپر اصرار کیا جائے تو پھر وہ قانونی اثر پیدا کرتا ہے یعنی طلاق ہوجاتا ہے

مگر تاہم وہان طلاق بہت کم ہوتا ہے - اور وہان دستور ہے
کہ جب طلاق دیا جاتا ہے تو تمام چرچون مین اسکا اشتہار دیا
جاتا ہے اور شمار رہے سب لوگ ڈرتے ہین کیونکہ یہ
ایک قسم کی سزا اور تنبیہہ عام سمجھی جاتی ہے -

جب فرانس مین اولاً یہ قاعدہ جاری کیا گیا کہ فریقین کی
خوشی پر عقد قابل الفسخ ہے تو دوسال کے اندر شہر پیرس
مین پانچ یا چھ سو طلاق ہوئی لیکن اس امر کو سمجھنا مشکل ہے
کہ ایسے جدید قاعدے اور طریقہ کا پہلی پہل کیا اثر ہوتا ہے -
جہان کہ طلاق کو جائز ہوئے مدتین گذر گیئین اون ملکون
مین بہت کم طلاق ہوتی ہین -

جو وجوہ کہ قانون بنانے والے کو طلاق کی اجازت دینے سے
منع کرتے ہین وہی وجوہ اشخاص کو ایسی اجازت سے مستفید
ہونے سے روکتے ہین جو گورنمنٹ کہ لوگون کو طلاق دینے سے
منع کرتی ہے وہ گویا اس امر کا فیصلہ کرتی ہے کہ وہ لوگون کی
ذاتی اغراض اور فوائد کو اوس سے زیادہ سمجھتی ہے جیسا کہ
وہ لوگ خود سمجھتے ہین ایسا قانون اگرچہ اثر رکھتا ہے تو وہ
خراب اثر ہے -

تمام شایستہ ملک مین وہ عورتین جو اپنے شوہرون کے ساتھ سے

ظلم و بدسلوکیان اوٹھاتی ہین مجاز نہین کہ عدالت سی جدائی حاصل کرین جسکو سپریشن کہتے ہین مگر اس صورت مین فریقین مین سے کوئی مجاز دوسری شادی کا نہین ہے - صرف اصول رہبانیت ہی جو درحقیقت کل مسرتون کا دشمن ہے -
اس طریقہ کے دفع تکلیف کو پسند کرتا ہے یعنی شوہر و زوجہ بالکل جدا رہین اور تمام عمر دوسری شادی نکرین -
اس صورت مین وہ عورت جسنے عقد مین آکر جدائی لے اور اسکا ظالم شوہر دونون ایک ہی حالت مین ڈالدیے جاتے ہین مگر یہ شادی حال صرف ظاہری ہے حقیقت مین نہایت غیر مساوات ہے - مرد کو بڑی آزادی دیدیگی ہی اور عورت پر سخت پابندیان اور قیود ہین -

دفعہ ۳

کن شرائط پر

اب صرف بحث یہ ہے کہ وہ کون عام شرائط نکاح ہین جو بموجب اصول منافع عامہ کے کثیر التعداد نمبر کے لوگون کے مناسب حال ہون کیونکہ خاص شرائط کا کرنا اونھین لوگون پر چھوڑنا چاہیے جنکو معاہدہ نکاح سے تعلق ہو یا یون کہو کہ ان شرائط کو اونھین لوگونکی مرضی پر چھوڑنا لازم ہی مگر چند مستثنیات عامہ لگاکر -

پہلی شرط از وجہ مرضی شوہر کی ماتحت ہوگی مگر اوسکو
اختیار ہے کہ کسی امر کی نسبت عدالت مین استغاثہ کرے
ممکن ہے کہ کبھی ایسے دو اشخاص کی مرضیون مین اختلاف واقع
ہو جو اپنی زندگی یکجا و باہم بسر کرتے ہین لہذا خوبی اس امر کی
مقتضی ہے کہ ایک قسم کی افسری و ماتحتی قائم کیجاے جس سے کہ تمام
قسم کی نزاعات کی روک ہو اور جس سے یہ فسادات ختم ہو جائین
وہ افسری مرد کو دی گئی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مرد ہی کیون
حکومت کرے اسکا جواب یہ ہے کہ مرد عورت سے زیادہ قوی
ہے اسکے ہاتھہ مین حکومت خود اپنے تئین قائم رکھہ سکتی ہے۔
اگر عورت کے ہاتھہ مین حکومت دیجاے تو ہر لمحہ اوسکے
شوہر کی طرف سے نزاعات قائم ہوا کرینگے۔ صرف یہی ایک دلیل
نہین ہے بلکہ یہ سبب بھی ہے کہ جو طریقہ مردون کی زندگی و معاشرت
کا ہے اوس طریقہ کی وجہ سے ممکن ہے کہ مرد کو زیادہ تجربہ حاصل
ہو اور کامون کے سرانجام دینے کی زیادہ لیاقت ہو اور دل
اوسکا زیادہ مضبوط و مستقل ہو۔ گو اس باب مین چند مستثنیات
بھی ہون مگر ہر قاعدہ عامّہ مین کچھہ نہ کچھہ مستثنیات ہوتے ہین۔
ہمنے یہ بھی کہا کہ عورت کو اختیار ہے کہ کسی امر کی نسبت
عدالت مین استغاثہ کرے۔ یہ شرائط ہمنے اسواسطے لگاے
کہ یہ ہمارا منشا نہین ہے کہ مردون کو ظالم بنائین اور عورتونکو

جو فطرتی ضعیف ہین اور اسی وجہ سے انکو قانونی حفاظت
کی زیادہ ضرورت ہے۔ [illegible] ایسی حالت ملازمی ہے [illegible] والدین کہ
ہمیشہ ظلم اوٹھایا کرین — عورتون [illegible] الزام [illegible] کردیا
جاتا ہے — [illegible] لاتے ہین [illegible] قوانین نکاح ایک مجموعہ ظلم
ہین اونکو صرف مردون نے [illegible] مرتب کیا ہے [illegible] لوگون
نے جنھون نے برخلاف اسکے اپنے بے معنی [illegible] ادعا
سے یہ خواہش کی کہ عورتون کو بالکل مردون کی برابر کردینا
عورتون کے لیے صرف ایک خوفناک خیال پیدا کیا ہے اور یہ
نہین بذریعہ قانون کے عورت کو حتی الامکان اس ضرورت
سے بری کردینا کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے اور اسکی قوت
وسلطنت [illegible] قوت [illegible] حیثیت کردینا ہے
مرد کو جب [illegible] اختیار [illegible] کا یقین ہو جاتا ہے تو اوسکو [illegible]
[illegible] نہین ہوتا اور اسوجہ سے وہ خود ان اختیارات [illegible]
استعمال [illegible] انتظام کے بجاے [illegible]
پیدا کردیتی [illegible] مخالف عورت [illegible] اختیارات دو تو عورتین
[illegible] ان مین زیادہ [illegible] اوسکا غرور [illegible]
کریگا اور وہ ایک خوفناک مخالف بنجایگا اور جب وہ دیکھیگا کہ کیا
اختیارات اوس سے لیے گئے اور لیا اوسکے لیے چھوڑ دیے
گئے تو وہ تمام اپنی گوشہ نشین سے معروف کریگا کیا اپنی عادت کو

پھر قائم کرے اسوجہ سے ہمیشہ خانگی نزاعین قائم رہین گی۔

دوسری شرط انتظامات پر صرف شوہر کا اقتدار رہنا چاہیے۔ یہ نتیجہ بیچ وبلا واسطہ اون اختیارات کا ہے جو مرد کو حاصل ہین اور علاوہ اسکے عموماً اوسی کی محنت پر تمام خاندان کی پرورش ہوتی ہے۔

تیسری شرط جائداد شوہر و زوجہ کی استعمال مشترکہ ہونا چاہیے اسکے لیے وجوہ ہین۔ اولاً عہد کی مساوات ثانیاً تا فریقین اپنی خانگی بہترائی اور بہبودی کی طرف برابر توجہ کرین لیکن چونکہ اصل اصول یہ قائم ہوا ہے کہ زوجہ شوہر کے اختیار مین ہے لہذا اس تیسرے اصول مین خواہ نخواہ کسیقدر ترمیم ہوتی ہے اختلاف طریق معاشرت اور اختلاف اقسام جائداد کی بیان کے لیے بڑی تفصیل درکار ہے جسکا اس جگہ موقع نہین ہے۔

چوتھی شرط زوجہ کو لازم ہے کہ ہمیشہ عفیفہ رہے۔ اس امر کے دلائل کہ زناکاری جرم ہے قوانین فوجداری کے ذکر مین آئے گا۔

پانچوین شرط شوہر کو بھی پاکدامن رہنا لازم ہے۔ گو اس امر کے دلائل کہ جو مرد کو اگر وہ کسی اور سے فعل شنیع کرے کیوں سزا دیجائے اسقدر مضبوط نہین ہین۔

تاہم وہ دلائل اسقدر قوی ہین کہ جنسے اس شرط سے کہ جایداد کا شوہر
منتقل نہ ہوئے گا۔ اون دلائل کا ذکر بھی قوانین فوجداری کے
بیان مین آئے گا۔

دفعہ ۴
کسی عمر مین

کس عمر مین شادی کرنے کی اجازت ملنا چاہیے — کسی قدرتی
عمر کے پہلے شادی کرنیکا اختیار نہ ملنا چاہیے جس عمر مین کہ قوت تمیز
معاہدہ کے حدود وستور کے سمجھنے کے لائق تصور کیے جائیں اور
یہ قاعدہ اون ممالک مین اور بھی زیادہ سخت ہونا چاہیے جن ممالک
مین کہ نکاح ناقابل الانفساخ ہے — کیونکہ ایسے مقامات مین جہان
کہ افسوس بیکار ہے تعجیل معاہدہ کے روکنے کے لیے بہت
پیش بینی کرنا چاہیے اور بیشک ایسے مقامات اور ایسے حالات مین
شادی کرنیکا اختیار کبھی اوس عمر کے پہلے نہ ملنا چاہیے جس عمر مین
کہ جایداد کا انتظام اشخاص کے ہاتھ مین دیا جاتا ہے انسان کو
اوس عمر مین اپنی زندگی کا انتظام کرنے کے اختیارات دیدینا جس عمر
مین کہ وہ دس روپیہ کی زمین بیع کرنیکا مختار نہین ہے ایک حماقت ہے

دفعہ ۵
کسکی مرضی پر

کون شخص مجاز ہے کہ شوہر یا زوجہ کو پسند کرے اور کسکی مرضی

اور پسند سے شادی ہونا چاہیے - اِس سوال سے دیکھنے
مین ایک حماقت ظاہر ہوتی ہے اور اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ گویا علاوہ فریقین کے جنکی شادی ہونیوالی ہے کسی
شخص ثالث کی مرضی پر شادی کا ہونا بھی ممکن ہے -
قانون یہ اختیارات باپ کے ہاتھ مین نہین دیسکتا کیونکہ وہ
دو چیزین جو ان اختیارات کے استعمال مین ضروری ہین
باپ مین باقی نہین جاتین اولاً تو اون امور سے وقوف
جنپر کسی چیز کا پسند کرنا موقوف ہے - ثانیاً وہ خواہش
وپسند جس سے نتیجہ بخیر ہوتا ہے -
والدین واولاد نہ تو دونون کسی چیز کو ایک نظر سے دیکھتی
ہین نہ اوس چیز کا اون دونون کے دلون پر ایک قسم کا اثر
ہوتا ہے ممکن ہے کہ باپ کی نظر مین ایک چیز عمدہ ہے
بیٹے کی نظر مین وہی چیز نہایت خراب ہے -
باپ کو ایک شخص سے نفرت معلوم ہوتی ہے - بیٹے کو اوس سے
عشق ہے - دونون کے مذاق ایک نہین ہین جوانو
مین عشق کا مزا ہے بوڑھے لوگ عشق کی کچھ پروا نہین کرتے
اکثر بجے دولت کو ایک حقیر چیز سمجھتے ہین مگر ماں باپ
کی تمام استیطرف توجہ ہتی ہے بیٹے کی خواہش تو یہ ہے
کہ وہ خوش رہے اور باپ کی خواہش یہ ہے کہ بیٹا بظاہر
خوش معلوم ہو یعنی دولت ومال اوسکے پاس زیادہ ہو -

[illegible] تمام [illegible] پر سے یہ تصدیق کردے
[illegible] جو اوسکی [illegible] تمام اوس خواہش کا باعث ہے —
[illegible] باپ کی لیے یہ امر بہت ناگوار و تکلیف دہ [illegible]
[illegible] جبکو وہ ناپسند [illegible]
مگر [illegible] اولاد اوس ہمراز اور ہمدم محبت سے محروم رکھے
جو اوسکو [illegible] حاصل ہو سکتا تھا اور جسکی وجہ سے اوسکی زندگی اوس مسرت
سے گذرتی — باپ کی تکلیف ہوگی صورت مین اوسکو پہونچیگی
کی تکلیف کی برابر نہین ہے جو اوسکو اوس محرومی کی صورت مین
پہونچیگی — باپ کی مدت حیات کو جو اوسکو بسر کرنا بظاہر ممکن
معلوم ہوتا ہو بیٹے کی مدت حیات سے جو اوسکو بسر کرنا باقی ہے ملاؤ
اور ان دونون کا مقابلہ کرو اور تب دیکھو کہ یہ امر جائز ہے کہ
اوس حیات کو جو ابھی ابتدائی حالت مین اوس حیات کے لیے
جو اب قریب الاختتام ہے تباہ کر دو باپ کو صرف یہ اختیار دینا چاہیے
کہ وہ اولاد کو شادی سے منع کر سکے گا — یہ عذر ہے جو مینے بیان کیا
لیکن اوس صورت مین جبکہ باپ کو یہ بھی اختیار ہو کہ وہ اپنی
دختر کو اوس شخص کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کر سکے جس سے وہ
نفرت کرتی ہے یہ عذر اور بھی مضبوط اور سخت ہو جائیگا —
اولاد کی محبت زیادہ تر اپنی ماں باپ کی محبت پر موقوف ہے یعنی اکثر
جس سے ماں باپ زیادہ ملتے ہین اور محبت کرتے ہین اوس سے
اولاد بھی محبت کرنے لگتی ہے اولاد نرینہ مین تو کم مگر لڑکیون مین

یہ امر بہت ہوتا ہے لیس اگر والدین اس اختیار کے استعمال مین غفلت کرین یعنی اس امر کی کوشش نکرین کہ اولاد کی محبت کو کسی شخص کی طرف جسکو وہ پسند کرتے ہون متوجہ کرین اور اولاد کو بالکل بے بیرو یا چھوڑ دین کہ زمانہ اور اتفاق جدہر چاہے اونکی پسند کو لیجاے اور جدہر چاہے اونکے دلکو متوجہ کردے تو اوسکا الزام اونکو خود اوٹھانا چاہیے اولاد پر اسکا الزام عائد نہین ہوسکتا۔ لیکن والدین کا ان اختیارات کو لے لینا کہ وہ اپنی اولاد کو کسی شادی پر مجبور یا اوسے روک سکین اس سے یہ امر لازم نہین آتا کہ اونسے اس امر کے اختیارات بھی لے لیے جائین کہ وہ اوس شادی مین کسیقدر توقف کرسکین اور اوسکو ٹالین یا اور کوئی اعتدال کی صورت نکالین۔ اوس عمر کے جسمین شادی ہوسکتی ہے دو زمانے کرنے چاہییے پہلے زمانہ مین عدم حصول رضامندی والدین کافی وجہ شادی کی روک کے لیے ہونا چاہیے۔ دوسرے زمانہ مین گو شادی بالکل نہ رک سکے تاہم والدین کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ رسم شادی پورے ہونے کو چند ماہ تک ملتوی کرسکین یہ زمانہ اسواسطے ملنا چاہیے کہ شاید اس زمانہ مین والدین نصیحت و پند کے ذریعہ سے کچھ کرسکین۔

یورپ کی ایک ملک مین ایک عجیب رسم جاری ہے جو انہی عہد گی مین مشہور ہے۔ وہ یہ ہے کہ نابالغ کی شادی کے لیے والدہ کی مرضی ضرور ہے بجز اسکے کہ وہ نابالغ بھاگ جائین اور بلا گرفتاری۔

لیکن اگر وہ حسن اتفاق سے کسی موضع مین پہنچ جائین اور فوراً
کسی شخص کے جو اونکے پاس سے گذرے وہ درخواست کرین کہ ہم
لوگون کا نکاح ٹھہرادو اور وہ شخص بلا کسی سوال و جواب کے فوراً
نکاح ٹھہرادے تو وہ نکاح جائز اور باپ کو پھر کچہ اختیار باقی نہین
رہتا۔ معلوم نہین کہ یہ رعایت کیون رکھی گئی ہے یا تو اون لوگونکو
لیے ہے جو تقدیر آزمائی کرتے پھرتے ہین یا اس سے مطلب یہ ہے
کہ اختیارات پدری ضعیف ہوجائین اور اس سے شادیون کا
رسم ہوجائے جسکو اور جگہ غیر کفو مین شادی کرنا کہتے ہین۔
دفعہ ۶۔ کیا آدمیون مین یہ عقد جائز ہونا چاہیے؟
ایک ہی وقت مین کئی آدمیون مین عقد نکاح ہونا چاہیے یعنی
آیا ایک مرد کی کئی زوجہ اور ایک زوجہ کے کئی شوہر ایک
وقت مین ہونا مناسب ہین یا نہین۔ اسکو انگریزی مین
(پالگمی) تعدد ازدواج کہتے ہین (پالگمی کی دو قسمین ہین۔
مفرد یا مرکب۔ مفرد پالگمی کی پھر دو قسمین ہین۔ پالجینی
یعنی تعدد موطوات اور پالی انیڈ یا یعنی تعدد واطئین۔
سوال۔ یہ ہے کہ پالجینی یعنی تعدد ازدواج مفید ہے یا مضر
اسکی تائید مین جو کچہ کہ کوئی شخص کہہ سکتا ہے وہ صرف خاص
مقدمات اور خاص حالات سے جو گذر جانے والے ہین متعلق
ہے۔ مثلاً جب کہ کوئی شخص بسبب علالت اپنی زوجہ کے نکاح
کے ذائقہ کی مسرت سے محروم رہے یا بسبب ملازمت وغیرہ کے

[illegible] ہے کہ اپنے وقت کو دو مقاموں میں صرف کرے — یہ امر کہ بالجینی مردون کو بعض اوقات پسندیدہ ہو سکتی ہے لیکن عورتون کو کبھی پسند نہوگی — اور جب کوئی مرد دو شادیان کریگا دونون عورتون کی راحت اور انکا فائدہ برباد جائیگا —

(۱) اگر بالجینی کی اجازت دیجاے تو حالتون کی غیر مساوات بڑھ جائیگی — دولت کی زیادتی کا میلان غیر مساوات کی طرف پیشتر ہی تھا اور بالجینی کا جواز اوس غیر مساوات کو اور بھی بڑھا دیگا — ایک دولتمند آدمی ایک غریب لڑکی سے شادی کرکے اپنی دولتمندی کی وجہ سے اس حق کو حاصل کریگا کہ اوس غریب لڑکی کے لیے ایک رقیب پیدا کرے اوسکی ہر ایک زوجہ گویا صرف نصف خاوند رکھیگی حالانکہ ممکن تھا کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کو خوش رکھتی جو شخص کہ اس دولتمند شخص کی طمع ازواج کثیرہ کی وجہ سے محروم رہگیا — پس نتیجہ یہ ہے کہ اگر بالجینی جائز رکھی جاے تو دولتمند لوگ اس سے بہت زیادہ مستفید ہونگے اور جو غیر مساوات کہ دولت کی وجہ سے پیشتر ہی سے اونھون نے پیدا کی ہے اس بالجینی کی وجہ سے بڑھ جائیگی —

(۲) امن و امان بھی باقی نرہیگا — جو حسد رقابت ان سوتون میں ہے

وہ اونکی اولاد کا متعصب ہونا یہ اولاد دو ماؤن سے گو وہ باپ ہی کی ہونگی
اور دو مختلف مادون سے پیدا ہونگی ہر ایک کی افسردگی یا دوران ہونگی
جو جاننا کہ حق کا تعلق ہے سب حقوق مین مساوی ہین۔
پس ہر وقت ایک ماد کے جدال و فتنہ و فساد و عداوت گھر
مین قائم رہیگا۔ ایسی اولاد کی محبت بھی اپنے باپ سے کم ہوگی۔
کیونکہ ہر اولاد اپنے باپ کو سمجھیگی کہ ہمارے دشمن کا حافظ
ہے اور اوسکے تمام افعال خواہ وہ مہربانی کی ہون خواہ سختی
کی ماؤن کی طرفداری ہونگی۔ اس بغض و عداوت کی حالت مین
اولاد کی تعلیم خاک مین ملجائیگی بعض لڑکے باپ کی نفرت
کی وجہ سے اور بعض افراط محبت سے غارت ہونگے
مشرقی ملکون مین باوجود تعدد ازدواج کے بعض گھرون مین
جو امن و امان ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ عورتین غلامی کی حالت مین ہین
دفعہ ۷ - کن رسوم کے ساتھ عقد ہونا چاہیے ۔۔۔ ان رسوم
مین دو مقصود پیش نظر رہنا چاہیے۔ اولاً یہ کہ دونون فریق
کی رضامندی بلا جبر و اکراہ اور اونکی عقد کا جواز محقق ہوجائے
ثانیاً یہ کہ اس واقعہ عقد کا اشتہار ہو اور سب لوگ جان جائین
تاکہ ایک ثبوت کامل عقد کا قائم رہے۔ اسکے علاوہ یہ بھی
مناسب ہے کہ فریقین عقد پر ظاہر کردیا جاے کہ کیا کیا حقوق

اونکو حاصل ورکھا لیا ذمہ داریان اوسپر عائد ہوتی ہین—
بہت سی اقوام نے اس عقد کو ایک عظیم اور قابل تعظیم فعل
بنایا ہے اور اسمین شک بھی نہین ہے کہ جو فعل ایسے رسوم
خواص عظیم کے ساتھ کیا جاتا ہے خیالات پر اوس فعل کا بڑا اثر پڑتا ہے
اور اوسپر اوسکی قوت اور عظمت کا نشان پڑجاتا ہے—
اسکاٹلینڈ مین قانوناً عقد کے لیے کوئی ایسی رسم ضرور
نہین ہین ایک گواہ کے سامنے فریقین کا اقرار نکاح کرلینا
نکاح کو بالکل جائز کردیتا ہے اور اسیوجہ سے انگلستان کے
نوجوان لڑکے جو عشق مین قید ہوجاتے ہین اور اونکو یارا ے
تحمل باقی نہین رہتا تو اکثر ایسی سرسری شادی کرلینے کی غرض
سے اسکاٹلینڈ بھاگ جاتے ہین— عقد نکاح کی شکل اور اوسکی
خاص رسوم قائم کرنے کے وقت دو خوفون سے حفاظت رکھنا چاہیے
اولاً یہ کہ وہ رسوم ایسی تکلیف دہ اور بارگران نہوجائین کہ بالآخر
وہ رسوم وغیرہ ایسی صورتونمین جہان کہ رضامندی اور قابلیت
تعہد حاصل ہے معاہدہ عقد کے مزاحم ہون— ثانیاً جس
شخص کی موجودگی بروقت معاہدہ نکاح ضرور ہے اوسکو اتنے
عظیم اختیارات نہ دیدیے جائین کہ وہ اونکو غلط اور برے مقصدو
کے لیے استعمال کرے ❊

تمت

مرزا سلیمان کاتب

شاگرد نواب علی متخلص حسرت